

مہیج الاحزان

علامہ حسن بن محمد علی یزدی



وَلِی الْعَصْرِ ثَوْتُ

مہجۃ الاسرار

سید محمد شہر عباس
ہیدرآباد، سندھ، پاکستان

تالیف

آقانی حسن بن محمد علی یزدی

ترجمہ

مولانا سید ظل سنین زیدی سرسوی

پیشہ کتہ : سید محمد شہر عباس

ولی العصر رٹ

ضلع جھنگ

ترجمہ



جملہ حقوق دانی بحق السید محمد شہر عباس

محفوظ ہیں

حکیم سکیہ

ہمچ الا حزان

انامی حسن بن محمد علی یزدی

مولانا سید ظل حسین زیدی ستروی

۱۹۹۶ء بمطابق ۱۴۱۷ھ

۱۰۰۰

حضرت کیلیا نوالہ

ولی العصر، رتہ متہ ضلع جھنگ

اسٹاکسٹ

افتخار یک ڈپو۔ بین بازار اسلام پور لاہور

سید سید
جلیل الشہداء علیہ السلام کی مدینہ منورہ سے بسوئے مکہ معظمہ
۵۱-۸

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۷	عرض ناشر	۰
۹	مقدمہ	۰
۲۳	پہلی مجلس حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مدینہ منورہ سے بسوئے مکہ معظمہ روائی۔	۱
۵۶	دوسری مجلس حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا مکہ معظمہ سے بسوئے عراق سفر اور درو و در بلا۔	۲
۱۱۹	تیسری مجلس حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا کربلا پہنچنا اور واقعات تاشب عاشوراء محرم	۳
۱۲۸	چوتھی مجلس شب عاشوراء محرم کے غم اندوز واقعات	۴

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۱۷۸	پانچویں مجلس واقعاتِ صبح عاشوراءِ محرم قبل از ظہر	۵
۲۰۵	چھٹی مجلس شہادتِ بعض انصار حضرت سید الشہداء علیہ السلام	۶
۲۲۶	ساتویں مجلس شہادتِ اولادِ عقیلؑ، اور شہادتِ پانچواں حضرت امیر قاسم ابن حسن علیہ السلام	۷
۲۸۱	آٹھویں مجلس شہادتِ اولاد حضرت امیر المومنین علیہ السلام	۸
۳۲۶	نویں مجلس شہادتِ شبیر رسول خدا حضرت علی اکبر علیہ السلام	۹
۳۶۹	دسویں مجلس شہادتِ حضرت علی اصغرؑ اور جہاد و شہادتِ امام حسین علیہ السلام	۱۰
۴۳۲	گیارہویں مجلس تاریخِ خیامِ اہلبیتؑ الطہار	۱۱
۴۶۳	بارہویں مجلس اسیرانِ اہلبیتؑ کی کوفہ میں آمد	۱۲

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۵۱۰	تیرہویں مجلس اسیران اہلبیتؑ کی شام میں آمد	۱۳
۵۷۳	چودھویں مجلس اسیران اہلبیتؑ کی شام سے رہائی اور مدینہ منورہ پہنچنا۔	۱۴



انتساب

میں اس کتاب کو مظلومہ
کربلا شریکتہ الحیۃ حضرت
زینب کبریٰ کی خدمت میں پیش
کرتا ہوں





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض نامہ

خداے تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمارا ادارہ ”ولی العصر“ رحمۃ ضلع جھنگ
یونائٹڈ طاہرین تھوڑے سے عرصہ میں متعدد عظیم ایشان کتب فارسی کو اردو زبان
میں ہدیہ قوم کر چکا ہے۔ اب ایک قدیم ترین کتاب ”مہیج الاثران“ مولفہ حضرت
علامہ حسن بن محمد علی یزدی اعلیٰ الشہ مقامہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے
یہ کتاب زبان فارسی کی ہے مقتل کربلا اور واقعات مصائب پر یہ ایک مستند و عظیم
کتاب ہے

کتاب ”مہیج الاثران“ علامہ مرحوم نے ۱۲۴۶ھ میں مکمل کی تھی۔ اب پہلی مرتبہ
اردو زبان میں پیش کی جا رہی ہے۔ جو دو عظیم و ذاکرین کے لیے پیش بہا تحفہ ہے۔

خداوند عالم ہماری خدمات کو قبول فرمائے۔ اور ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم
اپنے ادارہ کی جانب سے مزید کتب ہدیہ کر سکیں۔ اور بوسیدہ چارہ معصومین
علیہ سلام میرے والدین اور دوسرے مرحومین کے درجات بلند فرمائے۔

فاک پائے اہلبیت
محمد شہر عباس



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ

الحمد لله المتقرب بالقدم والبقاء المتوحد بالعظمة والكبرياء
الحاکم بما يريد والقاعِلُ لِمَا يَشَاءُ مُوَكَّلُ الْبِلَاءِ لَكَ أَنْبِيَاءُ ثُمَّ بِالْأَوْلِيَاءِ
ثُمَّ بِالْمَثَلِ فَا الْمَثَلِ فِي وَرَجَاءِ الْمَحَبَّةِ وَالْوَلَاءِ رَافِعِ الدَّرَجَاتِ السَّجِدِ
وَالشَّهَادَةِ وَمَعْوِظِهِمْ عَنِ الْحَيَاةِ الْقَلْبِلَةِ الْغَانِيَةِ وَالنَّعْتِهَا
الدُّنْيَا حَيَاةٌ دَائِمًا وَنَعِيمًا بِأَقْبَالِهَا فَنَاءً فَقَالَ وَلَا تُحْسِبَنَّ الَّذِينَ
قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَصَوَاتًا طَبِيلَ أَحْيَاءٍ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
أَشْرَفِ أَهْلِ الْإِتْبَاءِ وَأَفْضَلِ سُكَّانِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ مُحَمَّدٍ
سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَخَاتَمِ الْأَوْلِيَاءِ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِ الَّذِينَ جَلَّتْ مَنَاقِبُهُمْ
عَنِ الْعَدُوِّ وَعَلَّتْ مَرَاتِبُهُمْ مَنْ أَنْ يُقَاسَ بِهِمَا مَنْ أَخَذَ مَلُوكِ الدَّارَيْنِ
وَرُؤُسَاءِ الْعَالَمِينَ الْمُبْعُوثِينَ لِقِيَامِ الْقِسْطِ فِي ابْتِدَاءِ الْمَوْجُودِ إِلَى يَوْمِ الْحِزَابِ
وَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى أَعْدَائِهِمْ نَعْنَةً مُتَّصِلَةً مَا دَامَتِ الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ وَيَعُدُّ -

جناب علامہ حسن ابن محمد علی بن زوی الحائری (اعلیٰ الشہ مقامہ) اس کتاب منسٹھا
کے مقدمہ میں اس طرح رقم طراز ہیں کہ بحمد اللہ مجھے تو سل امہ طاہرین صلوات اللہ
علیہم اجمعین حاصل ہے کہ جو عودۃ الوقتی اور جبل المتین میں خدا کی کا ذریعہ برحق
ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی برحق ہیں اور وسیلہ عظیم سب سے
عزلیے برتر ہیں۔ اگر کوئی شخص امہ مصطفین کو جو عزت پریمبر خدا میں وسیلہ قراء

دیتا ہے اس پر فرض ہے کہ وہ ان سے مودت رکھے۔ اور اطاعت و بندگی میں ان کی مودت کا اظہار لازمی ہے۔ کیونکہ اجر و رسالت اگر ادا نہ کیا تو پھر عبادت کی قبولیت کا حکم مشکل ہے۔ پس ان کے ارشادات اور ان کے آثار کی حفاظت کرنا ایمان میں داخل ہے۔ بنا بریں جمیع علماء کرام نے ہر زمانہ میں اور ہر شہر میں تصنیف و تالیف کے ذریعہ ائمہ اہلبیتؑ کے حالات جو کہ شعائر ائمہ ہیں قوم و ملت تک پہنچائے ہیں۔ اور واقعات کو بلایا انداز محبت قلمبند کئے ہیں اور خصوصاً چونکہ بعض مخالفین عزاداری امام حسین علیہ السلام پر ایراد و اعتراض کرتے ہیں اور ایسی ہی کتب و اشتہار شائع کرتے ہیں جس سے شعائر اسلامی کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور ان کے موہونے کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے۔ بس ضروری ہوا کہ اخبار معتبرہ اور احادیث ماثورہ پر کوئی جامع کتاب مرتب و مدون کی جائے اور کا ذلول کی زبان بندی کی جائے۔ چنانچہ ہم نے احادیث صحیحہ کی روشنی میں اس کام کو شروع کیا۔ حالانکہ ہمارے حالات سازگار نہ تھے۔ اور اپنے دور میں ہماری ملکی حالت بھی دگرگوں تھی مگر بفضلہ تعالیٰ اور بھون پنجتن پاکؑ حالات بدلے اور خدمات سے ہمیں نجات ملی کتاب پیش نظر تدوین کی طرف توجہ دی۔ آخر کار کامیابی دست بوس ہوئی اور اس سائنہ زمیں، حسین و عباس علمدار میں ہماری دعائیں رنگ لائیں اور یہ کتاب اگرچہ بمنزل مشکب خشکیدہ ہے۔

لیکن نفع بخش ضرور ہے، ہمیں امید ہے کہ ناظرین کتاب اگر کسی قسم کی نسرشش و کوتاہی پائیں گے تو بقلم صحت، اصلاح فرما کر مطلع فرمائیں گے۔ ہم ان کے ممنون و مشکور ہوں گے۔

ہم نے اس کتاب عز انتساب کا نام ”میخ الاحزان“ قرار دیا ہے یہ کتاب

مشہد الحسینی سے مربوط ہے لیکن اس میں بعد ذکر آداب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عزادار کی پہچان اور اس کی ہیئت ظاہری یہ ہے کہ سر کھلا ہو اور بند گریبان چاک ہو۔ برہنہ پاء ہو۔ اور اس صورت عزاء کو بعض علماء اعلام نے مستحب قرار دیا ہے۔ اور اس ہیئت و صورت غم کے ساتھ داخل روضہ مبارکہ ہونا ضروری ہے اور یہی آداب عزاء بھی ہیں۔ جن کو مجلس عزاء اور امام بارگاہ میں بوقت حاضری مد نظر رکھنا لازمی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
مَا اخْتِصَبْتُ مِثْلًا امْرَأَةً وَلَا اَزْهَنْتُ وَلَا اَكْتَحَلْتُ وَلَا رَحَلْتُ
حَتَّى اَتَانَا رَأْسُ عَبْدِ اللَّهِ - یعنی کہ ہماری عورتوں نے غم حسینؑ مظلوم کر بلا
میں خضاب کرتا۔ بالوں میں تیل ڈالتا۔ آنکھوں میں سرمہ ترک کر دیا تھا۔ یہاں تک
کہ امیر مختارؑ نے ابن زیاد ملعون کا ناپاک ہاتھ نہیں بھیجا اور اس وقت ہمارے گھر سوگ
ختم ہوا۔ سرمہ لگانا ترک کر دیا تھا۔

یہاں تک کہ ابن زیاد ملعون کا سرمہ مارے پاس پہنچا۔ پھر اہلبیت اطہار نے
سوگواری ختم کی۔

بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ للعادینی فی دارہا شمع
خمیس حججہ۔ یعنی کہ بنی ہاشم کے گھروں سے پانچ سال تک دھواں نہیں اٹھا
پس ایام عزاء میں باورچی خانے صرف قوت لایموت بقدر خوراک کھنے چائیں
یا لباس غیر ضروریہ سے وابستہ ہو ترک کرنا ضروری ہے تاکہ ہم مصیبت
اہلبیت طاہرین میں شریک متصور ہوں۔ جو کہ ہمیں بوجہ دوری زمانہ نصیب نہ ہو
سکی۔ امام بارگاہ اور مجلس عزاء کی جگہ کو تنزیہی اظہار کے لیے مناسب صورت کے بعد میں

ایک مقدمہ اور چودہ مجالس پر مشتمل ہے۔ اور مقدمہ کتاب میں دو مطالب ہیں،

مطلب اول

و

مطلب دوم

مطلب اول آداب تعزیت کو محیط کئے ہوئے ہے اور اس میں دوسرے امور متعلقہ باعزازاداری ہیں۔ تاکہ تعزیر واران آداب عزاء کو ملحوظ رکھیں اور ایسی چیزوں سے اجتناب کریں کہ جو عزاء امام حسینؑ کے شایان شان نہیں ہیں۔ آداب تعزیت میں پہلی چیز یہ ہے کہ غم امام حسین علیہ السلام میں کسی حد تک گریہ و بکا کرنا اور مغموم و محزون رہنا چاہئے۔

اس کی آگہی حاصل کرنا ہر شیعہ کے لیے ضروری ہے۔ بعض علماء حضرات نے گریہ و بکا کو آداب عزاء میں شمار کیا ہے۔ اور ہم نے بھی انہی حضرات کی تاسی کی ہے۔ لیکن فی الحقیقت یہ چیزیں مستقلاً نشان عزاداری ہیں۔ اور باوازی بلند گریہ و بکا کرنا ضرورت ہے۔ تاکہ اظہار دعوت عزاء میں آئے اگرچہ آنکھ سے آنسو نہ بھی نکلے تب بھی باوازی بلند گریہ کرنا مطلوب آداب عزاء ہے۔ لیکن عمدہ اگر یہ ترک کرنا مستحسن امر نہیں ہے۔ بہر کیف غم امام حسینؑ میں رونا مستحب ہے۔ امور عزاداری میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ پاک و پاکیزہ لباس پہنے۔ اس میں پاک ارواح کا گزر ہوتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ بند قمیض و کرتہ کھلا ہو اس لیے کہ یہ نشان غم ہے۔ چنانچہ عبد اللہ بن سنان کی روایت سے متفق ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ روایت آداب زیارت

میں آراستہ کرے کہ عظمت و تقدیس مجلس عزرائیلین پر واضح ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ منبر اور تخت پوشش پر سیاہ چادر ڈالنا ضروری ہے علم اور صریح مبارک بھی رکھنا نشان عزاء امام حسینؑ ہے پس عزراخانوں کو آراستہ کرنا مستحب ہے۔

سیاہ پوشی، (عامہ و عبا اور موزے کے علاوہ) غیر از ایام عزاء مکروہ ہے۔ لیکن اس میں بھی ایک قسم اظہار عزاء انشاء اللہ خالی از اجزائیں نہیں ہے۔ منہ پر طمانچہ مازنا اور خراشیں ڈالنا، سر کے بالوں کو نوچنا (علاوہ ایام عزاء اہلبیت) علماء نے حرام قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علماء کرام کے نظریات کی تائید فرمائی ہے اور مذکورہ امور کو بجالانے کی مخالفت فرمائی ہے۔ خالد بن سید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا وَلَا تَشْئِ فِي لَطَمِ الْخُدُودِ سَوِيَّ الْأَسْتَغْفَارِ کہ میت پر اپنے پٹے پھاڑنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن ادریس کے نزدیک مطلقاً حرام ہے اور دوسرے علماء کے نزدیک۔ اپنے باپ، ماں، اور بھائی کی میت پر ان امور کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان علماء نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اس فعل کو مد نظر رکھا ہے کہ آپ نے اپنے پد بزرگوار کی میت پر اس کا عملی اظہار کیا ہے۔

خالد بن سید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی خوف نہیں ہے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ میت پر اپنا گریبان بھاڑے۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارون کی میت پر اپنا گریبان چاک کیا تھا پس مزید فرمایا کہ باپ اپنے اولاد کی میت پر اور شوہر اپنے زوجہ کی میت پر لباس چاک کرے (خصوصاً گریبان) تو کوئی خوف نہیں ہے۔

یہ بھی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت سید الشہداء امام حسینؑ نے مکرر وصیت فرمائی ہے کہ جب میں قتل ہو جاؤں تو کپڑے چاک نہ کرنا۔ منہ پر طمانچہ نہ مارنا اور کلمہ افسوس و ہلاکت سے اجتناب کرنا بلکہ بعض روایات میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ زانو پر بحالت افسوس ہاتھ مارنا بھی منع وارد ہوا ہے۔ موسیٰ بن بکیر نے حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ جناب فرماتے ہیں کہ مصیبت کے وقت زانوں پر ہاتھ مارتا۔ اس سے اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ ان دلائل کو مدنظر رکھا اور عزاء امام حسینؑ میں مذکورہ امور سے پرہیز کرنا محمل تامل ہے امام حسینؑ کے غم میں گریبان چاک کرنے کی یہ نسبت دل کا غم زدہ ہونا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ایسے امور کا مظاہرہ نہ ہو سکے گا کہ جو منافی عزرا میں۔ اور یہی چیز روح عزاداری ہے۔ (از منہ جم مصائب امام حسینؑ میں بالمول کا نوچنا سینہ کو بی اور زانو پر دست افسوس مارنا یہ سب فطری امور ہیں اور بحجت کے تقاضا پر حد عائد نہیں ہو سکتی)

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ شہادت امام حسینؑ علیہ السلام کے بعد بنی ہاشم نے پوست (کھال) کے لباس پہننے اور موسم گرما دوسرا بھی خیال نہیں کیا اور رات دن بے قراری میں گزرا بلکہ ہمیشہ نوحہ و زاری اور گریہ و بکا شعار رہا۔ نہ کھانے کی پرواہ، نہ آرام و استراحت کا خیال۔ حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام طعام وغیرہ کا بندوبست فرماتے اور بنی ہاشم اور چند امام عالی مقام اس قدر روتے تھے کہ آنکھوں کے اشک خشک ہو جاتے تھے کیا مذکورہ امور عزرا کے بارے میں جو کہ افعال فاطمیات ہیں توقع کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے منہ پر طمانچہ نہ مارے ہوں یا زانو پر ہاتھ مار کہ اظہار غم نہ کیا ہو جب کہ محاورہ عرب میں نوحہ معنی

لظام ہے یعنی کہ نوحہ کے معنی ہی اپنے منہ پر طمانچہ مار تے کے ہیں۔ البتہ سر کے بال نوچنا، اور منہ پر خراشیں ڈالنا۔ ان دونوں امور محل اشکال ہیں۔ تیغ اپنی پیشانی پر مارنا۔ یا اپنے بازو کو زخمی کرنا یہ بھی اسی حکم میں ہیں۔ لیکن اعضا کو زخمی کرنا اور دین کو قفل لگانا یعنی کوئی کلمہ زبان سے نہ کہنا۔ اور اسی قسم کی اور باتیں جو عوام کا خیال ہیں۔ یہ مصیبت کا اظہار نہیں ہے۔ دراصل اظہار مصیبت یہ ہے کہ دل غلگین ہو گیا کہ دل نے لباس غم پہنا ہو۔ اور سوزش قلب کا اظہار آنکھوں کے اشکوں سے کیا جائے اور آہ سوزان سینہ سے نکلے۔ ہاں چونکہ شیطان انسان پر جلد قابو پالیتا ہے۔ اور ہر عمل خیر کو بیک نفس ضائع کر دیتا ہے چنانچہ ارکان اسلام مثل نماز و زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ کو بھی خراب کر دیتا ہے کہ سوشل سے اشخاص میں سے ایک دو شخص بقواد شرعیہ ان پر عمل کرتے ہیں اس اعتبار سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جلد تر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے۔

لَا يَبْقَى مِنَ الْإِيمَانِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا رِسْمُهُ۔
یعنی کہ ایمان میں سے کچھ باقی نہ رہے گا۔ مگر لفظ ایمان یعنی کہ ایمان نام کی حد تک باقی رہے گا۔ اور اسلام میں سے کچھ باقی نہ رہے گا۔ مگر رسم باقی رہ جائے گی۔ روح ایمان و اسلام دونوں ہی باقی رہیں گی۔ اور اس حدیث کے مطابق ایسا ہی مشاہدہ بھی ہے کہ اکثر شہرہاں میں اکثر لوگوں نے اسلام و ایمان میں نصرت سے کام لیا ہے۔ اور اسلام و ایمان کے متحقق فوائد ہیں ان سے محروم ہیں اس ضمن میں یہ بھی مشاہدہ ہے کہ بہت زیادہ مجالس عزرا اس میں کہ جہاں لوگوں نے تصرف کر کے ان کی افادیت ختم کر دی ہے۔ اور ان میں معاصی امور شامل کرتے ہیں۔ مثل اس کے کہ اشعار پڑھنے میں غنا کی صورت پیدا کرتے ہیں۔ یہاں کاری شامل ہوتی ہے۔

کذب، بیانی افتراء (بہتان) وغیرہ ہوتا ہے اور لوگوں پر نظر رہتی ہے کہ وہ خوش ہوں خواہ خدا خوش ہو یا نہ ہو۔ یہ برائے نام عزاداری ہے۔ اور تعزیت کے علاوہ سب چیزیں داخل ہوتی ہیں اور اسی کو شعائر اسلام کا قائم کرنا تصور کرتے ہیں حالانکہ ایسی صورت میں اسلام کے ضائع ہونے کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔ یعنی اس صورت میں اسلام ضائع ہوتا ہے۔ تعظیم شعائر ائمہ دین نہیں ہے کہ غلط اور دروغ چیزیں یا روایات بیان کی جائیں۔ اس طرح اسلام خفیف ہوتا ہے اور اس روش سے علماء اعلام حضرت کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ کہ لوگ بالائے منبر جاتے ہیں اور اپنے آپ کی خصوصی طور پر نائب رسول خدا سمجھتے ہیں اور تمام ایام عزاء محرم سے لے کر ہر ترک ایسے لوگ اپنی تجارت چمکاتے ہیں۔ ذاکرین و واعظین حضرات کو وعظ و ذکر و اذکار و روضہ خوانی قریہ الی ائمہ کرنی چاہتے خواہ لوگ کسی ذاکر سے خوش ہوں یا نہ ہوں البتہ خدا اور رسول اور ائمہ کی خوشنودی مدنظر انہیں ضروری ہے۔ اسے بلادر اگر عام لوگ بوجہ کم علمی ایسا کرتے ہیں تو تجھے خوشنودی خدا کے لیے عزاداری کرنی لازم ہے۔ اگر لوگ دنیا کے لیے عزاداری کرتے ہیں تو تجھے آخرت کے لیے عزاداری کرنی چاہئے۔ اگر لوگ اس میں معصیت شامل کرتے ہیں تو تجھے اس میں تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جانے پر خوشی نہیں ہوتی۔ کہ ہر ایک شخص مع اپنے اہل و عیال زیارت کے لیے جاتا ہے اور اس کو سبب شہرت بنتا ہے۔ امام عالی مقام نے سر مبارک اپنے زانو پر رکھ لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کہ اگر لوگ بوجہ حصول شہرت زیارت کے لیے جاتے

ہیں تو قرینۃً الی اللہ زیارت کے لیے جا اور زیارت کے لیے جانا ترک نہ کر فرمایا
 آیا۔ اظہار اندوہ و غم اور اقامۃ عزا اہمہ ایام اور ہمہ وقت مستحب ہے؛ یا مخصوص امام
 عزاء کے ساتھ؛ فرمایا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی عالم اس پر متعرض ہوا ہو۔ لیکن
 بدلائل یہ ثابت ہے کہ عزاداری ہمہ وقت لازم ہے۔ اور حضرت امام زین العابدین
 علیہ السلام کا عمر بھر گریہ و بکا اور بنی ہاشم کے گھروں سے پانچ سال متواتر کھانا پکانے
 کے لیے دھوئیں کا بلند نہ ہونا حکایت کرتے ہیں کہ اقامۃ عزا اہمہ وقت مستحب ہے
 (از مترجم)؛ اگر مخالفین کسی اسر مستحب کو مٹانا چاہیں۔ تو اس مستحب کو باقی رکھنا
 واجب و لازم ہو جاتا ہے۔ اور اس مستحب کی حفاظت کرنا بہر دیندار پر فرض ہو
 گا کہ اس مستحب کو نہ مٹے دے عزاداری کی مخالفت ہو دور میں ہوتی رہی ہے اور
 آج بھی مخالفت جاری ہے۔ پس عزاداری برقرار رکھنا واجب و لازم ہے۔ تفصیل
 کے لیے جاری کتاب عقیدہ و عمل اور نجات ملاحظہ فرمائیں)

ائمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک امام کے
 وقت میں کوئی نہ کوئی شاعر ضرور رہا ہے کہ جو بھنورا امام شریعہ امام حسینؑ سنا تا تھا
 اور امام عایم مقام اور ان کی برہم میں حاضر ہونے والے سب ہی گریہ کرتے تھے اور
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ میں کوئی ایسا نہ ہوتا تھا کہ مجلس عزاء
 امام حسینؑ منعقد نہ ہوتی ہو اور اہلبیتؑ اور خود امام عایم مقام گریہ نہ فرماتے ہوں۔
 بلکہ جو اصحاب موجود ہوتے وہ بھی گریہ فرماتے۔ پس عزاداری ہمہ وقت مستحب ہے
 اور امام کا عمل بذایہ مستحب ہے اور ہمارے لیے حجت ہے۔ چنانچہ یونس بن
 یعقوب روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ
 سے میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ اے جعفرؑ میرے مال میں سے اس قدر مال برائے

عزاداری وقف کر دے۔

تاکہ عزاداران ہمارے در پر تعزیت ادا کریں اور نوحہ و بکا کریں تو ان کے لیے اہتمام کر چنانچہ دس سال تک اہتمام عزاداری ہوتا رہا۔ شہیدؒ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ مراد تھی کہ لوگوں میں عزاداری امام حسینؑ کی طرف رجحان پیدا کیا جائے۔ اور لوگ ہماری ناسی میں اہتمام عزاداری کی طور پر انجام دیں اس کے انتظامات کے لیے صاحبان حیثیت وقف مالیات کو ذریعہ بنائیں اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اہلبیت اطہار کا یہ طریقہ تھا کہ وہ جائیداد اور مال برائے عزاداری امام حسینؑ وقت کرتے تھے اور اگر دوسرے لوگ جو اہلبیتؑ طاہرین کو اپنا دینی رہبر و پیشوا مانتے ہیں اقدار کریں۔ اور عزاء امام حسینؑ کا رواج قائم ہو۔ پس ہمہ وقت اقامۂ عزائیں کوئی اشکال نہیں ہے۔

اس امر میں اشکال ہے کہ جب کہ اقامۂ عزاء مستحب ہے تو کیا ان ایام میں جو اہلبیتؑ طاہرین کی خوشی و مسرت کے دن ہیں جیسے نویں ربیع الاول، روز عید غدیر، اور اسی نوعیت کی اور دیگر خوشی کی تاریخیں، مثلاً روز میلاد عیدین کے دن ۷ اردین ربیع الاول، تیرہ رجب وغیرہ و یا خصوصاً تیسری شعبان، میں اظہار غم و مسرت مطلوب ہے آیا ان تاریخوں میں عزاء امام حسینؑ مستحب ہے یا ممتنع اگر مذکورہ تاریخوں میں خوشی و مسرت ہے تو حزن و ملال بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں متضاد ہیں اور ایک ہی شخص واحد سے ہر دو امور کا بجا لانا بے وجہ ہے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اجتماع امر و نہی کی کوئی نظیر (مثال) نہیں ملتی۔ چونکہ مطلوبیت مسرت تاریخ ہاء مذکورہ میں مخصوص ہے۔ اور مستحب ہے لیکن ضرر سید سجاد علیہ السلام کا ارشاد مبارک یہ ہے کہ

فَاتَى رَجَالَاتٍ مِنْكُمْ يُسْرِوْنَ
بعد قتلہ اَبہ عَیْنِ تَحَبُّسٍ دَمْعُهَا بَانَ
قول حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہے کہ زیارتِ نابیہ (مقدمہ) اخلا سَدُ
بَنَاتِكَ صَبَاحًا وَمَسَاءً وَلَا تَكْذِبَنَّ لَكَ يَدَلُّ الدُّمُوعُ دَمًا (میں چونکہ آپ
کے دشمنوں سے مقاتلہ نہ کر سکا پس صبح و شام بے قراری سے آپ کے غم میں رویا
کروں گا اور خون کے بدلے آنکھوں سے اشکِ غمی برساؤں گا) اور وقتِ شہادت
امام مظلوم منادی کہ ہوا آسمان سے کی گئی کہ

الْيَوْمَ نَزَلَ الْبَلَاءُ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ فَلَا يَرُونَ فَوْحًا حَتَّى يَقُومُوا
فَأَمُّكُمْ وَتَشْفِي صُدُورَكُمْ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ یعنی کہ اس اُمت پر بلا نازل ہوگی اور یہ لوگ
کبھی فرحت و مسرور نہ دیکھیں گے یہاں تک کہ قائم کا ظہور نہ ہو۔ اور سبتوں کو ٹھنڈک
حاصل ہو۔ پس میں سے ثابت ہوتا ہے خوشی و مسرت بے جا ہے بلکہ ان کی
خوشی مسرت میں بھی عزاء امام حسینؑ کو فوقیت حاصل ہے۔ یہ سیدِ رضی علم الہدیٰ
فرماتے ہیں۔

إِنَّ يَوْمَ الطَّغْيَانِ يَوْمًا كَانَ لِلَّذِينَ عَصَبِيًّا كَمِ يَدْعُ لِقُلُوبِ
مَنْ لِلْمُسْرَاتِ نَصِيبًا الْعَنَ اللَّهُ رَجَالًا أَنْزَعُوا الدُّنْيَا عَصَوِيًّا
سَالَمُوا عَجْزًا فَلَمَّا قَدَّرُوا شَتَوْا الْحُرُوبَا طَلَبُوا اذْتَادَ بَدْرٍ
عِنْدَ نَاطِلْمًا وَجُورًا۔

یعنی کہ جس روزِ کربلا میں مصیبت واقع ہوئی یعنی کہ حضرت امام حسینؑ شہید ہو گئے
تو وہ مصیبت دینِ محمدیؐ پر شدید ترین مصیبت تھی۔ اور ایسی مصیبت کہ جس کے
بعد اہلبیتؑ کے دلوں کے کو خوشی نصیب نہ ہوتی۔ (یعنی کہ اہلبیتؑ اور شیعوں
کے لیے خوشی نہ تھی) اور ان دنوں میں غم میں خوشی داخل کر دی کیونکہ ان ظالموں

کو بظاہر فتح ہوئی تھی لیکن ہمارے کربلا سے پہلے دور میں یہ ہی لوگ عاجز و پس ماندہ تھے لیکن اب جب کہ انہیں قدرت و طاقت حاصل ہوئی تو شکر ہلال و ہلال سے نام پہنچتن پاک مٹانے لگے اور ہم سے کافروں کا خون طلب کرنے لگے ان لوگوں کا خون کہ جو بدر و احد میں کافر مارے گئے تھے۔ پس ہمیں اہلبیت کی خوشی کے موقع پر بھی غم حسینؑ کو فوقیت دینا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں اہلبیت اطہار پر کربلا کی مصیبت سخت اور عظیم ابتلاء تھی کہ جس سے ہر قسم کی خوشیاں ختم ہو گئیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اہلبیت کی خوشی و مسرت اور اہلبیت کی مصیبت جو کربلا میں واقع ہوئی اور پھر ان کو حقیقی خوشی نصیب نہ ہوئی۔ یہ مصیبت فوقیت رکھتی ہیں۔ ان کی خوشی و مسرت سے پس روز عاشورا روز غم بنے خواہ وہ اس سے قبل کس قدر ہی یوم مسرت ہو۔ امام حسینؑ کی شہادت اور مصیبتوں نے یوم عاشورا کی خوشی کو غم سے بدل دیا لہذا آپ یوم عاشورا تا قیامت یوم غم و اندوہ بنے اسی لیے اہل ایمان عزاداری قائم کرتے ہیں۔ پس اگر محرم اور تو روزہ بحساب ماہ انگریزی اگر اتفاقاً ساتھ ساتھ واقع ہو جائے۔ تو خوشی کا ترک کرنا اور غم امام حسینؑ کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

مطلب دوم

واضح ہو کہ بعض علماء کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ اخبار (احادیث) ضعیفہ مقام تعزیت و مصائب میں اور مناقب و فضائل ائمہ از قسم معجزات بیان کرنا جائز رکھا گیا ہے تاکہ دلائل دینے میں آسانی ہو جائے۔ اور اگر احادیث معتبرہ و صحیحہ حاصل ہو جائیں

تو اس پر ثواب ملے گا۔ لیکن اول صورت یہ ہے کہ فضائل و مناقب جو کہ روایات ضعیفہ سے مربوط ہیں۔ اگر صاحب فضیلت یعنی امام میں فی الواقعہ میں تو ان کے بیان کرنا موجب ثواب ہے۔ اسی طرح وہ مصیبت جو واقعہ کر بلا سے مربوط ہے یا کسی دوسری مصیبت واقعہ سے تعلق ہے۔ یا اس کا کسی دوسری روایت سے مؤید ہونا ثابت ہے تو اس کو بیان کرنے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ورنہ اگر احادیث کے ضیعفہ ہونے پر یقین ہے تو اس کو ترک کرنا بہتر ہے۔ اور بعض امور جو گریہ و بکا کے لیے واقعہ بیان میں رونما ہوتے ہیں۔ وہ اس صورت بیان کرنے چاہیے کہ حقیقی صورت واقعہ برقرار رہے۔ زبان حال بھی مصیبت بیان کی جاسکتی ہے۔ تاکہ گریہ و بکا میں اضافہ ہو جو کہ مال مجلس عزائے۔ رہا اعتقاد کا معاملہ۔ جب تک کہ کسی چیز کا علم نہ ہو اس پر اعتقاد قائم ہی نہیں ہو سکتا۔ پس ضروری ہے کہ انہی واقعات حاصل کریں اور شخص سنی ستانی چیزوں پر وہ غلطیں اعتقاد نہ کریں۔ کیونکہ عدم معلومات کی بنا پر بیان کرنا مستحسن امر نہیں ہے۔ اگر واقعہ بیانی میں حقیقت سے انحراف ہو جائے۔ تو صریح کذب بیانی سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ پر بھونٹ باندھنا یعنی کہ کوئی شخص میری طرف سے کوئی ایسی بات کہے جو فی الواقعہ میں نے نہیں کہی ہے تو وہ شخص اپنے لیے جہنم میں جگہ بناتا ہے۔ اور امام علیہ السلام کے فرمودات میں سے کسی چیز کو بیان کرتے وقت اپنے انداز بیان میں کمی بیشی ہو جائے کہ یا اس صورت فی نفسہ روایت مجروح نہ ہو تو اس کے بیان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ لا یاسس یکسب الناحۃ اذا قلت صدقا کہ کوئی خطر نہیں ہے زن نوحہ کر کہ حاصل کرنے میں بشرطیکہ

وہ راست گو ہو۔ ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ ابو بصیر کہتا ہے کہ صادق آل محمدؐ نے فرمایا۔ لَا يَأْخُذُ بِأَسِ النَّاحِيَةِ۔ یعنی کہ نوحہ گر عورتوں کا اجرت لینا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن حنان بن سدير نے حضرت صادق آل محمدؐ سے روایت کی ہے کہ۔ آپ نے فرمایا۔ لَا نَشَارُطُ وَنَقْبِلُ كَلَامًا اعْطِيَتْ چاہتے کہ شہ طمعاً وضعہ (اجرت) نہ کرے کہ اس قدر اجرت ہوئی بلکہ جو کوئی دعوت دینے والا عطا کرے اس پر انکفارے ورنہ اس کے برعکس جواز مشکل ہے۔ تمام مردوں پر نوحہ کرنے اور اجرت لینے کے بارے میں علماء کے درمیان طوسی نے اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ اس پر علماء کا اجماع ہے اور بعض اصاریث میں اس کی عانت بھی کی گئی ہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوحہ کرنے والے پر لعنت کی ہے اس وقت کہ جب ایک نوحہ کرنے والے کی آواز گوشس اچالیوں میں پہنچا۔ لیکن دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر عورت نوحہ کرے بغیر تو یہ مرجائے تو روز قیامت محنتور ہوئی۔ اس حالت میں کہ اس کے جسم سے قطران کی بو آتی ہوگی (قطران ایک بدبو دار روغن ہے) لیکن ظاہر یہ ہے کہ مشہور علماء کرام نوحہ خوانی کو جائز سمجھتے ہیں کیونکہ اس کے جواز پر اور احادیث بھی پائی جاتی ہیں کہ جن کی موجودگی میں نوحہ خوانی کا باطل ہونا کالعدم ہو جاتا ہے۔

(از مترجم) زنانی مجلس عزائیں نوحہ و مرثیہ و ذاکری کرے لے لاؤ اسپیکر کا استعمال کوئی مستحسن عمل نہیں ہے کیونکہ مستور کے لیے لازمی ہے کہ وہ اپنی آواز نامحرم تک نہ پہنچائے جب کہ لاؤ اسپیکر کی موجودگی میں آواز کا درز تک جانا یقینی بات ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا الْاَبْلَاغُ۔

(مؤلف کتاب) حسن بن محمد علی یزدی

پہلی مجلس

حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مدینہ منورہ سے بسوئے مکہ معظمہ روانگی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مُحَبَّتَهُ فِيْ قُلُوْبِ اَوْلِيَاءِ حَتّٰى تَرَكَوْا مَا سِوَاهُ
شَوْقًا اِلَيْهِ وَسَقَاهُمْ مِنْ رَّحِيْقِ مُوَدَّتِهِ حَتّٰى هَجَرُوْا مِنْ
وِيَارِهِمْ اَسْفَا عَلَيْهِ وَاَوْلَهُمْ يَجَالِهَ حَتّٰى اخْتَارُوا فِرَاقَ
الصَّدِيْقِ وَاَحْتَمَلُوْا الرَّاغَاثَ وَالطَّرِيْقَ طَلَبًا لِلزَّلٰقَى لَدَيْهِ وَ
يَتَمُّهُمُ فِيْ عَشِيْقِهِ حَتّٰى لَمْ يُبَالُوْا بِاَمْطَارِ السَّهَامِ وَالْاِسْتِثْنَةِ
كَمَنْ لَمْ يَشْعُرْ بِجَانِبِيْهِ وَالسَّلَامَ وَالصَّلٰوةَ عَلٰى اَوَّلِ مُهَاجِرٍ هَاجَرَ
مِنْ وِيَارِهِ لِهَوَاهُ وَاَفْضَلَ سَالِكٍ سَلَكَ سَبِيْلَ رِضَاةِ
وَاقْرَبِ الْخَلْقِ اِلٰى رَبِّهِمْ وَسَيِّدِهِ وَمَوْلَاهُ سَيِّدِ نَادِمَوْلَانَا
مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَعَلٰى اَهْلِيَّتِهِ اَفْضَلِ السَّالِكِيْنَ اِلٰى اللَّهِ وَ
اَشْرَفِ الْمُهَاجِرِيْنَ عِنْدَ اللَّهِ سَيِّمًا عَلٰى وَلَدِهِ وَحَبِيْبٍ قَلْبِهِ
وَقَلْبُهُ كَبِدُهُ الَّذِيْ فِيْ هَاجَرَةٍ اَوْلَادُهُ وَعَشِيْرَتُهُ وَاَخْرَجَ عَنْ
حَرَمِ اللَّهِ مَعَ اَخْوَانِهِ وَقَبِيْلَتِهِ وَجَاهَدَ فِيْ اللَّهِ مَعَ اَنْصَارِهِ

وَأَحَبِّهِمْ وَقَتْلَ لَوْحِهِ اللَّهُ مَعَ أَعْوَانِهِ وَخَاصَّتِهِ وَالْغَرِيبِ الْوَجِيدِ
وَالْأَسِيرِ الشَّهِيدِ الَّذِي أَحَاطَهُ بِهِ كِلَابُ أَهْلِ الدُّنْيَا وَ
سِبَاعُ أَرَاذِلِ الْوَرَى فَجَعَلَ يَفْرُ بَعِيَالِهِ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ وَمِنْ
دَارٍ إِلَى دَارٍ حَتَّى أَنَاخُوا عَلَيْهِ وَاحْطُوا أَجَانِبِيهِ فَفَعَلُوا بِهِ مِنْ
الْقَتْلِ وَالْمَغَارَاتِ وَسَبْيِ النِّسَاءِ وَالْبَنَاتِ مَا كَلَّتِ الْأَلْسُنُ
عَنْ تَقْرِيرِهِ وَعَجَزَتِ الْأَيْدِي عَنْ تَحْرِيرِهِ قَوْلًا لَهِ إِنَّ هَذَا
الْأَمْرُ تَكَادَ السَّمَوَاتُ يَتَقَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَ
تَخْرُجُ الْجِبَالُ لَهُ هَدًّا أَفْوَاجَ سَرَتَاهُ عَلَى تِلْكَ الْأَجْسَامِ الْمُرْمَلَةِ
بِالدَّمَاءِ وَالْأَفْوَاعِ الْيَابِسَةِ مِنَ الظَّمَاءِ وَوَالْهَفَا عَلَى تِلْكَ
الْأَجْسَادِ وَالْأَيْدِي الْمَدْفُونَةِ مِنْ غَيْرِ غُسْلٍ وَكَفَانٍ وَطَوَّلَ
لِيَقْنَى عَلَى تِلْكَ حُبُّ اللَّهِ الْمَجْدَلَةِ فِي الْقُلُوبِ وَالْأَعْضَاءِ الْيَابِسَةِ
الْعَارِيَاتِ وَيَأْتَا سَفَى عَلَى تِلْكَ الذَّرَارِ الْمَوْتُورَاتِ وَالنَّسُوءِ
الْمَاسُورَاتِ وَيَا حَزُنِي عَلَى الْأَيْدِي الْمَغْلُولَاتِ وَالْأَمْسَاقِ
الْمِكْبَلَاتِ قَانُولٍ لِلْعَصَاةِ الْفُسَّاقِ كَيْفَ سَلَكَ بِهِمُ الدُّنْيَا طَرِيقَ
الْعَمَى وَاحَارَتْ يَا أَصَارَهُمْ عَنْ مَنَارِ الْهُدَى فَاتَّخَذُوا هَارِبًا وَاتَّخَذَتْهُمْ
عَبِيدًا أَقْلَعَتْ بِهِمْ وَلَعَبُوا بِهَا وَنَسُوا مَا رَأَتْهُمُ الرُّؤْيَا لِيَفِرَ الظُّلَمُ فَسَبَّحَ
الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيْ مُنْقَلَبَ يَنْقَلِبُونَ. وَبَعْدَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ الْمُبِينِ
وَكَلَامِهِ الْمُبِينِ أُولَئِكَ يَتْلُونَ آيَاتِهِمْ ظُلْمًا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَعْيِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ
أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَغِيرٍ حَقِّ إِلَّا أَنْ يَقْتُلُوا يُقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا فَعَلَ اللَّهُ لَنَا
بَعْضُ بَعْضٍ لَهْدَمَتْ صَوَامِعُ وَبُيُوتُ وَصَلُوتٌ وَمَسْجِدٌ يُذَكِّرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا

وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَهْدِيهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَكَوْنٌ عَزِيزٌ (سورہ الحج آیات ۷۷-۷۸)

یعنی کہ جن (مسلمانوں) سے (کفار) لڑا کرتے تھے چونکہ وہ بہت ستائے گئے اس وجہ سے انہیں بھی (جہاد) کی اجازت دے دی گئی۔ اور خدا توان لوگوں کی مدد پر یقیناً قادر و توانا ہے۔ یہ وہ (مظلوم) ہیں کہ جو (بیچارے) صرف اتنی بات کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار خدا ہے ناحق اپنے اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے سے دور دفع نہ کرتا رہتا تو گر بجے، اور یہودیوں کے عبادت خانے اور جو جس کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ کب کے کب ڈھا دیئے گئے ہوئے۔ اور جو شخص خدا کی مدد کرے گا خدا بھی البتہ اس کی مدد ضرور کرے گا۔ بے شک خدا ضرور زبردست و غالب ہے۔

یہ لفظ ترجمہ ہے اس آیت مجیدہ کا اس آیت مجیدہ سے بظاہر شاید یہ مراد ہو کہ خداوند عالم نے اپنے لطف و کرم سے اپنے ان بندوں کو کہ جن پر ظلم ہوا ہے ان کو شہر سے ہجرت کرنا پڑی ہے اور وہ بے جرم و بے خطا ہیں یہ حق دیا ہے کہ وہ اعدا حق سے جدال و قتال کریں۔ وہ جماعت کہ جس نے حق پرستوں پر ظلم کیا ہے اور اہل حق کو وطن سے نکالا ہے حالانکہ ان کی کوئی تقصیر و خطا نہ تھی وہ تو کہتے تھے کہ دَبَّكَ اللَّهُ۔ کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے وہی ہمارا معبود و رب حق ہے اور ہم شرک و کفر سے بیزار ہیں۔ اگر خدا ان نیک بندوں اور ظالموں کو جدا کر دے تو یقیناً عذاب نازل ہو جاتا۔ اور پھر عبادت خانے اور مساجد کو جو ذکر الہی کے لیے مخصوص ہیں برباد ہو جاتے وہ کب کے منہدم و خراب کر دیئے گئے ہوتے اور جو شخص خدا کی مدد کرے گا خدا بھی اس کے کام درست فرما دے گا۔

کیونکہ خدا غالب و توانا اور صاحب عزت و جلال ہے چنانچہ بعض تفاسیر اور متنبہ احادیث سے یہی متنبہ ہوتا ہے کہ اس آیہ مبارکہ کے نازل ہونے سے پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور بہ جہاد نہ تھے یعنی کفار و مشرکین سے قتال کرنے کا حکم خداوندی نہیں آیا تھا۔

پس کفار و مشرکین برابر اذیت رسان تھے اور مسلمانوں کو جو سر و پا پرہیز تھے یعنی کہ آلات حرب سے مسلح نہ تھے کفار اذیتیں پہنچاتے رہے اور اسلام و مسلمین کی بے حرمتی کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت جبریل یہ آیہ مذکورہ لے کر نازل ہوئے اور حضرت جبریل نے آنحضرتؐ کی کمر مبارک میں تلوار لٹکائی۔

پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار و مشرکین سے مامور بہ قتال و جہاد ہوئے۔ کتاب کافی میں وارد ہوا ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نَزَلَ فِي عَلِيٍّ، وَجَعَفِرٍ وَحَمَزَةَ وَجَرَّتْ فِي الْحُسَيْنِ۔

یعنی کہ یہ آیہ مجیدہ حضرت علیؑ، جعفر طیار اور حمزہ کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ یہ لشکر ظلم و ستم کی یورش کی وجہ سے اپنے گھروں اور شب کو یعنی مکہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے حالانکہ ان کا کوئی قصور نہ تھا۔ صرف اتنی سی بات تھی کہ انہوں نے کافروں، مشرکوں کے طریقہ کو چھوڑ دیا تھا۔ اور راہ حق و صداقت، صراط مستقیم پر ثابت قدم تھے۔ یہ ہی چیز ظالموں اور شرکوں کو گر ان گزرتی تھی۔ پس ان کافروں اور شرکوں نے ان اہل حق کو ہجرت کرنے اور راہ مسافت اختیار کرتے پر مجبور کر دیا اور زمین مکہ ان کے لیے تنگ کر دی۔ ان پاک و پاکیزہ خدا رسیدہ بندوں نے اعدا و دین سے جہاد کیا اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ چنانچہ وارد ہوا ہے کہ جب حضرت حمزہ غم نامدار رسول خدا درجہ شہادت پر فائز ہو چکے اور اکثر مسلمان مدینہ میں

شہید کر دیئے گئے۔ بعدہ مسلمان واپس مدینہ پہنچے۔ تو مدینہ کے گھروں میں حدائے
نوصہ وزاری بلند ہو رہی تھی۔ اور تمام عورت مدینہ اپنے اپنے مقتول کو رو رہی
تھیں۔

لیکن جناب حمزہؓ پر کوئی رونے والا نہ تھا۔ کوئی نہ تھا۔ کہ عزا جناب حمزہؓ پر
کرتا۔ جناب حمزہ کے گھر سے جب گریہ وزاری کی آواز نہ آئی تو حضرت رسول خدا
نے فرمایا کہ۔ اَمَّا عَتَىٰ حَمْزَةَ فَلَا يَوَاكِي لَهٗ هَهْمُنَا۔ یعنی کہ میرے
غم نامدار حمزہؓ پر کوئی رونے والا نہیں ہے حمزہ یہاں پر غریب ہے۔ یعنی مسافر ہے
بس جب انصار نے انحضرتؐ کا یہ حزن و طلال دیکھا کہ آپ کے چچا کی لاش پر کوئی
رونے والا نہیں ہے اپنی عورتوں سے کہا کہ جاؤ حمزہؓ پر روؤ اور نو حکم کرو۔ پڑھو اور
بھر اپنے کشتوں پر روؤ۔ چنانچہ عورت انصار پہلے جناب حمزہؓ کے گھر گئیں اور
وزاری کیا۔

جب ان کے رونے اور نوصہ کی آوازیں گوش ہمایونی بنوی میں پہنچیں
تو انحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ کون رو رہا ہے اور کس پر رویا ہے تو بتلایا کہ امیر حمزہ
کا ماتم ہو رہا ہے۔ اور انصار کی عورت ماتم کر رہی ہیں۔ انحضرتؐ نے ان کو
دعادی اور فرمایا خدا تم سے راضی ہوا۔

(الترجم) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہید راہ خدا پر رونا موجب خوشنودی خدا و
رسول ہے اور شہید راہ جس قدر بلند درجہ پر نائزی گاہہ جس قدر ظلم و ستم سے شہید
کیا جائے گا اسی اعتبار سے اس پر زیادہ رونا اور ماتم کرنا روا ہوگا۔

وَجَرَتْ فِي الْحُسَيْنِ اور احادیث سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ آیہ
مذکورہ حضرت امام حسینؑ سے متعلق ہے۔ سے پوری طرح مربوط ہے اور اس

کلی طور پر مصداق حضرت امام حسینؑ ہیں۔ کیونکہ آپ نے یزیدی ظلم و جور سے وطن چھوڑا ہے۔ آپ کو دشمنوں نے بے جرم و خطا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا ہے اور آخر الامر۔ امر الہی بھی آپ کی ہجرت میں شامل ہے۔ اور امام حسینؑ کا لشکر بن زیاد و عمر بن سعد سے جنگ کرنا حکم الہی ہی کی تعمیل میں ہے۔ آپ کا جہاد فی اللہ ہے۔ یعنی خاص اللہ کے لیے جہاد ہے نہ کہ دنیاوی غرض و غایت کے تحت راز و ترجمہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاد سیئی منفرد ہے اگر کوئی اس کی انفرادیت کو ختم کرتا ہے تو وہ عارف جہاد امام حسینؑ نہیں ہے (امام حسین علیہ السلام خالصاً بوجہ اللہ قتال کرتے تھے۔ اور آپ خصوصی طور پر ولایت کی طرف کہ جو اعظم توحید خداوندی ہے دعوت دے رہے تھے۔ اور یہ چیز آیہ مجیدہ میں ”ربنا اللہ کی تفسیر ہے جو کہ آپ نے روز عاشورا و محرم قوم بے حیا و اورشکر عمر بن سعد ملعون کے سامنے فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا۔ خَبَرُونِي هَلْ تَطْلُبُونِي بِقَتِيلٍ قَتَلَهُ أَوْ بِقَصَاصَةٍ أَوْ بِجَرَا حَتِّهِ أَوْ بِمَالٍ اسْتَمْلَكْنَهُ أَمْ عَلَى سُنَّةِ عِيَّتِي هَآ أُمُّ عَلَى شَرِيعَةٍ بَدَّلَهَا۔

یعنی کہ مجھے بتلاؤ کہ تم نے کیوں میرا معاصرہ کیا ہے۔ کیوں میرے قتل پر آمادہ ہو گیا کسی کا خون بہا میرے ذمہ ہے یا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے۔ یا کوئی قصاص میرے ذمہ ہے۔ کس امر کا تم مجھ سے مطالبہ کرتے ہو۔ کیا میں نے کسی کا کوئی مال غضب کر لیا ہے۔ کیا میں نے شریعت میں کوئی تغیر کیا ہے۔ کیا سنت رسول خدا کو بدل دیا ہے۔ آپ کی ان باتوں کا جواب دشمن کے پاس نہ تھا۔ شکر عمر ابن سعد میں غوغائی طاری تھی۔ اگر کوئی جواب تھا تو یہی کہ باران تیر کر دی۔ حالانکہ آپ نے مکرر ان کلمات کا اعادہ کیا۔ لیکن ان بد نہاد قوم پر آپ کے مواعظ کا کوئی

اثر نہ ہوا فی کالجبارۃ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً وَاِنَّ مِنَ الْجَبَارَةِ لَمَّا يَتَجَدَّرُ
مِنْهُ الْاَنْهَارُ وَاِنَّ مِنْهَا لَيْشَقُّ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ط

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۴۶)

(پس وہ مثل پتھر کے سخت تھے یا اس سے بھی زیادہ کثرت کیونکہ پتھروں
میں تو بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں اور بعض ایسے
ہوتے ہیں کہ ان میں دریا پڑ جاتی ہے۔ اور ان میں سے باقی جاری ہو جاتا
ہے)

پس یہ آیہ شریفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق میں بدرجہ کمال وارد
ہوتی ہے۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهَدَمَتِ
صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدٌ يُذَكَّرُ فِيهَا
اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ط

(سورۃ الحج آیت ۱۹ کہ جسے عنوان مجلس قرار دیا ہے)

وگرنہ خدا اگر لوگوں کو ایک دوسرے سے دور دفع نہ کرتا تو عبادت خانہ تباہ
و برباد ہو جاتے۔ پس خدا نے اپنا عذاب ان لوگوں سے دفع کیا بواسطہ یغیہ
ذریعہ طیبہ، لیکن ان ظالموں پر عذاب ضرور نازل ہوگا کیوں کہ انہوں نے زمین
پر اہل اشد کوسدنگوں کیا اور دوسرے عبادت خانے اور مساجد کو تباہ کیا
یہ چیزیں کہ جن کی بنا پر عذاب الہی نازل ہوگا اور غیرت الہیہ اس کی مقتضی بھی
ہے کیونکہ جب قوم شوم و دعوادے ناقہ مصالح کو پے کیا۔ اور اس کے بچہ کو
ذبح کیا۔ عذاب خدا نازل ہوا اور کئی ہزار اشخاص مبتلاء عذاب ہوئے۔ اس
مقام پر یہ چیز غور طلب ہے کہ ناقہ مصالح خدا کی نظر میں زیادہ عزیز ہے یا قرزند

ختمی مرتبہ نواسہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ناقہ صالح نظر خدا میں
 عظیم نہ تھا لیکن چونکہ خداوند عالم نے اس ناقہ کی اپنے رسول سے شفاعت کی
 تھی اس کو خداوند عالم نے ایت قرار دیا تھا۔ یعنی کہ اپنی نشانی اور حکم دیا تھا۔ کہ
 اس کو اذیت نہ پہنچائی جائے۔ لیکن جب قوم نے اس کو قتل کر دیا تو خداوند عالم
 ان کے اس عمل سے غضبناک ہوا اور عذاب نازل فرمایا۔ کہ زمین میں زلزلہ
 آیا اور پہاڑ ٹوٹ ٹوٹ کر گر گئے گئے۔ ناقہ صالح کو پے کر نیکی وجہ سے عذاب
 نازل ہوا۔ لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کو حق شہرہ میر سب لوگوں پر ہے
 مگر ظالموں نے ان کے حق کی رعایت نہیں کی اور امام حسین علیہ السلام کو تشنہ
 دین شہید کیا جسم مبارک ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ جبرئیل امین جب زمین پر گئے ہیں
 تو لاش امام حسین پر کوئی جگہ صبح و سالم نہ تھی بلکہ قطعہ قطعہ تھی۔ جناب جبرئیل نے
 اس وقت بھی صییر کیا کہ جب ناقہ صالح کو قوم ثمود نے پے کیا ہے اور اس ناقہ کی
 کو نیچیں کاٹ ڈالی ہیں۔ جبرئیل سے وہ حالت دیکھی نہ گئی حالانکہ وہ ناقہ تھا اور
 امام حسینؑ فرود رسولؐ خدا جگر گوشہ بتولؑ عنداہیں جبرئیل کی کیا حالت ہوئی
 ہوگی۔ امام حسینؑ نے وقت ذبح صییر کیا ہے اور نالہ بلند کیا ہے۔ اس وقت
 تمام عالم زیر و زبر، درہم و برہم تھا۔ لے آسمان یہ ظلم و ستم امام حسینؑ پر فیا سماء
 حَوْرَتِ هَذِهِ الْأُمُورِ عَلَى الْحُسَيْنِ فَمُورِي بَعْدَ مُمُورِي لَعْنَةُ آسْمَانِ يَه
 تمام ظلم حسین علیہ السلام پر جاری ہوئے۔ اور سین تشنہ لب شہید ہوئے اور
 ان کے اہلبیت اسیر ہوئے۔ پس آسمانوں میں تلاطم برپا تھا اور آسمان سرنگوں
 تھے۔

وَاَنْتَ يَا اَرْضُ صَيِّرِي بَعْدَهُ قِطْعًا، وَيَا جِبَالَ عَلِيَّ وَجْهَ النَّارِ صَيِّرِي

یعنی کہ اے زمین تجھ پر حسینؑ شہید ہو گئے تھے بعد حسینؑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا چاہے تھے شق ہو جانا چاہتے کہ فرزند بوزراب کا خون ناحق زمین کے بل پر بھایا گیا۔ اور اے پہاڑو۔ تمہیں پارہ پارہ ہو جانا چاہیئے۔ اور اپنی جگہ سے ٹل جانا چاہیئے۔ وقار کوہ دین پارہ پارہ ہو گیا ہے۔

وایامیاء بن ساقی الخوض مٹھجیتہ عطشی قضب نجیہ ماہن بعد فتویٰ
آہ فرزند ساقی کو زرقانی رور محشر، باب خشک اور با جگر سوختہ شہید کیا
پس چشموں میں پانی اب رحمت کا برس مناسب کچھ کیوں نہ بند ہو جائے۔

یا خیل یا خیل من بعد الحسین فلا شدت علیک سروج للمغاز
سرخیل شجاعان عالم اور سردار بہادران عالم یعنی امام حسینؑ عجب گھوڑے سے زمین
پر تشریف لائے۔ گویا عرش الہی زمین پر گرا۔ اور آپ کا گھوڑا اذ الجناح۔ باگیں
کٹی ہوئیں۔ زمین خالی۔ تیروں سے زخمی۔ بجاں گری ہوئی۔ درخیمہ پر پہنچا تو گھوڑے
صیبحہ کیا۔ امام حسینؑ کے گھوڑے نے حق رفاقت ادا کر دیا۔ قتل حسینؑ کی سنائی اہم
کوئی۔ ابن الرسول عن الشبل الحسین وقد امین مزار القطنان الیعا فیرا۔

یعنی کہ یا رسولؐ خدا کہاں تھے کہ وہ اپنے ہے فرزند حسینؑ بن فاطمہؑ کو اس حال
میں دیکھتے کہ وہ یکہ و تئامیدان قتال میں کھڑے ہیں۔ کوئی مددگار و نام نہیں ہے
کہاں تھے رسولؐ خدا کہ جو اس مصحف ناطق کے اوراق بکھرے ہوئے دیکھتے
کہاں تھے رسولؐ خدا کہ اپنے حسینؑ کا سر مبارک نیزہ پر بلند دیکھتے۔ وہ جہنم کہ جس
کو ہمیشہ اپنے سینہ پر سلایا۔ رسولؐ خدا شافع روز جزا ہمیشہ آپ کے دندان
مبارک کو چوما کرتے تھے آج اسی حسینؑ کے لب و دندان خاک و غزن میں بھرے
ہوئے ہیں۔ آپ کے لبائے مبارک پر ہمیشہ ذکر خدا جاری رہتا تھا۔ کہاں تھے

رسول خدا کہ جو عیسٰی کے پیروں کی آہ وزاری سنتے۔ اور الحرم کی فریاد و مکھانٹے اور اپنے ناموس کو شتران بدرفتا پر سوار دیکھتے۔

خطب تَضْبِضُ مِنْهُ الدِّينَ وَاضْطَرَّتْ قَوَاعِدُ الْمِحْدِ فِي الْاَعْرَافِ وَالْطُّورِ
یعنی کہ خدا کی قسم امام حسین علیہ السلام کی مصیبتیں ایسی ہیں کہ ارکان الہی متزلزل ہیں اور خانہ بزرگ کی اساس یعنی بنیاد کہ جنہیں خداوند عالم نے اعراف و طور سے تاسیس فرمائی ہے جو کہ حضرت رسولؐ اخرا زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلند کی ہیں متزلزل ہیں اور قریب ہے کہ منہدم ہو جائیں۔

خطب تَزْلُزُ لَئِنْ صَنَعَهُ الْعَرْشِ وَالْظُّلُمُتِ مَعَالِمُ الرُّشْدِ وَالْاِحْقَاقِ وَالنُّورِ
یہ ایک حادثہ ہے اور ایسا عظیم حادثہ کہ عرش اعظم الہی اس حادثہ سے متزلزل ہو گیا۔ اور آثار ہدایت و نشانی رشد و راہ مستقیم دکھلانا۔ ان سب چیزوں کا محور شہادت امام حسینؑ ہے کیونکہ شہادت ہی کی وجہ سے یہ تمام آثار ہدایت برقرار ہیں۔

اس مصیبت کے ساتھ یہ مصیبت تھی کہ آثار توحید و خدا پرستی بے پشت اور شرک و کفر کی نشانیاں ابھر رہی تھیں۔ اور اہل کفر و نفاق کے بازوؤں میں طاقت آرہی تھی جانتا چاہتے۔

اگرچہ خداوند عالم نے خود عذاب نازل نہیں فرمایا۔ اور تہی دنیا میں ان ظالموں کو سسرنگوں کیا بلکہ آخرت میں ان کے لیے عذاب مہیا کیا ہے اور چونکہ خداوند عالم حکیم مطلق ہے وہ جب چاہے۔ عذاب دے خداوند عالم عذاب دینے میں تعجیل نہیں کرتا۔ طبری نے کتاب احتجاج میں اپنی استاد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ ایک حضرت سید الساجدی امام زین العابدین علیہ السلام

سے بنی اسرائیل کی جماعت کے متعلق تذکرہ ہوا کہ خدا نے ان کو مسخ فرما دیا حالانکہ وہ انسان تھے مگر بندروں کی شکل میں بدل گئے۔ اور ان کو یہ عذاب اور امر الہیہ کی مخالفت کرنے کی وجہ سے ہوا کہ خداوند عالم نے منع فرمایا تھا کہ مچھلی کا شکار بروز شنبہ نہ کریں کیونکہ یہ ان کی عید کا دن ہے۔ پس بوجہ حرمت شنبہ بیان کرتے ہوئے آخر قصہ تک پہنچے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی مَسَخَ اُولٰٓئِكَ الْقَوْمَ لَا عَطِيَاۤءَ السَّمَآءِ فِیْهِ تَرٰی عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ یَکُوْنُ حَالُ مَنْ قَتَلَ اَوْ لَا دِرْسُوْلَ اللّٰهِ وَهَتَاكَ حَرِیْمِیْہ۔ یعنی کہ خدا نے اس جماعت کو بوجہ شکار ماہی کرنے مسخ کر دیا۔ پس جن لوگوں نے اولاد پیغمبر خدا کو قتل کیا۔ حرمت خلائق کی۔ اور الحرم حنین کو یہ پردہ کیا۔ نبی حاضریں میں سے ایک شخص نے عرض کیا اے فرزند رسول خدا کہ ہم نے آپ سے جو کچھ سنا وہ ہم نے ایک دشمن خاندان رسول سے بیان کیا۔ تو اس نے کہا کہ اگر حسینؑ کا قتل از روئے باطل تھا تو اس کا قتل شکار ماہی سے عظیم تر تھا۔ پس خداوند عالم نے عذاب کیوں نازل نہیں فرمایا۔ جیسا کہ شکار ماہی کرنے والوں پر عذاب نازل کیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ شیطان مردود کی اس سے زیادہ معصیت تھی۔ بہ نسبت جماعت کی معصیت کے کہ اس کے اغواء کرنے پر کافر ہو گئی۔ پس خدا نے اس جماعت کو کہ جو جماعت فرعون تھی۔ یا قوم ہنود تھی کیوں ہلاک کیا۔ اور شیطان کو ہلاک نہ کیا حالانکہ یہ شیطان زیادہ مستحق عذاب و ہلاکت ہے بہ نسبت جماعت کی ہلاکت کے خداوند عالم حکیم علی الاطلاق ہے۔ اور اس کی تدبیر حکمت پر مبنی ہے۔ جب کسی کو مہلت دیتا ہے تو کوئی نہ کوئی حکمت ضروری ہوتی ہے۔ اور جب ہلاک کرتا

ہے۔ اس میں بھی حکمت کو دخل ہے۔

فَذَلِكَ هُوَ لَا الضَّامِدُونَ فِي السَّبَبِ وَهُوَ لَا الْقَاتِلُونَ لِلْحَسَنِ
وَيَفْعَلُ فِي الْفَرِيقَيْنِ مَا يَعْلَمُ أَنََّّهُ أُولَى بِالصَّوَابِ وَالْحِكْمَةِ -
پس شکار ماہی کرنے والوں کا ہلاک ہونا اور قاتلانِ امام حسینؑ کی مہلت
دینا۔ جو کچھ ان دونوں کے بارے میں خدا نے کیا وہ ہی حکمت پر مبنی ہے۔
لَا يَسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ ۝

خدا سے باز پرس کسی کا حق نہیں ہے۔ البتہ وہ تمام لوگوں سے باز پرس
کرنے کا حق رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ صرف حکیم مطلق ہے بلکہ قادر و توانا و غالب ہے
پس خدائی کاموں پر کرنا روا نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ خداوند عالم نے خود فرمایا
ہے کہ لَوْلَا دَفَعُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ وَبَعْضٌ لَّهْدَمَتْ صَوَامِعُ
وَبِيعُ وُصُلُوتُ وَصَّاحِدِيذُ كَرَفِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۝

اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے سے دور اور دفع نہ کرتا اور شرِ انسانی سے
بواسطہ مردمانِ پاک حفاظت نہ کرتا۔ تو گر بجے، بیہودیوں کے عبادت خانے
مجوس کی عبادت گاہیں اور مسجدیں کہ جن میں تم خدا کی عبادت کرتے ہو اور کثرت
سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کب کے کب منہدم کر دیے گئے ہوتے۔ لیکن
خداوند عالم نے نیک اور متقی و پرہیزگاروں کو اشرار یعنی شرپسندوں سے جدا
کیا ورنہ عذاب نازل ہو جاتا۔ لیکن عذاب نازل نہیں ہوا۔ بلکہ عذاب ٹل گیا حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ یہ آئینہ مجیدہ حضرت امام حسینؑ کے
حق میں جاری ہوئی ہے۔ پس اگر امام حسینؑ نہ ہوتے تو ان کی ذریت طاہرہ نہ
ہوتی تو حضرت صاحب الزمان مہدی آخر الزمان قائم آل محمد کہاں سے ہوتے

جو محل فیوضات و برکات الہی ہیں۔ اور سبب نزول رحمت ہیں۔ اگر آپ کا وجود
 ذی جود نہ ہوتا تو بہر صورت دینا سترنگوں ہو جاتی اور فنا ہو جاتی۔ اس واسطے
 کہ جبکہ گوشت رسولؐ، پارہٴ جگر بتولؑ کو قتل کرنا کوئی سہل کام نہ تھا اور نہ ہی دختران
 علیؑ و فاطمہؑ کو اسیر کرنا کوئی سہل کام نہ تھا۔ بلکہ قتل امام حسینؑ اور اسیری دختران علیؑ و
 فاطمہؑ عظیم ترین مصیبت ہے۔ اور جب کہ خداوند عالم نے صید ماہی (شکار ماہی
 در یوم السبت) کی بنا پر عذاب نازل کر دیا اور اس جماعت کو مسخ کر دیا تو پھر کیا
 خیال ہے کہ اگر کوئی ثجبت خدا ہو، خلیفہ رسولؐ خدا ہو۔ امام امت ہو زنا لہ قرآن
 ہو۔ زینت عرش کبیر یا ہو، اور مثل ماہی اپنے دریائے خون میں غرق ہو اور
 اس کو گروہ عظیم مل کر قتل کر دے اور روزِ عید کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا جائے ملائی
 اس خدا کی طرف سے اس روز شکار ماہی کرنا بھی منع تھا۔ پس اس گروہ جفا کار
 کا کیا حال ہوگا کہ جس نے امام حسینؑ کو جو سید و سردار جو امان جنان میں قتل کر دیا
 اور روز قتل امام حسینؑ، یوم جمعہ تھا۔ جو یوم السبت سے مرتبہ میں افضل و اعلیٰ ہے
 اس کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا۔ حرمت امام حسینؑ، حرمت ذریت رسول خدا
 اور حرمت جمعہ کی کو جو اہل اسلام کے لیے یوم السبت سے زیادہ افضل ہے
 برباد کی۔ دلائل جمعہ کے دن بوقت ظہر خدا نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کا
 حکم دیا ہے۔ اور خدا کا حکم۔ حکم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے
 پس باطلنا حکم خدا کی خلافت و رزی منافی اطاعت رسولؐ ہے اور انحراف
 کی ہتک حرمت کا سبب ہے اس لیے روز جمعہ کی حرمت قائم رکھنا ضروری
 ہے اور اس لیے جمعہ کو یوم السبت اہل اسلام قرار دیا ہے جس طرح یوم السبت
 میں صید ماہی حرام تھا اسی طرح روز جمعہ جنگ و جدل و قتال حرام ہے اور وہ بھی

اشرف مخلوقات کو اس روز تہمید کرنا۔ اسی لیے بعض روایات میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو المقتول یوم السبت کہا گیا ہے۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام روز شعبہ شہید ہوئے ہیں اور اس کی تاویل یہی کی گئی ہے کہ جس کا ذکر کیا جا چکا کہ روز السبت اہل اسلام جمعہ کا دن ہے۔ اگرچہ علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ امام حسین علیہ السلام روز شنبہ شہید ہوئے ہیں۔

مثلاً شیخ مفید علیہ الرحمۃ اور بعض دوسرے علماء نے بھی یوم شنبہ لکھا ہے مگر ان کا یہ نظریہ صحیح نہیں ہے کیونکہ کثیر روایات اس امر پر شاید ہیں کہ حضرت امام حسین کا روز شہادت روز جمعہ ہے اور اس لیے اس کو مسلمانوں کا یوم السبت کہا گیا ہے۔ بہر حال وہ گروہ کہ جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو مسلمانوں کا اس پر عذاب نازل نہیں ہوا اور عذاب اس لیے نازل نہیں ہوا کہ اہل زمین میں حجت خدا موجود تھا۔

(از مترجم) امام حسین علیہ السلام کے بعد ایک حجت خدا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بقیعہ امڈتھے اور آپ کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام حجت خدا ہوئے اور یہ سلسلہ حضرت امام مہدی علیہ السلام بحل امڈ فرج پر ختم ہے اور آپ بقیعہ حیات ہیں جن کی وجہ سے عذاب دفع ہو گیا۔ اور آخرت پر رکھا گیا)

نِعْمَ دَوْلًا شَمْسُ مِنْهُ مَاطَلَعَتْ شَمْسٌ وَكُوَلَاكَانَ سَهْرًا وَلَا حَرْنَ
وَلَمْ يَدْرِ فَلَكَ كَلَا وَلَا سَكَنْتَ اَرْضٌ بَلِ اضْطَرَّتْ بِهَا سَكَنُوا
ہاں اگر آفتاب باع آسمان عصمت و طہارت، ماہ ہائے برج ہدایت و امامت جو کہ ذریت طیبہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہیں، عالم وجود میں

نہ آتے تو ہر گاہ آفتاب طلوع وغروب نہ کرتا۔ افلاک گردش نہ کرتے، زمین قرار نہ پکڑتی اور زمین و پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ لَوْ كُنَّ بِرَبِّنَا اَظْهَارَ حُجَّتِهِ مِنْ صَلَاحِ مَا اسْتَقَامَ الدَّهْرُ وَالزَّمَنُ یعنی کہ اگر ائمہ معصومین نہ ہوتے جو محبت خدا میں رسول خدا کے خلفاء برحق ہیں اور طاہر و مطہر اصلا ب سے خلق ہوئے ہیں تو نہ زمین ہوتی اور نہ آسمان ہوتا۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان موجود ہے۔ ائمہ خدا، حج ائمہ کے دم قدم سے قائم ہے۔

مَا عَطَّلَ الْكَوْنُ اِذْ كَانَتْ قَلَادَتُهُ مِنْهُ هُدًى عَلَى فِعْلِ الْمُتَّقِي مَرَكُوزًا دُنْيَا مافی ہے دنیا کی چیزیں برقرار ہیں اور دنیا معطل نہیں ہوئی۔ اس لیے درہم امامت (یعنی ذریت رسول خدا) اپنی تائینا کیوں کے ساتھ چلتے رہے ہیں۔ اور آخری در امامت آج بھی تابندہ ہے یعنی آقامت دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان ہی وجہ سے خدا کی عبادت ہو رہی ہے۔ ان کی تخلیق کی غرض و غایت عبادت خدا ہے۔

فَلْيَنْدُبِ الْجِدَ اَهْلِيهِ كَذَا اَوْ كَذَا . فَلْيَعْظِمُ الْخُطْبَ اَوْ فَلْيَتَكَبَّرِ الْمُحِقُّ پس ندب، نوحہ کی بزرگی جو اس کے اہل ہیں عظیم ہونی چاہیے۔ وکیف لا وری السادات من مُصیر اصحت تَسُوْدُ عَلَيْهَا اَعْبَادُ قَتَن میں یہ حال دیکھ رہا ہوں کہ شہر کے بزرگ اور سادات پر ذلیل لوگ اور غلام علیہ پارہے ہیں۔ جس سے فضا و حرمت متاثر ہو رہی ہے۔

وَاللّٰهُ جَرُّ جَوْرَ الظَّالِمِيْنَ عَلٰی اِبْنَاءِ اَحْمَدِ الْاَمْعَشْرِ قَتَبُوْا اَعْنِ الْاُولٰٓئِ غَضَبُوا مِيْرَاثَ حَبِيْرَةَ اَخِي الْبَيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْحَقِّ بِنَدَا يَهْ كَيْنِ لَوْ كُوْلُ كُوْهَرُ جَوْرَاتِ نَهْ هُوْتِ كِي اَهْلِيَّتِ اَطْمَارِ پَر ظَلَم وَ سَتَم كَرِي

لیکن ایک گروہ نے میراث حضرات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو غضب کر لیا۔ اور قربت رسول خدا کا خیال تک نہ کیا اور الجناہ نے حکم خدا صبر کیا۔

هُمْ اسْتَسَوْا وَشَاوَرَهُ اُمِّيَّهٖ اِذَا حَقَّادَهُمْ فِي الطَّفِّ وَالظَّعْنِ
یعنی کہ وہ لوگ کہ جنہوں نے ظلم و غضب کی بنیاد رکھی تھی۔ بنی اُمیہ نے ان کی اسل
کو زمین کر بلا میں تقویت پہنچائی۔ یعنی حقوق آل محمد غضب کر کے بنیاد ظلم رکھی
اور کہ بلا میں امام حسین فرزند رسول خدا کو قتل کر کے قہر پریدی تعمیر ہوا۔

نَفْسِي فِى الدُّفُوسِ فِيهِ سَائِلَةٌ عَلَى الصَّبَا ذَهَبَتْ اِجَادَهَا لِلدَّنِ
یعنی کہ میری روح اور جان ان پاک و پاکیزہ نفوس پر قربان ہو جائیں۔ کہ جن کو
دشمنوں نے قتل کیا اور وہ اپنے خون میں غلٹاں ہوئے اور اعداء دین نے
ان کے بدن ہار مبارکہ کو میزوں سے غارت کیا۔

لَعُوسِ اشْرَفَ خَلْقِ اللّٰهِ مِنْ لَهِمْ اَسَادَاتُ مَشَاعِرِ بَيْتِ اللّٰهِ وَالرَّكْنِ
افدى هناك حبيبنا وهو يفتحهم الهيجا لسطوا يقلب قلبه البدن
میری روح و جان بلکہ تمام عالم کی رو میں اور جانیں حضرت امام حسین پر قربان کر
وقت غربت کہ جب آپ اس گروہ بد شعار میں گھیرے ہوئے تھے۔ مثل شیر
درندہ دریا عہد حرب و ضرب میں غوطہ زن ہوئے۔

اَفِيْمَ وَالْيَمِّ مَنْ صَوَّبَ الدَّمَاءَ عَدَا تَجْرِي عَلَى وَجْهِ خَيْلِ الْعَدَى سَقَنَ
اس حال میں کہ جب اعداء دین کا خون دریا کی مانند بہہ رہا تھا۔ اور ان کے
گھوڑے اور سامان حرب اس دریا خون میں اس طرح رواں تھا۔ جیسے پانی
پر شتی رواں ہوتی ہے۔

فَاصْدَهُ عَنْ لِقَاءِ الْقَوْمِ كَثَرَتْهُمْ وَالْإِسْدُ هَلْ سَدَّ هَاعَنْ قَصُورًا

اور اس گروہ نابکار نے ظلم و ستم میں جو زیادیتاں کیں ان کا شکوہ کرنا عبرت ہے کیونکہ شیر غضبناک کے روبرو وحشی جانوروں کی کیا حقیقت ہے اور حق تو یہی ہے کہ شیر صحرا کو شیر کہ دگا رسے کہ جو قوت ہیں منظر ذوالجلال ہے کوئی نسبت نہیں دی جاسکتی۔ شیر حق کے مقابلہ میں دشمن کے شکر کی کیا مجال تھی کہ قائم رہتا اگر حضرت امام حسینؑ ذرا اشارہ فرماتے تو شکر عمر ابن سعد میں سے کوئی باقی نہ رہتا۔ اور صفحہ روزگار سے مٹ جاتے اور جہنم آباد ہوتے۔ لیکن حضرت سید الشہداءؑ نے حکم خدا صرف قوت بشریہ سے کام لیا۔ اور شجاعت جسمانیہ کا مظاہرہ فرمایا کہ کشتوں کے ڈھیر لگا دیئے۔

حَتَّى إِذَا اشْتَقَ دَارَ الْإِقْنَاءِ كَهَا . وَشَاقَهُ سَادَةُ فِي عَدَمِ عَدَدِ كُنُوتَا

یہ کہ اس ظلمت کدہ دنیا کو خود انوار قدسیر نے قابل تابناکی نہیں سمجھا۔ اور صاحبان انوار قدسیر کے دل اس دنیا میں زندگانی سے سیر ہو گئے تھے یعنی وہ پاکیزہ ہستیاں عالم نور میں رہنے والی ہیں ان کے لیے دنیا ایک جگہ کی مانند ہے۔ ان کی نگاہ کے سامنے ہمیشہ عالم بقا رہتا ہے اور امام حسینؑ اسی انوار قدسیر میں سے ایک فرد ہیں۔

ان کے جد نامدار پدر بزرگوار اور مادر گرامیہ قدر عالم بالا میں ان کے

استیاق میں ہیں۔

فَاخَذَتْ إِلَى الْقَدَسِ نَفْسَ مَنَّهُ طَاهِرَةً مَا شَانَهَا فِي الْوَفَاءِ خَوْفٌ وَكَأَحْزَانٌ

یعنی کہ ان کے نفس زکیہ نے ان کے بدن سے پرواز کی۔ یعنی روح بدن سے جدا ہو کر اعلیٰ علیین میں پہنچی۔

بكتہ احكام دين الله اذ نكست اعلامہ اسفاً والفرص والسكن۔

پس امام حسینؑ کے قتل ہو جانے سے علم ہمارے دین الہیہ سرنگوں ہو گئے۔ آثار فریق و سنت فرسودہ و کینہ ہو گئے۔ لیکن خداوند عالم نے اپنی حجت کی وجہ سے زمین کو سرنگوں نہ ہونے دیا بلکہ زمین برقرار رہی۔ اور آسمان کو درہم ویرہم نہیں کیا لیکن زمین و آسمان دونوں میں امام حسینؑ کے قتل ہو جانے پر کے بعد متزلزل پیدا ہو گیا ایسا ہی نہیں بلکہ آسمان سے خون برسا۔ فلک نیلگوں کی آنکھ سے اشک غنی برسے۔ اور زمین سے پانی کے خون آلودہ چشمہ جاری ہوئے۔ چنانچہ اکثر روایات، بطریق شیعہ و سنی وارد ہوئی ہیں علاوہ ازیں ابن قلوبیہؒ کامل الزیارة میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ زمین و آسمان مصیبت حسینؑ پر رویا ہے۔

اور یحییٰ بن ذکریاؒ پر بھی آسمان رویا ہے۔ امام حسینؑ اور یحییٰ بن عمارت بھی پائی جاتی ہے۔ ابن شہر آشوب نے نصرہ از دیہ سے روایت کیا ہے کہ کہا۔
لَمَّا قَتَلَ الْحُسَيْنِ امْطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا وَحَيَايِنَا وَجَوَارِثُ صَارَتْ مَمْلُوءَةً دَمًا
کہ جب حضرت امام حسینؑ علیہ السلام شہید ہو گئے۔ تو آسمان سے خون برسا اور عمارت برتنوں پر خون کے چھنٹے پڑے ہوئے تھے۔ اور بعض برتن خون سے بھر گئے تھے ابن قلوبیہؒ نے روایت کی ہے کہ بیت المقدس کے ایک شخص احمد بن عبد اللہ نے کہا بخدا ہم لوگوں کو اسی روز شہادت امام حسینؑ کا علم ہو گیا تھا کہ جس روز آپ شہید ہوئے ہیں۔ راوی نے اس سے دریافت کیا کہ کیوں کہ معلوم ہوا حالانکہ بیت المقدس سے کہ بلا کا بہت زیادہ فاصلہ ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں یہ صحیح ہے کہ فاصلہ بہت زیادہ ہے لیکن ہمیں اس طرح خبر ہوتی کہ مَا رَفَعْنَا

حجراً ولا مدراً ولا صخراً إلا ورايتنا تحتها دماً بغلى۔

یعنی کہ بیت المقدس کے اطراف میں جو بھی پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے خون تازہ جوش زن نظر آتا ہے۔ اور درود یار بیت المقدس پر خون جما ہوا تھا۔ اور نین روز تک خون برستارہا۔ اور رات کے وقت ندائے عیسیٰ سنی کہ۔

اترجوا امّة قتلت حسیناً شفاعۃ جدّہ یوم الحساب

کیا وہ گروہ کہ جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا ان کے جد بزرگوار کی شفاعت اس گروہ کو نصیب ہوگی۔

معاذ اللہ لا ینلتم یقیناً ! شفاعۃ احمد و ابی تراب

معاذ اللہ شفاعت احمد مختار و جید رکار ہرگز نصیب نہ ہوگی۔

قتلتم خذ من ركب المطايا و خبر الشیب طراً و الشباب۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ

حسینؑ کے نانا، بابا اور ماں کی شفاعت قافلان حسینؑ کو نصیب ہو کیوں کہ

انہوں نے حرمت رسولؐ خدا کو ضائع کیا اور سالارِ معرکہ شجاعتِ فرزندِ رسولؐ خدا

کو قتل کیا۔ امام حسینؑ کے قتل کے بعد تین دن تک آفتاب کو گہن لگا رہا اور اس

قدرتِ تاریکی چھا گئی کہ چند روز کے بعد خبرِ قتل سید الشہداء و بیت المقدس پہنچی

اور اس دن تک آفتاب خون باقی تھے۔

اور آنسو جو غمِ امام حسینؑ علیہ السلام میں مومنین کی آنکھوں سے جاری ہوتے

ہیں وہ آفتابِ خون میں سے ہے۔ اور زبانِ پر یہ الفاظ جاری ہوتے ہیں کہ۔

یا بی انت و اتحی۔ دل بے قرار رہتا ہے تشنہ دہانی امام کا تصور

رہتا ہے۔ روزِ عاشوراء کا خیال آتا ہے تو بے ساختہ دل سے آہ نکلتی ہے

کہ واسعہ تافزِ زند رسولؐ پیاسا شہید کیا گیا۔

لِلّٰهِ مَا وَقَعَتْ عَاشُورَاءَ بَانَ لَهَا - فِي جَبْهَتِهِ الْمَجْدُ جُورًا غَيْرَ مَدَى اَبَدًا
روز عاشوراء حضرت امام حسین علیہ السلام کی پیشانی مبارک پتھروں سے زخمی
ہوئی اور پھر مندل نہ ہو سکی۔

مَصِيبَةٌ يَكْتُبُهَا الشَّيْطَانُ اَدْلُهَا دَمًا وَزُدُّ عَظِيمٌ غَيْرَ مُحْتَمَلِي
یعنی کہ اگر آسمان سے بجائے اشک، خون برسا اور مصیبت عظیم تھی کہ تاب تحمل
نہ تھی مقصد یہ ہے کہ مصیبت امام حسینؑ سے زمین و آسمان اور کل مخلوق متاثر ہو
غم زدہ تھی۔

كَهَيْفَى لَهُ عَاقِرًا مَلَقَى بِدَاكِفِنِ سِوَى السَّوَاءِ وَلَا لِحَدٍّ وَلَا غَسِيلٍ
وا حسرتا و ا مصیبتا کہ بعد مطہر امام حسینؑ نے غسل و کفن زمین کر بلا پر پڑا رہا۔ اور درشت
کر بلا کی گرد اور غبار بجائے کفن تن مبارک پر پڑ رہی۔

مَتَرَبُّ الْخَدْرَا اَمَّ لَتَحْرِ مَنَعْفَرَا !

الْحَيِّثُ نَحْرُ فَصْلِي ظَاهِي اِلَى الْوَعْلِ

افسوس کہ جو صورت مبارک بوسہ گاہ پیغمبرؐ خدا تھی خاک و خون میں غلطاں تھی
اور اس فیض و بابرکت ذات کو پیا سا شہید کر دیا گیا۔

وَابْقِلَتْ زَيْنَبُ الْكُبْرَى وَقَدْ سَفَرَتْ مِنْ مَنَظَرٍ بِرَدَاءِ الدُّلِّ مُشْتَمَلٍ
حسرت واد معہا تتری و مقلمہا عَزَّيْ وَاَنْفَسَهَا حَزِي مِنْ لَشْكَلِ

آہ اس حال میں خواہر امام مظلوم حضرت زینبؑ خاتونِ خیمہ سے نکلیں اس طرح
کہ لباسِ مذلت و خواری اور جامہ مصیبت و سوگواری امام حسینؑ پہنے ہوئے
آنکھوں سے آنسو جاری جسمِ خونی شک برساتی ہوئی۔ بول پر آہ سوزاں تھی۔

تَشْكُو اِلَى حَيِّهَا فَعَلِ الطَّغَاتُ بِهِنَّ بِمَدِّ مَعْرِفُوقِ صَحْنِ الْخَدِّ مِنْهُمَا

یعنی کہ حضرت زینب عاتون نے اپنے جد بزرگوار سے اپنی مصیبتوں کی شکایت کی۔ اور کہا۔ **يَا حِجْدُ قَدْ فَتَكَتْ قَيْدًا عَلَوْجِ بَنِي امِيَّةَ وَبَقَا يَاعَابِدَ الْحَبِلِ**۔ یعنی کہ اے جد نامدار بنی امیہ کے بڑے لوگ اور باقی صمیل کی پرستش کرنے والے! لیکن گاہ میں بیٹھے تھے کہ آپ کی رحلت کے بعد ہمیں ہلاک و بربط کر دیں۔ **يَا حِجْدُ هَلْ جَائِدُ النَّاسِ بِقَتْلِ اخِي وَهَلْ عَرَقَتْ بِمَالِ قَيْتِ مَنْ وَهَلْ**۔ اے نانا جان! کیا کسی نے آپ کو ہمارے بھائی کی خبر شہادت سنائی ہے۔ اور کیا آپ جانتے ہیں کہ ہم پر کیا مصیبتیں گزر گئیں۔ **يَا حِجْدُ هَذَا اخِي عَارِثُ كَفَنَهُ الرِّيَاحُ فِي نَسَبِ كَهْهَامِنْ مَطْرَفٍ مَعْمَلٍ** یعنی کہ اے نانا جان یہ بدن افی الحین ہے جو بے گور و کفن پڑا ہے۔ ہوائے دشت کر بلانے اس پر گرد و غبار کا کفن ڈالا ہے۔

يَا حِجْدُ هَذَا اخِي ظَامٌ يَأْوَدُ صَوْرَتِ۔ عن صدرہ الیض بعد العل والنمل۔ اے نانا جان میرے بھائی حسین کو وقتِ فربح پانی تک نہ دیا یہ اس قتل کیا۔ اور عدم ہو گئی۔ پانی کے عوض اس کو آبِ شیبہ و تیر پینے کو ملا۔

وَاقْبَلَتْ تَرْشِفُ الثَّغْرِ الشَّرِيفِ وَهَلْ يَدِ افْعَرِ الْقَدْرِ الْمَحْتَوِّمُ بِالْقَتْلِ تَقُولُ وَالسَّيْطُ تَغْشَاةُ الْمَنُونِ وَفِي فَوَا دِهَا نَاهِيكَ مِنْ شُغْلٍ۔ پس بعدہ حضرت زینب لاشِ برادر پر پہنچیں اور گونے پر بیدہ کا بوسہ لیا۔ اور حسرت بھرے لہجہ میں کہا۔ **اِنِّي هَذِهِ زَوْجِي لَكُمْ بَدَلٌ اِنْ كَانَ يَضَعُ صَرَفَ الذَّهْرِ بِالْبَدَلِ**۔ اے بھائی اے میرے مانجھائے۔ اے حسین! غریب میری جان تم پر قربان ہو میں تمہیں آواز دے رہی ہوں اور تم جواب نہیں دیتے۔ اگر ہو سکتا تو میں تمہاری مصیبتوں کا فدیہ بن

جاتی۔

اخی اخی کنت نوراً لیتضاء بہ الی الطريق الذی ینجی من الزلزل
اے برادر! اے مظلوم برادر جب تم تھے تو ان ظالموں کے ظلم و ستم سے نجات مل
رہی تھی۔ ظلمتیں دور ہو رہی تھیں تمہارے نور کی روشنی بھیلی ہوئی تھی۔ اب ساکناں
راہ طریقت تمہیں دھونڈ رہے ہیں۔ اخی اخی اظلمت من بعدکم طوق
الہدی و ربع المعانی امن و هو خلی۔ اے بھائی حسین تمہارا نور برف
ہونے کے بعد راہ ہدایت دھندلی ہو گئی۔ اور منزل بندگی و سعادت خالی پڑی
ہے۔ ہاں بجز اتمہارے بعد راہ ہدایت تماریک ہو گئی ہے۔ طریق ہدایت و
سعادت کم ہو گئے ہیں۔

عبادت گاہیں اور مساجد خراب پڑے ہیں خراب اور منہ ویران پڑے
ہیں۔ آثار تقویٰ و پرہیزگاری کہنہ ہو گئے ہیں۔ علم ہدایت سرنگل ہو گئے ہیں۔
جسے خدا نے برگزیدہ کیا اور اپنے بندوں پر جنت قرار دیا۔ اور ظلمت کدہ
وہر میں شمع ہدایت قرار دیا کم لوگ روشنی حاصل کریں۔ مگر اب احوال یہ ہے
کہ سب لوگ فیوضات ایزدی سے محروم ہو گئے ہیں۔ ظالموں نے نظام دین
درہم و برہم کر دیا ہے۔ اور لوگ عیش پسندی میں مبتلا ہیں۔ اور نور دیدہ
فاطمہ زہرا ٹکڑے ٹکڑے زمین پر پڑا ہے۔ اور حسین جو زینت عرش بریں، دولت
خندیریں۔ باب الشفاعت و نجات ہے۔

مگر ظالموں کو ذرا احساس نہیں ہے حالانکہ حیوانات عجم بھی مصیبت حسینؑ
میں افسردہ ہیں۔ پتھر دل کے نیچے خون جوش زن ہے۔ ابو بصیر سے روایت
ہے وہ کہتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر

تھا کہ آپ کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا آیا امام علیہ السلام نے جیسے ہی اسے دیکھا اس کو اپنی بغل میں لے لیا اور فرمایا کہ خدا کسی کو اس طرح حقیر نہ کرے (یعنی کہ نزد اعداؤ حقیر ہو نامراد ہے ورنہ یہ حقارت عین حرمت ہے) اور خداوند عالم تمہارے باپ کے قاتلوں سے انتقام لے۔ اور خدا چھوڑ دے اس کو کہ جو تمہیں چھوڑ دے۔

اور خدا کی لعنت جو اس گروہ اشتقاق پر کہ جس نے تمہیں ازار پہنچایا پس حضرت امام جعفر صادق پر گریہ طاری ہو اور فرمایا اے۔ ابو بصیر اذا نظرت الی ولد الحسین اتانی ماللا ملکہ بما اتی الی اہلہم و اہلہم۔

امام حسینؑ کی اولاد میں سے ایک پر میری نظر اتفات رہتی ہے۔ اور میری یہ حالت ہے کہ جب میں ان میں سے کسی کو دیکھتا ہوں۔ اور میری نظر ان پر پڑتی ہے۔ تو بے ساختہ چہر پر گریہ طاری ہو جاتا ہے اور میرے جد حسین ابن علیؑ کی بے کسی و مظلومی کے ساتھ شہید ہوتا یاد آتا ہے۔ ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس دن کا ابھی ذکر کیا گیا اس پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ جب کبھی امام حسینؑ کی شہادت کا ذکر ہوتا تو حضرت صادقؑ آلِ محمد پر گریہ طاری ہوتا اور پھر اس دن یا اس شب کسی نے آپ کو شاد و خندان نہیں دیکھا۔ حضرت امام حسینؑ کو کس طرح وطن سے دور کیا گیا۔ کس طرح آپ کو مکہ چھوڑنا پڑا۔ سفر عراق میں دن کی دھوپ، بخار و گرد اور اہرم ساتھ ساتھ ہیں کون سی تکلیف ایسی تھی کہ جو امامؑ نے برداشت نہ کی ہو۔ شیخ مفیدؒ اور سید جلیل القدر سید ابن طاووسؒ اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے امام حسینؑ علیہ السلام کے مدینہ چھوڑنے کا اس طرح حال تحریر کیا ہے کہ جب معاویہ ابن ابوسفیان کا انتقال عذاب مآل ہو گیا اور

اس کے بعد یزید علیہ تخت حکومت شام پر متمکن ہوا اور شام کی تاریخی مدینہ منورہ مکہ پہنچی تو اس نے ولید بن عقبہ یا بروایت شیخ صدوقؒ عقبہ بن ابی سفیان عامل مدینہ کو جو یزید کا چچا تھا نامہ لکھا کہ میری بیعت حسین ابن علیؑ، عبد اللہ بن عمرؓ سے ہے کہ وہ مجھے خلیفہ مسلمین تسلیم کریں۔ بروایت ابن شہر آشوبؒ عبد اللہ بن ابوبکرؓ سے بھی بیعت ہے اور اگر وہ لوگ وہ بیعت سے انکار کریں تو ان کے سر قلم کر کے شام بھیج دے۔ جب یہ نام عامل مدینہ کو پہنچا تو اس نے چاہا کہ بیعت ہے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اور اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ ہرگز بیعت نہ کریں گے تو اس نے امام حسینؑ کی صوابدید پر بیعت کے معاملہ کو چھوڑ دیا اور آپ کو اختیار دیا کہ خواہ آپ مدینہ سے چلے جائیں یا مجاورت رسول خداؐ انجام دیں۔ امام حسینؑ مدینہ چھوڑنے سے چند شب قبل اپنے عزیز رگوار حضرت رسول خداؐ کے زار اقدس پر وداع کرنے تشریف لے گئے۔ جب نزدیک قبر مطہر پہنچے بروایت ایک نور قبر مبارک سے ساطع ہوا۔

جب آپ نے اس نور کو دیکھا واپس تشریف لے آئے پھر دوسری شب قبر مبارک پر گئے۔ اور چند رکعت نماز پڑھی۔ بعدہ مناجات شروع کی۔ بارگاہ خدا میں عرض کیا۔ اَللّٰهُمَّ هَذَا قَبْرُ نَبِيِّكَ وَ اَنَا بِنْتُ نَبِيِّكَ وَقَدْ حَضَرْتَنِي مِنَ الْاُمُورِ مَا عَلِمْتُ. خداوند! یہ تیرے پیغمبرؐ کی قبر مبارک ہے اور اور میں تیرے پیغمبرؐ کی دختر فاطمہؑ زہراؑ کا فرزند ہوں۔ میں نواسہ رسولؐ ہوں تیرا حکم پیش نظر ہے اور بلاء عظیم میرے سامنے ہے۔ اے خدا تو جاننا ہے کہ میں خیر و نیکی پسند ہوں اور اچھائی کو دوست رکھتا ہوں۔ بدی اور برائی سے

اجتناب کرتا ہوں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے اس قبر منور کا واسطہ اس کا صدقہ کہ جو اس قبر مبارک کے اندر دفن ہے اے خدا تو میرے لیے وہ چیز اختیار کر جو تیری اور تیرے رسول کی خوشنودی پر محمول ہو۔ یہ کہہ کر آپ پر گریہ طاری ہو گیا اور شدید گریہ طاری ہوا۔ اور آپ صبح صادق کے برآمد ہونے تک مصروف گریہ و مناجات رہے سر مبارک تنوید قبر پر رکھا کہ آپ پر غنودگی طاری ہوئی اور آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے جد بزرگوار حضرت رسول خدا تشریف لائے ہیں۔

اور آپ کے گرد و پیش ملائکہ ہیں جب آنحضرت امام حسینؑ کے نزدیک پہنچے تو حضورؐ نے آپ کو اپنے سینے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا اے نور نظر اور اے میری بیٹی فاطمہؑ کے نور دیدہ، حبیبی یا حسینؑ کَا قَدْ اَرَاكَ عَنْ قَرِيبٍ مُّرْمَلًا، بِدِ مَائِكَ مَدُّ يَوْحَا بَارِضٍ كَرَبٍ وَ بَلَا، بَيْنَ عَصَابَةٍ مِنْ اُمَّتِي وَاَنْتَ مَعَ ذَلِكَ عَطَشَانٌ لَا تَسْقٰى وَظَمَانٌ لَا تَرْوٰى۔ اے میرے پیارے حسینؑ گویا میں دیکھتا ہوں کہ نزدیک ہے وہ وقت کہ تجھے میری امت کا ایک گروہ قتل کرے گا۔ زمین کو بلا تیرا قتل واقع ہوگا تیرا بدن خاک و خون میں غلطاں ہوگا۔ اے حسینؑ تو اس وقت پیاسا ہوگا کوئی شخص تجھے پانی نہ پلائے گا۔ ایک گھونٹ پینے کا پانی نہ ملے گا۔ اور وہ لوگ پیاسا ہی تجھے قتل کریں گے۔ اور اس ظلم کے باوجود وہ گروہ میری شفاعت کے طلبگار بھی ہیں۔ (میری شفاعت ان کو نہ پہنچے گی) حبیبی یا حسینؑ اِنَّ اَبَاكَ وَاُمَّكَ وَاَخِيكَ قَدْ مَوَّا عَلٰی وَهْمٍ مُّشْتَا قَوْنِ الْيَدِ اے پیارے حسینؑ تمہارے بابا، تمہارے بھائی اور تمہاری ماں، سب کے سب تمہارے مشتاق

ہیں۔ لیکن۔ وَإِنَّ لَكَ فِي الْجَنَاتِ درجاتٍ لَّن تَالِهَا إِلَّا بِالشَّهَادَةِ۔

اے پیارے نور نظر تمہارے واسطے بہشت میں ہیں چند درجات مقرر ہیں لیکن ان درجات کو حاصل کرنے کے لیے شہادت مطلوب ہے پس بغیر شہید ہوئے تم ان درجات کو حاصل نہ کر سکو گے۔

پس امام حسینؑ نے عالم خواب ہی میں آنحضرتؐ کے چہرہ مبارکہ کو دیکھا اور عرض کیا۔ يَا جَدُّاهُ لَا حَاجَةَ لِي فِي الرَّجْوِ إِلَى الدُّنْيَا فَخَذَنِي إِلَيْكَ

وَادْخُلْنِي مَعَكَ۔ اے جد بزرگوار مجھے دنیا کی حاجت نہیں ہے پس مجھے اپنے پاس بلا لیجئے تاکہ مجھے غنائے دینوی سے نجات ملے۔ مجھے

شہادت منظور ہے اور میں بقاء خداوندی کے لیے شہادت پسند کرتا ہوں اس کے بعد حضرت امام حسینؑ خواب سے بیدار ہوئے۔ اور آپ نے پریشانی

کی حالت میں یہ خواب اپنے اہلبیتؑ سے بیان کیا۔ جب المہم نے خواب سنا تو عذرات حرم میں گریہ وزاری شروع ہو گیا۔ اور صدائے گریہ بلند ہو گئی

لیکن امام حسینؑ نے سامان سفر تیار کرنے کا حکم دیا۔ سامان سفر ترتیب دیا جانے لگا اور بوقت شب اپنی والدہ ماجدہ سیدہ عالم کی تربت پر تشریف

لے گئے مکر و دواع کریں۔ بعض کتابوں میں وارد ہوا ہے کہ آپ جب قبر مبارک کے نزد پہنچے تو سلام کیا۔ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أُمَّاهُ۔ اے مادر گرامی

سلام قبول فرمائیے۔ آپ کا حسینؑ رخصت کے لیے آیا ہے۔ یہ میری آخری زیارت ہے ناگاہ قبر مبارک سے آواز آئی۔ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا مَظْلُوم

الَامُ وَيَا شَهِيدَ اللّٰمُ وَيَا غُوبَ اللّٰمُ آواز سلام سن کر امام حسینؑ پر گریہ غالب ہو گیا۔ حزن و ملال دل پر چھا گیا۔ اس کے بعد آپ اپنے برادر ذی قدر حسن

مجتبٰی علیہ السلام کی قبر مبارک پر تشریف لے گئے۔ اور وداع ہوئے۔ صبح کو اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ سواری کے لیے اونٹوں پر کجاوہ رکھو۔

چنانچہ اونٹوں پر کجاوہ آراستہ کئے گئے اور خواتین عصمت و طہارت عملوں اور کجاووں میں سوار ہوئیں۔ ناگاہ محمد حنفیہ اطلاع ملنے پر کہ حسین ابن علیؑ ارادہ سفر میں اور کوچ کرنے والے ہیں تشریف لائے۔ اور عرض کیا اے برادر۔

یا اخی انت احب الخلق الیّ واعزّہم علیّ۔ اے بھو و دہم محبوب ترین خلق ہو۔ میں تمہیں محبت خدا ماننا ہوں۔ اور عرض کیا یہ تو فرمائے۔ کہ کہاں جاتے

کا ارادہ ہے کس جگہ کا قصد کیا ہے۔ آخر اپنے ناناکے روضہ سے جدائی کس لیے اختیار کی ہے اپنے اہلرم کو کس کی سپرد کیا ہے۔ اے برادر مجھے خوف ہے

کہ اس سفر میں قوم آپ کی افیت نہ پہنچاے۔ اور آپ اور اہلبیتؑ کی جانیں تلف نہ ہوں۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے برادر کیا کروں مکہ کا ارادہ ہے اور

اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ محمد حنفیہ نے کیا کہ اگر مکہ معظمہ میں پناہ نہ ملے تو آپ یمن کی طرف چلے جائیں۔ کیوں کہ وہاں پر ہمارے بھائی کے شیعہ

اور ہمارے دوستدار رہتے ہیں۔ جو بہت ہربان ہیں وہ آپ کی ہمان نوازی میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔ ملک یمن بہت وسیع بھی ہے۔

فَإِنْ أَظْلَمْنَا نَمُنُّ بِكَ الدَّارِ وَالْأَحْقَقْتُ بِالرَّمَالِ وَشَعُوبُ الْجِبَالِ اور اگر یمن میں پناہ نہ ملے تو وہاں کے صحراؤں کی طرف چلے جانا اور وہاں کے

دامن کوہ میں پناہ لینا۔ آپ ہرگز ہمزین عراق نہ جائیں۔ کیونکہ کوئی لوگ کبھی آپ کا ساتھ نہ دیں گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔

يَا أَيْحَىٰ وَاللَّهِ لَوْ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا مَلْجَأٌ وَلَا مَادِيٌّ لَمَا بَايَعْتَ يَزِيدَ بْنِ مَعَاوِيَةَ

یعنی کہ اے برادر خدا کی قسم کہ اگر دنیا میں کہیں بھی جاوے پناہ نہ ملے۔ میں ہرگز زیرِ مدین معاویہ کی بیعت نہیں کروں گا۔ پس حضرت امام حسینؑ نے دواتِ قلم طلب فرمایا اور وصیت نامہ تحریر کیا۔ جس میں محمد حنفیہ اور بنی ہاشم سے روئے سخن تھا اور یہ تحریر کیا تھا کہ میرے ساتھ مردوں میں سے جو میں وہ شہید ہوں گے۔ اور جو مجھ سے انحراف کرے گا وہ فسخ و فیروزہ نہ پائے گا۔ اور ایک خادم کو خط دیا کہ بنی ہاشم کو پہنچا دے۔ بعدہ حکم دیا کہ خدواتِ عصمت کو سوار کرایا جائے سب عوراتِ محلوں میں سوار ہوئیں۔ ذوالجناح منگایا اور اس پر آپ سوار ہوئے اور مدینہ سے بھٹک کر کوچ کیا۔ اس وقت مدینہ اور خصوصاً محلہ بنی ہاشم میں ایک ہنگامہ تھا۔ آسمان تک باوجود سینا کی صدائیں جا رہی تھیں گریہ و بکا کا شور برپا تھا ابنِ قلوینہؓ نے کامل الزیارات میں روایت کیا ہے کہ ہاشمی عورتوں نے اپنے بال نوچ ڈالے آپ نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی کہ راضی برضا و الہی رہو۔ ان سب نے کہا کہ اگر ہم آپ پر گریہ نہ کریں تو کیا کریں۔ ہمارے لیے آج کا دن ایسا ہے کہ گویا آج رسول خداؐ نے وفات پائی۔ آج کا دن ایسا ہے کہ علی مرتضیٰؑ نے شہادت پائی۔ آج کا دن ایسا ہے کہ حسن مجتبیٰؑ زبر سے شہید ہوئے اے مولیٰ حسینؑ زینتِ و ام کلثومؑ بھی ہم سے جدا ہو رہی ہیں اگر ہم نوحہ نہ کریں۔ اس وقت آپ کی ایک چچی ثریف لائیں۔ اور کہا اے نور ویدہؑ اے حسینؑ میں گواہی دیتی ہوں کہ اس وقت کہ جن بھی آپ پر نوحہ کر رہے ہیں اور انہوں نے تیری شہادت پر تیری صفِ عزابریا کی ہے۔ ان معظمہ نے کہا کہ۔

فَإِنَّ قَتِيلَ الطَّعْنِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ أَذِلُّ رَقَابًا مِنْ قُرَيْشٍ فَذَلَّتْ
حَبِيبُ رَسُولِ اللَّهِ لَمْ يَكُ فَاحِشًا أَنَابَتْ مَصِيبَتُكَ الْإِفْوَفَ فَجَلَّتْ

یعنی کہ اے شہید کر بلا کہیں لوگوں نے آل ہاشم کو ذلیل کر دیا ہے۔ اور سارے قریش ذلیل کر دیئے گئے ہیں۔ رسول خدا کے پیارے حسینؑ نے کبھی کوئی کام خلاف حق و صداقت نہیں انجام دیا ہے اور حسینؑ کی مصیبت عظیم مصیبت ہے اور دوست اس مصیبت میں اپنے چہروں پر خاک ملیں تو کم ہے۔

پس یہ اشعار پڑھے

ایکوا حسیناً سیداً فلقته شَابَ الشعور لقتله زلزلتم

ولقتله انکسف القمر

یعنی کہ امام حسینؑ کی مصیبت پر گریہ و نوحہ کرو کہ ان کے قتل ہو جانے سے بال سفید ہو گئے۔ اور جوان بوڑھے ہو گئے۔ زمین میں زلزلہ آگیا۔ اور چاند کو گہن لگ گیا۔

وَ اخْصَرَّتْ اَفَاقُ السَّمَاوَاتِ مِنَ الْعِيشَةِ وَالسَّحَرِ۔

آسمان پر صبح و ہر شام مصیبت امام حسینؑ سے متاثر ہوتا تھا۔ اور دنوں کو سہرائی کے آثار آسمان پر ظاہر ہوتے تھے۔ آفتاب متغیر ہو گیا تھا۔ اور عالم پرتاریکی غالب تھی۔

ذَٰلِكَ ابْنُ فَاطِمَةَ الْمَصَابِ بِهٖ الْخَلَائِقُ وَالْبَشَرُ اَوْ ذَٰلَا بَہٗ

جَدَّ عَرِ الْاَفَاقُ مَعَ الْعُرَرِ۔

اس کشتہ ظلم و جور حسینؑ ابن فاطمہؑ کی مصیبت میں تمام مخلوق غم و رنج میں غرقی ظالموں نے ہمیں ذلیل کر دیا تھا۔ ظاہری دولت ہمیں گھیرے میں لیے ہوئے تھی۔

شیخ مفید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ

آپ نے فرمایا: ایک گروہ ملائکہ آلات حرب و ضرب سے مسلح آسمان سے نازل ہوا۔ اسلام کرنے کے بعد عرض کیا۔ اے فرزند رسول! خدا، اے یادگار نبی! و علیٰ خداوند عالم نے آپ کی مددگاری و یاری کے لیے میں بھیجا ہے حضرت امام حسینؑ نے ان سے فرمایا کہ ہماری وعدہ گاہ ایک جگہ ہے کہ جہاں ہم شہید کئے جائیں گے اور جلدی قبر بھی اس جگہ بنے گی۔ اس زمین کو کربلا کہتے ہیں ان فرشتوں نے کہا اے مولیٰ پھر جس جگہ آپ حکم دیں ہم مدد کے لیے حاضر ہوں گے۔

آپ کی اطاعت کریں گے۔ آیا آپ کسی سے خوف محسوس کرتے ہیں۔ تو ہم آپ کے ہمراہ ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان ظالموں کو مجھ پر تسلط نہ ہو گا جب تک کہ میں اپنی قتل گاہ پر نہ پہنچ جاؤں۔ ان کے بعد جنوں کا ایک گروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے مولیٰ ہمیں حکم دیجئے کہ ان دشمنوں کو ختم کر دیں۔ اور انہیں ہلاک کر دیں۔ ہم آپ کے تابعدار ہیں جو حکم دیں گے۔ وہ ہم بجالائیں گے۔ ارشاد فرمایا کہ خدا لے تم لے تم کو جزاء حیرت دے مجھے تمہاری امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ خدا لے تم لے تم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ مَا تَكُوْنُوْا اِيْدِرُّكُمْ الْمَوْتُ وَ تَكُوْنُ فِیْ بَرُوْجٍ مُّشْتَدِّۃٍ ط

(سورۃ النساء آیت ۷۵)

یعنی کہ تم چاہو بیٹے۔ جہاں ہو تو تم کو موت نے ہی ڈالے گی اگرچہ تم کیسے ہی مضبوط پکے گنبدوں میں جا چھو اور یہ بھی آیت تلاوت کی۔ لَیْسَ نَزَالِیْنٰ کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضٰجِعِهِمْ ج۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۵۷)

(جن کی تقدیر میں لڑکے مرجانا لکھا تھا۔ وہ اپنے گھروں سے) نکل نکل کے اپنے مرنے کی جگہ ضرور آجاتے) اور اگر میں اپنے قتل کا یہ پرہیز نہ کرتا تو پھر میرا امتحان کیا ہوا یہ گروہ خدا کی رحمت سے دور ہے۔ اور میں ضرور اپنی قبر میں دفن ہوں گا۔ اور خداوند عالم کی مشیت میں ایسا ہی گزرا ہے۔ اور میری قبر کی جگہ کو خداوند عالم نے ہمارے شیعوں کے لیے مرکز زیارت و مودت قرار دیا ہے۔ شیعہ ہماری قبر کی زیارت کو آئیں گے اور خداوند عالم ہمارے زائرین کو روزِ شہداء پر رحمت سے نوازے گا۔

اور بروزِ شنبہ کہ روزِ عاشورا، محرم ہے میں اس کے آخر وقت شہید ہوں گا اور میرا سر نیزہ پر بلند ہو گا۔ اور یزید بن معاویہ کو بھیجا جائے گا۔ جناب نے عرض کیا اے فرزندِ رسول! خدا یہ کہ آپ کی اطاعت ہم پر واجب ہے۔ ورنہ ہم آپ کے دشمنوں سے مقابلہ کرنے اور ان کو غارت کرتے۔ فرمایا کہ ہاں واقعاً تم ایسا کر سکتے تھے مجھے تمہاری قوت کا علم ہے مگر مجھے خداوند عالم کی مخلوق پر حجت تمام کرنا مقصود ہے۔

ناگاہ جناب ام المومنین بی بی ام سلمہؓ تشریف لائیں اور کہا اے فرزندِ مجھے مغموم و محزون کیوں کرتے ہو۔ تمہاری جدائی مجھے شاق ہے سوئے عراق جا رہے ہو میں نے تمہارے نانا رسول خدا سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یُقْتَلُ وَلَدِي الْحُسَيْنُ فِي الْأَرْضِ الْعِرَاقِ فِي أَرْضٍ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَا۔ کہ میرا فرزند حسینؑ عراق زمین کربلا پر شہید ہو گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے ثانی صاحبہ بخدا اب کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ سوئے اس کے کہ میں مدینہ سے نکل جاؤں اور کربلا پہنچوں۔ میں اپنے مقام شہادت کو پہچانتا ہوں اور میرے

عزیز و اقربا شہید ہوں گے اور میری بہن زینب و ام کلثوم اسیر ہوں گیں۔ پس یہ سن کر ام سلمہؓ پر گریہ طاری ہوا اور شدید گریہ طاری ہوا۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ **يَا اُمَّةُ قَدْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَّرَافِي مَقْتُولًا مَذْبُوحًا ظَلَمًا وَعُدْوَانًا**۔

اے مادر گرامی خدا کی مشیت میں یہی گزرا ہے کہ مجھے اپنی راہ میں مقتول دیکھے۔ دشمن دین مجھے ذبح کریں گے وہ لوگ از روئے ظلم و دشمنی پیش آئیں گے **وَقَدْ شَاءَ اَنْ يَّرِي حَرَمِيَّ وَرَهِيْطِيْ وَلِنِسَاءِ عَنِيْ مَشْرَدِيْنَ** واطفالِ مذہبیوں میں مظلومین ماسوزین مقیدین و **وَهُمْ يَسْتَغِيثُوْنَ فَلَا يَجِدُوْنَ نَاصِرًا** اولامعیناً و مقدر۔

ارشاد فرمایا کہ ہماری عورات عصمت و طہارت ہماری دختران اور ہمارے حرم محترم۔ اسیر ہو کر شہر بہ شہر تشریف ہوں گے۔ میرے بچہ ذبح کئے جائیں گے۔ ان مظلوموں کو اسیر بنایا جائے گا۔ میرے فرزند علیؑ کو طوق و زنجیر پہنایا جائے گا۔ ہر چیز کہ میں فریاد کروں گا مگر میرے استغاثہ پر کوئی لیلیک نہ کہے گا۔ اور میرا کوئی مددگار نہ ہو گا۔ بروایت دیگر حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ اے فرزند مجھے تنہا رہے ناتانے تمہاری فبر کی مٹی دی تھی جو میرے پاس محفوظ ہے۔ تنہا رہے ناتانے اس مٹی کو شیشی میں رکھ لے مجھے وہ مٹی دے کہ فرمایا کہ اے ام سلمہؓ جب تم اس مٹی کو غن اکودہ دیکھو سمجھ لینا کہ حسینؑ قتل ہو گیا۔ پس اس گفتگو کے بعد حضرت امام حسینؑ نے ان کو وداع کیا۔

بروایت شیخ مفیدؒ دو روز ماہ رجب کے باقی تھے کہ شب یکشنبہ بوقت نصف شب آپ کے فافلہ نے مدینہ سے کوچ کیا۔ اور امام حسینؑ

علیہ السلام نے یہ اس وقت یہ آیت تلاوت کی کہ جسے جناب موسیٰ نے شہر سے نکلنے وقت تلاوت کیا تھا۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ - (سورۃ القصص آیت ۲۱)

(یعنی کہ موسیٰ وہاں سے امید و بیم کی حالت میں نکل کھڑے ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا پروردگار اچھے ظالموں کے ہاتھ سے نجات دے) اور راہ مکہ منظر اختیار کی اور جب مکہ میں پہنچے تو آپ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ (سورۃ القصص آیت ۲۲)

(یعنی کہ موسیٰ نے جب مدین کی طرف رخ کیا اور راستہ معلوم نہ تھا تو آپ ہی آپ کہنے لگے کہ مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھا راستہ دکھادے) اور بقیہ ازاد ماہ شعبان و رمضان و شوال و ذیقعد اور سات دن ذی الحجۃ کے مکہ معظمہ میں گزارے آپ نے مکہ ظالمین کے خوف سے چھوڑا کہ ایسا نہ ہو کہ بوقت حج حرمت کعبۃ اللہ برباد نہ ہو۔ چنانچہ آٹھویں ماہ ذی الحجۃ آپ بسوئے کوفہ روانہ ہوئے۔

اللّٰعْنَةُ اللّٰهُ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۔



حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا مکہ سے
بسوئے عراق سفر اور ورود کر بلا

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا زِيَارَتَهُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَعْظَمَ شَعَائِرَ الْاِسْلَامِ وَاَكْرَمَنَا
بِالْاِسَادِ اِلَى الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَتَفَضَّلَ عَلَيْنَا بِالرُّكُوْنِ اِلَى التَّوَكُّنِ
وَاللِّقَاءِ وَجَعَلَ لَنَا حَرَمًا اَمْنًا وَحَصِيْنًا اِلَّا نَامَ وَكُنْهًا اِصْرُوْبِ
الْاَيَّامِ وَالصَّلٰوَةِ وَالسَّلَامِ عَلَى نَشْرَفَ بِهِ الْبَيْتِ وَالْحَطَّامُ وَ
اَسْتَقَامَ بِهِ الرُّكْنُ وَالْمَقَامُ مُحَمَّدٍ وَاِلَيْهِ الَّذِيْنَ هُمْ حَقَائِقُ
الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَبِوَاطِنِ الْحَبَرِ وَالْاِحْرَامِ خُصُوْصًا عَلَى مَنْ
بَدَّلَ مَهْجَتَهُ سَعْيًا اِلَى رِضَاءِ رَبِّهِ وَمَوْلَاةً وَقَدْ اَهْلَهُ وَعِيَالَهُ
وَاَوْلَادَهُ حَفْظًا لِّمَشَاعِرِ الْاِسْلَامِ لِمَا هُوَ اَقْصٰى مُنَاةً الَّذِيْ اَنْزَلَ
عَجُوْةً عَنِ الْاَهْلِ وَالْاَوْطَانِ وَصَيَّقُوْا عَلَيْهِ الرِّمَانَ وَالْمَكَانَ
فَقَتَلُوْهُ وَاَصْحَابَهُ كَاَضْحٰحِيْ وَنَصَبُوْا رَاسَهُ عَلَى الْحُوْلِيِّ وَ

سَبُّوا نِسَاءَهُ كَالْأَتَاعِ وَاللَّذَّارِيُّ وَدَارُوا وَإِبْهَنَ فِي الْقَقَارِ وَإِرَادَى
 نَهَبُوا مَالَهُ وَإِنْ تَمَوُا أَطْفَالَهُ وَأَمَرُوا عِيَالَهُ وَكَسَرُوا أَظْهُرَهُ وَرَضَضُوا
 هَذَرَهُ وَنَحَرْنَ حَرَهُ قَتِيلَ الْأُدْعِيَاءِ وَأَسِيرَ الْمُحَنَّةِ وَالْمِلَاءِ مَسْلُوبِ
 الْعِمَامَةِ وَالزُّدَا الْمُخَضَّبِ الشَّيْبِ مِنَ الدُّمَاءِ الْمَذْبُوحِ بِسَيْفِ
 الْجَفَاءِ مِنَ الْقَفَاءِ صَاحِبِ الرَّاسِ الْمَرْفُوعِ وَالسَّلَا الْمَوْضُوعِ
 وَالسِّنِّ الْقَرُوعِ وَالْحَقِّ الْمَسْتُوعِ الشَّهِيدِ الْعَطْشَانِ الْبَعِيدِ عَنِ
 الْأَوْطَانِ الْمَذْبُوحِ بِالسِّنِّ الْمَذْفُونِ بِلَا غَسِيلٍ وَكَفَانِ الْمُخْتَلَفِ
 إِلَيْهِ النَّسُورِ وَالْعَقْبَانِ قَلِيلِ الْأَعْوَانِ شَدِيدِ الْأَشْجَانِ الْوَالِدِ الْحَيْرَانِ
 الْقَتِيلِ بِظَهْرِهِ كُوفَانِ الْمَغْفَرِ الْخَدَّيْنِ الْمُرْتَبِ الْجَبِينَيْنِ الْمَقْطُوعِ
 الْوَرَجَيْنِ الظُّمَانِ الدِّيِّ التَّرِينِ مَلَاذِ الْحَاقِقَيْنِ وَشَفِيعِ الثَّقَلَيْنِ
 سَيِّدِ نَابِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ وَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى قَاتِلِيهِ وَظَالِمِيهِ عَنِ الَّذِينَ
 قَتَلُوا بِقَتْلِهِ الْإِسْلَامَ وَهَدَمُوا قَوَاعِدَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَخَرَّبُوا أَقْوَامَ الزُّكُنِ
 وَالْمَقَامِ وَنَكَسُوا مَشَا الْحَبْرِ وَالْأَحْرَامِ وَمَعَالِمَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَعَلَيْهِمْ لَعْنَةُ
 مُتَّصِلَةٍ مَا اتَّصَلَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامِ -

وَبَعْدَ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ الْعَزِيزِ : لَا تَقْتُلُوا الصَّيِّدَ
 وَأَنْتُمْ حُرْمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُسَعِّدًا فَجْرًا قُتِلَ مَا قُتِلَ مِنَ النَّعْمِ بِحُكْمِ
 بِهِ ذَوَاعِدُ مِنْكُمْ هَدْيًا بَلِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةً طَعَامَ مَسْكِينٍ أَوْ عَدَلُ
 ذَلِكَ صِيَامًا لِيَوْمٍ وَبَالَ أَمْرِهِ طَعَفَا اللَّهُ عَنْمَا سَلَفٌ وَمَنْ عَادَ
 فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ط وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ذُو انْتِقَامٍ -

(سورة المائدة آيت ٩٦)

یعنی کہ جب تم حالتِ ادا میں ہو تو شکار نہ مارو اور تم میں سے جو کوئی جان بوجھ کر شکار مارے گا۔ تو بس (جانور) کو مارا ہے جو پاؤں میں سے اس کا شل نم میں سے جو دو منصف آدمی تجویز کریں۔ اس کا بدلہ (دینا) ہوگا۔ (اور یہ) کہ جب تک پہنچا کر قربانی کی جائے یا (اس کا) جمرانہ (اس کی قیمت سے) محتاجوں کو کھانا کھلانا یا اس کی برابر روزے رکھنا یہ جمرانہ اس لیے ہے کہ اپنے کئے کی ناکامی سے چھٹکے جو ہو چکا اس سے تو خداوند عالم نے ورگنہ کی اور جو پھر ایسی حرکت کرے گا۔ تو خدا اس کی سزا دے گا اور خدا زبردست بدلہ لینے والا ہے جانتا چاہیے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے بعض چیزوں کو بزرگزیہ قرار دیا ہے اور ان چیزوں کا احترام و اکرام کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور اپنے بندوں پر ان کی تنظیم فرض قرار دی ہے۔ ان میں سے کئی معظم ہے کہ اس کو خداوند عالم نے اپنا حرم قرار دیا ہے۔ اسی طرح کہ باتشبیہ پادشاہان دنیا اپنے مکان خلوت کو حرم خود اور محل خواص جانتے ہیں۔ اور وہ مکان کہ جسے خود خداوند تعالیٰ الاعلیٰ حرم خود قرار دے وہ کس قدر عظمت والا ہوگا۔ مگر معظمہ اور اس کی اطراف و جہات بوجہ احکام خاص منفرد ہے۔ اور اس انفرادیت کے یہی معنی ہیں کہ اسے ایمان دار و جب تم حالتِ احرام میں ہو تو جانور شکار نہ کرو۔ اور اگر کوئی عمدہ شکار مارے گا۔ اور اس شکار سے مشابہ اس کا شل بدلا دینا ہوگا۔ اگر مثلاً ہرن شکار کیا ہے تو گو سفند دینا ہوگا۔ اور اگر صحرائی گائے شکار کی ہے تو گائے (یعنی جو پاگارتے ہیں) دینا ہوگی۔ اور اسی طرح یہ حکم عاید ہوتا رہے گا۔ جیسا جانور شکار شدہ ہے اس کی شل جانور یا جو دو منصف مزاج اشخاص فیصلہ کریں وہ بدل قرار پائے گا۔ اور یہ کہ کہ جب تک پہنچا کر قربانی کی جائے۔ یا اس کی قیمت (جمرانہ) سے محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے یا اس کی برابر روزے رکھے ایسا اس لیے ہے کہ انسان حرم اپنے

کئے کی سزا چلگئے۔ اور اس سے پہلے جو چوچکا خدا معاف کرنے والا ہے اور اب جو خلاف ورزی کرے گا۔ شعائر اللہ کا احترام نہ کرے گا تو خدا انتقام لے گا۔ کیونکہ وہ صاحب قدرت و اختیار ہے۔ خداوند عالم نے حرمت خانہ کعبہ لازم قرار دی ہے اور اگر کوئی خانہ کعبہ میں پناہ لے تو اس کے لیے امان ہے۔ اور اگر کوئی چیز چڑی ہوئی لے جائے، اشجار و شکار والے پرندہ ان کے چند احکام ہیں جو شارع علیہ السلام نے مقرر فرماتے ہیں۔ جو تختہ دین کے عملیہ کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں کعبۃ اللہ کی حرمت اور بزرگی مٹتی نہیں ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:-

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِمَكَّةَ صَبَارًا ۚ

(سورۃ آل عمران آیت ۹۶)

لوگوں کی عبادت کے واسطے جو گھر سب سے اول بنایا گیا وہ تو قیاماً
یہی کعبہ ہے جو مکہ میں ہے بڑی نیرو برکت والا ہے۔ اور سارے جہاں
کے لوگوں کا راہ نما ہے)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت مجیدہ کے ذیل میں فرمایا ہے کہ
فَأَوَّلُ بُقْعَةٍ خَلَقَتْ مِنَ الْأَرْضِ الْكَبِيَّةِ ثُمَّ صَدَّتِ الْأَرْضَ مِنْهَا
یعنی کہ پہلی جگہ جو اللہ تعالیٰ نے خلق فرمائی زمین کعبہ ہے۔ پھر زمین
کو ایک مدت خاص میں خلق فرمایا:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے پدربزرگ
نے فرمایا کہ کعبہ کی جگہ زمین سیف و زورانی یعنی شمشیر آفتاب منور تھی۔ اور جب قابیل نے
اپنے بھائی ابیل کو قتل کیا زمین کعبہ سیاہ ہو گئی۔ اور جب آدم جنت سے زمین

پر لائے۔ تو خداوند عالم نے آدم کے لیے زمین کعبہ کو بلند کر دیا اور آپ نے دیکھا کہ یہ قطعہ زمین نورانی ہے۔ بارگاہ خدا میں عرض کیا پالنے والے یہ قطعہ زمین نورانی کیوں ہے۔ ندا آئی کہ اے آدم اس قطعہ زمین پر مسراوم ہے اور ہم نے تجھ پر اس کا طواف واجب فرما دیا ہے۔ پس روزانہ سات مرتبہ اس حرم کا طواف کیا کرو۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ تمام زمینوں میں زمین مکہ تمام شجر و حجر میں، شجر و حجر مکہ اور تمام زمین کے پانی میں زمین مکہ کا پانی بہتر ہے۔ عرض کہ زمین مکہ کے پہاڑ، پانی اور درخت وغیرہ دوسری جگہ کی ان چیزوں سے افضل و بہتر ہیں۔ حدیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ جس کسی نے اس زمین محترم کے بارے میں نیت بد کی اور بڑا ارادہ کیا تو پروردگار عالم اس پر غضبناک ہوا۔ چنانچہ ایک بادشاہ گزرا ہے کہ جس کا نام تبع تھا اس بادشاہ کی وسیع مملکت تھی جو مشرق و مغرب پر پھیلی ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ اس بادشاہ نے یہ ارادہ کیا کہ اہل مکہ کو قتل کرے۔ عورتوں کو اس پر نہائے اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرے چونکہ خداوند عالم کو حرمت کعبہ عزیز تھی اس بادشاہ کی آنکھیں کور ہو گئیں یعنی کہ وہ نابینا ہو گیا۔ بعض لوگوں نے اس کو علاج کا مشورہ دیا مگر بنیائی بدستور جو بس رہی اس نے اپنے درباریوں سے تذکرہ کیا تو سب نے کہا کہ زمین مکہ نزد خدا محترم ہے اور خانہ کعبہ ہمت اللہ ہے اس کے وارث و منولی ابراہیم علیہ السلام ہیں تو ان کی طرف رجوع کر شاید کہ وہ اس کا کوئی علاج بتلائیں اس نے درباریوں سے کہا کہ بے شک مجھے خلیل خدا کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس گیا اور سارا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کے متعلق تیری نیت خراب ہے اپنے ارادہ سے باز آ۔ اور بارگاہ خداوندی میں توبہ کر۔ یہی تیرا علاج ہے۔ پس حکیم ربانی کے کہنے پر اس بادشاہ نے اپنی سوئے نیت پر توبہ کی خداوند عالم اس کو دوبارہ نور عطا کیا۔ اور وہ بینا ہو گا۔

آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اور اس جماعت مروان کو قتل کر دیا کہ جنہوں نے حرمت کعبہ
 مٹانے کا اس کو مشورہ دیا تھا۔ اور وہ از خود خانہ کعبہ حاضر ہوا۔ اور کعبہ پر غلاف چڑھایا
 اور تین دن تک سوانٹ روزانہ تخریکے کیے گئے اور اہل مکہ کی دعوت کی۔ سب لوگ
 حسب خواہش کھانا کھاتے اور اگر کھانا بچ جاتا تو پہاڑوں پر وحش و طیور کے لیے رکھ
 دیا جاتا تھا۔ اس طرح کیفیت اصحاب فیل ہے یہ مشہور و معروف واقعہ ہے۔ اور
 قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر پایا جاتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد
 امت مسلمہ کے بعض نام نہاد لوگوں نے خانہ کعبہ کی حرمت کو برباد کیا اور بنی امیہ کے
 زمانہ حکومت میں دوسرے خانہ کعبہ برباد و غارت کیا گیا۔ پہلی مرتبہ پسر معاویہ یزید پلید
 نے شکر بھیجا کہ جس نے میرے رسولؐ کا خدا کو تباہ کیا مسجد نبویؐ کو اصبطل کی جگہ استعمال
 کیا گیا اور اس شکر نے حکم یزید خانہ کعبہ پر بذریعہ مسیحی پتھر برسائے۔ آگ کے
 گولے پھینکے۔ غلام خانہ کعبہ نذر آتش ہو گیا اور دیوار منہدم ہو گئی۔ دوسری مرتبہ
 حمید الملک بن مروان کے حکم سے حجاج بن یوسف نے اس طرح حملہ کیا کہ خانہ کعبہ
 منہدم ہو گیا۔ ان حملوں کا سبب عبداللہ بن زبیر تھے کہ انہوں نے اپنی حکومت
 قائم کرنے کے لیے کعبہ میں پناہ لے رکھی تھی۔ بہر حال اس تباہی پر خدا نے عذاب
 نازل نہیں کیا۔ خداوند عالم مختار کل ہے اس نے ہمت دی ہے کہ ظالم لوگ اپنے
 پوری طرح بے نقاب ہو جائیں تاکہ ان ظالموں کا ظلم اور حرم خدا کی بے حرمتی ان
 کے ناحق خلیفہ ہونے کی دلیل بن جائے۔ چنانچہ یہ تمام چیزیں بزمان حال بتلا رہی ہیں
 کہ ان لوگوں کا خلافت رسولؐ خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ لوگ دنیاوی بادشاہ
 ہیں کہ جنہوں نے خلافت کا کھیل کھیلا تھا۔ خداوند عالم نے ہر اس فیروار کو جو کعبہ
 میں پناہ لے محفوظ و مامون قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ط

(سورہ آل عمران آیت ۹۷)

اور جو اس گھر میں داخل ہوا امن میں آگیا۔

حرم خدا جاد امن ہے۔ اس میں پناہ لینے والوں کے لیے امن و امان ہے۔ یہاں تک کہ اس میں درخت کا ٹٹا کھاس تراشنا، وغیرہ ممنوع ہے۔ چنانچہ حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا ہے کہ

كُلُّ سَقْيٍ يَنْبَغِي فِي الْحَرَمِ فَهُوَ حَرَامٌ عَلَى النَّاسِ أَجْمَعِينَ
الْأَمَّا ابْنَتُهُ أُمَّتُ أَعْرَضَتْهُ۔

ہر وہ چیز جو حرم میں زمین سے پیدا ہو۔ تمام لوگوں پر حرام ہے اگرچہ خود کاشت ہو یا درخت زمین میں لگایا ہو

یہاں تک کہ کسی درخت کی جڑ حرم سے باہر ہے اور اس درخت کی شاخ حرم کے اندر ہے اور ایسا درخت کہ اس کی اصل (جڑ) حرم میں ہے اور شاخیں باہر ہیں۔ اس کا کاٹنا بھی حرام ہے۔ وارد ہوا ہے کہ گرا پڑا سامان اٹھانا بھی حرام ہے۔ گرا یہی حالت میں جب کہ اس چیز کا مالک فریاد کر رہا ہو۔ شکار مارنا بھی حرام ہے۔ پس کتاب خدا اور سنت رسول خدا و دونوں حرم خدا کی (خانہ کعبہ اور مسجد) کی حرمت ظاہر کر رہے ہیں۔ اور اس پر علماء کرام کا اجماع ہے۔ عملیہ کی کتابوں تفصیل ملاحظہ فرمائے۔ بہر حال خانہ کعبہ کی حرمت اور تقدس برقرار رکھنا سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ جو اس میں داخل ہو گیا وہ مومن و محفوظ ہے لیکن دشمنان دین اور یزیدین معاویہ کے گماشتوں نے نواسہ رسول خدا حضرت امام حسین علیہ السلام کو جو یہ نص رسول خدا مہر والام امت میں حرم خدا میں بھی امن سے نذر رہنے دیا بلکہ

حاجیوں کے لباس میں لوگوں کو فرزند رسول خدا کو قتل کرنے کے لیے بھیج دیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام حج کو عمرہ سے بدل کر آمادہ سفر کو فدو عراق ہوئے۔ حالانکہ حضرت امام حسینؑ وارث کعبۃ اللہ تھیں۔ اور حضرت محمد و آل محمدؑ صلوات اللہ علیہم اجمعین کے طفیل میں کائنات خلق ہوتی ہے۔ اور ان کی ولایت کا اقرار کرتے پر آب تلخ کو شیر بنی عطا ہوئی۔ اور کائنات میں جس چیز نے ان کی ولایت کا اقرار کیا اسے اس کی نوع کے اعتبار سے درجہ عظیم عطا ہوا ہے۔

حضرت باب مدینۃ العلم علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے میری ولایت جب زمینی پر عارض کی پس زمین کے جس حصے نے میری ولایت قبول کی خدا اسے پاک و پاکیزہ قرار دیا اور وہاں کی نباتات کو جہاں سحلا کیا انہار میں لذت عطا کی۔ اور بانی کو شیر بنی عطا کی۔ اور جس قطعہ زمین نے میری امامت و ولایت سے انکار کیا تو اس خدا نے اس زمین کو شور اور دہاں کی نباتات کو تخی دے دی۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ سب سے پہلے جس زمین کے حصے نے ہماری ولایت قبول کی ہماری امامت قبول کی وہ زمین مدینہ طیبہ ہے۔

پس خداوند عالم نے زمین مدینہ کو حرم رسول خدا قرار دیا۔ اور جاء دفن گردانا (از ترجمہ بی وجہ ہے کہ آنحضرتؐ نے حرم خدا یعنی کعبہ سے بسوے مدینہ کو وہ آپؐ کا حرام اقداس ہے ہجرت فرمائی) اس کے بعد زمین کو فتنے ولایت کو قبول کیا تو خداوند عالم نے اس قطعہ زمین کو برگزیدہ کیا۔ اور اسے حرم حضرت شاہ ولایت علی المرتضیٰ علیہ السلام قرار دیا۔ اور جاء دفن قرار دیا۔ اور یہ حرم ہے۔ مثال کعبہ ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے مدینہ سے بسوے کو فتنہ ہجرت کی۔ اور اسے دار الخلافہ

نظامت اسلامیہ قرار دیا۔ اور عالم تشبیہ میں حرم امیر المومنین اور حرم خدا میں وجہ
 تشبیہ پائے جاتی ہے اس طرح کہ حرم خدا میں شکار کرنا حرام ہے اور یہاں حسن
 حسینؑ اور اولاد علی علیہ السلام میں جن کی حرمت و تقدیس و مودۃ سب پر فرم
 ہے حتیٰ کہ نجف اشرف میں روضہ علی مرتضیٰ میں جو کبوتر اڑتے رہتے ہیں ان کا شکار
 ممنوع ہے اس حرم علیؑ کے اہل حرم حسنؑ و حسینؑ ہیں جو کہ ذریت رسول خدا ہیں۔ پس
 ان کی مودۃ واجب فرم ہے۔ قرآن مجید میں خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ
 قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ط
 (سورۃ الشوریٰ آیت ۲۳)

اے رسولؐ تم کہہ دو کہ میں اس تبلیغ و رسالت کا اپنے قریبداروں کی محبت
 کے سوا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا

علاوہ اسی آئینہ مجیدہ کے آنحضرتؐ اپنی حیات مبارکہ میں برابر اپنے اہلبیت
 و عمرت کے بارے میں اپنی امت کو وصیت فرماتے رہے کہ ان کی محبت اختیار
 کرنا ان کی حرمت کی حفاظت کرنا۔ لیکن دشمنان دین نے حرم ہاد خدا اور رسولؐ و علیؑ کی
 ہمیشہ بے توقیری کی حرمت کو ضائع کیا۔ شکار کو مارا، درختوں کو کاٹا۔ حرم کعبہ کو لوٹا
 اور غارت کیا۔ امام حسنؑ جو حرم رسولؐ خدا میں مثل صید تھے کہ جس کا شکار کرنا حرام
 ہے۔ آپ کو نہر دیا گیا۔ اور صید دیگر یعنی امام حسینؑ کو حرم رسول خدا چھڑنے پر
 مجبور کیا اور آپ حرم خدا سے بھی نکلنے پر مجبور کئے گئے۔

آن صاحب حرم چہ توقع کنند باز

آن ناکسان کہ تیر بصید حرم زدند

یعنی کہ صاحب حرم کو باز سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ حرم میں شکار نہ کرے

جب کہ کہیں اور نالائق لوگ حرم خدا میں شکار کی طرف غیر پھینکتے ہیں یعنی کہ باز کا تو ہم ہی شکار کرنا ہے وہ شکار کرے تو کیا تعجب اس سے شکار نہ کرنے کی توقع بیکار ہے جب کہ نام نہاد مسلمان حرمت کعبہ برقرار نہ رکھیں۔ (اور صاحبان حرم خدا یعنی علی و حسین و حسین کو شہید کریں) ہاں جو حرم میں داخل ہو جائے اے پناہ دینی چاہیے چہرہ جاویدیکہ اس کو حرم خدا میں قتل کرنے کے درپے ہوں۔ پس امام حسین علیہ السلام نے ناچار ہو کر کعبہ سے ہجرت کی اور حج کو عمرہ سے بدلے عازم سفر کو کوفہ ہوئے۔ لیکن وارد کر بلا ہو کر سفر تمام کر دیا۔ حالانکہ امام حسین علیہ السلام حرم خدا میں اس طرح محفوظ رہتے جیسے کہ تو حرم حرم خدا میں مامون و محفوظ رہتا ہے۔ آپ کا اموال و اسباب نقطہ معوم کی طرح ہے جس طرح حرم میں گرا پڑا سامان اٹھانا جائز نہیں ہے۔ اسی مال امام حسین کو لوٹنا کیا معنی؟ مگر نام نہاد مسلمانوں نے کہلا میں اموال امام حسین کو جی بھر کے لوٹا اور ان کے اہل حرم کی چادریں لوٹیں سکیہ خاتون کے طمانچہ لگائے۔ اور پردہ داروں کو بے چادر کیا۔ اولاد رسول خدا پر کر بلا میں قیامت گزر گئی۔ اور ان کو اسیر بنا کر شہر شہر تشہیر کیا۔ یا رسول اللہ قبر مبارک سے باہر تشریف لائے۔ ورا کر بلا میں دیکھئے کہ آپ کی اولاد پر کیا کیا مصیبتیں گزریں۔ اور بنی امیہ کے ظالموں نے انہیں نشانہ ظلم و ستم بنا ڈالا بعض بچے شہید ہو گئے۔ بعض نے صحر اکارخ کیا اور موت کی نیند سو گئے۔ اور آپ کی نواسیاں رن بستہ اسیر ہوئیں۔

هذا الحسين بهما عض الثرى في ليلة خرابه تسج دماثا

یہ آپ کا حسین، آپ کا میوہ دل، راحت جان حسین ہے کہ جو خاک و خون میں غلطان ریگ گرم پڑا ہے۔ لباس مبارک بارہ بارہ ہے ایسا نظر آتا ہے کہ عیا و خونی زیب تن ہے۔ بدن مبارک لہو لہان ہے۔

مَقْطُوعِ رَاسٍ هَشِمَتِ اضْلَاعُهُ عُرْيَانٍ مِّنْ اَثْوَابِهِ بِعُرَائِهَا
 و احسن تہ و اولاد شہر ولد الحرام نے گردن سے سر مبارک جدا کر دیا ہے دونوں
 پہلو شکستہ ہو گئے ہیں۔ لباس تن اتار لیا گیا ہے۔ یا رسول اللہ ہو اے کربلا نے
 حسینؑ کو خاک کا لباس پہنا دیا ہے یہ

هَذَا الَّذِي قَدْ كُنْتَ تَلْتَمِسُ تَحْرَهُ
 اَمْسَلِي نَجِيْرًا مِّنْ حُدُودِ ضِيَابِهَا

یہ وہ ہے کہ جس کے گلے نازنین کے یا رسول اللہ آپ بوسہ لیتے تھے
 اب حال یہ ہے کہ دشمنوں نے اس کو تیروں، تلواروں اور تیروں کا نشانہ بنایا ہے اور
 مثل قربانی اس کا گلا کاٹ دیا ہے۔ یعنی ذبح کر ڈالا ہے۔ اور نہ بھی کیا ہے۔
 مِّنْ بَعْدِ حَجْرِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ اُلْقِيَ طَرِيْحًا فِى ثَرَىٰ وَمُعَاثِهَا
 یا رسول اللہ حضور نے حسینؑ کو اپنی گود میں پرورش کیا۔ لعاب نبوت چوسایا
 اب چونکہ حسینؑ کو آپ سے دور کر دیا گیا ہے۔ آپ کی اغوش کے اب حسینؑ ایک
 گرم اور ہوائے گرم میں تیاں ہے۔

هَذِهِ اجْثَةُ الشَّرِيفَةِ قَدْ غَدَّتْ لِلصَّاقَاتِ يَحُولُ فِيْ اَعْضَائِهَا

یہ ظالم لوگ اس قدر ظلم پر اتر آئے کہ جسم مبارک کو پامال ستم سپان کر دیا۔
 وَنِسَاءٌ وَتَسْبِيَةُ الْاَمَاءِ كَمَا تَقِي وَتَقَادُ فِي الْاَغْلَالِ مِّنْ اَسْرَائِهَا
 ظالم لوگ اس فوج بھی ماضی ہوئے یہاں تک کہ خدشات عصمت و طہارت کو ابھر
 کیا۔ اور باقی یعنی سجاد کو طوق و زنجیر بنایا۔

يَا قَوْمُ مَا ذَنْبُ الدَّارِ لَزِمَكُمُ اَبْعَدُ الصَّغَارُ وَتَعْلَنُوا بِاَذْنِهَا

۔ یعنی کہ اے گروہ اشتر و جفا کار اگر تمہارے زہم ناقص میں ان کے مروگناہ گارتے

تو ان کے بچوں نے کیا تصور کیا کہ ان کو تم نے حقیر و ذلیل کیا اور اسیر کیا ہے۔

يَا وَيْلَكُمْ مَا يَشْفَعُ غُلَّ صَدُّوْكُمْ قَتْلَ الْمَوَالِي الْيَوْمَ مِنْ كَيْدِ اِيْهَا

یعنی سینوں میں سلامتی دین نہیں ہے۔ بلکہ بعض وکیلہ کی آتش بھڑک رہی ہے
تم نے ان کے بزرگوں کو بھی قتل کیا جو عالمین میں برگزیدہ تھے اور تم نے بچوں
کو بھی تہ تیغ کیا۔ عورات عصمت و طہارت کو اسیر کیا۔ ہمارے واسطے یہ ابتلا و عظیم
ہے اس سے بڑھ کر کوئی اور ابتلاء نہیں ہے۔ اگر اینٹ اور پتھر کے بنے ہوئے
مکان کو خداوند عالم اس قدر حرمت دے سکتا ہے کہ اس میں پناہ لینے والا اللہ کی
پناہ میں آجاتا ہے اور خانہ کعبہ کا ادران چیزوں کا جو اس کے اندر میں احترام واجب
ہے اور اس کی بے حرمتی کرنا اس کے درجہ میں کمی کرنا موجب ناراضگی خداوند عالم
ہے تو کیا اولیاء خدا، جو مقرب بارگاہ ایزدی ہیں جو اولاد پیغمبر خدا ہیں۔ ان کا خدا سے
تعالے کی نظر میں کیا کوئی مقام نہیں ہے۔ سوچو غور کرو جو خدا کے گھر کے اہل ہیں۔
ان پر ظلم کرنا کیوں کر روا ہو سکتا ہے۔ جن کے طفیل میں کائنات بنی اور زمین خلق
ہوئی اور زمین پر کعبۃ اللہ بنا کر وہ قبلہ قرار پائے۔ پس کیوں کر روا ہو سکتا ہے کہ
حضرات محمدؐ وال محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین کی حرمت و تقدس ضائع کرنے والا
خدا کی نگاہ میں ظالم قرار دیا جائے۔ اور جب ظالم قرار پا گیا تو اب وہ عذاب خدا سے عیس
بچ سکتا۔ تمہارا فریق ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ کے فضائل و مناقب سنو، کتابوں میں پڑھو
اور معرفت حاصل کرو تا کہ تمہاری بصیرت میں اضافہ ہو۔ سلا را بن عبد العزیز و بیٹی اپنی سند
کے ساتھ روایت کرتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب
شب معراج مجھے آسمان پر لے گئے۔ اور میں ملائکہ سموات کے عبادت خانوں
سے گزرتا ہوا۔ سدرۃ المنتہی پہنچا تو جبرائیل امین نے مجھ سے رخصت ہونا چاہا۔

اور وہ اس مقام پر ٹھہر گئے۔ میں نے جبرئیل سے سوال کیا اے اچی جبرئیل کیا بات ہے کہ اس جگہ سے آگے نہیں بڑھتے۔ جبرئیل نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اس مقام سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اگر ایک اونٹنی کی برابر بھی اس جگہ سے تجاوز کروں تو میرے بال و پر حل جائیں گے۔ پس جبرئیل اسی جگہ رہ گئے اور میں عالم نور میں اس مقام تک پہنچا کہ جہاں تک نظر قدرت میں میرا مقام تھا۔ پھر خداوند عالم نے مجھ پر وحی کی۔

يَا مُحَمَّدُ اِنِّي اطَّلَعْتُ عَلَى الْاَرْضِ اَطْلَاعًا فَاخْتَرْتُكَ مِنْهَا۔

یعنی کہ خدا نے فرمایا اے محمد میں نے زمین پر نگاہ طلی کی تو میں نے تجھے منتخب کر لیا۔ اور اپنی نبوت و رسالت کے لیے حق لیا۔ دوسری مرتبہ نگاہ طلی ڈالی تو میں نے علیؑ کو چن لیا اور تمہارا وصی و وارث علوم قرار دیا۔ اور پھر اس کے صلب سے تمہاری ذریت کے ائمہ ہدیٰ کو چن لیا اور ان کو مملکت عصمت سے آراستہ کیا۔ امام بنایا۔ اور اے ہمارے رسول! - فَلَوْ لَا كُفُّوا مَا خَلَقْتُ لِلْدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَا جَنَّةَ وَ النََّّارِ پس اگر تم نہ ہوتے تو میں نہ اس دنیا کو خلق کرتا نہ آخرت اور نہ جنت و دوزخ پیدا کرتا۔ یہی ہے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ جنت و دوزخ کے دوستوں اور ان پر ایمان لانے والوں اور حرمت پر قرار کہنے والوں کے لیے حقے اور دوزخ ان کے دشمنوں کے لیے ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ میں ایک روز حضرت رسول خدا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اَرِنِي الْحَقَّ حَتَّى اَنْظُرَ اِلَيْهِ کہ مجھے حق کو اس طرح دکھا دیجئے کہ میں اپنی آنکھ سے دیکھ لوں یا حضرت نے فرمایا کہ اس پردہ کے اندر جاؤ۔ میں پردہ میں گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام رکوع سجدہ کی حالت میں ہے نماز

پڑھ رہے ہیں اور جب آپ نے نماز ختم کی تو بارگاہ ایزدی میں یوں عرفی پرواز ہوئی کہ اللہم بحرمة محمد عبدک ورسولک اغفر للفاطمین من شیعیتی خداوند! تو اپنے حبیب محمد بن عبد اللہ کے صدقے میں میرے شیعوں کے گناہوں کو معاف کر دے ان کو بخش دے۔ عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں یہ دیکھ کر بے سے باہر گیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ رسول خدا نماز میں مشغول ہیں اور اس طرح دعا فرما رہے ہیں کہ اللہم بحرمة علی ابن ابی طالب صلوات اللہ وسلامہ علیہ اغفر للعاصمین من اقصی۔ خداوند! بحق علی ابن ابی طالب علیہ السلام کہ میری امت کے گناہ نگاروں کی خطاؤں کو معاف کر دے ان کی خطاؤں سے درگزر کر ان کو مسعود کہتے ہیں کہ میں یہ واقعہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور مجھ پر خوف طاری ہو گیا کہ خدایا یہ ماجرا ہے کہ علیؑ دعا میں نبی پاک کو وسیلہ بنا رہے ہیں اور کہ لے ابن مسعود کیا ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف جا رہے ہو۔ میں نے عرض کیا معاذ اللہ ایسا تو نہیں ہے۔ خدا کی پناہ میں کفر کی طرف کیوں جاتا۔ میں نے تو یہ عجیب بات دیکھی کہ علی ابن ابی طالب آپ کی حرمت کا واسطہ دے کر دعا کر رہے ہیں۔ اور آپ بہ نفس نفیس علیؑ کی حرمت کا واسطہ دے کر دعا فرما رہے ہیں۔ یا رسول اللہ پھر یہ بھی ظاہر فرمائے کہ آپ دونوں میں کون افضل ہے۔ پس آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھے ”علیؑ، فاطمہؑ“ حسن اور حسینؑ کو تمام مخلوقات سے ہزاروں سال پہلے خلق فرمایا جب کہ مخلوقات میں کچھ نہ تھا اور ہم سب اس وقت تسبیح خدا کر رہے تھے۔ پس خداوند عالم نے میرے نور کو شگافتہ کیا اور اس نور سے آسمانوں اور زمینوں کو خلق فرمایا۔ بخدا میں آسمانوں اور زمینوں سے افضل ہوں۔ پھر نور علیؑ کو شگافتہ کیا اور اس نور سے آسمانوں اور زمینوں کو خلق فرمایا۔ بخدا میں آسمانوں اور زمینوں سے افضل ہوں پھر نور علیؑ کو شگافتہ کیا اور

اس سے عرش و کرسی بنائے پس علیؑ اجل من العرش و الکمر سی
 کہ علیؑ عرش و کرسی سے بزرگ تر ہے۔ ارفع و اعلیٰ و بلند تر ہے۔ پس نور حسینؑ کو شکافتہ
 کیا اور اس سے لوح و قلم خلق ہے۔ پس حسنؑ لوح و قلم سے افضل ہے پھر نور حسینؑ
 کو شکافتہ کیا تو اس سے بہشت و دوزخ خلق کئے اور حسینؑ ان سے افضل ہے۔
 (از مترجم اس ظاہر ہوتا ہے کہ امام حسینؑ کو حتی شفاعت عالم نوری سے حاصل ہے۔
 پس تمام عوالم مشارق و مغارب تاریک تھے جنہوں نے بسوئے حضرت احدیث عرفی
 کیا کہ اللہُمَّ بِحُرمۃِ ہذہ الاشباح الَّتِیْ خَلَقْتَهُمْ اِلَّا مَا فَرَجْتَ لَنَا
 مِنْ ہذہِ الظلمۃ۔ یعنی کہ خداوند ان اشباحِ مقدسہ کی حرمت
 و بزرگی کا واسطہ ہماری اس تاریکی کو دور فرما۔ اور ہمیں اس تاریکی سے نجات دے۔ پس
 حق تعالیٰ نے ایک روح کو خلق فرمایا اور اس کو ایک دوسری روح سے نزدیک کیا۔
 اس سے ایک نور ظاہر ہوا۔ اور پھر تاریکی دور ہوئی اور اس نور کا نام زہراؑ قرار دیا۔ لفظ
 زہرا کے معنی ہیں روشنی دینے والا۔ فرمایا ہے ابن سعود جب قیامت کا دن ہوگا تو حق تعالیٰ
 مجھ سے اور علیؑ سے خطاب فرمائے گا کہ اَدْخِلَا الْجَنَّةَ مِنْ شِئْتُمَا
 و اَدْخِلَا النَّارَ مِنْ شِئْتُمَا۔ یعنی کہ جس کو تم چاہو داخل بہشت کرو
 اور جسے چاہو داخل جہنم کرو۔ اسی چیز کی طرف قرآن مجید میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا
 ہے۔ اَلْقِیَا فِیْ جَہَنَّمَ کُلٌّ کَفَّارٌ عَنِیْدٌ۔ (آیت ۲۷ سورۃ ق)
 یعنی تم دونوں ہر کس کس اور ناشکرے کو دوزخ میں ڈال دو (از مترجم۔ مسند و امام احمد بن
 حنبل میں ہے کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے فرمائے گا کہ تم دونوں
 اپنے دوستوں کو بہشت میں داخل کرو اور اپنے دشمنوں کو داخل جہنم کرو)۔ اور آنحضرت
 نے فرمایا ہے کہ کافر وہ شخص ہے جو میری نبوت کا انکار کرے اور عقیدہ وہ شخص ہے کہ

کہ جو علی اور اولاد علیؑ اور شیعیان علیؑ سے دشمنی رکھے۔

سلام و علی نے اپنی کتاب ارشاد القلوب میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ذرؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ملاو اعلیٰ ہیں اسرائیل نے جبرئیل پر اپنی فوقیت ظاہر کی اور افتخار کیا کہ میں اے جبرئیل تم سے بہتر ہوں جبرئیل نے کہا کہ کیونکہ بہتر ہو۔ اسرائیل نے کہا کہ میں ملائکہ و ملائک عرش کا صاحب ہوں اور میں صور بھونکنے پر مامور ہوں پس میں مقرب ترین ملائک میں سے ہوں جس پر جناب جبرئیل نے کہا کہ میں تم سے زیادہ بہتر و برتر ہوں کہ میں امین وحی الہی ہوں۔ اور خدا کے انبیاء کی طرف رسول ہوں۔ یعنی پیغام الہی پہنچانے پر مامور ہوں۔ اور میں صاحب صفوت ہوں۔ یعنی زمین میں اتر جانے والا ہوں۔ اور میں صاحب قذف یعنی لگڑے والا ہوں۔ اور میں قوموں پر زمین میں عذاب نازل کرنے والا ہوں اور قوموں کو عذاب آسمانی سے ہلاک کرنے والا ہوں۔

خدا جب کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے۔ تو میرے ہی ہاتھوں عذاب نازل ہوتا ہے۔ غرض کہ باہمی مفاخرہ نے جب طول پکڑا۔ تو دونوں ملک عذائے نعل کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنا مفاخرہ احکم الحاکمین اب ذوالجلال واکرام کی بارگاہ میں پیش کیا خداوند عالم نے ان پر وحی کی کہ اے میرے ملائکہ اُستکبار و عزتی و جلالی لقد خلقت مِّنْهُوَ خَيْرٌ مِنْكُمْ۔ عموماً رہو مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے۔ کہ میں نے ایک ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے کہ جو تم سے مرتبہ و جلالت میں بزرگ تر ہے اور تم اس کے مقابل جس قدر کم تر ہو۔ اچھا تم ساق عرش کی طرف نظر کرو جب ان دونوں نے ساق عرش پر نظر کی تو دیکھا کہ اس پر تحریر ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَالْحُسَيْنِ وَالْحَسَنِ۔ اور بعض روایات میں یہ ہے کہ اسم علیؑ کے بعد

اسم فاطمہ بھی تحریر تھا۔ یہ دیکھ کر دونوں ملائکہ حیران رہ گئے کہ اللہ اکبر یہ وہ اسماء مبارکہ ہیں کہ جن کے مسیحات عرش سے افضل ہیں۔ اور ان کے اسماء مبارکہ زینت عرش الہی ہیں۔ جبرئیل امین نے سبقت کرتے ہوئے بارگاہ خدا میں عرض کیا۔ یَا رَبِّ فَاِذَا اسْتَلْثَقَ بِحَقِّهِمْ عَلَيَّكَ اِلَّا جَعَلْتَنِي خَادِمَهُمْ یعنی کہ خداوند ان اسماء کے مسیحات کا واسطہ اور ان کے اس حق کا واسطہ جو تجھ پر ہے مجھے ان کا خادم قرار دے۔ ارشاد خداوند عالم ہوا۔ قَدْ جَعَلْتُ ہَا نَ تَجھے ان کا خادم قرار دیا۔ اور جبرئیل امین کو سیّد الملائکہ ہونے کا شرف ملا اسی لیے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ المسلمان مِنَّا اهل البیت۔ مسلمان ہمارے اہلیت سے ہے۔ پس سلمان فارسی، سلمان محمدیؓ ہیں، اچو کہ حضرت جبرئیلؑ خادم پیغمبر پاک ہے۔ پس آپؐ نے سیدہ عالمین فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا کی خدمت کرنا اپنے پرفرن کر لیا۔ اور ایسی فریق بھی اور ملائکہ پر فوقیت بھی چنانچہ ام المین سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اپنی آقا زادی حضرت فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں گئی۔ گرمی کا زمانہ تھا۔ جب در سیدہ پر پہنچی دیکھا کہ دروازہ بند ہے۔ میں نے دروازہ سے جھانک کر دیکھا تو نظر آیا کہ سیدہ عالم سو رہی ہیں۔ اور آپ کے قریب چکی رکھی ہوئی ہے جو خود بخود چل رہی ہے۔

مگر چکی چلانے والا نظر نہیں آتا اور چکی برابر کام کر رہی ہے۔ آٹا نکل رہا ہے۔ گہوارہ کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ گہوارہ جنبش میں ہے۔ مگر گہوارہ جنبان نظر نہیں آتا۔ اور اس نے یہ بھی دیکھا کہ آپ کے دست مبارک میں تسبیح ہے اور تسبیح کے پڑھنے کی آواز آ رہی ہے۔ مگر آپ عموماً شراحت ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت زیادہ تعجب ہوا اور میں فوراً آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بیان کیا آنحضرتؐ نے فرمایا اے ام المین میری بیٹی فاطمہؑ روز سے ہے۔ خداوند عالم نے اس

پر نیند غالب کر دی ہے کہ قدرے آرام کرائیں۔ اور ان کاموں کو انجام دیں گے لیے خداوند عالم نے فرشتوں کو متعین فرمایا ہے کہ بقدر قوت حیاں چکی گردانی کریں اور آٹا تیار ہو۔ اور فاطمہؑ کے نور نظر حسینؑ کے گہوارہ کو بھلاتے رہیں اور یاں دیتے رہیں تاکہ حسینؑ کی استراحت میں فرق نہ آئے۔ اور ایک فرشتہ توحید پر ہنسنے پر مامور کیا کہ جب تک سیدہ عالم بیدار ہوں وہ فرشتہ تسبیح خوانی کرے۔ ام ایمن نے سوال کیا یا رسول ان فرشتوں کے نام بھی ارشاد فرمائے کہ وہ کون کون سے فرشتے تھے فرمایا کہ چکی چلانے والے جبرئیل امین تھے تسبیح کرنے والے اسرافیل تھے اور گہوارہ جنبانی کرنے والے میکائیل ہیں ”سبحان اللہ“ سیدہ عالمین کا مرتبہ اللہ اکبر عجیب مرتبہ فرشتہ خدمت کرنا فرسجتھے ہیں۔ ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک روز جبرئیل امین بن پرنازل ہوئے خانہ سیدہ عالم پر پہنچے دیکھا کہ سیدہ عالم بخواب ہیں اور امام حسینؑ گہوارہ میں رو رہے ہیں۔ پس جبرئیل امین گہوارہ کے نزدیک آئے اور اس کو بھلانا شروع کیا اور لوریاں دینے لگے کہ امام حسینؑ ہوش ہو گئے اور سو گئے۔ روایت میں ہے کہ جبرئیل امین نے گہوارہ جنبانی کرتے ہوئے یہ اشعار لوحی میں پڑھے۔

اِنَّ فِي الْجَنَّةِ نَهْرًا مِنْ لَبَنٍ لَّعَلَّيْ وَ حَسْبُ وَ حَسَنٌ
كُلُّ مَنْ كَانَ مُحِبًّا لَهُمْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ غَيْرِ حَزَنٍ

یقیناً جنت میں دودھ کی نہر ہے جو کہ علیؑ و حسنؑ اور حسینؑ کے لیے ہے۔ ہر وہ شخص جو کہ ان کا محب ہو گا بغیر کسی دشواری کے جنت میں داخل ہو گا۔

پس جب حضرت فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا بیدار ہوئیں آپؑ ایسا گردانی اور گہوارہ جنبانی کا واقعہ اپنے پدر بزرگوار رسولؐ مختار سے بیان کیا۔ ارشاد فرمایا اے نور دیدہ وہ جبرئیل تھا کہ جبرئیل کو لوریاں دے رہا تھا۔ اے شیعیان اہلبیتؑ امام حسینؑ پر گریہ کرو

جب حسینؑ گہوارہ میں تھے تو جبرئیلؑ ان کا رومانہ دیکھ سکے۔ کہاں تھے جبرئیلؑ امین کے کہ جب حضرت امام حسینؑ کربلا میں استغاثہ بلند فرما رہے تھے۔ اے ارحیم لوجہ اللہ یہ صحنہ آیا درؤف بنا راج دیوا سینا۔ آیا کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے کہ جو برے خدا مجھ پر رحم کرے۔ اور آیا کوئی رفیق نہیں ہے کہ جو امید شفاعت پر میری رفاقت کرے دشمنوں کو مجھ سے ددر کرے۔ جبرئیلؑ امین کہاں تھے کہ آپ کا مخدوم، کائنات کا برگزیدہ فریاد کر رہا ہے اور کوئی اس کی مدد کو نہیں پہنچا۔

ابن قولیہؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یزیدی شکر نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا تو ان ظالموں نے دیکھا کہ مقتل میں ایک مرد کھڑا ہے اور بے تابانہ گریہ و بکا کر رہا ہے۔ بلند آواز سے رورہا ہے۔ اور فریاد بلند کر رہا ہے۔ ان لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ اے شخص تو کیوں رورہا ہے اس نے جواب دیا کہ میں کیوں کر گریہ و بکا نہ کروں میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت رسول خدا کھڑے ہوئے رورہے ہیں۔ آنحضرتؐ کبھی لاش حسینؑ پر نظر کرتے ہیں۔ اور کبھی غینہ و غضب سے تمہیں دیکھتے ہیں۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ آنحضرتؐ نفرین کریں اور تم سب کے سب ہلاک ہو جاؤ اور میں بھی ہلاک ہو جاؤں۔ اس گروہ نے کہا کہ یہ شخص دیوانہ ہو گیا ہے۔ بعض یہ کہنے لگا کہ واقعا ہم نے سخت اور قابل عذاب گناہ کیا ہے کہ فرزند فاطمہؑ کو بے رحم بے خطا قتل کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا مولیٰ وہ کون شخص تھا آپ نے فرمایا کہ سوائے جبرئیلؑ اور کون ہو سکتا ہے۔ اَمَّا اَنْتَ لَوْ اِذْنٌ فِیْہُمْ لَصَاحِرٌ صِیْعَةٌ یَّخْطِفُ مِنْہَا اَرْوَاحَہُمْ عَنِ اَیْدِیْہِمْ۔ یعنی کہ اگر انہیں اذن بجا ط تو وہ ایک ایسی آواز بلند کرتے کہ شکر ان زیاد میں ہر ایک کے جسم میں لرزہ پیدا ہو جاتا اور ہر ایک کی روح اس

دوسری مجلس

۷۵

کے جسم سے نکل جاتی اور تمام شکر پاک ہو جاتا اور واسل جہنم ہو جاتے۔ لیکن ان لوگوں کو مہلت دی گئی ہے تاکہ ان کی مصیبتوں میں اضافہ ہو جائے اور اس طرح وہ شدید دوزخ عذاب کے مستحق ہو جائیں۔ یَا نَكْبَةَ لَيْسَ الَّذِيْنَ الْقَدِيْمُ لَهُ سُوْدُ الْحَدِيْدِ وَغَاظُ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ۔ افسوس کہ دین پیغمبر پر مصیبت پڑی ہے اور چشمہ ہاہو علم و عمل جاتے رہے ہیں۔ وَ قَرَحَةُ اُورَثَتْ فِي قَلْبِ فَاطِمَةَ زَرْعٌ عَظِيْمًا وَجُرْحًا لَيْسَ يُتَدَبَّلُ اس مصیبت نے دل فاطمہ زہراؑ پر مجروح کر دیا ہے اور یہ زخم مندل نہ ہوگا

وَاحْسَرَتَاہُ عَلٰی ثَارِ جَرِيحِ حَشَاہُ یَسْقٰی عَلٰی جِسْمِہِ التَّكْيَاہُ وَالْمَشْمَلُ افسوس و ملال ہے ان زخماں بے شمار پر کہ جو جسم اطہر امام حسینؑ پر تھے۔ اور خاک و خون میں غلطاں لاش اطہر پڑی تھی

وَاحْسَرَتَاہُ عَلٰی عَارِ نَسَبِہِہٖ ؕ عَلَیْہِہٖ بِالطَّفِّ مِنْ رِیْحِ صَبَا حُلِّہٖ۔ ہاہو حسرت و یاس اس مقتول راہ خدا پر کہ چلی لاش مطہر عریاں پڑی تھی اور صحرا کی ہولنے گرد و غبار سے اس کا جب پاک ڈھاپ دیا تھا۔

مَلَقًا ثَلَاثًا بِلاَ غَسَلٍ وَلاَ کَفْنٍ تَرَبُّبُ الْفَلَاءِ وَالدَّمَآ الْاِکْفَانِ وَالْقَسَلِ یعنی تین دن تک لاش امام مظلوم بلا غسل و کفن پڑی رہی۔ اور آپ کے جسم مبارک کے خون سے آپ کا غسل ہوا۔ غبار سے لاش جھبی رہی۔

یُسْرٰی بِہَا نُسْرَتَہٗ اَسْرٰی بِلاَ وِطْلٍ فَوْقَ الْمَطٰی وَکَمْ یَضْرِبُ لَهَا کُلُّ اَنْکٰبٍ کی عورات و مخدرات کو ایسر بنایا۔ قید کیا۔ اور شتران بے حجاب پر سوار کر کے شہر بشہر تشہیر کیا۔ مَسِیَّةٌ مِّثْلَ سَبٰی التَّرٰکِیْہِ قَدْ سَلَبَتْ مِنْہَا الْقَلَاعِدَ و

الاسوار و الحجل۔ تمام ایسر لوگ عورت و مرد اور بچہ سب کے سب گریہ و زاری کر رہے تھے۔ ان کو اس طرح ایسر کیا تھا جیسے ترک دیلم کے قیدی ہوتے ہیں عورتوں

سے زیور چھین لئے تھے۔ سَوَاجِعًا كَحَامِ الْاِيَاكِ نَادِيَةً نِيَهْدُ مِنْ
شَجُوْهِنَ الصَّخْرِ وَالْجَبَلِ سَبَّكَ سَبَّكَ تَلْغِيْنَ وَنَالَال، نوہ کمان مثل اس کو تر
کے کجواٹ سیاہ میں نہ ہو، دل مثل پتھر کے ہو گئے تھے۔

وَالزَّيْنَبُ بَيْنَ ذَاكَ السَّبْيِ حَاسِرَةً لِّهَا عَلٰى حَزْنِهَا نَدْبٌ وَصُرَجَلٌ
تَقُوْلُ اَنَا شَمْسُ اَيَّايْ وَيَا قَدْرِيْ، اِذَا كَفَيْ عَلَى الْحَادِثِ الْجَلَالِ -
اور اس دوران جناب زینبؓ خاتون روق ہوئیں نوہ کرتی ہوئیں فرماتی ہیں کہ اے روشنی
زمانہ، اور اے ماہِ شب تار اور عبادت روزگار میں پناہ دینے والے میں پکار ہی ہوں
اور تم جواب نہیں دیتے۔

يَا غَانِيَا لَيْسَ بِرُحِيْ عَوْدُهُ اَبَدًا وَلَا يَهْ بَعْدَ هَذَا الْفَضْلِ مَتَّصِلٌ
اے میری آنکھوں سے اوجھل اب دوبارہ تیرے دیدار کی امید نہیں ہے۔ اور معلوم
اس کے بعد ہم پر اور کیا مصائب پڑیں۔

وَيَا طَرِيْحًا جَرِيْحًا لَا رُوَالَهُ - كَيْفَ الدَّاءُ وَصْنُهُ الدَّرَاسُ مَتَّصِلًا
اے پیکرِ مجروح تیرے زخمِ مرہم کے قابل نہیں ہیں۔ اب تجھ سے کیا امید وابستہ ہو
ہو جب کہ تیرا سر مبارک نیز پر بلند ہے۔ ظَنَنْتُ اَنَّكَ كَهْفِيْ بِحَدِيْدِهِ۔

عَنِ الزَّمَّانِ فِتْنَاءَ الظَّنِّ وَالْاَمَلِ بَعْنِيْ كَلَّ بَرَادِمُ كَبْهِيْ فِيْ اِسْ حَالٍ فِيْ تَحِي
کہ تم پشتِ پناہ تھے کہ مشکلاتِ زمانہ میں دستگیری فرماتے تھے۔ اب جب کہ تم شہید
ہو گئے ساری امیدیں خاک میں مل گئیں اب نہ کوئی ہمارا پشت و پناہ ہے۔ اور نہ
یا درود و دگر۔ اسیری ہے اور یکسی ہم گیر ہے ہوئے ہے۔

اُمُّ قَوْحِيْ لَيْثٌ غَدِيْ دَمُهُ نَعْلٌ وَحَشَّ الْفَلَاقِيَهُ وَتَنَدَّهْلُ
اے مادرِ گرامی تیرے باہر آئیے اور دیکھئے کہ نشیہ پیشہ حیدر کا راکھ دغون میں غلطانہ

پڑا ہے۔

أَنَا مَنَاتُكَ يَا أُمَّاهُ قَدْ حُمِلْتُ اسرئاً وَاثَابَنِيكَ الْعَزَّ قَدْ قَتَلُوا
لے مادر گرامی آپ کی بیٹیاں اسیر ہو گئی ہیں۔ ہمیں قیدی بنایا گیا ہے۔ اونٹوں
پر سوار کیا ہے۔ اور لے امان تمہارے بیٹے شہید ہو گئے ہیں یہ عجیب عظیم مصیبت
ہے۔ یہ مصیبت عجیب ابتلا ہے یہ مصیبت فرزند مکرومنی ہے یہ مصیبت فرزند
زمرم و صفا ہے یہ مصیبت فرزند رکن و مقام ہے یہ مصیبت فرزند مشعر و حرم ہے
یہ مصیبت رسول خدا ہے۔ اس گروہ پر کہ جس نے امام حسین پر یہ مصیبت ڈالی اور
آپ کو قتل کیا کس قدر عذاب نازل ہوگا اس کا کوئی شخص اندازہ نہیں کر سکتا۔ انہیں
عذاب آخرت کی بشارت ہو خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَنْ قَتَلَ نَفْسًا فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا۔ یعنی جو شخص کسی ایک
نفس (جان) کو قتل کر دے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لو ان اهل السموات و اهل الارض
اجتمعوا فشرکوا فی دِمِ امرئ مسلّم و رضوا به لکبم اللہ علی مفاخہم فی الدار۔
یعنی کہ اگر تمام اہل سماوات و ارض کسی ایک مرد مومن کو بے گناہ قتل کر دے اور کوئی شخص
اس قتل پر راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سب کو اوندھے منہ دوزخ میں دھکیل دے
گا۔ پس اسے اہل فرزند رسول خدا، امام معصوم من اللہ کے قتل میں شریک ہونے
والے اور قتل کا حکم دینے والا اس جرم سے راضی ہونے والا خدا کے عذاب سے
نہیں بچ سکتا۔ ان پر کس قدر سخت عذاب ہوگا اس کا کوئی شخص اندازہ نہیں کر سکتا
حضرت حسین ابن علی امام معصوم من اللہ میں ہے

مَعَارِفٌ مَّافِي الدَّيَا عَارِفُونَ لَهُمْ هَاؤُنَّ وَالْغَيْرُ جُهَّالٌ مَجَاهِيلُ

و اَجْنَالُ الدَّهْرِ مِنْ فَضْضِ جَوْهَرٍ مَمْلُومَانِ وَمَا الْفَيْضُ تَعْطِيلُ
 یعنی کہ وہ خدا شناس ہیں۔ وہ ہدایت کرنے والے ہیں۔ وہ پیشوا و متقیان ہیں وہ
 مقدس و خدا پرستان ہیں وہ لنگر زمین و آسمان میں۔ وہ مقصود و فریفتہ ہیں یعنی یہ نہ
 ہوتے تو نرم کائنات نہ سجائی جاتی وہ مفتاح اسرار الہیہ ہیں۔ تحقیر یہ ہے کہ ہر ایک
 فیض اور ہر ایک بخشش جو فیاض مطلق یعنی خدا کے ذوالجلال کی طرف سے ہوتی
 انہی کے وسیلہ سے ہم تک پہنچتی ہے۔ یہ کائنات عالم میں مشکل کشا ہیں کتاب
 ارشاد و القلوب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تَحْنُ أَهْلُ
 الْبَيْتِ لَا قِيَاسُ بِنَا أَحَدٍ۔ یعنی کہ ہم وہ اہلبیت ہیں کہ جن پر کسی اور قیاس
 نہیں کیا جاسکتا۔ ہم وہ ہیں کہ ہمارا دوست خدا کا دوست ہے۔ اور ہمارا دشمن خدا
 کا دشمن ہے۔ پس جو ہمیں قبول کرتا ہے اور ہماری اقتدا کرتا ہے۔ وہ ہمارا دوست
 ہے اور خداوند تعالیٰ نے ہم پر وحی کی ہے کہ جو ہماری اطاعت کرتا ہے۔ اور
 قُرْبَةً إِلَى اللَّهِ ہم سے محبت کرتا ہے وہ کسی دوسرے کو ہم پر قیاس نہیں
 کرتا۔ حضرت امام موسیٰ کاظم (ع) سے سامعین مہر ان روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا
 کہ اے سوا اگر تمہاری خدا سے کوئی حاجت ہو تو اس طرح دعا کیا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ فَاِنَّ لَهَا شَأْنًا مِّنَ الشَّانِ
 وَقَدْ رَأَیْتُ الْقَدْرَ فَمِنْ ذَالِكَ الشَّانِ وَبِحَقِّ ذَالِكَ الْقَدْرِ اَنْ
 تَصْنَعْتَ عَلَیَّ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تَفْعَلَ بِیْ كَذَا۔

تفعل کے بعد ہاتھ بند کر کے دعا مانگے اور اپنی حاجت بیان کرے (یعنی کہ اے خداوند
 میں تجھ سے محمد و آل محمد کے واسطے سے سوال کرتا ہوں۔ اس لیے کہ ان کی تیری بارگاہ
 میں ایک شان ہے تیرے نزدیک وہ صاحب قدر و منزلت ہیں۔ خدا یا پس ان کی

تھان اور اس قدر منزلت کے واسطے سے تو صلوٰۃ بھیج محمد و آل محمد علیہم السلام پر اور میری حاجت روا فرمایہ یقین رکھے کہ خداوند عالم ضرور حاجت پوری کرے گا۔
 فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ يَبْقَ مَلَكٌ مُّقْرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَلَا مُؤْمِنٌ اُتِّخِنَا اللَّهُ قَلْبَهُ لِلَاِيمَانِ إِلَّا هُوَ مُخْتَارٌ إِلَيْهِمَا فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ۔
 پس اے سائنہ قیامت کے روز کوئی ملک مقرب کوئی نبی و مرسل اور کوئی مومن کہ جس کے دل کا خداوند عالم نے امتحان لے لیا ہوا ایسا نہیں ہوگا جو نبی و علی اور ان کی اولاد طاہرہ کی شفاعت کا محتاج نہ ہو۔ اور مستحقین اس لیے بھی ان کی شفاعت کے محتاج ہیں کہ جنت و نار کی کنیاں ان کے پاس ہیں علی ابن ابی طالب قصیم النار والجنة ہیں (حدیث) اور جملہ خلائق کا حساب ان کے ذمہ ہوگا۔ اور جب تک کسی شخص کے پاس پروانہ جنت علی ابن ابی طالب نہ ہوگا۔ وہ داخل جنت نہ ہو سکے گا۔
 حضرت محمد و آل محمدؑ اور ان کے شیعہ جب تک جنت میں داخل نہ ہو جائیں گے اس وقت تک ساری امت پر بہشت میں داخلہ جائز نہ ہوگا جملہ انبیاء و مرسلین حضرت محمد و آل محمدؑ کے شیعہ میں سے ہیں اور ان کے ساتھ داخل جنت ہوں گے۔

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیات درج ذیل کی تفسیر دریافت کی۔ اِنَّ الْاِيْنَآ اَيَا بَهْمُكُمْ ه ثُمَّ اِنَّا عَلَيْنَا حِسَابُهُمْ ه سورة الفاشیہ آیت ۲۵ اور علیؑ یعنی کہ بے شک ان کو ہماری طرف لوٹ کر آتا ہے۔ پھر ان کا حساب ہمارے ذمہ ہے۔
 حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا کہ نَعْنُ وَاللّٰهُ الْاِيْنَآ يَرْجِعُونَ وَعَلَيْنَا يُعْرَضُونَ وَعَنْ حَبِيتَنَا يُسْئَلُونَ۔ کہ وہ بخدا ہم ہی ہوں گے کہ جن کی طرف لوگ لوٹائے جائیں گے۔ ہمارے سامنے سب لوگ پیش کئے جائیں

گئے اور چار ہی ہی حجت کے بارے میں سب سے سوال کیا جائے گا۔

شیخ صدوق نے آمالی میں تحریر فرمایا ہے کہ جب روز قیامت اولین و آخرین کے لوگ ایک مقام پر جمع ہوں گے۔ تو سب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آواز دی جائے گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابی طالب علیہ السلام تشریف لائیں گے اس وقت آپ سبز رنگ کا عطر زیب تن کئے ہوں گے کہ اس کے سبز نور کی منیا میدان حشر میں پھیلی ہوگی۔ اور اس کی مثل ایک عطر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے زیب تن ہوگا۔

ان کے بعد آپ کی اولاد طاہرہ میں جو آئمہ ہدیٰ ہیں وہ تشریف لائیں گے اس وقت خداوند عالم مخلوق سے حساب لینے کا حق نہیں عطا فرمائے گا اور پھر ہم جتنی دوزخی لوگوں کا فیصلہ کریں گے۔ جو اہل بہشت ہوں گے ان کے داخل بہشت کریں گے اور جو اہل نار ہوں گے انہیں داخل جہنم کریں گے اس وقت دوسرے تمام انبیاء و تشریف لائیں گے جن کی دو صفیں ہوں گی۔ جو کہ عرش کے نزدیک کھڑے ہوں گے اور جب تمام انسانوں کا حساب ہو جائے گا۔ تو جو اہل بہشت ہیں وہ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کو حسب مراتب درجات ملیں گے۔ اور جو اہل دوزخ ہیں۔ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔ حضرات محمد و آل محمد کے مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا اور نہ ان کے مرتبہ کو پہچان سکتا ہے۔ ان کے درجات عقول انسانی سے بالاتر ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اِنَّ الْكَذَّابِي ظَهَرَ لِّلْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ مِنْ صُغُرْفَةِ آلِ مُحَمَّدٍ قَلِيلٌ مِّنْ كَثِيرٍ لَا يَحْصَى۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملائکہ مقربین کو اسرار معرفت آل محمد میں سے کم حصہ ملا ہے۔ جو کہ قلیل ہے اس کثیر کے مقابلہ میں کہ جو معرفت آل محمد سے مراد ہے۔ پس اس کثیر

<http://fb.com/ranajabirabbas>

نعمت ہیں اور میں اللہ نے نعمتیں عطا کی ہیں۔ پس اگر خداوند عالم ایک مسلمان کی وجہ سے اہل آسمان و زمین کو عذاب ہو گیا تو اگر کوئی شخص اس کے فضائل میں سے تھوڑے سے فضائل سنے تو اسے کیا کرنا چاہیے یا اسے کوئی قتل کرے اور اس طرح قتل کرے کہ ایسا کوئی قتل نہ ہو اسے تو پھر اس مقتول کے لیے خداوند عالم کیا کرے یہ چیز غور طلب ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے زرارہ بن امین سے فرمایا کہ اے زرارہ، آسمان، زمین، سرخی، خون، ظاہر کر کے اور آفتاب دریا، غنیمت، خوشی، زن ہو کر اور ملائکہ نے چالیس دن تک ہمارے بد مظلوم حسین علیہ السلام پر اپنے اپنے دائرہ انداز میں گریہ و بکا کیا ہے۔

وَمَا اخْتَصِيَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ وَلَا ارْهَنْتُ وَلَا رَجَلَتْ وَلَا
اَكْتَلَتْ حَتَّىٰ اَتَانَا سِرَاسِرٌ - عید اللہ بن زیاد یعنی کہ ہم نبوہاشم میں سے کسی عورت نے نہ اس وقت تک خضاب لگا یا نہ بالوں میں تیل لگایا نہ آنکھوں میں سہ لگایا نہ بالوں میں کنگھی کی جب تک کہ ابن زیادہ بد نہاد و ملعون کا سر نخس ہمیں نہ بھیجا گیا۔ اور ہمارے جد حضرت زین العابدین علیہ السلام جب بھی یاد کرتے تو گریہ فرماتے۔ آپ زندگی بھر شہیدان کو بلا پر روتے رہے۔ اور آپ کے گریہ و بکا جب لوگ سنتے تو ان کے دل پاش پاش ہو جاتے تھے اور خود بھی گریہ کرتے تھے جن و ملک سب ہی حسین مظلوم پر روتے ہیں۔ اور حسین اس لیے بھی گریہ و بکا کے مستحق ہیں کہ تین دن کے ہو کے پیاسے شہید کئے گئے۔ امام مظلوم کے بیٹے بھتیجے بھانجے بھائی سب کے سب آپ کے سامنے قتل کئے گئے مظلوم کو وقت ذبح پانی نہ دیا گیا۔ حسین خدا اور رسول کے نزدیک غیر شہید تھے۔ پروردگار سینہ رسول خدا تھے تو بادۂ بوستان علی مرتضیٰ تھے۔ شگوفہ چمن مرتضیٰ تھے سر و خیابان اہل اقل تھے۔ برادر

حسن مجتبیٰ تھے۔ خلق رسول کی ناطق تصویر تھے۔ امام امت، شفیق روز جزا حسینؑ ابن فاطمہ کو عربین سعد ملعون نے قتل کرایا۔ اے دریائے فزّت تو کیوں نہ خشک ہو گیا۔ حسینؑ پیاسے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ایک مصیبت نہ تھی کہ جس کا ذکر کیا جائے بلکہ ہر طرح کی مصیبتیں تھیں اور ایک ذات امام مظلوم تھی اے شیعہ حسینؑ پر روڈ اور بلند آواز سے روڈ اے مظلوم شہید ہمارے ماں باپ بلکہ ان کے ماں باپ بھی آپ پر قربان ہو جائیں آپ کے بعد آپ کی بیٹیوں میں رسن باندھی اے شیعہ۔ حسینؑ کی مصیبتیں ہمیں پکار رہی ہیں کہ مجلس عزاکو رونق بخشو (از ترجمہ)۔ اس دور پر فتن میں مجلس عزاء امام حسین علیہ السلام بھی مظلوم بنی ہوئی ہے۔ ایک دور ایسا آیا کہ جس میں مجلس عزاء کے مقابل لفظ درس قرآن کی اصطلاح وضع کی گئی۔ مخالف کی یہ اصطلاح شیعوں میں بھی وارد ہوئی۔ اور درس عمل کا لفظ بجائے مجلس عزاء استعمال ہونے لگا حالانکہ مجلس عزاء کا انعقاد ہی عزاء امام حسین علیہ السلام ہے جو ائمہ معصومین علیہم السلام کے ارشادات سے مستفاد ہوتا ہے۔ اور صدیوں سے اردو زبان میں لفظ مجلس عزاء اشتہاروں میں لکھا جاتا ہے۔ شیعہ قوم کو چاہیے کہ مجلس عزاء کے نام کو برقرار رکھیں۔

ابن بابویہ قمی نے اپنی سلسلہ سند کے ساتھ مفصل بن عمر کے حوالے سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ ایک روز حضرت حسین ابن علی علیہما السلام اپنے برادر بزرگوار حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے کہ جب آپ پر زہر کا اثر پوری طرح ظاہر ہو چکا ہے امام حسینؑ کی نظر امام حسنؑ کے چہرہ مبارک پر بڑی اور آپ بے ساختہ روئے گئے۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا یا ابا عبد اللہ مایکیکیک - اے حسینؑ یعنی کہ اے حسینؑ تم کیوں رونے ہو؟ امام حسینؑ نے فرمایا اے برادر ذلیل قرار آپ کے ساتھ دشمنوں کا سلوک دیکھ کر

رورہا ہوں کہ نانا کی اُمت نے آپ کے ساتھ یہ ظلم کیا ہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا کہ
 جیسا ہمارے دشمن عرصہ سے پوشیدہ طور پر زہر دیتے رہے ہیں لیکن اس مرتبہ زہر نے
 جگر پارہ پارہ کر دیا ہے۔ اور اسے حسیں لے جان برادر تمہارے قتل پر دشمن جمع ہو گئے
 يَجْمَعُونَ عَلَى قَتْلِكَ وَ سَفَكَ دَمَكَ وَ اَتَتْهَاكَ وَ سَبَّحُوا ذُرَارِيكَ
 وَ نِسَاءَكَ وَ اَنْتَ هَابٌ تَقْتُلُكَ۔ پس وہ تو مرد سیاہ اجتماع کرے گی تمہارے
 قتل پر، تمہارا خون بہائے گی۔ ہتک حرمت کرے گی۔ آل رسول کو لوٹنے اور اسیر کرنے
 کے لیے جمع ہوگی اس وقت پروردگار عالم بنی امیہ پر لعنت کرے گا۔ آسمان سے خون
 برسے گا۔ و یبکی علیک کل شیء حتی الوجوش و فی الصلوة و
 المحتیان فی البعار۔ یعنی کہ تم پر تمام کائنات عالم روے گی۔ یہاں تک کہ جانور
 ان صحرائی بھی روئیں گے اور دریاؤں میں مچھلیاں تم پر روئیں گی۔

شیخ کشؒ نے زید شحام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں اہل کوفہ کی ایک
 جماعت کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اسی
 دوران جعفر ابن عوفان طائی آگئے۔ امام علیہ السلام نے ان کو اپنے قریب جگہ دی۔ اور
 فرمایا اے جعفر طائی میں نے سنا ہے کہ تم ہمارے جد مظلوم حسینؑ شہید کو بلا کا مرثیہ کہتے
 ہو۔ انہوں نے کہا ہاں اے مولیٰ میں آپؑ پر اور حسینؑ مظلوم پر قربان ہو جاؤں میں مرثیہ
 کہتا ہوں آپؑ نے فرمایا کہ اچھا تم کا رینک کرتے ہو۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا
 تم مرثیہ پڑھو جعفر طائی نے مرثیہ پڑھنا شروع کیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کی آنکھوں
 سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور آپؑ نے اس قدر گریہ فرمایا کہ ریش مبارک آنسوؤں سے
 تر ہو گئی۔ اور جو اصحاب موجود تھے وہ بھی رونے رہے اور پس پر وہ آپؑ کی عورت مخدرا
 نے بھی مرثیہ سنا اور گریہ دیکھا فرمایا۔ آپؑ نے فرمایا اے جعفر طائی بخدا ملائکہ مقربین تمہارا

امیر شیعہ کن کر رہے تھے۔ اور ہم سے زیادہ رو رہے تھے۔ اے جعفر جو شخص بھی امام حسین کی مصیبت پر مبتی شمر کرتا ہے۔ خدا اس پر بہشت واجب کرتا ہے۔ جو شخص خود روتا ہے۔ یا دوسرے کو رلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت واجب کرتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ابن قلوبیہؒ نے ابی ہارون مکفوف سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی شخص کے سامنے ہمارے بعد مظلوم کی مصیبت بیان ہو اور اس کی آنکھوں سے بال برابر بھی آنسو نکل آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت اجر قرار دیتا ہے اور اس کے معامی بخش دیتا ہے۔ پس اگر امام حسینؑ کے غم میں روئے بار لائے اس پر جنت واجب ہے۔ (از مترجم۔ مجلس عزاء کی افادیت کم کرنے کے لیے اکثر مقبرین یہ کہتے ہیں کہ مجلس عزاء صرف رونے رلانے کے لیے نہیں ہمیں تلقین عمل بھی کرنا ضروری ہے۔ ایسے لوگوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ بے شک تلقین عمل کی جائے لیکن اس طرح کہ بکاء علیٰ الحسینؑ کی افادیت برقرار رہے گریہ و بکا کو نظر انداز کر کے تلقین عمل کرنا مستحق نہیں ہے علاوہ ازیں معاذ اللہ تکذیب امام صادق علیہ السلام لازم آتی ہے۔ جو ضبط اعمال کا موجب ہے)

شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے کتاب ارشاد میں فرمایا ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام مدینہ منورہ سے بسوئے مکہ روانہ ہوئے تو تیسری شبان کو آپ مکہ پہنچے۔ اہل مکہ اور دوسرے لوگ کہ جو وہاں موجود تھے جن میں عبد اللہ ابن زبیر بھی تھے۔ امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے قیام تک برابر آتے رہے۔ لیکن حضرت امام حسینؑ علیہ السلام وہاں موجودگی زبیر پر بہت گرانقی اس لیے کہ وہ یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ جب تک حضرت امام حسینؑ موجود ہیں کوئی شخص ابن زبیر کی طرف توجہ نہیں

کرے گا۔ تاہم ابن زبیر اپنے احساسات کو ظاہر نہیں کرتے تھے۔ اور ظاہر داری کے طور پر امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اسی دوران اہل کوفہ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت امام حسینؑ اور ابن زبیر نے یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کر دیا ہے اور دونوں صاحبان مکہ معظمہ میں بیت اللہ کی پناہ میں ہیں۔ رو ساء کو فہ اور عائشہ شہر جناب سلیمان ابن صرد خزاعیؑ کے مکان میں جمع ہوئے۔ اور معاویہ کی ہلاکت کا ذکر کرتے ہوئے شکر خدا بجالائے۔ اور یہ مشورہ طے پایا کہ امام حسین علیہ السلام کو کوفہ تشریف لانے کی دعوت دی جائے۔ سلیمان ابن صرد خزاعیؑ نے فرمایا کہ آپ سب لوگ ان کے پدربزرگوار علی مرتضیٰؑ کے شیعہ ہیں اگر سب لوگ اس امر کا ہمد کریں اور یقینی رکھتے ہیں کہ امام حسینؑ کی نصرت و باوری کریں گے۔ تو امام حسینؑ کو یہاں تشریف لانے کی دعوت دی جائے۔ اور اگر کسی بھی کمزوری کا احساس ہو تو ہم امام عالی مقام کو زحمت نہ دیں۔ اس پر سب نے کہا کہ ہم ان کے دشمن سے جنگ کریں گے اور اپنی جانیں ان پر فدا کریں گے۔ آپ انہیں نامہ تحریر کریں اور درخواست کریں کہ مولیٰ کوفہ تشریف لائیں۔ اس پر سلیمان بن صرد خزاعیؑ نے کہا تو بہتر ہے کہ ان کی خدمت اقدس میں عریضہ ارسال کریں۔ چنانچہ اس مضمون کا خط حضرت امام حسین علیہ السلام کو لکھا گیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ سلیمان بن صرد خزاعیؑ و مسیب بن بخیرہ و رفاعہ بن شداد بجلی و جعیب ابن مظاہرؑ اور کوفہ کے منفرد شیعہ بیان علی علیہ السلام کی طرف سے یہ نامہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام ہے اور اس کا علیک اور حمد باری تعالیٰ کے بعد عرق پرواز میں کہ خداوند عالم نے دشمن دین معاویہ بن ابوسفیان سے ہمیں نجات دی۔ اس نے امت کی رضا مندی کے بغیر تسلط حاصل کیا تھا۔ اس نے نیک لوگوں کو قتل کر لیا۔ اور اشراروں کو ان پر مسلط کیا تھا۔ اس نے مال خدا

غیر مستحقین میں تقسیم کیا اور اب ہمارا سوائے آپ کے کوئی امام نہیں ہے۔ بس آپ کو فہ کی طرف رخ فرمائیے۔ تاکہ ہم آپ کے واسطے سے حق و صداقت پر جمع ہو سکیں۔ اور ہم عامل کو فہ نعمان بن بشیر کی اقتدا میں نماز جمعہ نہیں پڑھتے۔ جب ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ آپ کہ آپ کو فہ تشریف لارہے ہیں تو ہم حاکم کو فہ ہر طرف کر دیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہ خط عبد اللہ ابن مسعودی اور عبد اللہ ابن وال کے سپرد کیا اور ان کو تاکید کی کہ جلد از جلد یہ خط امام حسینؑ کو پہنچائیے۔ اور یہ راز کسی پر ظاہر نہ ہو۔ یہ دونوں قاصد ماہ رمضان المبارک کی دسویں تاریخ تھی کہ مکہ پہنچ گئے۔ اور نامہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ اس خط کے دو دن بعد قیس مسہر صیدروی اور عبد اللہ ابن شداد اور عمارہ بن عبد اللہ سلونی کو تقریباً ڈیڑھ سو خطوط کے ساتھ ہر طرف مکر و راز کیا کہ یہ خطوط امام حسینؑ کو جلد از جلد پہنچائیے۔ ان خطوط کا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ نامہ بسوئے امام حسین علیہ السلام ہے۔ اصابعد فحی سَهْلًا فَإِنَّ النَّاسَ يَنْتَظِرُونَكَ لَا أَرَى لَهُمْ غَيْرَكَ فَالْعَجَلُ ثُمَّ الْعَجَلُ حالہ آپ جلد از جلد تشریف لائیے۔ ہم سوائے آپ کے کسی اور کو نہیں پسند کرتے ہم سب آپ کے منتظر ہیں قدم رنجہ فرمانے میں تاخیر نہ کریں۔ آئے اور جلد از جلد تشریف لائے۔

سید ابن طاووسؒ فرماتے ہیں کہ یہ خطوط اگرچہ پے درپے امام حسینؑ کو ملے مگر آپ نے جواب دینے میں تاخیر کی یہاں تک کہ ایک روز چھ سونا مے آپ کی خدمت میں پہنچے رفتہ رفتہ ناموں کی تعداد بڑھتی رہی اور بارہ ہزار نامے آپ کی خدمت میں پہنچے جو اہل کو فہ نے تحریر رکھے تھے۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ کی روایت کے مطابق روساء کو فہ کی ایک جماعت نے جن میں شہید ابن ربیع، حجار بن ابحر، یزید بن عمارث بن روم

تمہارے پاس پہنچ کر تمہارے مقتدر اور صاحبانِ فکر و نظر کے اس امر پر متفق و متحد ہونے کی بابت تحریر کیا تو میں تمہارے حسب ذیل الطلب تمہارے پاس جلد پہنچوں گا انشاء اللہ تعالیٰ والہام پس آپ نے حضرت مسلم بن عقیل کو بلایا اور ان کو قیس بن مسہر صیدائی عمارۃ بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عبد الرحمن ازوی کے ساتھ کوفہ کی جانب روانہ کیا۔ احیان کوفہ کے نام آپ نے ایک اور خط تحریر کیا جس میں آپ نے ان کو اپنی نصرت کی دعوت دی۔ اور آپ نے مکہ میں قیام فرمایا اور آٹھویں ذی الحجۃ یوم ترویہ کو آپ مکہ سے باہر نکلے سفر کوفہ اختیار کریں۔ مولف کتاب ہدایان خزانے ہیں کہ اہل کوفہ کے اس قدر کثیر تعداد میں خطوط کا آنا اور قاصد پر قاصد کا پہنچنا جی امیہ کے لیے گھبرائٹ کا موجب بن گیا تھا۔ اور انہوں نے حضرت امام حسینؑ کو مکہ ہی میں قتل کرنے کی خفیہ اسکیم بنائی چنانچہ یزید ابن معاویہ نے پہلے تو اپنے چچا زاد بھائی ولید بن عقبہ بن ابوسفیان کو مدینہ کی گورنری سے معزول کیا کیونکہ ولید بن عقبہ حضرت امام حسینؑ کے معاملہ میں نرمی سے کام لے رہا تھا۔ یہ چیز یزید پر گران گزری اسے معزول کر کے عمرو بن سعید ابن ابی العاص کو مکہ اور مدینہ کا عامل مقرر کیا۔ اور ساتھ ہی یہ سازش کی کہ اس کو مکہ بھیجتے تو اس کو امیرِ حج مقرر کیا۔ اور تیس اشخاص طح جو بنی امیہ میں سے تھے اور دشمنی اہلبیتؑ میں منفرد تھے حاجیوں کے لباس میں عمرو بن سعید بن ابی العاص کے ساتھ کئے کہ وہ موقعہ پارح کے دوران امام حسینؑ کو قتل کر دیں۔ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کو جب ان کی اطلاع ہوئی تو آپ نے غصہ سوس کیا کہ اب مکہ میں قیام کرنا قطعاً مناسب نہیں ہے کہ آپ نے اپنے حج کو عمرہ میں تبدیل کر کے مکہ معظمہ سے آٹھویں ذی الحجہ کو کوچ فرمایا اس طرح آپ نے حرمت کعبۃ اللہ کی حفاظت کی۔ اور آپ نے سفر کو ذلتاً کیا۔

زرارہ بن صالح روایت کرتا ہے کہ میں امام حسینؑ کی مکہ سے روانگی سے تین روز قبل ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک اور شخص میرے ہمراہ تھا ہم نے آپؑ سے کہا کہ اے مولیٰ کو ذوالول کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں آپ کے دشمن کی نصرت میں بند ہوں گی۔ امام علیہ السلام نے یہ سن کر بطرف آسمان نگاہ اٹھائی ہم نے بھی آپ کے ساتھ ساتھ آسمان کی جانب نگاہ کی دیکھا کہ آسمان کے در کھل گئے ہیں اور بے شمار ملائکہ نازل ہوئے ہیں۔ پس اس وقت امام عالی مقام نے فرمایا کہ اگر ابراہیم کے صنایع ہونے کا خوف نہ ہوتا اور مقامات عالیہ کا اشتیاق و امن گیر نہ ہوتا تو میں ان فرشتوں کے شکر کے ساتھ دشمنوں سے جنگ کرتا۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ میرا اور میرے یاورانصار کا مدفن کہاں ہے۔ صرف میرا فرزند علی زین العابدین زندہ بچے گا باقی میری اولاد اور عزیز سب شہید ہو جائیں گے۔ جب یہ خبر جناب محمد حنفیہ ابن علی رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوئی کہ حسینؑ یسوی عراق روانہ ہو رہے ہیں اس وقت آپؑ وضو فرما رہے تھے۔ جیسے ہی آپؑ نے یہ خبر سنی بے ساختہ گریہ طاری ہوا۔ یہاں تک کہ پانی میں آنسوؤں کے قطرے گرے آپؑ نے وضو سے فارغ ہو کر نماز مغرب ادا کی۔ اور اپنے بھائی حسینؑ ابن علیؑ کی خدمت میں آئے اور کہا۔ یا اخی ان اهل الکوفة قد عرفت عدوهم ومکرهم یا بیک و اخیک من قیل۔ یعنی کہ اے جان برادر آپ بہتر جانتے ہیں کہ اہل کوفہ نے آپ کے پدر برادر عالی قدر کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ مبادا وہ لوگ تمہارے ساتھ بھی بے وفائی نہ کریں۔ کوئی بھی وقادار نہیں ہوتے "الاشاؤ نادر" امام حسینؑ نے فرمایا، یا اخی لو کنت فی حجر هاتمة من هوام الارض لاستخرجونی حتی یقتلونی۔ یعنی میں خوف ہے کہ بنی امیہ کے لوگ مجھے حرم میں قتل کر دیں گے اور اس طرح

اور عروہ بن قیس، عمرو بن حجاج، محمد بن عمرو تمہی نے (ان میں بعض یزیدی لوگ بھی شامل تھے) امام حسینؑ کو نامہ تحریر کیا مضمون خط یہ تھا کہ فَقَدْ اخْضَرَّتِ الْجَنَابِ دَايْنَعَتِ الشُّمَارِ فَإِذَا اشْيَتْ فاقْبِلْ عَلَى جَنْدِكَ مُجَنَّدًا صَحْرَاهَا۔
 یعنی کہ ہمارے باغات میں پھل تیار ہیں اگر آپ تشریف لے آئیں تو آپ کے لیے شکر تیار ہو گا والد سلام۔ لے شیعان حیدر کراریہ وہ لوگ تھے کہ امام حسینؑ کو خطوط لکھنے کے باوجود شکر ابن زیاد میں شریک تھے اور حسینؑ ابن علیؑ سے جنگ کر رہے تھے بروایت ابن شہر آشوب یہی عمرو بن حجاج عمر ابن سعد ملعون کی جانب سے امور سلیمی کے ساتھ چار ہزار سپاہیوں کا سالار تھا۔ جو نہ فرات پر متعین تھی کہ حسینؑ اور اصحاب حسینؑ تک پانی نہ جانے پائے اور جس وقت بھی حضرت عباسؑ نہ فرات پانی لینے کے لیے تشریف لے گئے ہیں آپ بہت دور نکل گئے کہ فوج نے محاصرہ کر کے آپ کو شہید کر دیا اور یہی عروہ بن قیس بھی شکر عمر ابن سعد ملعون میں ایک دستہ کا سالار تھا اور نبیحت بن ربیع شکر عمر ابن سعد میں پیادوں کا سالار تھا۔ حالانکہ ان ہی منافقوں نے لکھا تھا کہ ہمارے باغات میں اثمار تیار ہیں آپ تشریف لائے۔ اسی شبہ بن ربیع ملعون نے امام حسینؑ سے جنگ کی۔

شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ کوفہ والوں کی طرف سے آخری قاصد ہانی بن ہانی اور سعید بن عبد اللہ تھے تب امام حسینؑ علیہ السلام نے اہل کوفہ کے خطوط کے جواب میں آپ نے ایک خط تحریر فرمایا کہ ہانی اور سعید تمہارے خطوط لے کر میرے پاس پہنچے جو کہ تمہارے قاصدوں میں آخری قاصد ہیں۔ میں نے تمہارے خطوط کا جائزہ لیا اور مجھے مسلم ہوا کہ تمہارے پاس کوئی ہادی دالام برحق نہیں ہے۔ پس تمہاری جانب اپنے بھائی، اپنے اہلیت میں سے ستم ترین مسلم بن عقیل کو بھیج رہا ہوں۔ اگر انہوں نے

خانہ خدا کی حرمت صانع ہوگی ابن حنفیہ نے عرض کیا کہ آپ عراق جانے کی بجائے
 یمن تشریف لے جائیں۔ یاسحر اوں میں نکل جائیں مگر بنو امیہ کی طرف نہ جائیں اس پر
 حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے بھائی اگر میں زمین کے کسی سوراخ میں بھی پناہ لے لوں
 تب بھی بنی امیہ کے لوگ مجھے وہاں سے نکال کر قتل کر دیں گے۔ جناب محمد حنفیہ مجبور
 ہو گئے اور آپ پر گریہ طاری ہو گیا اور امام حسین علیہ السلام نے اپنے برادر کی دلجوئی
 کے لیے فرمایا کہ میں مزید غور کروں گا۔ جناب محمد حنفیہ روتے ہوئے اپنی جگہ واپس آ گئے
 اور جب سحر نمودار ہوئی تو حضرت امام حسینؑ نے دو گاتہ سحر ادا کر کے مجلسیں تیار کرنے
 کا حکم دیا۔ جب حضرت محمد حنفیہ کو یہ خبر ملی کہ مجلسیں تیار کی گئی ہیں آپ بعجلت تمام حاضر
 خدمت ہوئے اور میاز ناقہ تمام کرنے کا حکم دیا۔ جب حضرت محمد حنفیہ کو یہ خبر ملی کہ
 مجلسیں تیار کی گئی ہیں آپ بعجلت تمام حاضر خدمت ہوئے اور میاز ناقہ تمام کر عرض
 کیا اے برادر آپ نے فرمایا تھا کہ میں مزید غور کروں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے
 بھائی بوقت شب خواب میں ماما رسول خدا تشریف لائے مجھ سے فرمایا۔ اور فرمایا
 یا حسینؑ یا قرة عینی اخرج الی العراق فان الله عز وجل قد شاء ان یراکم و یراکم و یراکم
 ین صائفکم لے نوریدہ عراق کی سمت جاؤ مشیت خدا میں یہ گزرا ہے کہ وہ تم
 کو اپنی راہ میں مقتول دیکھے یہ سن کر جناب حنفیہ روتے لگے اور ناقہ کی مہار ہاتھوں
 سے گر پڑی۔ پھر عرض کیا اے بھائی جان اگر شہادت کے لیے جانا ہی منظور ہے
 تو محنرات عصمت و طہارت کو کیوں ساتھ لے جاتے ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ
 قَالَ جَدِّي إِنَّ اللَّهَ قَدْ شَاءَ أَنْ يَرَاهُنَّ سَيِّئًا يَاصْحَرَكَا فِي أَسْرَانِ
 بھیا نانا نے یہ بھی خبر دی ہے کہ اٹھرم اور زینبؑ دام کلثومؑ اسیر ہوں اور شہرہ بنت شہیمہ
 کی جائیں یہ سن کر جناب محمد حنفیہ کو ضبط کا یا راتہ رہا اور مقرر ہو کر رونے لگے

سین نے صبر کی تلقین کی اور وداغ ہوئے ابن طاؤس علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے کہ جیسے امام حسین علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ مکہ سے باہر نکلیں آپ نے اپنے اصحاب اور ساتھیوں کے سامنے ایک خطبہ دیا فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَصَاشَآءُ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَصَلَّى اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلہِ وَسَلَّم۔

یقیناً خدا نے تمہارے لئے اولاد آدم کی گردن میں موت کا قندہ ڈالا ہے۔ یعنی کہ ہر انسان کو موت کا ڈالہ چھکانا ہے اور سب کو یسویٰ آخرت جانا ہے۔ وَمَا اَوْلٰہِیْنِیْ اِلٰی اِسْمٰلٰنِیْ اِشْتِیَاقَ یَعْقُوْبَ اِلٰی یُوْسُفَ۔ یعنی کہ میں اپنے اسلاف کی ملاقات کا اسی طرح مشتاق ہوں جیسے یعقوب اپنے فرزند یوسف کی ملاقات کے مشتاق تھے۔ اور میں نے اپنی شہادت کا مقام منتخب کر لیا ہے کہ میں وہاں تک پہنچ جاؤں کَاَتٰی بِاَوْصَافِیْ لَقَطَعْتُمْ اَعْلَانَ لَفَنُوْتُ بَیْنَ النُّوَاوِیْسِ وَکَرَبِلَا۔

گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے اعضاء و جوارح وحشی درندوں (یعنی زیدیوں) کے ہاتھوں قطع ہوں گے۔ پس کر لیا جائے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اور اس کام کے بلے یہ اسراہیل ایک دن مقرر ہو چکا ہے۔ میں اور میرے اہلبیت نے خود کو اللہ کی سپرد کر دیا ہے۔ ہم حق پر شہادت کے بعد جنت اعلیٰ میں اپنے نانا رسول خدا کے ساتھ ہوں گے۔ پس جو شخص خدا کی راہ میں اپنی جان قربان کرنا چاہتا ہے۔ وہ میرے ساتھ چلے ہم صبح انشاء اللہ تعالیٰ مکہ سے کوچ کریں گے۔

روانگی کے وقت عبداللہ ابن عباسؓ نے بھی آپ کو عراق کا سفر اختیار کرنے سے روکا۔ اور بہت زیادہ اصرار کیا۔ کہ عراق تشریف نہ لے جائیں۔ امام حسینؓ نے فرمایا اے ابن عباسؓ میرے جدِ نزرگوار رسول خداؐ نے مجھے اس سفر کا حکم دیا ہے۔ اور اس میں ایک راز ہے جو میری شہادت کے بعد لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ ابن عباسؓ نے پھر عرضی

سبیل سکینہ

جلد اول صفحہ ۸۱-۸۰ دوسری مجلس

۹۲

کیا مولیٰ استخارہ کر لیجئے۔ پس جیسا حکم نکلے عمل کریں۔ پس امام حسین علیہ السلام نے قرآن مجید سے تفاعل کیا تو اس وقت یہ آیت نکلی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط وَرَأٰنَا تَوَوُّونَ اجور کھو یومُ الْاٰفِیَامَةِ (سورہ آل عمران آیت ۱۸۵) یعنی کہ ہر ایک جان ایک دن موت کا ذائقہ چکھے گی انم لوگ قیامت کے دن اپنے کئے کا بدلہ پاؤ گے

اس وقت امام حسین علیہ السلام کلمہ استرجاع زبان پر جاری فرمایا کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ صدق اللہ و صدق الرسول۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابن عباس! جس میں پس زیادہ اصرار دست کرو۔ حکم خدا کے سامنے سر نیاز جھکا ہوا ہے ابن عباس شش خوش ہو گئے۔ اور امام حسینؑ دواغ کیا فریاد و احیانا کی بلند ہونے لگی۔ اور امام حسینؑ نے حکم دیا کہ کجاہ اوٹوں پر رکھے جائیں اور اہم سوار ہوں غرض کہ امام حسینؑ کلمہ سے ردا نہ ہوئے اور بظرف کو فراہ اختیار کی لَقَدْ دَمَعْتَ عِیُوْنُ بَدِیْتُ حَزَنًا۔ لَقَدْ صُنِیَ قُلُوبُ الْعَارِفِیْنَ۔ اور مجا ورن کن مقام فراق امام حسینؑ میں سیاہ پوش ہوئے تھے اور مثل عورات کے غراراری امام مظلوم کو ظاہر کر رہے تھے۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ طَافَتْ طَائِفُوهُ طَوَّافٌ نُّکَلٰی وَ قَدْ لَبِثُوْا سَوَادُ مَلْهُ فِیْنَا۔ ساکنان بیت اللہ اور عمرہ غم و اندوہ اور رنج کے ساتھ بجالا رہے تھے۔ اور دل حیر اسود اس غصہ میں بے تاب تھا کہ فرزند رسول خدا حج نہ کر سکے۔

فَقَدْ نَا الْیَوْمَ رِیْحَانًا وَ دُوحًا، وَ مَرَجَانًا وَ زَیْتُونًا وَ تَلِیْدًا۔

یعنی کہ روح و ریحان یعنی خوشبو میں کم ہو گئیں تھیں۔

فَقَدْ نَاهُمْ نَا قَصْرًا مَشِیْدًا، وَ بَدِیْتُ الْعَزَّوَالِیْلِدَ اَمِیْنَا، فَقَدْ نَا هِمْنَا کَهَفَ الْاِیَاحٰی۔ وَ سَوَّرَ الْمُحْقِیْنَ وَ طُورَ سِیْنَنَا۔

شیخ مفید روایت کرتے ہیں کہ فرزدق نامی شاعر نے کہا کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ ۶۰ سالہ میں حج کے لیے جا رہا تھا کہ داخل حرم ہوا تو دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام اپنے البیت والحصار کے ساتھ مکہ سے باہر جا رہے ہیں۔ میں آپ کے نزدیک گیا اور سلام کے بعد میں نے عرض کیا۔ بابی انت و اخی یا بن رسول اللہ ما عجیل عن الحج۔ میرے باپ و ماں آپ پر قربان ہوں کیا وجہ ہے کہ آپ نے مکہ سے تھکنا پسند کیا اور حج بجالانے کے لیے قیام نہیں فرمایا۔ اس تبخیل کی کیا وجہ ہے کہ آپ بغیر حج جا رہے ہیں۔ امام حسین نے فرمایا کہ لَوْ لَمْ أَعْجَلِ لَأَخَذْتُ۔ اگر میں مکہ سے تھکنے میں تبخیل نہ کرتا تو بڑا امیر کے آدمی مجھے گرفتار کر لیتے پھر امام عالی مقام نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو اپنا تعارف کرو اس نے کہا کہ میں ایک عرب ہوں اس سے زیادہ میرا نام و نشان دریافت نہ کیجئے۔ امام حسین نے فرمایا کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اہل عراق کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے میں نے عرض کیا کہ آپ نے ایک مرد عاقل و دانا سے یہ سوال کیا ہے تو عرض کرتا ہوں کہ لوگوں کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں بنی اُمیہ کی حمایت کے لیے ہیں اور جو کچھ قضاء الہی ہے وہ ہو کے رہے گی۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ تم درست کہتے ہو وہ کہتا ہے کہ پھر میں نے امام علیہ السلام سے کچھ مسائل دریافت کئے امام نے جوابات دیئے۔ اس کے بعد وہ روانہ ہو گئے۔

ادھر مدینہ میں جب عبداللہ بن جعفر کو امام حسین علیہ السلام کے مکہ سے عراق جانے کی خبر ملی۔ تو آپ نے ایک خط کے ساتھ اپنے دونوں فرزندوں عون اور محمد کو مدینہ سے مکہ روانہ کیا کہ خط امام حسین کو پہنچائیں آپ نے اپنے خط میں یہ تحریر کیا تھا کہ آپ کو فخر نہ جائیں اور مکہ چھوڑنے میں تبخیل نہ فرمائیں کیونکہ میں حاضر خدمت

ہونے والا ہوں۔ اور جناب عبداللہ بن جعفر طیار عمرو بن سعید بن ابی العاص کے پاس گئے کیونکہ وہ اس وقت حاکم مدینہ تھا اور مکہ بھی اس کے کہا کردہ زیر حکومت تھا اور کہا کردہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو ایک امان نامہ تحریر کر دے جو احسان دینی پر مبنی ہو۔ اس نے نامہ لکھ کر عبداللہ کو دیا مگر اس بد بخت نے ان کے رخصت ہونے کے بعد کچھ اپنے آدمی اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کے ساتھ مکہ کردہ امام حسینؑ کو مکہ سے باہر جانے سے روکیں اس کا مطلب یہ تھا کہ زیدی آدمی جو حج کے لیے مکہ وارد ہو چکے تھے وہ امام حسینؑ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو سکیں حضرت امام حسینؑ ابھی مکہ سے نکل ہی رہے تھے کہ عبداللہ بن جعفر طیار اور یحییٰ بن سعید بن ابی العاص مکہ پہنچ گئے حضرت عبداللہ بن جعفر نے عرض کیا کہ آپ کو فہ تشریف نہ لے جائیں۔ ارادہ سفر عراق ترک کر دیں بعدہ آپ نے وہ امان نامہ بھی امام حسینؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر امام عالی مقام نے فرمایا کہ میرے جدِ زکوار رسول خداؐ نے مجھے خواب میں اس سفر کا حکم دیا ہے۔ میں میں اس سفر کو ترک نہیں کروں گا۔ جناب ابن جعفر نے عرض کیا وہ کیا خواب ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ خواب کس سے بیان نہیں کیا ہے اور نہ اس خواب کو بیان کروں گا۔ جب کہ عبداللہ و یحییٰ بن سعید ہو گئے۔ تو آپ نے اپنے دونوں بیٹوں کو امام حسینؑ علیہ السلام کے ساتھ رہنے اور نصرت کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس وقت یحییٰ بن سعید کے آدمی امام حسینؑ علیہ السلام کی راہ میں رکاوٹ بنے مگر انصار و برادران امام حسینؑ نے ان کو منتشر کر دیا اور کسی کو یہ جرات نہ ہوئی کہ وہ امام حسینؑ علیہ السلام کو مکہ سے باہر نہ جانے دے۔ امام حسینؑ کا یہ مختصر قافلہ بطرف عراق روانہ ہو گیا۔ اور یحییٰ بن سعید مکہ چلا گیا۔ اور ادھر امام حسینؑ مکہ سے نکل کر منزلِ تنیم پہنچے اور قیام فرمایا۔ وہاں سے کوچ کر کے ذاتِ عرق پر

پر پہنچے تو دیکھا کہ بشر بن غالب عراق کی جانب سے آرہا ہے۔ جب وہ نزدیک پہنچا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ اہل عراق کی کیا خبر ہے۔ اس نے بھی یہی کہا کہ ان لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں ان کے نیرے بنی امیہ کی حمایت کے لیے وقف ہیں آپ نے فرمایا کہ اے بشر بن غالب تم سچ کہتے ہو۔ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ۔ یعنی کراشد تقاتلے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کا حکم دیتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ منزل ثعلبیہ پر پہنچے دن ڈھل چکا تھا ظہر کا وقت تھا گرم ہوا میں چل رہی تھیں کہ امام حسینؑ پر بنید غالب ہو گئی آپ محو خواب تھے جب خواب سے بیدار ہوئے تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی عالم خواب میں دیکھا کہ ہاتھ غیبی نے ندا دی کہ تم لوگ تو اپنی منزل کی طرف بڑھ رہے ہو مگر موت تمہارے عقب میں ساتھ ساتھ ہے اور جنت کی طرف بلا رہی ہے۔ اس وقت حضرت علی اکبرؑ السلام نے آپ سے دریافت کیا یا اَبْتَا اَفَلَنْ اَعْلٰی الْحَقِّ۔ آیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے فرزند خدا کی قسم ہم حق پر ہیں ہم حق کے ساتھ ہیں حق ہمارے ساتھ ہے اور ہماری بازگست حق کی طرف ہے۔ شہزادہ علی اکبرؑ نے عرض کیا بابا جان بھر نہیں موت کا کیا ڈر ہے موت ہم پر آپؑ کے یا ہم موت پر جاؤں ہم کہتے ہیں کہ شہزادہ نے موت کی پرواہ نہ کی۔ لیکن آپ کی شہادت نے شیعوں کے دل پاشش پاشش کر دیئے۔

لَا اَرٰی حَزَنًا لِّمَنْ سَلٰی وَلَا رُزْقًا لِّمَنْ سَلٰی وَ اِنْ طَالَ الْمَدٰی۔

یعنی کہ تمہاری مصیبت داندوہ و غم ہرگز نہ جھوٹے گی۔ یعنی غم تازہ رہے گا اور شیعوں کے دل اس مصیبت سے شرمندہ رہیں گے۔ ہرگز کسی دھیر نہ آئے

خواہ کس قدر زمانہ گزر جائے مگر غم امام حسینؑ تازہ ہے۔ قد مضی الدھر و
بمضی بعدکم فقد الیوم علیکم للعزاء۔ اگر رسولؐ خدا زندہ ہونے تو مجلس عزائیں
بیٹھتے۔ حضرت امام حسینؑ ایک شب منزل ثعلبیہ میں رہے۔ جب صبح ہوئی تو کوفہ
کا ایک شخص ابوہریرہ ازدی آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سلام کے بعد
عرض کیا۔

کس چیز نے آپؑ کو حرم خدا اور حرم رسولؐ خدا سے نکلنے پر مجبور کیا۔ کہ آپؑ باہر نکل آئے
امام عالی مقامؑ نے فرمایا کہ و یحک یا ایاہرۃ انا بنی اُمیۃ اخذوا واصلی
فصبرت و شتموا عرضی فصبرت و طلبی دمی فھریت۔

اے ابوہریرہ ازدی۔ بنو امیہ نے میرا مال غضب کیا۔ تو میں نے صبر کیا۔ انہوں نے
ہماری شان میں نارو د باتیں کیں میں نے صبر کیا۔ لیکن جب وہ لوگ میرے خون
کے پیاسے ہو گئے تو میں مدینہ، اور پھر مکہ سے نکلنے پر مجبور ہو گیا۔ اور میں خدا کی
قسم کیا کہ کہتا ہوں کہ یہ گروہ جفا کار مجھے قتل کرے گا تو خدائے تعالیٰ ہمیشہ کے
لیے ان کو لباس ذلت و خواری بنا دے گا۔ اور ان پر تیغ ناہو قاطع مسلط ہوں گے
اور ایسے لوگ ان پر مسلط ہوں گے کہ جو اچھی طرح ان کو ذلیل و خوار کریں گے
اس گفتگو کے بعد امام حسینؑ علیہ السلام نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ اور آپؑ روانہ
ہو کر قصر بنی مقاتل پہنچے تو اس جگہ عمر بن قیس نامی ایک شخص اپنے چچا زاد بھائی کے
ساتھ حاضر ہوا۔ اور امام حسینؑ علیہ السلام کو سلام کیا۔ بعدہ، وہ کہنے لگا کہ اے فرزند
رسولؐ خدا آپؑ کی ریش مبارک کے بال خضاب کی وجہ سے سیاہ ہیں یا ان کا یہ
طبعی رنگ ہے امام عالی مقامؑ نے فرمایا کہ ہم نبوہاشم کے بال ہمت جلد سفید ہو جاتے
ہیں یہ خضاب کا رنگ ہے۔ اجتمعا لقصرتی آیاتم لوگ میری نصرت

ویاوری کے لیے آئے ہو۔ ان بد بختوں نے کہا کہ ہم کثیر الایمال ہیں اس کے علاوہ ہماری تحویل میں دوسرے لوگوں کا کچھ مال بھی ہے جو ان تک پہنچانا ہے۔ عمر بن قیس کے بھائی نے بھی ایسا ہی عذر پیش کیا جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان میں بڑے سعادت نہ پائی تو فرمایا کہ اچھا تم اس قدر دور چلے جاؤ کہ تم ہم بے کسی کے عالم میں نہ دیکھ سکو۔ اور نہ ہی ہماری آواز استغاثہ تم تک پہنچ سکے۔ کیونکہ جو شخص ہماری بے کسی کی حالت دیکھ کر اور آواز استغاثہ سن کر بھی ہماری نصرت و یاری نہ کرے گا تو خداوند تعالیٰ اس شخص کو جہنم کے لیے جہنم میں ڈال دے گا۔ اے مولیٰ و آقا۔ خدا لعنت کرے اس جماعت پر اور عذاب کرے گا کہ جو آپ کی بے کسی دیکھے اور تم پر رحم نہ کرے۔ فَلَيْتَ الْحَمْدُ وَالْكَرَّارُ وَالِدَةُ، يَشْتَقُّ بِاللِّطْفِ عَنْ شَخْصِهَا التَّرَابُ۔

کاش کہ آپ کے جد نامدار اور آپ کے والد بزرگوار ہوتے۔
لِيَنْظُرَ اِلَّا عَلَى الرَّمَمَاءِ مُنْعَفِرٌ، وَنَفْسُهُ بِشَيْءِ الْاَسْيَافِ تَهْبِ،
وَلَيْتَ يَكْشِفُ عَنْ وَجْهِ الْبَتُولِ لَهُ يَرَاقِعُ الْقَبْرُ لَوْ يَكْشِفُهَا الْكَرْبُ۔
کاش کہ مادر حسین اُمّی فاطمہ زہرا قبر سے باہر آئیں اور اپنے فرزند حسین کو دیکھیں کہ جیسے آپ نے بڑے ناز و نعم سے پالا تھا۔ لَتَبْصُرَ الْعَيْنُ مِنْهَا فِي مُحَاسِنَةٍ وَلِلْذَا اسْتَدَّ جَدَّ وَالصُّبَّاءُ لَعَبَتْ۔ کہاں ہیں فاطمہ زہرا۔ تاکہ ان کے فرزند حسین پر دشمن نیزے کس طرح مار رہے ہیں کہ بدن مبارک چاک چاک ہو رہا ہے۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب عبید اللہ ابن زیاد بدنہاد کو یہ خبر ہوئی کہ حضرت سبط رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام سے بطرف کو قہر تفریب لارہے ہیں تو اس نے حصین بن نمیر کو ایک بہت بڑی فوج دے کر کوفہ کی ناکرندی

کرنے پر مامور کیا۔ ابن نمیر ملعون نے ایک جانب فداوسیہ سے قطعاً نیت نہ کیا
 ناکر بندی کی اور تمام راستے کہ جن سے آپ کو فدا داخل ہوتے مسند و در دیئے۔ اور
 جناب مسلم بن عقیلؓ کو فہ پہنچے ہی تھے اور اہل اہل کو فہ نے ایک بھاری جمعیت
 کے ساتھ ان کے ہاتھ پر نصرت امام حسین علیہ السلام کرنے کی بیعت کر لی تھی اس
 وقت جناب مسلم بن عقیلؓ نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں اس مضمون
 کا نامہ ارسال کیا تھا کہ اہل کو فہ کے ہزاروں لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے
 اور آپ سے پیشتر اہل کو فہ خود بھی امام عالی مقام کو عریضے ارسال کر چکے تھے۔ جس میں
 تحریر کیا تھا کہ سو ہزار تمواریں آپ کی نصرت و یادی کے لیے تیار ہیں۔ حضرت
 مسلم بن عقیلؓ نے یہ بھی تحریر کیا تھا کہ آپ کو فہ تشریف لائے اور تاخیر نہ کیجئے۔ حضرت
 مسلمؓ نے یہ خط اپنی شہادت سے سترہ دن پیشتر لکھا تھا جو کہ امام حسینؓ کو مکہ میں
 موصول ہو چکا ہے۔ اس وقت تک امام حسینؓ کو حضرت مسلمؓ کی شہادت کی خبر نہیں
 ملی تھی۔ حالانکہ امام حسینؓ نے مکہ سے اٹھ ذی الحجۃ کو کوچ کیا اور نویں ذی
 الحجۃ کو حضرت مسلمؓ کو فہ میں شہید کر دیئے گئے۔ امام حسینؓ نے منزل
 حایز پر پہنچ کر اہل کو فہ کے نام ایک خط تحریر کیا تھا کہ اہل کو فہ میرے پسر عم مسلم
 بن عقیلؓ نے مجھے تمہاری کثیر جماعت کے بیعت کرنے کی خبر دی ہے اور تمہاری
 ایک عتادوں سے مجھے مطلع کیا ہے میں تمہارے حق میں دعا کرتا ہوں۔ میں بروز
 شنبہ آٹھویں ذی الحجۃ تمہاری طرف مکہ سے کوچ کر چکا ہوں۔ پس تم اپنے
 معاملات کو درست رکھو میں چند روز میں تم لوگوں تک پہنچ رہا ہوں امام عالی مقام
 نے یہ خط اپنے رضاعی بھائی جناب عبداللہ بن قیسؓ کو فہ جاؤ اور یہ خط پہنچاؤ۔ جب قیسؓ
 مسہرودی کے حوالہ کیا اور تاکید کی کہ بیعت کو فہ جاؤ اور یہ خط پہنچاؤ۔ جب قیسؓ

امام حسینؑ منزل حائر سے نکل کر قادیسیہ پہنچے تو حصیین بن نمیر ملعون نے ان کو گرفتار کر لیا۔ لیکن قاصد نے وہ خط پارہ پارہ کر دیا کہ مضمون خط کس پر ظاہر نہ ہو سکے ان نمیر ملعون نے قاصد امام حسینؑ کو گرفتاری کے بعد ابن زیاد ملعون کے پاس بھیج دیا۔ بروایت سید ابن طاووس ابن زیاد ملعون نے کہا کہ تم کون ہو۔ اس نے کہا کہ میں شیعین علی ابن ابی طالبؑ سے ہوں اور ایک شعبہ کافر زندہ ہوں۔ اس ملعون نے کہا کہ تم نے خط کو کیوں چاک کیا۔ انہوں نے کہا اس لیے کہ تم مضمون خط سے آگاہ نہ ہو سکے۔ پھر اس نے کہا کہ اس خط میں کیا لکھا تھا اور کس کے نام تھا جو باء کہا حسینؑ ابن علیؑ کا خط تھا کوفہ کے چند لوگوں کے نام لیکن میں ان کے نام نہیں جانتا وہ بد نہاد غضبناک ہوا اور کہنے لگا میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ ہاں البتہ اگر ان لوگوں کے نام بتا دے یا منبر کوفہ مسجد پر جا کر حسین ابن علیؑ اور ان کے باپ پر تبرا کر۔ انہوں نے کہا اچھا مجھے منبر پر جانے کا موقعہ دے۔ چنانچہ ابن زیاد ملعون نے قاصد حسینؑ کو منبر پر جانے کی اجازت دی۔ بس عبد اللہ ابن یقطر قاصد امام حسینؑ منبر پر گئے اور حمد الہی بجالانے کے بعد حضرت محمد مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجا۔ اور بہت زیادہ طلب رحمت کی۔ بعدہ انہوں نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی اولاد اہل بیت پر درود و سلام بھیجا۔ یعنی ان کے لیے خداوند عالم سے طلب رحمت کی۔ اور ابن زیاد ملعون پر اور اس کے باپ پر لعنت بھیجی اور بنی امیہ میں سے ہر ایک کا نام لے کر لعنت کی۔ اس کے بعد حاضرین مسجد سے مخاطب ہو کر کہا اے گروہ مردم کوفہ میں حسین ابن علیؑ کا قاصد ہوں۔ میں نے ان کو کوفہ کی راہ میں فطال منزل میں چھوڑا ہے یعنی کہ امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ سے بطرف کوفہ روانہ ہو چکے ہیں تم سب ان

کا انتظار کرو۔ بروایت شیخ مفید رحمہ اللہ یقطر کو منبر پر ہی گرفتار کر لیا گیا۔ اور
رسیوں سے باندھ کر نام قصر پر لے گئے۔ اور اس مومن آل رسولؐ کو وہاں سے
نیچے گرا دیا جس سے ان کی استخوان ٹوٹ گئے۔ ابھی قدرے جان باقی تھی کہ
ابن زیاد ملعون کے حکم سے ان کے سر کو تن سے جدا کیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد
اس بدنہاد نے ناکہ بندی میں اور سخت انتظامات کئے۔ کوئی شخص نہ داخل کوثر
ہو سکتا تھا اور نہ ہی کوثر سے باہر نکل سکتا تھا۔ ادھر حضرت امام حسین علیہ السلام
منزل بمنزل سفر طے کر رہے تھے کہ درمیان راہ کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی حالات
دریافت کئے تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کے سوا کچھ اور نہیں جانتے کہ کوثر میں نہ
کوئی شخص داخل ہو سکتا ہے۔ اور نہ وہاں سے کوئی شخص داخل ہو سکتا ہے اور
نہ وہاں سے کوئی شخص باہر آ سکتا ہے۔ صاحب مناتب فرماتے ہیں کہ حضرت
امام حسین علیہ السلام وارد منزل خزیمہ ہوئے شب کو وہاں قیام فرمایا۔ صبح کو وقت
جناب زینب خاتون سلام اللہ علیہا آپؑ کی خدمت میں آئیں اور فرمایا کہ بیجا جب
ہم رات کو خیمہ سے نکلے تو ہاتھ غیبی کی یہ آواز آئی جو کہ میں نے سنی وہ یہ نوحہ پڑھ
رہا تھا۔

اَلَا يَا عَيْنٌ فَاحْتَفِلِي جَهْدٍ فَمَنْ يُبْكِي عَلَى الشَّهْدَاءِ بَعْدِي

یعنی اے آنکھ آنسو بہا ان شہیدوں پر جو اپنی وعدہ گاہ کی طرف روانہ ہیں۔

عَلَى قَوْمٍ تَسْؤُوهُمْ الْمَغَايَا بِمَقْدَارٍ إِلَى الْخِجَارِ وَعَدِ

اے آنکھ گریہ کر یعنی رُو اس قوم پر کہ موت ان کو قتل گاہ کی طرف لے جا رہی ہے تاکہ

وہ اپنا وعدہ وفا کریں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بہن جو قضاۃ الہی میں گزارا

ہے وہ پورا ہوگا۔ ابن قولیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جب

عقبۃ البطن پہنچے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ مَا أَرَانِي إِلَّا مُقْبِلًا۔
یعنی کہ میں یقین کرتا ہوں کہ میری شہادت نزدیک ہے اصحاب نے عرض کیا آخر
کیا وجہ ہے۔ ارشاد فرمایا۔ رَأَيْتُ كَلَابًا تَنْشِيئُ أَسَدًا هَاعَلَى كَلْبٍ أَيْقَعُ
یعنی کہ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ گویا بہت سے کتے مجھ پر حملہ آور ہیں اور
مجھے نوح رہے ہیں ان میں سے ایک ابلق رنگ کا کتا زیادہ حملہ کرتا ہے۔

قبیلہ بنی اسد کے دو افراد عبداللہ و منذر کا بیان ہے کہ ہم حج سے فارغ
ہو کر تیزی کی ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قافلہ سے ملحق ہو گئے۔ منزل
ثعلبیہ کے قریب ایک سوار کو دیکھا جو کوفہ کی طرف سے آ رہا تھا۔ اور وہ ہمیں دیکھ
کر راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہو گیا۔

امام حسینؑ نے بھی اسے دیکھا تھا آپ اس سے دریافت احوال کے لیے
قدرے ٹھہرے مگر جب وہ ہماری راہ سے ہٹ کر چلنے لگا تب امام حسینؑ اپنی راہ
پر روانہ ہو گئے۔ لیکن ہم دونوں اس شخص کے تعقب میں گئے۔ اور ہم اسے
راستہ ہی میں پالیا۔ اس کا نام و نشان پوچھا تو اس نے کہا کہ میں بنی اسد
ہوں ہم نے اس سے کوفہ کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں نے کوفہ سے
بچکنے سے پہلے دیکھا کہ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کی لاشوں کو ان کے پیروں
میں رسی باندھ کر کھینچا جا رہا تھا۔ بازاروں اور گلی کوچوں میں تشہیر کی جا رہی تھی
یہ خبر سن کر ہم قافلہ امام حسینؑ میں آ گئے۔ رات کو امام عالی مقام نے منزل ثعلبیہ پر مقام
فرمایا صبح ہم فرزند رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا اور
کہا کہ ہمیں اس سوار نے یہ خبر دی ہے کہ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ شہید کر دیئے
گئے اور ان کی لاشوں کو بازاروں میں تشہیر کیا جا رہا ہے۔ جب حضرت امام حسینؑ

علیہ السلام نے یہ خبر سنی تو فرمایا۔ اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ رَحْمَةً
 اللّٰهِ علیہما۔ ہم نے امام عالیقہام کی خدمت میں عرض کیا بہتر ہے کہ
 آپ ہمیں سے واپس چلے جائیں کیونکہ کوفہ میں آپ کا کوئی مددگار نہیں ہے اور
 آپ اپنے اہلیت کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ امام حسین علیہ السلام نے جناب مسلم
 کے بچوں کو بلایا اور انہیں صبر کی تلقین کرتے ہوئے دریافت کیا تمہارا کیا خیال ہے
 انہوں نے بیک زبان عرض کیا کہ ہم آپ کی خدمت سے جدا نہ ہوں گے۔ جب
 حکم کہ مسلم کا قصاص نہ لیں یا خود شہید نہ ہو جائیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ
 ان لوگوں کے بغیر زندگی میں کوئی نفع نہیں ہے۔ پس ہمیں یقین ہو گیا کہ امام حسین واپس
 نہیں جائیں گے۔ شہید ہوں گے۔ پھر آپ نے دختر مسلم بن عقیل کو بلایا جو کہ کس
 تھی اسے اپنے زانو پر بٹھایا۔ اور غیر معمولی طور پر جب شفقت فرمائی تو بچی نے
 کہا اے فرزند رسول خدا! اے عم محترم، آپ مجھے اس طرح پیار کرتے ہیں جیسے کوئی
 کسی یتیم کو پیار کرتا ہے۔ کیا میرے بابا شہید ہو گئے۔ یہ سن کر حضرت امام حسین کو غصہ
 آیا راز رہا۔ بلکہ گریہ طاری ہو گیا۔ اور فرمایا اے بیٹی اب تم مجھ کو اپنا بابا سمجھو۔ دختر مسلم
 سمجھو۔ دختر مسلم سمجھ گئی کہ بابا شہید ہو گئے۔ وہ رونے لگی اور تمام المہرم میں کہرام برپا
 ہو گیا۔ یہ پہلا ماتم تھا کہ جو دوران سفر المہرم حسین نے شہادت مسلم پر کیا ہے۔ اور
 عزیز و انصار سب گریہ و زاری کرتے گئے۔ بروایت ابن طاووس امام حسین کو خبر
 شہادت حضرت مسلم منزل زیار پر ملی ہے۔ فرزدق شاعر امام عالیقہام کی خدمت میں
 حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یا بن رسول اللّٰہ کیف تَوَكَّنْ اِلٰی اهل کوفۃ
 وَهُمْ الَّذِیْنَ قَتَلُوا ابْنَ عَمَّكَ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ۔
 یعنی کہ اے آقا آپ کس طرح اہل کوفہ پر اعتماد کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے آپ کے

چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو قتل کر دیا۔ اور کوئی آپ کے پدر بزرگوار کے قتل کا باعث بھی ہوئے۔ اور آپ کے بھائی حسن مجتبیٰؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے یہ سن کر حضرت امام حسینؑ کی آنکھوں میں آنسوں بھر گئے اور فرمایا کہ مسلم و اصل رحمت الہی ہو گئے۔ اِنَّهُ قَضٰی مَا عَلَیْہِ وَبَقِیَ مَا عَلَیْنَا جو کہ ان کے مقدر میں تھا ہو گیا اور جو ہمارے مقدر میں ہے قضا الہی جاری ہو کر رہے گی۔ پھر آپ نے دنیا کی ناپائیداری پر چند اشعار پڑھے۔

روایت شیخ صفیہ منزل زیالہ پر امام حسینؑ کو خبر قتل عبد اللہ ابن یقطر ملی ہے اس وقت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب و انصار و اقرباء کو جمع فرمایا اور اس طرح خطاب کیا کہ مجھے مسلمؑ ہانی اور عبد اللہ یقطر کی شہادت کی خبر ملی چکی ہے۔ جن لوگوں نے ہماری نصرت اور یاری کا وعدہ کیا تھا وہ مغفوت ہو چکے ہیں۔ وہ اپنے وعدوں سے پھر گئے ہیں میں تم سب کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ تم لوگوں میں سے جس کا دل چاہے وہ چلا جائے۔ میری جانب سے اجازت ہے اور بنی امیہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ پس جو لوگ دنیاوی طمع و لالچ میں آپ کے ساتھ تھے وہ امام حسینؑ علیہ السلام کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس وقت نہ معلوم امام حسینؑ علیہ السلام کے دل پر کیا صدمہ گزرا ہو گا۔ صرف وہ لوگ رہ گئے کہ جو آپ کے مخلص و وفادار صحابی تھے اور جنہیں رضائے خدا مطلوب تھی آنحضرتؐ کی خوشنودی و نظر تھی انہوں نے وہ سب کے سب حضرت امام حسینؑ علیہ السلام سے جدا نہیں ہوئے۔ وہ امام حسینؑ علیہ السلام کی معرفت رکھتے تھے اور خود شہادت کے جوہاں تھے۔

اور یہ وہ لوگ تھے کہ روزِ اوّل سے ہمہ کاب شاہِ انام تھے۔ اس وقت ان کے تیور یہ کہ رہے تھے کہ لَا خَیْرَ بَعْدَکَ فِی الْحَیْوۃِ وَنَحْنُ فِی ضَلٰلٍ

الْكَرَامَةِ وَالسَّلَامَةِ تَلْعَبُ لَا كَانَ يَوْمٌ لَا تَكُونُ وَادْخَلْتُ مِنْكَ
الدَّيَارُ وَلَا الْقَفَارُ وَسَبَّسَبَّ يَعْنِي كَرَأَبِ كَيْ بَعْدَ مَدِينَا كَالْيَاكِرِينَ
گے ہمیں دنیا سے کیا تعلق ہمیں آپ کی سلامتی درکار ہے۔ ہمیں خدا وہ روز بد
نہ دکھلائے کہ ہم زندہ رہیں اور آپ نہ ہوں وہ زمانہ نہ آئے کہ آپ نہ ہوں بعد
امام حسین علیہ السلام بطن عقیقہ سے رواتہ ہوئے تو اثنائے راہ بنو عکرمہ کے ایک
شخص عمرو بن یوزان آپ کی خدمت حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ اے سید و سر دار آپ
کہاں جا رہے ہیں فرمایا کہ کوفہ جا رہا ہوں۔ اس نے کہا اے مولیٰ میں آپ کو
خدا کی قسم دیتا ہوں آپ کو دشمن شریف نہ لے جائیں۔

فَوَاللَّهِ مَا أَتَقَدَّمُ إِلَّا سَتَقَ وَحَدَّ السَّيُوفِ يَعْنِي كَرْبِ خَدَاوَاهَا
آپ تلواروں اور ستانوں کی ٹیغ کے سوا کچھ اور نہ پاؤں گے۔ امام حسین علیہ السلام
نے فرمایا اے بندہ خدا تو کہتا ہے وہ مجھے بھی معلوم ہے لیکن امر الجاہل پر مجھے عمل کرنا
واجب ہے فرمایا۔ اللہ لا یدعوننی حتی یستخْرِجُوا
هَذِهِ الْعَلَقَةَ مِنْ جَوْفِي۔ بخدا یہ لوگ میرا خون بہائے بغیر نہیں چھوڑیں
گے۔ اور جب یہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو تمام امتوں سے زیادہ ذلیل
و خوار کرے گا۔ اے مظلوم کر بلا۔

فَأَتَى عَيْنٍ عَلَيْكَ مَتَهْمَلٌ وَآتَى قَلْبٍ عَلَيْكَ غَيْرُ مَقْطُورٍ

اے غریب کہ بلا کون سی ایسی آنکھ ہے کہ آنسو نہ برائے
آپ یاد آئیں اور گریہ گلو گریہ نہ ہو۔

يَا دُقْعَةَ الطِّفِّ قَدْ ضَرَمْتَ نَارَ جَوْفِي فِي كُلِّ قَلْبٍ مِنَ الْأَشْجَانِ مُسْجُورٍ

یعنی کہ واقعہ کربلا ایک ایسا واقعہ ہے کہ جو دلوں میں ہمیشہ رہے گا۔ ہرگز فراموش نہ ہوگا۔

مردی ہے کہ ابن زیاد کے جاسوسوں نے اس کو یہ خبر پہنچائی کہ امام حسینؑ بطرف کوفہ برابر منزل بہ منزل بڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ ابن زیاد ملعون نے لوگوں کو امام حسینؑ علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ کیا۔ ترغیب دلائی اور لالچ دیا۔ اس نے حرین زید ریاحی کو ایک ہزار سپاہیوں کا لشکر دے کر اس حکم کے ساتھ روانہ کیا کہ حسینؑ ابن علیؑ جہاں کہیں بھی ہوں ان کو بے آب و گیاہ میدان میں جبراً اتار دیا جائے۔ اور یہی تاکید کی اس حکم پر عمل کے بعد اطلاع دی جائے تاکہ دوسرا حکم جاری ہو سکے یہ لشکر فوری طور پر کوفہ سے روانہ ہو گیا۔ اور ادھر امام حسینؑ علیہ السلام منزل بطن عقیقہ سے کوچ کر کے منزل شرافت پہنچے اور وہاں مقام فرمایا۔ آپؑ نے حکم دیا کہ جس قدر ممکن ہو پانی بھر لیا جائے۔ چنانچہ اصحاب نے زیادہ سے زیادہ مقدار میں پانی بھر لیا اور امام حسینؑ علیہ السلام وہاں سے بوقت سحر روانہ ہوئے دوپہر کے قریب آپؑ اپنے اصحاب کے ہمراہ مفرک رہے تھے کہ اصحاب میں سے ایک شخص نے با آواز بلند اذتہ لکھ کر کہا۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ تم نے کیا دیکھا کہ نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اس شخص نے کہا میکھوروں کے درخت نمایاں ہو رہے ہیں، اس پر دوسرے اصحاب نے کہا کہ یہاں تو کوئی نخلستان نہیں ہے۔ اس پر امام علیہ السلام نے ان سے سوال کیا اچھا تمہیں کیا نظر آ رہا ہے۔ ان لوگوں نے عرض کیا۔ وَ اِنَّ اللّٰهَ نَوٰی اِسْتِةَ الرَّمَا حِ وَاَذَانَ الْحَيْثِلِ - یعنی بخدا یہ تو نیزوں کی انیاں اور گھوڑوں کے کان معلوم ہوتے ہیں۔

اور یہ شکر مخالف ہے امام عالی مقام نے فرمایا کہ آگے بڑھ کر دریافت کر دو
 کیا مقصد ہے۔ اصحاب حسینؑ ان کے پاس گئے مگر وہ لوگ زیادہ توجہ سے
 پیش نہیں آئے۔ ادھر امام حسین علیہ السلام نے اپنے قافلہ کو قریب ہی واقع کوہ
 دوہم کے دامن میں فروکش ہونے کا حکم دیا مگر شکر مخالف نے بھی آپ کے اصحاب
 کی طرف رخ موڑ لیا لیکن قافلہ امام حسینؑ دامن کوہ میں پہنچ کر فروکش ہو گیا۔ اس شکر
 کا سردار حرمین یزید ریاحی تھا۔ حُر اپنے شکر کے ساتھ اس وادی کوہ میں پہنچا تو شکر
 سرا اصحاب امام حسینؑ کے مقابلے میں صفت بستہ ہو گئے مگر گرمی کی شدت گرم
 ہوا پر پیاس نے غلبہ کیا اور وہ لوگ شدت پیاس کی وجہ سے بے حواس ہو رہے
 تھے۔ جب حضرت امام حسینؑ نے ان کی تشنگی دیکھی تو اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ ان
 لوگوں سے بات چیت کئے بغیر پہلے ان کو غوب سیراب کرو۔ چنانچہ اصحاب و
 انصار ان امام حسینؑ نے ان سب کو اچھی طرح سیراب کیا۔ حتیٰ کہ ان کے جانوروں کو
 بھی پانی پلایا۔ اور جب وہ اپنا مٹر پانی سے ہٹا لیتے تھے تب پانی کے ٹپتپ
 ہٹاتے جلتے تھے۔ شکر حُر کا ایک سیاہی علی ابن طعان مخاری کہتا تھا کہ اس
 پر تمام شکر سے زیادہ پیاس کا غلبہ تھا۔ پیاس اور دھوپ کی شدت کی وجہ سے
 اس کی آنکھوں تلے اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ وہ شکر والوں کے عقب میں اس جگہ
 پہنچ گیا کہ جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کرسی پر رونق افروز تھے۔ وہ سوار آپ کو
 نہ پہچان سکا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا یا بن الاخ اپنے اونٹ کو بٹھاؤ اس
 نے اونٹ کو بٹھایا اور آپ کے ایک اصحابی نے مشک کا دھانہ اس کے منہ کے
 سامنے کھول دیا۔ اور علی ابن طعان مخاری بی حواس کی حالت میں پانی پی رہا
 تھا اور پانی ادھر ادھر گر رہا تھا کہ امام حسینؑ بہ نفس نفیس کرسی سے اٹھے اور کھڑے

ہو کہ مشک کے دہانہ کو درست کیا۔ اس نے پانی پیا تو اس کی آنکھوں میں روشنی آگئی۔ اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ فرزند رسولؐ خدا کھڑے ہو کر اس کو پانی پلا رہے ہیں۔ مگر دوسرا ان ہی کو فدا والوں نے امام علیہ السلام پر پانی بند کر دیا روز عاشورا جب امام حسینؑ اور ان کے اصحاب و انصار اور بچوں پر پانی بند ہو گیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا:

أَسْقُونِي شَرِبَةً مِّنَ الْمَاءِ فَقَدْ تَقَنَّقِمَتْ كَيْدِي مِنَ الظَّمَاءِ
 اے لوگوں مجھے ایک شریہ آب دو کہ تشنگی کی وجہ سے دل کباب ہو رہا ہے
 مکہ مکرمہ ابن سعد ملعون نے ایک گھونٹ پانی نہ دیا۔ نہر فرات کے آب شیریں کو
 امام ترستے ہی رہے یہ۔

از آب ہم مضائقہ کروند کوفیاں
 نموش داشتند حرمت بہان کر بلا

غرض کہ جب حرا اور اس کا لشکر سیراب ہو چکا تو اسی دوران نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ حضرت امام حسینؑ نے حجاج بن مسروق کو اذان دینے کا حکم دیا۔ جب اذان ہو چکی تو حضرت امام حسینؑ علیہ السلام اپنے خیمہ سے روا پر دو شش تشریف لائے اور آپ نے حر کے شکروالوں سے خطاب فرمایا اور لا اُحمد وثناء الہی بجا لائے اپنے جد بزرگوار پر درود و سلام بھیجا اور فرمایا اے کوفہ کے لوگوں۔ میں تمہاری طرف تمہارے خطوط پہنچنے کے بعد آیا ہوں۔ ان خطوط میں تم لوگوں نے لکھا تھا کہ اب جلا کوئی امام نہیں ہے آپ یہاں تشریف لائے تاکہ آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمیں حق و ہدایت پر جمع کر دے۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنی تحریرات کی روشنی میں اپنے زبان کے پابند ہو۔ اور قول و قرار پر راسخ ہو تو مجھے اپنے

عہد و میثاق سے مطمئن کرو۔ اب میں بیان آگیا ہوں۔ اور اگر تم اپنے عہد و پیمان سے پھر گئے ہو تو میں جہاں سے آیا ہوں اس جگہ واپس چلا جاؤں گا۔ لیکن امام حسین علیہ السلام کے اس خطبہ کا ذکر کوثر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر کار امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اقامت کہو۔ آپ نے حر سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تم علیحدہ جماعت کرو گے۔ اس نے کہا کہ ہم سب آپ کی افتدائے میں نماز پڑھیں گے سب نے امام حسین علیہ السلام کی افتدائے میں نماز ادا کی نماز کے بعد حرا اپنے پانچ سو اصحاب کے ساتھ اپنے خیمہ میں چلے گئے مگر حرا زندہ تھے۔ دوسرے لوگوں کو جہاں سایہ نظر آتا آرام کیا۔ یہاں تک کہ حر کے لشکریوں نے اپنے گھوڑوں کے سایہ میں دوپہر بسر کی۔ امام حسینؑ نے نماز عصر کی اذان کا حکم دیا اور اذان و اقامت کے بعد آپ نے پھر ایک مرتبہ فوج حر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے قوم ہم آل رسول ہیں ہم اہلبیت نبوتہ ہیں ہمارے ہی گھر ہیں جبرئیل امین وحی الہی اے کہ نازل ہوئے ہیں تم جس امیر کی طرف سے مامور ہوئے ہو کہ میری راہ روکی جائے تمہارا وہ امیر باطل پر ہے۔ وہ ہمارے ساتھ بد شتمی پیش آ رہا ہے۔ کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں اکابرین کوثر نے مجھے خطوط لکھ کر بلایا ہے۔ بعدہ امام حسینؑ نے عقبہ بن سمان سے فرمایا :
اَخْرُجْ الْخُرَیجِیْنَ الَّذِیْنَ فِیْہِمَا کِبْرٌ۔ کہ اے عقبہ بن سمان خطوط کی تھیلی لاؤ انہوں نے خطوط پیش کئے اور امام حسین علیہ السلام نے حر سے کہا کہ یہ خطوط تمہارا ہی ارسال کردہ ہیں۔ حر نے کہا کہ مولیٰ مجھے ان خطوط کا علم نہیں ہیں تو اس امر پر ہموں کہ آپ کو ابن زیادؑ کے پاس لے چلوں آپ نے فرمایا لوگو۔ میرا حق پہچانو اور قاتلوں کے ساتھی نہ بنو۔ اور اگر تم مجھے راستہ دو تو میں جہاں سے آیا ہوں۔ واپس چلا جاؤں۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ مخالفانہ انداز میں پیش آیا تو امام

عالمین علیہ السلام نے فرمایا کہ تھکتا اُمّک ما تُرید۔ اے حشری
 ماں تیرے غم میں بیٹھے تو کیا ارادہ رکھتا ہے حشر نے کہا کہ اگر کوئی اور شخص میری
 ماں کو کہتا تو میں بھی جواب دیتا۔ لیکن آپ کی ماں خاتون جنت ہیں۔ دغتر رسول
 خدا ہیں۔ میں کیوں کہ جواب دوں۔ مجھے ابن زیاد کا یہی حکم ہے کہ آپ کی راہ روک
 کر آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں۔ نہ آپ مکہ واپس جاسکتے ہیں اور نہ
 مدینہ۔ سوائے اس کے کہ ابن زیاد کے پاس چلیں امام حسین علیہ السلام نے کوچ
 کرنے کا حکم دیا۔ لیکن حرکات کر سدا رہا ہوا۔ اور اس نے حضرت امام حسینؑ کے گھوڑے
 کی بجام پر ہاتھ ڈال دیا۔ امام عالی مقام نے اس کو منع فرمایا۔ اس پر حشر نے کہا کہ اگر آپ
 کو فوجا نہ نہیں چاہتے کہ ابن زیاد کے سامنے پیش ہوں تو علاوہ مدینہ کے کوئی اور
 راستہ اختیار کیجئے مگر میں ابن زیاد بد نہاد کو مطلع کر سکوں۔ شاید کہ خداوند عالم
 مجھے آپ کے معاملہ سے نجات دے حشر نے یہ بھی کہا۔ یا حسینؑ اِنْفِ
 اَذْکُرْکَ اللّٰہُ فِیْ نَفْسِکَ فَاَنْتَ اَشْہَدُ لَکُنْ قَاتِلْتُ لَمُقَاتِلْکَ۔

اے حسینؑ میں آپ سے ملتے ہوں اور بطور خیر خواہی عرض پر داز ہوں کہ حکومت یزید
 کی مخالفت نہ کریں ورنہ اگر آپ نے جنگ کی تو آپ قتل کر دیئے جائیں گے امام
 حسینؑ نے فرمایا کہ اے حشر کیا تم مجھے موت سے ڈراتے ہو۔ کیا تم نے قبیلہ روم
 کے اس بجاہد کا قول نہیں سنا جو رسول خدا کی مدد کو جانا چاہتا تھا۔ اور اس
 کا چچا زاد بھائی اسے موت سے ڈرا رہا تھا۔ تو اس نے کہا تھا۔

سَامَضًیْ وَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَی الْفَتٰی اِذَا مَا نَوٰی حَقًّا وَجَاهِدًا مُّسْلِمًا
 یعنی کہ عنقریب میں جہاد کے لیے جاؤں گا۔ اور جو ان مرد کے لیے اس وقت
 مرجلے میں کوئی عار نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ حق کی نیت رکھتا ہوں اور اللہ کیلئے

جہاد کرتا ہو۔

وَوَاسَىٰ الرِّجَالَ الصَّالِحِينَ بِنَفْسِهِ وَقَارِقُ صَبِيحًا وَبَاعَدَ مَجْرَمًا

یعنی کہ جو ان مرد کے لیے مر جانے میں اس وقت کوئی عار نہیں ہے جب کہ وہ اپنی جان کے ذریعہ صالحین و نیکو کاروں کا ساتھ دے رہا ہوں اور اس نے مجرموں کو چھوڑ دیا ہوتا کہ عذاب الہی سے محفوظ رہے۔

فَإِنْ عِشْتُ لَمْ تُنَدِمْ وَإِنْ مِتُّ لَمْ أَلَمَّ !
کفّٰ بِكَ ذُرًّا أَنْ تُعِيشَ وَ تُرْغَمَا

پس اگر مر جاؤں تب مجھے کوئی ملامت نہیں کرے گا اور زندہ رہا تو مجھے ندامت نہیں ہوگی تمہارے لیے یہ ذلت کتنی بڑی ہوگی کہ تم زندہ رہو اور تمہاری ناک رگڑی جائے۔

حضرت امام حسینؑ کی گفتگو سن کر اپنے لشکر میں چلے گئے۔ کچھ فاصلہ کے ساتھ حضرت کا شکریہ ادا کیا۔ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب میں سے آگے کر دیا کہ وہ راستوں سے واقف تھا۔ اور اپنے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا۔ خیمہ نصب کے گئے اور اہل بیتؑ میں اترے۔ امام عالی مقامؑ نے وہاں پر ایک خیمہ دیکھا فرمایا کہ کس کا خیمہ ہے۔ تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہؑ ابن جعفرؑ کا خیمہ ہے۔ امام حسینؑ نے اپنا آدمی بھیجا اور بتلایا اس بد بخت نے کہا کہ میں نے تو کوفہ اسی لیے چھوڑا ہے کہ اگر حسینؑ ابن علیؑ کو یہ پہنچیں تو میں وہاں موجود نہ ہوں۔ سچا میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے دیکھیں اور میں ان کو دیکھوں جب امام حسینؑ علیہ السلام نے اس کا جواب سنا تو خود اپنے خیمہ سے اٹھے اور امام مجتبیٰؑ کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے اور سلام مسنون کے بعد

اپنی نصرت کی اس کو دعوت دی اس نے عذر کیا مگر ایک خوش رفتار گھوڑی پیش کی۔
امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تو میری نصرت کرنے میں کوتاہی کرتا ہے لیکن میرے
خلاف تلوار نہ اٹھاتا اور نہ ہلاک ہوگا۔ اس نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ میں آپ کے
جنگ کروں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر اتنی دور چلے جاؤ کہ میری آواز اس ستھانہ نہ سن
سکو۔ کیونکہ جو میری آواز اس ستھانہ پر لیبیک نہ کہے گا وہ جہنمی ہوگا۔ یہ فرمایا کہ امام حسینؑ
اپنے خیمہ میں واپس آگئے۔

اور شب کے آخری حصہ میں وہاں سے کوچ فرمایا۔ صبح تک چلتے رہے
حر کا شکر بھی ساتھ ساتھ تھا۔ اور جب بھی حر آپ ماہ کو فدا اختیار کرنے کو کہتا آپ انکار
فرمادیتے تھے کہ میں ہرگز ابن زیاد کے پاس نہیں جاؤں گا۔ یہاں تک کہ آپ وراثت
عیسوی میں پہنچ گئے۔ جب صبح ہو گئی تو کوفہ کی جانب سے ایک سوار آتا ہوا دکھائی دیا۔
اس نے قریب پہنچ کر حر کو سلام کیا۔ مگر امام حسین علیہ السلام کو اس شخص نے سلام
نہیں کیا۔ اس نے حر کو ابن زیاد بد نہاد کا خط دیا۔ ابن زیاد ملعون کے خط کا بیہوش
نہا۔ اَمَّا بَعْدُ جَمْعُ بِالْحُسَيْنِ حِينَ بَلَغَكَ كِتَابِي هَذَا اَعْلَيْكَ رَسُولِي
وَلَا تَنْتَزِلْهُ اِلَّا بِالْعَرَا فِي عَيْدٍ خُصْرٍ وَلَا عَلَي غَيْرِ مَا عِ۔

یعنی کہ جس جگہ میرا خط تھے اسی جگہ حسینؑ کو آگے بڑھنے سے روک دے۔ البتہ
انہیں کس بے آب و گیاہ جگہ ٹھہرنے پر مجبور کر اور ایسی جگہ کہ جہاں پانی کا نام و نشان
نہ ہو ان کو اتار ا جائے۔ میرا قاصد اس وقت تک تیرے ساتھ رہے گا جب تک
تو میرے حکم نہ کی تعمیل نہیں کرے گا۔ حر نے امام حسینؑ کو ابن زیاد کے مضمون خط
سے مطلع کر دیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ کچھ اور پڑھنے دو تا کہ ہم کسی قریبی گاؤں میں

اُتر سکیں۔ پس خُرنے چاہا کہ آپ اس بیابان میں اتربی۔ خُرنے کا کہ یہ ممکن نہیں ہے
 کیونکہ یہ قاصدانِ زیاد کا جاسوس ہے۔ اور یہ اس کو خبر پہنچائے گا کہ میں نے آپ
 کو رعایت دی ہے۔ اس طرح میری اور میرے اہل و عیال کی جان خطرے میں پڑ
 جائے گی۔ اس وقت زہیر بن قین نے امام عالی مقام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں
 اجازت دیجئے کہ ہم ان جفا کاروں سے جنگ کریں اور اس وقت ان سے جنگ
 کرنا آسان بات ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ میں جنگ میں ابتدا نہیں کروں گا
 صاحبِ مناقب کہتے ہیں کہ امام حسینؑ نے اپنے اہلبیتؑ کو جمع کیا۔ تمام برادران
 اور فرزندان اور عزیز و اقارب پر ایک نظر ڈالی۔ اور گریہ فرماتے رہے اور فرمایا کہ
 اِنَّا عَرَضْنَا لَكَ بِذَلِكَ مُحَمَّدٍ وَقَدْ اخْرَجْنَا وَطَرَدْنَا وَازْعَجْنَا عَنْ حَرَمِ
 حَبَشَا وَلَعَدَدَاتٍ عَلَيْنَا بَنُو اَمِيَّةٍ۔ یعنی کے اے خداوندِ عالم میں تیرے نبیؐ کی
 ذریت ہوں اور بنی امیہ مجھ پر ظلم کر رہے ہیں۔ اور ان ظالموں کی وجہ سے میں حرمِ خدا
 اور حرمِ رسولؐ خدا سے نکلا ہوں۔ پروردگار! میری یاد رہی فرما۔ پھر آپ نے فرمایا
 کہ اس زمین کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے اس زمین کے نام بتلائے کہ اس زمین کو کربلا
 کہتے ہیں۔ بروایتِ جب آپ نے نام کربلا سنا آنکھوں میں آنسو پھرتے اور فرمایا
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَرْبِ وَالْبِلَاءِ یہ پروردگار! سختیوں اور بلاؤں
 میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ هٰذَا مَوْضِعُ كَرْبٍ وَبِلَاءٍ هِهْنَا
 مَنَاخِرُكَ بَنَاوْ مُخْطَرُ رَحَالِنَا وَمَقْتَلُ رَجَالِنَا وَمَسْفَكٌ دِمَائِنَا۔
 یہ جگہ اندوہ و بلا کی جگہ ہے۔ اس جگہ ہمارے اونٹ اور گھوڑے باندھے جائیں
 گے۔ ہماری جمیل بیباں اڑیں گی۔ ہمارے جوان قتل کئے جائیں گے ہمارے
 اہل حرم امیر ہوں گے۔

فِيهَا تَقْتُلُ الْبَطَالِي وَتَذْبَحُ اَطْفَالِي وَتَسْتَعْبِدُ الْاِحْوَارَ اَوْ زَالِ
یہ وہی وہ زمین ہے کہ جس پر ہمارے جوان قتل کئے جائیں گے، ہمارے اطفال
ذبح کئے جائیں گے ہمارے الحرم امیر بنائے جائیں گے۔

حَطَّ الْوَجَالُ بِهَا لِيَقُومَ اَنْتَصِرُ قَوَا عَيْنِي فَمَا لِي عَنْهَا قَطُّ تُرْحَالُ
چنانچہ امام مظلوم نے محمول کو اتارنے کا حکم دیا۔ نیچے نصب کر سکو حکم دیا۔ فرما
کہ یہ بڑی آخری منزل ہے۔ اس سے آگے ہم نہیں جائیں گے۔ اصحاب نے خیام
نصب کئے۔ خیموں میں مخدرات عصمت و طہارت داخل ہوئیں۔

هِيَ خِيْمَةُ جَبْرِئِيلُ يَخْدُمُ اَهْلَهَا وَالرُّوحُ وَالْاِمْلَاقُ خِدْمَةُ قَفِيرٍ
یہ وہ خیام تھے کہ جبرئیل و میکائیل و ملائکہ مقربین پاسبان و نگہداران تھے۔ حاجب
درخیمہ ملائکہ اور جانین میں عزیز و اقارب کے خیام تھے۔

هِيَ خِيْمَةُ خَضَعَتْ لَهَا خِيَمُ الْمَلِكِ كَتَبَعٍ وَكَقَيْصَرٍ
خیام سلاطین یا جاہ و جلال ان خیموں کے مقابلہ میں سچ تھے۔

فِي خِيْمَةِ اَيُّوَابَ هَاتِي فَتَحَهَا بِصِدْرِهَا ضَاعَتْ بِهَا الْمُسْتَعْفِرُ
کہ جب درہاء خیام کھلتے تھے تو اذان اذان آتی تھی۔ اور آواز گریہ و بکا آتی تھی گویا
خدا کی یاد اور سین مظلوم پر گریہ و بکا ساتھ ساتھ ہو رہا تھا۔

فِي خِيْمَةٍ لَوْ كَانَ أَحْمَدُ حَاضِرًا لَبَكَى لَهَا شَمْلُ السَّحَابِ الْمُطْطَرِ
اگر اس زمانہ میں پیغمبر خدا بھی ہوتے تو ان کی آنکھوں سے آنسو اس طرح برستے
جیسے ابر برستے ہیں

اگر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہوتے تو آپ کی آنکھوں سے اشک
باری ہوتے۔ بعض ثقہ حضرات نے بیان کیا ہے کہ دشت کربلا کی ہولناکی دیکھ

کہ جناب ام کلثومؓ نے امام حسینؑ سے فرمایا کہ بھائی جان ہمیں یہاں خوف محسوس ہوتا ہے۔ یہ پُر خطر و شدت ہے کسی دوسری جگہ چلئے۔ آپ نے فرمایا اے بہن میں اپنے بابا کے ساتھ جنگ صفین میں تھا کہ بابا جان بھائی حسن مجتبیٰ کے زانو پر سر رکھ کر تھوڑی دیر کے لیے سو گئے۔ میں سر ہانے بیٹھا ہوا تھا کہ بابا بیدار ہوئے تو آپ کے چہرہ پر آثار سزن و ملال ہوید لگے۔ اور آپ زار و قطار رو رہے تھے۔ بھائی حسن مجتبیٰ نے رونے اور پریشان کا سبب دریافت کیا تو بابا جان نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ یہ سارا صحرا خون کا ایک دریا ہے اور میرا حسینؑ اس میں ڈوب رہا ہے۔ حسینؑ لوگوں کو مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ مگر کوئی مدد نہیں کرتا حسینؑ کے استغاثہ پر کوئی لبیک نہیں کہتا۔ پھر بابا نے فرمایا کہ اے بیٹا حسینؑ جب ایسا ہوگا کہ تم اس صحرا میں نزعتہ اعداؤ میں میں گھر جاؤ گے تو کیا کرو گے عرض کیا بابا جان میں صبر کروں گا اور جام شہادت پیوں گا۔ اے بہن ام کلثومؓ تم بھی صبر کرو۔ تم تو خبارہ کی بیٹی ہو۔

اللہ لعنة الله على القوم الظالمين

تیسری مجلس

حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا کر بلا پہنچنا

اور واقعات تاشب عاشورا محرم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى الْأَيِّهِ وَالشُّكْرُ لِلَّهِ عَلَى نِعَمَائِهِ حَمْدًا
يَسْتَعِظُهُ سُكَّانُ أَرْضِهِ وَسَمَائِهِ وَيُسْتَكْبِرُهُ قُطَّانُ صَلْبِهِ
جَبْرُوتِيهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَشْرَفِ سُفَرَائِهِ وَأَفْضَلِ
أَصْفِيَائِهِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ أَنْبِيَائِهِ وَأَكْمَلِ أَوْلِيَائِهِ وَعَلَى خُلَفَائِهِ
وَأَوْصِيَائِهِ وَاهْلِ بَيْتِهِ وَأَمَنَائِهِ خُصُوصًا عَلَى شَيْبَلِهِ وَ
فَرَحْتِهِ الْبَعِيدِ عَنْ وَطَنِهِ وَأَحْبَائِهِ الْمَقْتُولِ لَوَجْهِ اللَّهِ مَعَ
أَوْلَادِهِ وَعَشِيرَتِهِ وَأَقْرَبَائِهِ الْمُحْزُوقِ حَبَائِلِهِ الْمَسْلُوبِ
وَدَائِعِهِ الْمَرْضُضِ أَشْلَانَهُ الْمُقَطَّعِ أَعْضَاؤُهُ الْمَنْهُوبِ نَعْلَهُ
وَحَذَائِقَهُ الْمَقْتُولِ إِخْوَانَهُ وَأَبْنَاءَهُ الْمَسْبِي عِيَالَهُ وَنِسَاءَهُ

الْمَأْسُورِينَ أَمْأَةً الْمَمْنُوعَةَ مَأْنَةً الْمُخْطَبَةَ شَيْئَةً بِدَمَائِهِ الَّذِي
 تَسْقَى عَلَيْهِ وَيُورَهُ وَرَخَائِهِ وَلَمْ يُبْرِضْهُ أَحَدٌ فِي ضَنَائِهِ الْخَائِصِ
 فِي بَحْرَيْنِ وَالْبَلَايَا وَالْبَلَايَا فِي ابْتِدَاءِ وَجُودِهَا إِلَى انْتِهَائِهِ سَيِّدَنَا
 الْمَظْلُومَ وَأَمَّا مِنَ الْمُعْصُومِ الْمُهِمُّومِ الْمُغْنَمِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ وَاللَّعْنُ
 الدَّائِمُ وَالْعَذَابُ الْفَاطِمُ عَلَى قَاتِلِيهِ وَظَالِمِيهِ وَمَانِعِيهِ شَرْبِ الْمَاءِ
 وَعَلَى مَنْ خَذَلَهُ وَأَعَانَ عَلَيْهِ أَوْ فَرَجَ بَقِيَّتَهُ أَوْ رَضِيَ بِهِ أَجْمَعِينَ
 أَبَدًا لَا يَبْدُونَ وَدَهْرًا لَا يَهْرُونَ أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ سُبْحَانَهُ -
 مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا
 لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مِنْ مَوْمَأَةٍ حُورًا وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا
 سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا -

(سورة نبي اسرائيل آیت ۱۹۱-۱۹۷)

ترجمہ :-

جو شخص دنیا کا خواہاں ہو تو تم جسے چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں اسی
 میں سر دست اسے عطا کرتے ہیں (مگر پھر ہم نے اس کے لیے تو جہنم ٹھہرا ہی
 رکھا ہے کہ وہ اس میں بُری حالت میں راندہ ہوا داخل ہوگا اور جو شخص آخرت
 کا متنبی ہو اور اس کے لیے خوب جیسی چاہے کوشش بھی کی۔ اور وہ ایمان دار
 بھی ہے۔ تو یہی لوگ ہیں جن کی کوشش مقبول ہوں گی۔

ان آیات مجیدہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص خواہش دینا رکھتا ہے۔
 اور طلب دنیا کرتا ہے تو اس کی آخری حیات میں کوئی حصہ نہیں ہے سوائے
 اس کے کہ وہ مورد عذاب ہو۔ اور جو شخص آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے اور

اور آخرت کا طلب ہے۔ ایمان رکھتا ہے اور سعی کرتا ہے اور دنیا اس کی نگاہ میں بیچ ہے تو ہم اسے آخرت میں نعمات لانزال سے نوازتے ہیں۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ طالب دنیا کے لیے آخرت میں خسارہ ہی خسارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

فی طلب الدُّنْیَا اَضْرَا مِنْ الْاٰخِرَةِ وَفِی طَلَبِ الْاٰخِرَةِ اِضْرَارٌ بِالْاٰخِرَةِ۔
یعنی کہ دنیا طلبی میں ضرور نقصان آخرت ہے اسی طرح اگر کوئی شخص طلب آخرت کی سعی کرتا ہے تو اس کے لیے دنیا میں ضرر ہے۔

حضرت سیدہ السالکین، حجتہ اللہ فی العالمین امیر ازاہدین، امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةُ عَدُوَّانِ مُتَفَاوَتَانِ وَسَبِيلَانِ مُخْتَلِفَانِ فَمَنْ لَبَّاهُ الدُّنْیَا وَتَوَلَّاهَا أَبْغَضَ الْاٰخِرَةَ وَعَادَاهَا۔ یعنی کہ دنیا اور آخرت باہم ایک دوسرے کی دشمن ہیں یہ دو الگ الگ راستے ہیں ایک راستہ کی منزل دنیا اور دوسرے راستہ کی منزل آخرت ہے۔ اگر ایک طرف رخ کرے تو لامحالہ دوسری منزل اس سے دور ہو جائے گی۔

وَهُمَا بِمَنْزِلَةِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَهُمَا بَعْدُ ضَرَّتَانِ۔
ان میں باہمی دوری مشرق و مغرب کی دوری کی برابر ہے۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی ایک شخص کے دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کو راضی رکھتا ہے تو دوسری ناراض رہتی ہے۔ دنیا سے محبت ہے تو آخرت سے نفرت اور آخرت سے محبت ہے تو دنیا سے نفرت لازمی امر ہے۔ یہ بھی ارشاد امیر المومنین علیہ السلام ہے کہ اِنَّمَا اَنْتُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا غَرَضٌ

تَتَّصِلُ فِيهِ أَشْيَا يَمَرُّ كُلُّ جُرْعَةٍ شَرَقَ فِي كُلِّ أَكَلَةٍ
عُصَصُ لَا تَتَنَاوَلُونَ مِنْهَا نِعْمَةً إِلَّا لِفِرَاقِ أُخْرَى وَلَا
لِعَتَرِ مَعْتَرٍ مِنْكُمْ هُنَّ عُمُرُهُ إِلَّا بِهَذَا مِ آخِرِ
مِنْ أَجَلِهِ۔

یہاں پر ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو۔ (یعنی گلا پھنس جانا) ہے اور ہر نوالے
کے ساتھ گلا گٹ جاتا ہے۔ یہاں کی ہر نعمت فانی ہے۔ اور یہاں کے لمحہ
جانے والے ہیں۔ پس بد نصیب ہے وہ شخص جو باقی کے بدلے فانی کو لے
لے۔ یعنی آخرت پر دنیا کو ترجیح دے۔ انسان اس دنیا میں ایک خواب راحت
بھی نہیں کرتا کہ کوچ ہو جاتا ہے۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ جب انسان دنیا طلبی میں
پڑ جاتا ہے تو آخرت کی طرف سے ایسا ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ حدیث قدسی میں
وارد ہوا ہے کہ يَا بَنُ آدَمَ اِنْ رَضِيتَ لِمَا قَسَمْتُ لَكَ رَحْتَ
قَلْبِكَ وَاَنْتَ مَحْمُودٌ عِنْدِي وَاِنْ لَمْ تُرَضَ بِمَا قَسَمْتُ
لَكَ سَلَطْتُ عَلَيْكَ حُبَّ الدُّنْيَا حَتَّى تَرْكُضَ فِيهَا
رَكْضَ الْوَحْشِ فِي الْبَرِّيَّةِ ثُمَّ لَا تَنَالُ مِنْهَا إِلَّا مَا قَدَرْتَ
لَكَ وَاَنْتَ مَذْمُومٌ عِنْدِي۔

رب العزت فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم اگر تو میری عطا کی ہوئی قسمت
سے راضی رہے گا۔ یقیناً راحت پائے گا۔ اس رضا کا نام قناعت ہے۔ جو
پسندیدہ امر ہے۔ اور اگر تو راضی نہ رہا۔ تو تجھ پر دنیا کی جنت غالب آجائے
گی۔ مگر پھر بھی وہی ملے گا۔ جو مقدار کر دیا گیا ہے۔ پس مفاد راست پر راضی نہ رہنے
والا خدا کے نزدیک پسندیدہ بندہ نہیں ہے۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے مروی ہے۔

إِنَّ أَخْسَرَ النَّاسِ صَفْقَةً وَأَخْيَبَهُمْ نَتِيجَةً رَجُلٌ اخْلَقَ
بَدَنَهُ فِي طَلَبِ أَمَالِهِ وَلَمْ يُسَاعِدْ الْمُقَادِيرَ عَلَى أَرَادِيهِ فُخِرَ جَرَمَنْ
الدُّنْيَا بِمَحْسَرَتِهِ وَقَدْ مَعَى الْأُخْرَى بِتَبَعَتِهِ یعنی کہ روز قیامت زیان ترین
وہ شخص ہے کہ اپنے جسم و تن کو اپنی خواہشات اور آرزوؤں سے کمزور کرے
جب کہ اس کی آرزو کا پورا ہونا اس کے احاطہ سے اختیار باہر ہے۔ پس
اکثر لوگ دنیا طلبی اور جاہ طلبی میں طوط رہتے ہیں۔ اور آخرت سے بے خبر
ہیں یہ چاہیئے تھا کہ قوی ہیں ضعف ہوتا اور عل میں قوت۔ خواہش اگر ہو تو
آخرت سنوارنے کی نہ کہ دنیا میں مبتلا رہنے کی۔ دنیا میں اکثر لوگوں نے طمع
مال و زر میں اپنی زندگی بسر کی ہے۔ یہ کبھی خیال نہ کیا کہ حقوق کی ادائیگی ضروری
ہے۔ حد ہو گئی کہ لوگ طمع دنیا میں پھنس کر فرزند رسول خدا سے جنگ کرے۔
حالانکہ ان کو ان کی مراد حاصل نہ ہوئی۔ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے کتاب عیون
میں تین سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے اپنے
بزرگوں سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ
قاتلان حسینؑ ایک تابوت میں ہیں کہ جہاں پورے دوزخ کے نصف عذاب
کی برابر عذاب ہے۔ اور قاتلان امام حسینؑ اوندھے منہ اسی عذاب میں
جھونک دئے جائیں گے۔

وَلَكُمُ رِيحٌ تَبْعُوذُ أَهْلُ النَّارِ إِلَى رَبِّهِمْ مِنْ بَشَرَةٍ نَشِئَةٍ۔

اس قدر شدید عذاب ہو گا اور اس کی بدبو اس قدر تیز ہو گی کہ دوسرے
اہل جہنم بھی اس بدبو سے گھبرائیں گے اور جس جماعت نے قاتلان حسینؑ کی

مساومت کی ہے اور قتل امام حسینؑ کو راضی ہوئی ہے۔ وہ بھی اسی مقام جہنم میں داخل کئے جائیں گے۔ ان کے جسموں سے کہاں جل جائیں گی پھر نئی کھال ملے گی وہ بھی جل جائے گی۔ یہ بھی روایت میں ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ جناب ہارون کے انتقال کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استغاثہ کیا کہ یَا رَبِّ اِنَّا اَخِي هَارُونَ مَاتَ فَاعْزِلْهُ كَرِخًا وَادْنِ مِنْهُ بِجَنَّتِهِ۔ ہارون نے انتقال فرمایا۔ دنیا سے رخصت ہو گیا تو اسے بخترے۔ وحی ہوئی کہ یَا مُوسَىٰ كُوسَا لِيَتَنِي فِي الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ وَلَا تَحِثُّكَ مَا خَلَا قَاتِلِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ فَاِنِّي اَنْتَقِمُ لَهُ مِنْ قَاتِلِهِ۔ یعنی کر لے موسیٰ اگر تم اولین و آخرین کی شفاعت کا سوال کرو تو تمہارا سوال رد نہ ہو گا مگر قاتلان حسینؑ ابن علیؑ کے لیے شفاعت ہے اور نہ ان کی نجات ہے۔ میں منتقم حقیقی ہوں قاتلان حسینؑ سے صرف بد لاول کا اور ان پر عذاب شدید کروں گا۔ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے کہ جو معاف نہ ہو سکے مگر قاتلان حسینؑ کی نجات ہرگز نہیں ہے۔ کتاب ثواب الاعمال میں روایت ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ

اِنَّ فِي النَّارِ مَنْزِلَةً لِّمَنْ يَكُنْ يَسْتَحِقُّهَا اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اِلَّا يَقْتُلِ الْحُسَيْنِ ابْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَحْبِي بَنَ زَكَرِيَّا۔
یعنی کہ جہنم میں ایک منزل ایسی ہے کہ جس میں صرف امام حسینؑ اور یحییٰ بن زکریا کے قاتل ڈالے جائیں گے۔ اور ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ۔
يُخْرِجُ عَلَيْهِمْ شِرَارُ اُمَّتِي لَوْ اَنَّ اَحَدًا هُمْ شَفَعُوا لَهُ مِنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَاَشْفَعُوْا فِيْهِ۔ یعنی کہ میری امت کے شدید

لوگ، جفا کار حسینؑ پر خرد و جا کریں گے۔ یعنی جنگ کریں گے۔ اگر آسمان وزمین کے تمام رہنے والے بھی قاتلان حسینؑ کی شفاعت کریں تب بھی قاتلان حسینؑ کی نجات و شفاعت قبول نہیں ہوگی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ انفس جنہم میں رہیں گے۔ ان لوگوں نے امام حسینؑ کو قتل کر کے دل فاطمہؑ و علیؑ و حسنؑ دکھایا ہے اور پیغمبر خدا کو مصیبت زدہ بنایا ہے۔ ان کے اس عمل سے مومنین کے دل کباب ہو گئے ہیں اور صفِ عزاء حسینؑ کچھ گئی ہے۔

ابن قلوبیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ علیہ السلام اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں جاتے تو رسول خداؐ ان کو اپنی گود میں لے کر حضرت علیؑ سے فرماتے۔ اے علیؑ اس نور چشم کی نگہداشت کرو۔ اور خود کبھی گلوٹے نازنین حسینؑ کو چومتے اور کبھی لب و دندان کا بوسہ دیتے تھے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تو امام حسینؑ فرماتے کہ یَا اَبِيہُ لَمْ يَبْلُغْ۔ کہ لے بابا جان کس لیے آپ گریہ فرماتے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لے نور دیدہ، حسینؑ میں تمہارے زخموں کے مقامات کو چوتھا ہوں کہ جہاں تیرے اورد تلواریں پڑیں گی۔ امام حسینؑ نے عرض کیا۔ بابا کیا میں قتل کیا جاؤں گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں لے بیٹا تمہارا لباس بجائی سن بھی قتل ہوگا اور تم بھی قتل کئے جاؤ گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کیا ہماری قبریں بھی دور دور ہوں گی۔ پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ ماں بیٹا ایسا ہی ہے۔ امام حسینؑ نے دریافت کیا۔ تا ما جان یہ تو فرمائیے۔ کہ ہماری زیارت کو کون آئے گا۔ ارشاد فرمایا کہ لَا يَزُورُونِي دَاوُدُ وَإِيَّاكَ وَآحَاكَ وَأَنْتَ إِلَّا

الصِّدِّيقُونَ مِنْ أُمَّتِيْ۔

میں اور تمہارے بابا علیؑ اور تمہارے برادر حسنؑ زیارت کریں گے اور میری اُمت میں سے صدیقین زیارت کریں گے یعنی زیارت کو آنے والے میری امت کے صدیق ہوں گے۔ شیخ ابو جعفر بن منان نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ جب حضرت رسولؐ خدا پر مرض موت طاری ہوا۔ اور آپؐ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو امام حسین علیہ السلام قریب گئے آپؐ نے ان کو اپنے سینہ اقدس سے لگا لیا۔ اور روتے ہوئے فرمایا۔
مَا لِيْ وَلَيْزِيْدُ لَا بَارَكَ اللهُ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ اَلْعَنِ يَزِيْدَ

یعنی کہ آہ میں نے یزید کا کیا پکارا ہے مجھے اس سے کیا سروکار۔ خداوند! تو یزید پر لعنت فرما یہ کہہ کر آپؐ پرش طاری ہو گیا۔ اور جب پھر پرش آیا تو حسینؑ کو بیا ر کیا۔ پھر فرمایا اے میرے فرزند حسینؑ میں تیرے قاتل سے قیامت کے دن خدا کے سامنے انتقام لوں گا۔

بعض کتب معقبہ میں وارد ہوا ہے کہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک روز میں خدمت حضرت رسولؐ خدا میں حاضر ہوا دیکھا کہ حسنؑ آپؐ کے دو ش مبارک پر بیٹھے ہیں اور حسینؑ آپؐ کی گود میں ہیں۔ آنحضرتؐ دونوں شہزادوں کا مومہ چوم رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ خداوند! تو اے دوست رکھ جو کہ ان کو دوست رکھے اور تو دشمنی رکھ اس سے کہ جو میرے ان دونوں بیٹوں سے دشمنی رکھے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا۔

يَا بَنِ عَبَّاسٍ كَاتِبِيْ بِهٖ وَقَدْ خَضِبْتَ شِدِيَّتَهُ مِنْ دَمِهِ۔
يَدُ عَوْفٍ اَلَا حَيَّابٌ وَيَنْصُرُ مَنْ لَا يَنْصُرُهُ۔ گو پاس دیکھ رہا ہوں کہ میرا بیٹا

حسینؑ اپنے خون میں غلٹاں ہو گا اور وہ استغاثہ کر رہا ہوں گا مگر کوئی شخص اس کے استغاثہ پر لبیک نہ کہے گا۔ کوئی اس کی مدد کو نہیں آئے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ حسینؑ کو کون قتل کرے گا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کے بدترین لوگ قتل کریں گے۔ اور انہیں میری شفاعت نہیں پہنچے گی۔

اللَّهُ أَكْبَرُ يَا لَهِ مِنْ حَادِثٍ أَصْحَىٰ لَهُ الْحُجْدُ الرَّفِيعُ مَهْدًا
”اللہ اکبر یہ کس قدر عظیم مصیبت ہے کہ جس کی وجہ سے رفعت و بلندی کی بنیاد ہی منہدم ہو گئی۔“

اللَّهُ أَكْبَرُ يَا لَهِ مِنْ حَادِثٍ أَمْسَىٰ لَهُ الْأَفْقُ الْمُنَوَّرُ مُظْلِمًا
یعنی کہ اس مصیبت کی وجہ سے آفتاب علم و ہدایت منکسف ہو گیا اور اطراف عالم میں تاریکی چھا گئی۔

اللَّهُ أَكْبَرُ يَا لَهِ مِنْ حَادِثٍ أَبْكَ الشَّاعِرَ وَالْمَقَامَ وَزَمْرًا
آہ اس مصیبت سے مشاعر علوم و مقامات عبادت اور آثار دین گریاں کنان ہیں

يَا رَاكِبًا نَحْوَ الْمَدِينَةِ وَقَفَ بِهَا عِنْدَ الرَّسُولِ مَعَزِيًّا مُتَظَلِّمًا
یعنی کہ اے سوار مکہ کیا تو مدینہ جا رہا ہے جب مدینہ پہنچے تو رسول خداؐ پر جا کر تعزیت اور کرنا اور کہنا کہ وَقَدْ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْوَرَىٰ نَسَبًا وَكَرْمَهُمْ وَأَشْرَفَ مَفْتًى۔

أَوْصِيَتْ بِالتَّقْلِيلِ لِمَتِّ الْوَيْ
اور حضور نبویؐ کی بارگاہ میں سلام کرنے کے بعد کہنا کہ اے برگزیدہ خلق آپ

نے اپنی امت کو اپنی عزت کے بارے میں وصیت کی تھی کہ یہ تائی ثقلین ہیں ہم
پہلے قرآنِ صاحبیت ہیں یہ قرآنِ ناطق ہیں۔ یا رسول اللہ کیا آپ کی امت نے
آپ کی وصیت پر عمل کیا۔

هَاقْدَ اضَاعَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا مَعْنَتْ بِذِمَّتِهِمَا وَعَهْدِ امْرُؤًا
یا رسول اللہ یہ آپ کی امت ہے کہ جس نے آپ کی وصیت پر عمل نہ کیا
اور تیرے عہد کو توڑ دیا۔

هَذَا الْحُسَيْنُ بَكَرٌ بِلَا عَهْدَیْهِ شَفِئَاهُ شَفِئَانِ مِنْ حَرِّ الْغَضَاءِ
یا رسول اللہ یہ آپ کا حسین ہے کہ بلا میں پیسا ہے نہ ہر فرات سامنے جاوی
ہے مگر امت نے پانی نہ دیا ہے اور لب خشک ہیں۔ اور شہید ہونے کے
بعد خائفوں نے آپ کے حسین کی لاش مبارک پر گھوڑے دوڑا دیے۔
وَبَنَاتُكَ الْخَصْرَاءُ فِي أَيْدِي الْعَدَى خَلَفَتْهُنَّ مَكْشَفَاتٍ كَالْإِمَاءِ
یعنی کہ یا رسول اللہ آپ کی بیٹیاں شل کیزان برہنہ ترشیر کی گی ہیں اور ظالموں
نے انہیں رسن بستہ کیا ہے

أَبْرَزْنَ مِنْ بَعْدِ السُّتُورِ حَوَاسِرًا سَلَبَ الْعَرَى مِنْهَا الْوَرَى وَالْمَعْمَارَ
ظالموں نے اہلرم کو بے پردہ کیا۔ باہر کھینچے ہوئے لائے اور ان کو اسیر بنایا۔
أَخَذَتْ سَبَا حُرُوقًا خَبِثًا شَمِتَتْ أَبَا مَا كَانَ أَهْلًا يُسَبِّ وَیَسْمَا
یا رسول اللہ امت کے لوگوں نے ان کے خیم میں آگ لگا دی اور یتیموں
کو ناروا الفاظ کہے۔ حالانکہ یتیموں کے پدر عالیقدر مستحق تعظیم و تکریم تھے اے
شعیبیاں حیدر کرار ذرا غور کرو۔ تفکر کرو کہ ان اشقیاء نے آخرت کے مقابلہ
میں دنیا اختیار کی۔ اور غضب الہی کو از خود دعوت دی ہے۔ ابن مسعودؓ سے

سے روایت ہے کہ ایک روز میں خدمتِ حضرت رسول خدا میں حاضر تھا۔ کہ قریش کی ایک جماعت جس میں عمر بن سعد بھی تھا داخل مسجد ہوئی آنحضرتؐ کی نگاہ جب اس ملعون پر پڑی تو آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ اس وقت چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ فرمایا اِنِّیْ ذَکَرْتُ مَا یُکَلِّفُی اَهْلُ بَنِیِّیْ مِنْ اَمْرِیْ مِنْ قَتْلِ وَضَرْبِ وَشْتَمِ وَسَبِّ وَتَطْرِیْدِ وَتَشْرِیْدِ۔ یعنی کہ ہم اہلبیتؑ نے دنیا کے مقابلہ میں آخرت اختیار کی ہے۔ میرے بعد میرے اہلبیتؑ سب و شتم قتل و ضرب امیری و جلاوطنی کی جن مصیبتوں سے گزرنے والے ہیں وہ مجھے یاد آگئیں۔

وَ اِنَّ اَذَلَ رَاسٍ یَّحْمِلُ عَلٰی رَاسٍ رَمَحٍ رَاسٍ وَ کَدٰی الْحَسَّیْنِ۔
یقیناً میری امت میں سب سے پہلا سر تو لوگ نیزہ پر چڑھایا جائے گا وہ میرے فرزند حسینؑ کا سر ہوگا۔ مجھے حیرت ملنے لگی اس کی خبر دی ہے۔
امام حسینؑ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا۔ یا حَیُّ الْقَیُّوْمُ یَقْتُلُ مَنْ اَمَرَکَ یَعْنٰی اے نانا جان آپ کی امت میں سے مجھے کون قتل کرے گا۔ میرا قاتل کون ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ یَقْتُلُکَ شَتُّ النَّاسِ وَ اِشَارَةُ الْعَمْرِ۔
یہ بنو سعد ہیں کہ تیرا قاتل بدترین خلق ہے۔ اور پھر آپ نے ارشاد کیا عمر ابن سعد کی طرف چنانچہ حبیب اصحاب رسولؐ خدا اس کو مسجد میں آتے ہوئے دیکھتے تو کہتے تھے کہ ہذا قاتل الحسینؑ کہ یہ امام حسینؑ کا قاتل ہے ایک مرتبہ وہ ملعون حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی خدمت حاضر ہوا اور کہا اے ابا عبد اللہ کہ کم عقل لوگوں کا میرے بارے میں یہ خیال ہے کہ میں آپ کا

قاتل ہوں۔

امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ **وَاللّٰهُ اَنْتُمْ لَيْسُوا سَفَهَاءَ**۔ یعنی کہ خدا کی قسم جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ کم عقل و سبقت نہیں ہیں بلکہ وہ علماء و حکماء ہیں اور یقیناً تو ہی میرا قاتل ہے۔

کشف الغمہ اور ارشاد شیخ حقیقہ میں عبدالمؤمنین شریک عامری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اصحاب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے سنا کہ جب کبھی عمر ابن سعد مسجد میں داخل ہوتا تو امیر المؤمنین فرماتے **ہذا قاتل الحسین** کہ یہ حسین کا قاتل ہے۔

شیخ ابن بابویہ نے اصنع ابن بناتہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے فرمایا۔

سَلُونِي قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِيْ۔

جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ (خواہ گذشتہ سے متعلق ہو یا آئندہ سے) مجھ سے دریافت کر لو۔ پس سعد بن وقاص اس مجمع میں سے کھڑے ہوئے اور کہا **اَخْبَرْنِيْ كَيْفَ رَأَيْتَ رَأْسِيْ وَلِحْيَتِيْ مِنْ شَعْرَةِ** یعنی مجھے خبر دیجئے کہ میرے سر اور میری ڈارھی میں کتنے بال ہیں۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے رسول خدا نے خبر دی ہے کہ تم مجھ سے ایسا سوال کرو گے۔ سنو اگر میرے جواب کی تصدیق ہو سکتی تو میں تمہیں ضرور جواب دے دیتا مگر میں تم کو ایک ایسے امر کی خبر دیتا ہوں جس کی تصدیق ہو جائے گی۔ اور وہ یہ کہ **اِنَّ فِيْ بَيْتِكَ نَسْلٌ يَقْتُلُ الْحُسَيْنِيْنَ** یعنی کہ تمہارے گھر میں ایک ایسا نامخلف بچہ ہے جو میرے بیٹے حسین کا قاتل ہوگا۔ اس وقت عمر بن سعد اپنے باپ کے ساتھ چلنے کے

قابل ہوا تھا۔

شیخ مفیدؒ اور طبرسی نے روایت کیا ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام خطبہ دے رہے تھے کہ ارشاد فرمایا سَلُّوْا بَيْنَكُمْ اَنْ تَقْعُدُوْا وَفِيْكُمْ۔ کہ مجھ سے روز قیامت تک کے حالات پوچھ لو۔ اس سے پہلے کہ تم مجھے نہ پاؤ۔ پس ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے سوال کیا کہ میرے سردار (ڈاڑھی) میں کتنے بال ہیں۔ یہ سن کر انجنابؑ نے فرمایا کہ مجھے خبر صادق حضرت رسولؐ خدا نے خبر دی ہے کہ اے علیؑ تجھ سے ایک شخص سر اور ڈاڑھی کے بالوں کی تعداد دریافت کرے گا۔ اور فرمایا کہ اس سے کہنا کہ تیرے سر کے ہر ایک بال سے ایک ملک (فرشتہ) ہے جو تجھ پر لعنت کرتا ہے اور تیری ریش (ڈاڑھی) کے ہر ایک بال پر شیطان ہے جو تجھے اغوا کرتا ہے اور تیرے گھر ایک ایسا بچہ ہے کہ جو حسینؑ اِذَا قُتِلَ کو قتل کرے گا۔ اور جب واقعہ عالم شہود میں آئے گا تو تجھے میری صداقت ظاہر ہو جائے گی۔ اس وقت میں ابن سعد ملعون کی عمر بہت کم تھی۔ اور جب واقعہ کرب و بلا واقع ہوا تو یہی ملعون قتل سید الشہداء علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا۔

شیخ فخر الدین طریحیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ سے سوال کرنے والا خولی ملعون کا باپ یزید اصبحی تھا خولی ملعون اس وقت بچہ تھا۔ روز عاشورا محرم الحسی ملعون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے سینہ اقدس پر نیزہ مارا تھا۔ یہ نیزہ ایسا کاری لگا تھا کہ پشت امام حسینؑ سے باہر نکل آیا تھا کہ غَلَّتْ عَيْنِيْكَ يَا شَقِيًّا وَشَلَّتْ الْيُسْرَى فَفَقَطَ الْحُسَيْنُ عَلَى رِجْلَيْهِ يَخُونُ فِي دَمِهِ وَيَشْكُوْا اِلٰى رَبِّهِ۔

پس امام حسین علیہ السلام اپنے خون میں غلطان ہو گئے۔ اور گھوڑے سے زمین پر گرے اور خدائے تعالیٰ سے اس ملعون کی شکایت کی۔ اور اس ملعون نے امام مظلوم کا سر گلی تن سے جدا کیا تھا۔ اے آقا حسینؑ پر رونے والوں یہی خولی ملعون عمارت شکر ابن زیاد بھی تھا۔ اور اس ملعون نے اکثر اصحاب امام حسینؑ کو شہید کیا اور حضرت عباس علیہ السلام کے عثمان ابن علیؑ کو جلی عمر میں اکیس سال کی عمر میں آپ کی جبین مبارکہ پر تیر مارا اور آپ کے مرکب کو قتل کیا اور آپ کا سر مبارک تن سے جدا کیا۔ دوسرے جعفر ابن علیؑ تھے جو حضرت عباسؑ کے حقیقی بھائی تھے کہ اسی ملعون نے آپ کو بھی تیر مارا۔ گھوڑے کو قتل کیا آپ گھوڑے سے گرے اور روح پرواز کر گئی۔ یہی ملعون امام حسین علیہ السلام کا سر پریدہ کر بلا سے کوفہ تک لے کر گیا تھا۔ شب کو کوفہ پہنچا اور رات کو جب اس ملعون نے اپنے گھر قیام کیا تو سر مطہر امام حسین علیہ السلام کو تنور میں رکھا۔ اور صبح کو سر مبارک ابن زیاد بید نہاد کو ہدیہ کیا۔

بروایت ابن طاووس، صاحب مناقب، و محمد ابن ابی طالب مذکور ہے کہ یہ ملعون ان لوگوں میں سے تھا کہ جنہوں نے قتل امام حسینؑ پر کمر باندھی تھی اور اس نے اپنے ساتھیوں سمیت اپنے آپ کو عمر ابن سعد کے روبرو پیش کیا تھا۔ کہ امام حسینؑ کو قتل کریں۔ لیکن ان لوگوں میں سے کسی کو حیرت نہ ہوئی کہ امام حسینؑ کو قتل کرے لیکن یہ ملعون لائٹ میں آگیا اور اس نے عمر بن سعد سے کہا کہ میں حسین ابن علیؑ کا کام تمام کرتا ہوں۔ وہ امام حسین علیہ السلام کی طرف بڑھا۔ اور آستین چڑھائیں اور امام مظلومؑ کے نزدیک پہنچا آپ پر ضعف غالب تھا کہ۔

عَلَّتْ عَيْنُكَ يَا شَبَقِي وَشَلَّتِ الْيُسْرَىٰ وَآيَعَدَكَ الْبُهِمِيُّ مِنْ عَدُوِّهِ
 اس ملعون کے ہاتھ شل ہو جائیں اور اس کے ہاتھوں میں غضب الہی
 کی ہتھکڑیاں پڑ جائیں۔ رحمت الہی سے دور، عذاب الہی اس کا منتظر
 اَتَجْزَأُ مِنَ الرَّاسِ مِنْ رَأْسِهَا صُدُورُ الصُّدُورِ هُوَ الرَّئِيسُ وَالْاَجْدُ
 کیا تو سید و سردار ابن اسلام کا سر مبارک جدا کرنا چاہتا ہے۔

رِيحَانَةُ الْخَمْدَارِ وَقُرَّةُ عَيْنِهِ الْبَشِيرُ عَيْنُ الْمُرْتَضَى السَّيِّدِ
 کیا تو نہیں جانتا کہ باغ نبوت کا گل ریحان ہے اس کی خوشبو سے دامن اسلام
 معطر ہے یہ حیدر کرار کی آنکھوں کا نور ہے۔

ادْرُ الْخِجَارِ سَالَةَ بَكَ تَنْقَدُ خُنْ مِنْ غَرِيبٍ فِي الْعِرَاقِ لِسَاكِنِ
 اے صبا و تیز رو تو بہت جلدی مدینہ پہنچ اور غریب بنو اکا پیغام ساکنان حجاز
 کو پہنچا دے۔

اَبْلَغُ قُرَيْشًا اَنْ سَيِّدَهَا لَقِيَ بِالطُّفْلِ سَلَوًا لَا تَلْعَدُ
 یعنی کہ قریش اور بنی ہاشم کے افراد سے کہے کہ تمہارا بزرگ خاندان سید و
 سردار بنی ہاشم زمین کو بلا پر خاک و خون میں غلط پڑا ہے۔ کوئی دفن کرنے والا
 نہیں ہے۔

اَبْلَغُ قُرَيْشًا اَنْ سَيِّدَهَا قَضَا عَطَشًا حَشَا بِالْظُّلْمَا تَتَقَعَّدُ
 یعنی کہ اے صبا جلد تر قریش اور بنی ہاشم کو یہ پیغام پہنچا دے انہیں خبر کر دے
 کہ تمہارا سردار دنیا سے پیسا اٹھ گیا۔

اَبْلَغُ قُرَيْشًا اَنْ سَيِّدَهَا عَلَىٰ اَضْلَاعِهِ تَطَا الْخِيُولُ وَتَطْرُدُ
 یعنی قریش سے کہو کہ تمہارے سردار کی لاش پائمال سم اسپاں ہو گئی۔

أَبْلَغُ قُرَيْشًا أَنَّ رَأْسَ امِيرِهَا يَهْدَى لِنَعْلِ الرَّسَالَةِ يَحْجُو
یعنی قریش سے خبر کرو کہ تمہارے سید و سردار کا سر مبارک ابن زبیر بادلعون،
اور زبیر پلید کو ہدیہ کیا گیا ہے۔

أَبْلَغُ قُرَيْشًا أَنَّ دَخَلَ امِيرُهَا وَنِسَاءُ صَارَ امْعِنًا يَتَبَدَّدُ
یعنی قریش اور بنی ہاشم کو خبر کرو کہ اسباب و اساس امام حسینؑ غارت کر دیا
گیا۔ اور ان کے اہل گھر کو امیر بنایا گیا۔

لِلَّهِ مَصْرُوعُهُ الشَّنِيعُ وَرَزْئُهُ الْخَطْبُ الْفَظِيعُ فَمِثْلُهُ لَا
يُوجَدُ فَتَعَسَّ الْأُولَئِكَ الْكُفَّارِ الْأَشْرَارِ وَبُؤْسًا لَهُمْ كَأَنَّ
الْفِتَارَ لَقَدْ أَبْكَوْا عِيُونََ الْخِتَارِ وَأَحْرَقُوا قُلُوبَ الْوَصِيِّ الْكَرَّارِ
فَوَيْلٌ لَهُمْ مَا ذَا يَقُولُونَ حِينَ يُعْرَضُونَ وَمَا يُجِيبُونَ حِينَ
يَسْأَلُونَ هَٰذَا لَكَ تَبْلُؤُ كُلِّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ وَرَدُّوا إِلَى اللَّهِ
مَوْلَاهُمْ الْحَقُّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

(آیت بخطوط و حدانی۔ سورۃ یونس آیت ۳)

ترجمہ :-

وہاں ہر شخص جو کچھ جس نے پہلے دنیا میں کیا ہے۔ جانچ لے گا۔ اور وہ
سب کے سب اپنے حقیقی مالک کی بارگاہ میں لوٹا کر لائے جائیں گے۔ اور
دنیا میں جو افسردہ و دایاں کرتے تھے۔ سب ان کے پاس سے نکل جائیں گی
اے اے شقیاء و جفا کار تم نہیں جانتے کہ کس قدر صدمات مجھان آں محمدؐ
کو تم نے پہنچائے ہیں ہمارے دل و اغوار ہو رہے ہیں۔ اور تم نے کس قدر اسلام
میں رخنہ ڈالا ہے۔

اور کس قدر خدا و رسول خدا کے ساتھ عداوت کا برتاؤ کیا ہے اور کس قدر دنیا میں فتنہ پراپا کیا ہے۔ اور ایسا کام کیا ہے کہ جس پر یہود و نصاریٰ بھی ہنستے ہیں کہ امت رسول خدا ہوتے کا دعویٰ اور فرزند رسول خدا کو قتل کرنا کیا یہی دعویٰ مسلمان ہے؟ فرعون و نمرود سے بڑھ کر ظلم کیا ہے ان زیادہ کے مظالم کی کوئی حد ہے۔ خدا ان ملعون کو عذاب الیم چمکائے۔

روایت کی گئی ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو عمر ابن سعد ملا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا کَيْفَ تَكُونُ اِذَا اُتِمْتَ مَقَامًا تَحْتَخِيْبِيْهِ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَتَحْتَارُ لِنَفْسِكَ التَّامِرُ۔ یعنی کہ اس دن تیرا کیا حال ہوگا۔ جب کہ تو جنت و جہنم کے درمیان فیصلہ کر رہا ہوگا اور پھر تو جہنم کو اختیار کرے گا اس نے کہا معاذ اللہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے حضرت امیر المومنین نے فرمایا، ایسا ہی ہوگا۔ اور اس میں کوئی شک و شبہ انہیں ہے۔ بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ جیب ابن زیاد نہاد حاکم کوفہ بن کروہاں پہنچا ہے تو اس نے حضرت امام حسین کے خلاف لشکر بھیجنے کے لیے سردار و سالار لشکر کا انتخاب کرنا چاہا مگر کوفہ کے رہتے والوں میں سے کسی نے اس عہدہ کو قبول نہ کیا۔ اس کی نظر انتخاب عمر ابن سعد ملعون پر پڑی اسے طلب کیا اور عہدہ تفویض کرنا چاہا تو اس نے عذر کیا اور عہدہ قبول نہ کیا۔ اس پر ابن زیاد بد نہاد نے کہا کہ پھر حکومت رے سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ جیسے حکومت کا پروانہ واپس کرنا پڑے گا۔ عمر ابن سعد نے کہا اچھا مجھے سوچنے کے لیے ایک شب کی جہالت دی جائے یہ بات کہ حکومت رے کو چھوڑ دے۔ عمر ابن سعد کے لیے ناگوار تھی (حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی

پیشین گوئی صیح ثابت ہوئی جب کہ وہ ابن زیاد سے مہلت مانگ کر یہ سوچتا رہا کہ وہ قتل امام حسینؑ کا مرتکب ہو کر واصل جہنم ہو اور حکومت رسے حاصل کرے۔ یا ایسا نہ کرے)

روایت میں ہے کہ اس کے باپ کے دوستوں میں سے ایک نیک آدمی تھا جس کا نام کامل تھا۔ ابن سعد نے دوسرے لوگوں کے علاوہ اس سے بھی مشورہ کیا اس نے ابن سعد کو قتل امام حسینؑ کے جرم عظیم سے بہت ڈرا یا بہت سمجھایا۔ مگر شقی ازلی پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور وہ حکومت کے لالچ میں ایسا دیوانہ نہ تھا کہ اس نے کامل کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ کامل نے اس کو یہ واقعہ بھی سنایا کہ وہ اس کے باپ سعد کے ساتھ ایک جنگی مہم میں شریک تھا راستے میں پانی ختم ہو گیا اور تمام لوگ شدت پیاس کی وجہ سے سخت پریشان ہو گئے یہ لوگ تلاش آپ میں ایک راہب کے دیر کے پاس پہنچے اور دق الیاب کیا۔ راہب نے دیر کے اوپر سے سعد کو دیکھ کر پوچھا گیا تم اس پیغمبرؐ کی امت سے ہو جو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں۔ سعد نے کہا کہ ہم امت مرحومہ میں سے ہیں اس نے کہا تم لوگ اپنے نبیؐ کے نواسہ کو قتل کرو گے اور ان کے اہل گم کو قید کر دو گے۔

سعد نے کہا تم ایسا کیوں کہتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ہم نے اپنی کتابوں میں اس طرح کی پیشین گوئی پڑھی ہے راہب نے بھی کہا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو اپنی ان پر قربان کر دیتا اور ان کی مدد و نصرت کرتا۔ یہ کہہ کر راہب دیر میں چلا گیا اور پانی نہیں دیا۔ کامل نے کہا کہ اس وقت تیرے باپ سعد سخت پریشان ہو ا کہ مبادا اس کا فرزند ”ابن سعد“ اس گناہ عظیم کا مرتکب ہو گا۔ ابن سعد بن ہشام

پر کامل کی نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوا اور عذاب آخرت سے تہ ڈرا۔

عمر ابن سعد ایک بیجا بنی کیفیت سے مزور گزرا جب کہ وہ سرداری لشکر ابن زیا کے قبول کرے یا قبول نہ کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس نے اس موقع پر چند اشعار بھی کہے مگر اس پر حکومت رے کی طمع اس قدر غالب تھی کہ اس نے اس حکومت کو نقد سودا قرار دیا۔ اور وہ بد بخت آخرت کو ادھار سمجھا رے در حقیقت آخرت پر یقین نہ تھا۔

بعض کتب علماء میں وارد ہوا ہے کہ جب اسیران کربلا اور سر باہ شہداء علیہم السلام کو فہ پیچنے تو عمر ابن سعد ملعون نے سر امام حسین علیہ السلام ابن زیاد ملعون کو دیدہ کیا کیونکہ وہ دل ہی دل میں خوش تھا کہ اس نے امام حسین کو قتل کیا ہے۔ اب ابن زیاد سے جائزہ و انعام طلب کرے۔ لیکن ابن زیاد اس وقت عمر ابن سعد سے کہا کہ حکومت رے کی سرداری کا پروانہ واپس کر۔ عمر ابن سعد نے کہا کہ وہ کم ہو گیا ہے۔ ابن زیاد نے کہا آج ہی پروانہ واپس کر ورنہ تجھے کوئی جائزہ و انعام نہیں ملے گا۔

اس پر ابن زیاد ابن سعد میں ناچاتی ہو گئی۔ اس پر عمر ابن سعد نے کہا اے امیر میں نے تیرے کہنے پر یہ کام کیا ہے اگر میرے باپ بھی کہتا تو میں قتل حسین میرا راضی نہ ہوتا یہ سن کر ابن زیاد غصہ میں بھر گیا اور عمر ابن سعد کو گالیاں دیں اور کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ ابن زیاد کے بھائی عثمان بن زیاد نے کہا عمر ابن سعد سچ کہتا ہے کہ کوئی دوسرا اس کام کو انجام دینے پر راضی نہ ہو گا گو یہ شقی ازلی راضی ہو گیا۔ ابن زیاد نے کہا کہ تو نے سخت جرم کیا ہے پس تیرے لیے دنیا میں حسرت اور آخرت میں عذاب الہی ہے۔ پس عمر ابن سعد اس کی مجلس سے منعم اٹھا اور اپنے آپ

مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ، آتِي وَاللّٰهُ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ - وَالْاِمْلَاقِ
قَاطِبَةً عَلٰى اِبْنِ سَعْدٍ وَاَذْيَابِ الضَّلَالَاتِ فَاسْتَبَدُّ لَوْ اَبْعَلِي
اِبْنَ هَنْدٍ شَقِيٍّ وَبِالْحُسَيْنِ يَزِيدًا اِذْ لَقَا يَاسَ لَعْنَتِ هَٰذَا مَلَايْكَةُ مَقْرَبِينَ هُوَ تَجَرُّرُ لَيْسَ عَمْرُ
بْنِ سَعْدٍ شَقِيٍّ وَكَمَرُ اَزَلِيٍّ كَسْ قَدَرُ كَمَرٍ هُوَ اَكْرَمُ بَجَائِ عَلَى اِبْنِ سَعْدٍ مِّنْهُ دَعَاوِيَهُ اَوَّلُهُ بَعْلَةُ سَيِّئِ
يَزِيدُ كُوْا عَتِيَارُ كَيْدًا - فَمَا رَعَوْ قَاطِبَةً فِي سَفَاكَ مَهْجَتِهَا، وَلَا رَاَ اَوْجُوهَ لِفَاطِمَةَ
يَعْنِي كَيْدَ تَمْرٍ حَرَمَتِ فَاطِمَةَ كُوْنِ كَاهِ فِي رُكْحَا اَوَّلِ اَنَ كُوْا اَسِيرُ كَيْدًا - بَلْ اَرَقَّعُوا الثَّقَلَ
فِي اَيِّ النَّبِيِّ، وَمَا اَبْرَقُوا عَلٰى الطُّفْلِ اَوْ سَبَى الْعِلْيَاتِ بَلْ اَلَّ رَسُوْلُ مَدَا كَيْدِ
وَعَادِ فَرِيْبُ كَيْدًا - اَنَ كُوْ قَتْلُ كَيْدًا اَوَّلِ عَمْرَاتِ فَاطِمَةَ كُوْ اَسِيرُ وَفَيْدُ كَيْدًا - وَاَبْرَدَ وَالحَا سَرَاتِ
الْعَزْمِ مِنْ حُجْبٍ - مُشْتَرَاةٍ عَلٰى ظَهْرِ الْجَمَالِ اَلَا كَيْدِ عَمْرَاتِ فَاطِمَةَ اَوَّلِ
عَلَوِيَّ كُوْ بَعْلَةُ يَزِيدُ كَيْدًا - اَوَّلِ اَوْنَمُوْلٍ پَرِ سَوَارِ كُوْ كَيْدِ تَشْبِيْرُ كَيْدًا - قَتْلُ وَاَسْرُ
تَسْتِيْبٌ وَمَسْ اَذْيٌ مُّوَدَّعَاتِ عَلٰى خَيْرِ الْبَرِيَّاتِ -

گو یا قتل اور اسیری در بدری اور آزاد و تکلیف ان کو پہنچائیں تو بہترین خلق
ہیں۔ پھر بھی مایوسی کا منہ دیکھنا پڑا۔

فَنَهَمُ مَنْ قَمَسَ الْاَرْضَ وَجَنَّةً، وَمَنْ خَالَضَ بِجَرَامِيَّاتِ -
پس رونے ہوئے وہ مرد و زن میں پر گر پڑا۔ اور اپنا چہرہ خاک پر ملنے لگا۔ غم
والم میں مبتلا ہوا۔ مگر چار جانب بلاؤں میں پھنس گیا یعنی کہ محرم دو عالم ہوا فصاح ہالفت
یعنی کہ ہاتف غیبی نے ندا دی۔ اهل البيت من ولي هذا
الحسين عبرتي بالرمالات ناگاہ ہاتف غیبی نے فریاد کی کہ یہ مقتول حسین
علیہ السلام کہ جس کا لباس چھلنی ہو گیا ہے بے کفن ریک کر پڑا ہے

یہاں دُوحستانِ راسہ اُشراؑ ، والتَّوَّاسِطُ مِّنْهُ اَیَّ سَطَعَاتٍ
یہ حسینؑ ہیں کہ جن کا سر بریدہ نیزہ پر نصب ہے۔ اور ان کے چہرہ سے نور
ساطع ہو رہا ہے۔

تَوَعَّرَ عَ الْعَرْشِ مِنْ هَذِهِ الصَّابِ اَسَىؑ ، وَاظْلَمَ الْحَقُّ مَكْشُوفِ الْمُبِيرَاتِ
آہ عرشِ عظیم تنزل کی حالت میں ہے ہوا تاریک ہو گئی ہے آفتاب عالمِ تاب
گہن میں آگیا ہے۔ اب ہم ایک اور حکایت پسِ وقرا س کرتے ہیں تاکہ بصیرت
میں اضافہ ہو۔

صاحبِ مناقب لکھتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام زمین کر بلا پر
فروکش ہوئے حرا بن یزید ریاحی اس بات کی اطلاع ابن زیاد کو بھیج دی تو اس ملعون
نے ایک نامہ اس مضمون کا حضرت امام عالی مقام کو تحریر کیا۔

أَمَّا بَعْدَ فَقَدْ بَلَغَنِي نَزْوُكَ بِكَرْبٍ لَّوَقَدْ كَتَبْتُ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ

يَزِيدَ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) اِنَّكَ لَا تَوَسَّدُ الدَّثِيرَ وَلَا أَشْبَعُ مِنَ الْخَيْرِ اِلَّا اَنْ

اَقْتَلَكَ وَالْحَقُّكَ بِاللَّطِيفِ الْخَيْرِ اَوْ تَرْجِعَ إِلَى الْحَكْمِ وَحُكْمِ يَزِيدَ بْنِ مَعْوِيَةَ وَالسَّلَامُ

یعنی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کر بلا میں فروکش ہوئے ہیں مجھے یزید ابن معاویہ

نے یہ تحریر کیا ہے کہ میں اس وقت تک آرام سے نہ پڑھوں جب تک آپ کو

قتل نہ کرادوں یا آپ میرے اور یزید بن معاویہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں

ابن زیاد کا یہ خط آپ کو دیا گیا۔ تو آپ نے اسے پڑھ کر حقارت سے پھینک

دیا اور فرمایا کہ میں مخلوق کی رضامندی نہیں چاہتا مجھے رضا و خدا مطلوب ہے

قاصد نے جواب مانگا تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ قاصد واپس کو نہ پہنچا

اور واقعہ بیان کیا تو وہ مردود و اترلی بہت زیادہ غضبناک ہوا۔ بروایت شیخ

مفید اور عمر ابن سعد کو طلب کیا اور اس کی ماتحتی میں چار ہزار سپاہیوں کا لشکر
بطرف کر بلا روانہ کیا۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ابن زیاد ملعون
نے اور بھی چار چار ہزار افراد پر مشتمل لشکر کر بلا روانہ کیا ہے۔ عمر ابن سعد جب اپنے
لشکر کے ساتھ وارد کر بلا ہوا۔ تو اس نے عروہ بن قیس کو امام حسینؑ کے پاس خط
بھیجنے والوں میں شامل تھا۔ پس اس نے امام عالی مقام کے پاس جانا منظور نہیں
کیا۔ پھر چند ایک آدمیوں نے بھی امام علیہ السلام کی خدمت میں بغرض استفسار
جانا پسند نہیں کیا۔ آخر کار قترۃ بن قیس حنظلی کو عمر ابن سعد نے طلب
کیا اور خدمت امام عالی مقام میں بھیجا۔ وہ اس کا پیغام لے کر امام عالی مقام کی طرف
روانہ ہوا۔ آپ نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کیا تم میں سے کوئی
شخص اس کو پہنچاتا ہے کہ یہ کون ہے حضرت حبیب ابن مظاہر نے عرض کی یہ
شخص قبیلہ حنظلہ بنی تمیم میں سے ہے میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں اور اس
کا اعتقاد بھی صحیح ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ہماری طرف آ رہا ہے
وہ جب نزدیک پہنچا تو اس نے سلام کیا۔

اور کہا کہ امیر شکر عمر ابن سعد دریافت کرتا ہے کہ آپ ان اطراف میں کس
لیے تشریف لائے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل کوفہ کے متعدد
خطوط آئے جن میں یہ تحریر تھا کہ ہمارا کوئی رہبر و امام نہیں ہے۔ آپ تشریف
لائیں تو ممکن ہے کہ اُمّہ تملالے ہم لوگوں کو حق و راستی پر جمع کر دے اگر تم
لوگ میرا یہاں آنا پسند نہیں کرتے تو میں واپس جانے کو تیار ہوں یہ جواب
لے کر جب قترۃ ابن قیس جانے لگا تو حبیب ابن مظاہر نے کہا۔ قرۃ اب تم کہاں
جا رہے ہو آؤ فرزند رسولؐ کی نصرت کرو۔ اس نے کہا کہ میں اس وقت ایک

ایک پیغام رسان ہوں۔ پیغام پہنچا دوں تو خود کروں گا عمر ابن سعد کو جب امام حسینؑ کا یہ پیغام ملا۔ تو اس نے یہ سوچ کر جنگ سے ہٹکا مائل جائے گا۔ ابن زیاد کو اس مضمون کا خط لکھا کہ حسینؑ یہاں سے واپس جانا چاہتے ہیں لہذا انہیں جانے دیا جائے۔ حسان ابن قائد کہتا ہے کہ جب ابن سعد کا خط ابن زیاد کو ملا تو میں اس وقت دربار ابن زیاد میں موجود تھا۔ اس نے عمر ابن سعد کا خط پڑھ کر کہا کہ اَلَا اِنِّیْ اِذَا عَلَقْتُ عَنْ مَخَالِمَتَاہِ یَذْجُوَا النَّجَاةَ وَلَا تَحِیْنَ مَنَاصِیْہِ۔ کہ اب جب کہ وہ ہمارے جنگل میں آچکے ہیں واپس جانا چاہتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ چنانچہ ابن زیاد نے عمر ابن سعد کو خط لکھا کہ۔

فَاعْرِضْ عَلَی الْحُسَیْنِ اَنْ یُّبَايِعَ لِیْ زَیْدٌ هُوَ وَجَمِیْعُ اصْحَابِہِ۔

یعنی کہ وہ اور ان کے تمام اصحاب (امیر المومنین) زید کی بیعت کریں۔ بعدہ ہم ان کے بارے میں سوچیں اور فیصلہ کریں گے۔ چونکہ ابن زیاد ابھی طرح سمجھتا تھا کہ فرزند رسولؐ پر منویر کی ہرگز بیعت نہیں کریں گے۔ اس لیے اس نے کوفہ کی جامع مسجد میں تمام اہل کوفہ کو جمع کیا۔ اور اعلان کیا کہ جو حسینؑ سے جنگ پر آمادہ کیا اور ان کو مال و متاع دیتے کا وعدہ کیا۔ اور اعلان کیا کہ جو حسینؑ سے جنگ کرنے نہیں جائے گا۔ اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اہل کوفہ کی اکثریت حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے پر چند و نرم اور معمولی انعام کے لیے جو شخص بھی تیر و تلوار لے کر آگیا وہ فوج میں داخل کر لیا گیا چنانچہ قاتل خونخوار شمر بن ذی الجوشن فی اربعۃ الاف۔ کہ سب سے پہلے شمر ولد الحرام کی سرکردگی میں چار ہزار افراد پر مشتمل لشکر روانہ ہوا۔ لشکر عمر بن سعد میں چار ہزار اور لشکر حُر میں ایک ہزار اور لشکر شمر ولد الحرام میں چار ہزار اس طرح نو ہزار پر لشکر مشتق

ہو گیا۔ یزید بن کلاب کلبی کی سرکردگی میں دو ہزار حصین بن نیر سکونی کی سالاری میں چار ہزار، نصیر بن فلاں کے ساتھ دو ہزار، اور قبیلہ مازن سے تین ہزار افراد پر مشتمل لشکر بلا روانہ ہو گیا کہ فرزند رسول خدا امام حسینؑ سے جنگ کرے۔ روایت ابن بابویہ عبد اللہ حصین تمیمی کی سالاری میں ایک ہزار سوار اور محمد بن اشعث بن قیس کے ہمراہ ایک ہزار سوار، شید بن ربیع کے ساتھ ایک ہزار سوار بلا روانہ کئے گئے۔

روایت دیگر شید بن ربیع کی سرکردگی میں چار ہزار افراد پر مشتمل لشکر بلا روانہ ہوا محمد بن ابی طالب الموسوی جو علماء ثقفہ میں سے ہیں فرماتے ہیں فَمَا ذَاكَ يُرْسِلُ بِالْعَاكِرِ حَتَّى تَكْمَلَ عِنْدَهُ تَلْثُونَ أَلْفًا مَا بَيْنَ فَارِسٍ وَ رَاحِلٍ۔ یعنی کہ اس گمراہ انڈیٹے تیس ہزار سوار و پیادہ پر مشتمل لشکر جمع کیا تھا اور یہ بہت مشہور اور موثق قول ہے۔ روایت بابیٹس ہزار سوار و پیادہ تھے۔ محمد بن اسماعیل بخاری جو کہ امام اہلسنت ہیں فرماتے ہیں کہ چالیس ہزار افراد سوار و پیادہ پر لشکر ابن زیاد مشتمل تھا اور سید ابن طاووسؒ کہ جو علماء شیعہ میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ لشکر ابن زیاد ایک لاکھ افراد پر مشتمل تھا ابو مخنف، لوط بن کحیل انڈی کہتا ہے کہ لشکر ابن زیاد میں ایک سو بابیٹس ہزار سوار و پیادہ وغیرہ تھے۔ ان کی تفصیل یہ ہے کہ اسی ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ اور باقی نعل بند، اور نیز و تلوار تیز کرتے والے اور توشہ بردار تھے۔ المختصر حضرت امام حسین علیہ السلام کی مختصر ترین اصحاب و انصار کے مقابلہ میں کر بلا میں چاروں طرف دشمنی کی فوجیں پڑی ہوئی تھیں۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ کی روایت کے مطابق بروز جمعرات دوسری محرم ۶۱ھ

کو امام حسین علیہ السلام وار و دشت کر بلا ہوئے۔ اور تیسری محرم بروز جمعہ عرین سعد ملعون اپنا شکرے کر دہاں پہنچ گیا ہے اور چھ محرم تک ابن زیاد کا پورا شکر کر بلا میں جمع ہو گیا تھا۔ تمام افواج کا سپہ سالار عرابن سعد اور اس کا فرزند غوی تھا جو کہ وزیر عرابن سعد تھا شمر ملعون کے پاس دو منصب تھے ایک یہ کہ وہ پادہ لوگوں کا سردار نہا سنان بن انس غنئی شکر نویس تھا یعنی کہ فوجی ریکارڈ کا انچارج تھا۔ غوی اصبحی حرملہ بن کاہل علمدار شکر تھے۔ ابو ایوب غنوی گھوڑوں سے متعلق سامان کا نگران تھا۔ اس ملعون نے امام مظلوم علیہ السلام کے حلق مبارک پر نیزہ مارا تھا۔ محمد بن اشعث یہ حضرت ابو جحکمی بہن کا فرزند تھا۔ اور اس کا باپ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے قتل میں شریک ابن ملجم تھا اور اس کی خواہر اسماء نے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا تھا۔ اور محمد بن اشعث خود قتل امام حسین میں شریک تھا۔ عرین صبح صیداوی کر بلا میں سنگ باری کرنے والوں کا سردار تھا۔ متقذبن مرة بعدی قاتل حضرت علی اکبر ہے۔ غرض کہ ان سب جفا کاروں نے قتل امام حسین میں حصہ لیا۔ اور نبی و خاتمہ کو اذیت پہنچائی۔ ابن زیاد نے عرابن سعد ملعون کو یہ لکھا تھا کہ میں نے تیرے لیے سواروں اور پیادوں میں کوئی کمی نہیں رکھی ہے۔ پس تو اس بات کا خیال رکھ کہ ہر صبح و شام کی خبر مجھے دیتا رہے۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ابن زیاد کے اس خط کے ساتھ ایک اور بھی خط عرین سعد کو پہنچا جس میں تحریر تھا کہ

حُلُّ بَيْنِ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ وَبَيْنَ الْمَاءِ وَلَا تَدْعُهُمْ يَدُ وَقُوا
مِنْهُ قَطْرَةً كَمَا صَنَعَ بِالتَّقَى الزُّكِّي عَشَانِ بْنِ عَفَاتٍ -

یعنی کہ اے عمر بن سعد تو حسینؑ اور اصحاب حسینؑ پر پانی بند کر دے اور ایک قطرہ آب وہاں نہ جانے پائے جیسا کہ حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اور یہ لکھا کہ اگر تم پورے طور سے میرے احکام پر عمل کرنے کو تیار ہو تو تم امیرؑ ہو ورنہ سالاری کا ہمدہ شمر بن ذی الحوشن کی سپرد کرو۔

پچنانچہ عمر بن سعد نے عمرو بن حجاج کو نہر فرات پر ٹکر کے ساتھ متعین کیا کہ پانی حسین بن علیؑ کے خیموں میں نہ جانے پائے۔ اور یہ بندش اب ساتویں عرم کو کی گئی تھی۔ حصین ازوی ملعون نے شکر امام حسینؑ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھتے ہو نہر فرات اب شرین جاری ہے۔ مگر تم ایک قطرہ پانی نہ دیا جائے گا اس وقت امام حسینؑ علیہ السلام نے بارگاہ خدا میں عرض کیا۔ اَللّٰهُمَّ اَقْتُلْهُ عَطَشًا وَّ لَا تَقْرُلْهُ اَيْدًا خداوند! تو اس کو پیاسا ہی قتل کر اور اس کو ہرگز نہ بخشا۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ بخدا میں نے دیکھا کہ وہ ملعون پانی پینا تھا اور اس کی پیاس نہ بجھتی تھی۔ یہاں تک کہ اس قدر پانی پیا کہ اس کا شکم پھٹ گیا اور وہ فی النار ہوا۔ یہ بھی روایت ہے کہ جب امام مظلوم کے بچوں اور المہجروں و اصحاب پر پیاس نے غلبہ کیا تو آپؑ نے بیلچہ طلب کیا اور پشت خیمہ چند گام بہمت قبلہ زمین کھودی کہ چشمہ آب برآمد ہوا سب نے پانی پیا تب وہ چشمہ آب غائب ہو گیا۔ جب یہ خبر ان زیاد کو پہنچی اس نے عمر بن سعد کو نامہ لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسینؑ نے کتوان کو داسے اور پانی پیاسے تو اپنے کام کو ان پر سخت سے سخت ترک کر دے۔ تاکہ حسینؑ اور اصحاب حسینؑ پیاسے ہی ختم ہو جائیں۔ ادھر امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ علیہ السلام کی تین سواریاں کے ہمراہ نہر فرات بھیجا کہ پانی لائیں۔ جب آپؑ شب کے وقت نہر فرات

پر پہنچے تو عمرو بن الحجاج نے آواز دی کہ تم کون لوگ ہو۔ ہلال بن نافع بجلی نے کہا کہ ہم تیرے نبی غم میں اور تیرے قبیہ سے ہیں۔ پانی پیتا ہے۔ اس نے کہا اشرب ہنیئاً۔ کہ شوق سے پانی پیو۔

تم پر پانی پینا مباح ہے۔ لیکن عمرو بن حجاج نے نہر کا راستہ نہیں کھولا۔ اس پر ہلال بن نافع نے کہا کہ وینحک کیف تاملر فی ان اشرب والحسین ومن معہ یؤثون عطشاً یعنی کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے مجھے تو پانی پینے کی اجازت دے دی مگر حسین بن علیؑ اور ان کے اطہر اور اصحاب سب ہی پیاسے ہیں اور پانی لے جانے سے نہیں روکتا ہے یہ سن کر اس ملعون عمر و بن الحجاج نے شور مچایا اور اپنے نگرانوں سے کہا کہ پانی نہ جانے پائے۔ اس کاٹ کر مانع ہوا۔ اور جنگ شروع ہو گئی مگر تاہم حضرت عباسؑ اور ان کے ہمراہی پانی بھرتے ہیں کامیاب ہو گئے۔ اور خیام میں پانی پہنچا یا اور سب نے پانی پیا۔

اس جنگ میں امام حسینؑ کا کوئی آدمی قتل نہیں ہوا۔ اور حضرت عباسؑ کو شرف تقیات ملا۔ اور آپ سقلے اہلبیتؑ کہلائے۔ علماء حضرت فرماتے ہیں کہ ان چند دنوں میں سوائے دوسرے ہر حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہلبیت و اصحاب تک پانی نہیں پہنچا۔ پیاسے ہی شہید ہوئے البتہ آب شمشیر و تیغ و سنان سے پیاس کبھی رواستہ تا فرزند ساقی کوثر پر بندش آب و آرامت رسول خداؐ کے ہاتھوں۔ ہماری جانیں قربان ہو جائیں ان سدا ہو بریدہ پر کہ جو شام میں یزید کو ہدیہ کے لیے گئے۔ پس حضرت امام حسینؑ نے عمر بن سعد کو یہ پیغام دیا کہ میں تجھ سے اسی شب میں کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں اور مقام گفتگو دونوں

شکروں کے درمیان ہوگا چنانچہ جب عمر ابن سعد کو یہ پیغام ملا تو وہ بیس آدمیوں کو لے کر اپنے لشکر سے نکلا اور ادھر حضرت امام حسینؑ بھی بیس افراد کے ساتھ اپنے خیمہ سے پرآمد ہونے اور مقام معینہ پر تشریف لے گئے۔ حضرت عباس علمدار اور حضرت علیؑ اکبر آگے آگے تھے اور اس کے ہمراہ اس کا بیٹا حوضؑ اور ایک غلام تھا۔ جب نزدیک پہنچے حضرت امام حسینؑ نے اس سے فرمایا۔

وَيْلَكَ يَا بَنِي سَعْدٍ اَهَمَّتْ تَقِيَّ اللّٰهُ الَّذِيْ اِلَيْهِ مَعَارِكَ اَنْفَعَالِنِيْ
وَاَنْ بَنِي سَعْدٍ اَهَمَّتْ . یعنی کہ اے پسر سعد تجھ پر وائے ہو کہ تجھے
خدا کا خوف نہیں ہے تو خدا سے نہیں ڈرتا کیا تو مجھ سے جنگ کرے گا حالانکہ
تو مجھے جانتا ہے کہ میں کس کا فرزند ہوں میرے پیر اور نانا کو تو خوف جانتا
ہے۔

ذَرَهُوْا عِدُوْكُمْ مَّعِيَ فَاِنَّهُ اَقْرَبُ لَّكَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ .

اس جماعت جفا کار کو چھوڑ دے۔ میری نصرت دیاوری کر جو موجب
خوشنودی خدا اور رسولؐ ہے۔ لیکن اس ملعون نے کہا۔ اَخَافُ اَنْ يُّهْذَمَ دَارِيْ
یعنی کہ وہ میں ڈرتا ہوں کہ ابن زیاد میرا گھر غارت کر دے گا۔ آپؐ نے
فرمایا کہ میں تیرا مکان بنوا دوں گا۔

اس نے کہا کہ نہیں مجھے بہت خوف ہے کہ میری ذرا عتقی زمیں ضبط کر
لے گا آپؐ نے فرمایا کہ مدینہ میں تجھے ہیں زمین دے دوں گا۔ لیکن اس نے
کہا اِنِّيْ عِيَالٌ وَاَخَافُ عَلَيْهِمْ ۔ کہ میرے اہل و عیال کو ف
ہیں ہیں اور وہ پر زیادہ سے خائف ہیں۔ یہ کہہ کر وہ بد بخت خموش ہو گیا
امام حسینؑ علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ اس شقی ازلی پر کوئی نیک بات اثر نہیں

کرتی۔ اور اس کا دل سخت ہو چکا ہے۔ آپ نے اس کو اس آیت کا مصداق پایا کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَخْبَدْتَ الْغَيْبِ کہ کتنا ہی چاہو منزل تک نہیں پہنچا سکتے (سورۃ القصص آیت ۷۶) حضرت امام حسینؑ نے اس پر نفرین کی کہ خدا تجھے تیرے بستر پر قتل کرے اور تجھے نہ بخشے۔ فَوَاللّٰہِ لَا اَرْجُوْاَنْ تَاْكُلَ مِنْ بِلْعَانِ الْعِرَاقِ اَلَا یَسْتَبْرَا بِہِیْ کہ مجھے امید ہے کہ تجھے گندم عراق کھانا نصیب نہ ہوں گے اس بد نصیب نے بطور اشنہزاکہا کہ اگر گندم نہ ہوتی تو میں نصیب نہ ہوں گے حضرت امام مظلوم کا یہ ارشاد فرمایا کہ تجھے گندم عراق کھانا نصیب نہ ہوں گے از مغرہ تھا ایسا ہی ہوا کہ اس کو بوجہ عماری گندم کھانا نصیب نہ ہوا اور وہ اصل جہنم ہوا۔ اور عمر ابن سعد واپس ہونے کے بعد ابن زیاد کو ایک خط لکھا کہ خدا نے آتش فتنہ سرود کر دی اور امت اصلاح پذیر ہو جائے گی کہ حسین علیہ السلام اس امر پر راضی ہو گئے ہیں کہ مدینہ واپس چلے جائیں۔ اور گوشہ نشینی اختیار کر لیں۔ اور عام مسلمانوں کی طرح زندگی بسر کریں یہ خط ابن زیاد کو ملا۔ مضمون خط پڑھا بروایت شیخ مفید علیہ الرحمۃ اس وقت ابن زیاد کے پاس شہر ولد الحرام بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا کیا اس کو تو قبول کرتا ہے ابن سعد رضی اللہ عنہ ابن علیؑ کو ان اطراف سے جانے دینا چاہتا ہے۔ ابن زیاد کو اس کے جاسوسوں کے ذریعہ ابن سعد سے متعلق جملہ خبریں پہنچ رہی تھیں۔ اس نے عمر ابن سعد کے نام اس امر کا خط لکھا کہ میں نے تمہیں حسینؑ سے باتیں کرنے کے لیے نہیں مامور کیا ہے۔

اَیْسِیْ زَنْدَکِیْ کِیْ اَمِیْد دِلَانِیْ کِیْ یَیْہِیْہِیْہِیْ۔ اُنْظُرْ فَاِنْ نَزَلَ حَسِیْنٌ وَاَصْحَابُہُ عَلٰی حُکْمِیْ وَاَسْتَسْتَمُوْا فَاَبْعَثْ بِہِمَّ اِلٰی سَلَمَآ۔

اس بات کا خیال رکھ اگر حسینؑ اور ان کے اصحاب میرے حکم پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں تو ان سب کو میرے پاس بھیج دے۔ اور اگر وہ اس بات کو۔ بیعت یزید کرنے کو نہ مانیں تو ان کے قتل کے سوا کوئی اور صورت نہیں ہے

فَإِنْ أَبَوْا فَارْحَمْتَ بِهِمْ حَتَّى يُقَاتِلُوهُمْ وَتَمُتْ بِهِمْ فَإِنَّهُمْ لَكَ مَسْتَحَقُونَ

اگر قبول نہ کریں تو ان پر ہجوم کر ان کا محاصرہ کر۔ اور ان سے جنگ کر۔ اور ان کو قتل کر۔ ان کے ہاتھ پیر قطع کر۔ کیونکہ (معاذ اللہ) وہ اس عفویت کے مستحق ہیں۔

فَإِنْ قَتَلْتَ حَبِيبًا فَأَوْطِئِ الْخَيْلَ صَدْرَهُ وَظَهْرَهُ فَإِنَّهُ غَاتٍ ظَلُومٌ

کہ جب تو حسینؑ کو قتل کر دے تو ان کی لاش پر گھوڑے دوڑا دینا۔ پانٹال سم اسپان کرنا لعنة اللہ علیہ وعلیٰ کلاصہ یعنی کہ خدا کی لعنت ہو ابن زیاد و حرافر افراسے پر اور اس کے کلام پر کہ جو اس نے امام مظلوم کے پاس میں لکھا ہے۔

صُدُّوا أَعْلَىٰ أَمَسَتْ بَعْرُصَةٌ كَرَبْلَاءَ تَرْتَضِي بَرَكْهُنَ الْعَادَاتِ صُدُّوا رَهًا

آہ صد آہ کہ تاجدار امامت پروردہ رسول خدا، نازنین فاطمہؑ زہراؑ، علیؑ کی گود کی زینت آج زمین کو بلا پر خاک و خون میں غلٹاں پڑا ہوا ہے۔ اور سیئہ افتدس جو محل علوم الہی ہے پانٹال سم اسپان ہو گیا ہے۔

اس کو پیاسا شہید کیا ہے حالانکہ نہ فرات سامنے بہہ رہی ہے جب ابن زیاد یہ نہاد کا نامہ عمر ابن سعد شقی کو ملا۔ شمر ملعون ولد الحرام نے کہا کہ ایا تو امیر ابن زیاد کے حکم پر عمل کرے گا یا نہیں اگر اس کے حکم پر عمل کرنا نہیں چاہتا تو سالاری سے الگ ہو جائیو سالار شکرینتا ہوں مجھے ابن زیاد نے زبانی

بھی اس کا حکم دیا ہے چنانچہ عمر بن سعد نے بروز پنجشنبہ ۹ / محرم ۱۱ھ کو عصر کا وقت تھا کہ نواسہ رسول خدا پر حملہ کر دیا۔ اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام خیمہ میں اپنی تلوار پر صیقل فرما رہے تھے۔ کہ آپ پر غنودگی طاری ہوئی اور محوینہ تھے۔ آپ کی بہن زینب خاتون لشکر اعداؤ کی ماہر ہو اور شور و غل سن کر آپ کے نزدیک آئیں اور آپ کو بیدار کیا امام حسینؑ نے فرمایا اے بہن ابھی ناما رسول خدا کو خواب دیکھا کہ فرماتے ہیں اے حسینؑ مغضرب تو ہمارے پاس ہو گا۔ دنیا کی تکلیفوں سے نجات پائے گا۔ جیسے ہی حضرت زینب خاتون نے سنا اپنے منہ پر طمانچہ لگا گئے۔ اور گریہ و بکا کرنے لگیں۔

امام حسینؑ نے تلقین صبر کی اور فرمایا اے بہن تم تو صابرہ کی بیٹی ہو خدا تم پر رحمت کرے۔ جبر کرے۔

شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت عباس ابن علیؑ آپ کی خدمت میں پیش ہوئے اور عرض کیا یا اخی اناک القوم۔ اے برادرشکرستم شمار آپہنچا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جاؤ اور ان سے دریافت کرو کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ اور کس عرض سے منہ اس طرف کیا ہے۔ حضرت عباسؑ بیس سواروں کے ہمراہ لشکر عمران سعد کے سامنے تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ اے قوم تم کیا چاہتے ہو۔ اور تم تو صرف اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں ہمارے آقا و مولیٰ نے مامور کیا ہے۔ کہ تمہاری آمد کا سبب معلوم کریں۔ اس پر ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو ہمارے امیر نے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا کہ قدرے صبر کرو تا کہ ہم اپنے برادر ذی قدر حسین علیہ السلام کو تمہارے نظریہ سے مطلع کر دیں۔ جب حضرت عباسؑ نے واپس آکر سارا حال بیان

کیا تو امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے بھیا:

اِنْ اسْتِطَعْتَ اَنْ تُوَخِّرَ هَذَا اِلَى عَدٍ وَتَدْفَعَهُمْ
عَنِ الْعَشِيَّةِ لَعَلَّنَا نَصَلِّيَ لِرَبِّنَا اللَّيْلَةَ وَنَسْتَغْفِرَهُ فَهُوَ
يَعْلَمُ اَنِّي قَدْ اُحْبَبْتُ الصَّلَاةَ لَهُ وَنَدَاوَةَ كِتَابِهِ وَكَثْرَةَ الدُّعَاءِ وَالِاسْتِغْفَارِ
لِے برادر اگر تم کر سکتے ہو تو ان لوگوں کو راجھی کرو کہ جنگ ڈرا ملتوی کریں۔

اور آج کی شب ہمیں مہلت دیں کہ ہم اپنے معبود کی عبادت کر لیں نمازیں پڑھیں
کثرت سے دعا مانگیں کیونکہ ان چیزوں کو بہت دوست رکھتا ہوں حضرت
عباسؑ شکر اعداء کی طرف گئے۔ ان کو آگے بڑھنے سے روکا اور فرمایا کہ فرزند
رسول خدا تم سے ایک شب کی مہلت طلب کرتے ہیں تاکہ وہ جی بھر کے

اپنے معبود کی عبادت کر لیں اور اپنے معبود سے راز و نیاز کی باتیں کر لیں۔
شمر ملعون اور عمر بن سعد بد نہاد مہلت دیے پر راجھی نہ تھے مگر ان کے شکر
میں بعض لوگوں نے کہا کہ اے ابن سعد اگر غیر مسلم بھی عبادت کے لیے مہلت
مانگتا تو ہمیں انکار کرنا نہیں چاہئے تھا چہ جائیکہ فرزند رسول خدا۔ تو نظر غلط

زہرا اور پسر علی مرتضیٰؑ ہم سے ایک شب کی مہلت مانگ رہا ہے۔ اور تو
شکر کہ پیچھے ہٹنے کا حکم نہیں دیتا۔ بہر حال عمر ابن سعد ملعون نے شکر کو پیچھے ہٹنے
کا حکم دیا اور امام حسینؑ کو ایک شب (یعنی شب عاشورا) عمر کی مہلت
دی۔ اور کہا کہ ایک شب کی مہلت دی جاتی ہے۔ اگر حکم ابن زیاد تسلیم

کر لیں تو خیر ورنہ صبح جنگ ہوگی۔ امام حسینؑ نے اور آپ کے ہمراہیوں اور اہلبیت
اطہارؑ نے رات بھر عبادت میں بسر کی تسبیح و تقدیس بجالائے۔ امام عاتقؑ کے خیموں سے اس
طرح تسبیح و تقدیس کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں جیسے شہید کی کھینوں کی گرج کی آواز بلند ہوئی ہے

شب عاشورا محرم کے غم اندوز

واقعات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَفَعَ مَذَارِجَ السَّعْدَاءِ وَأَعْلَى مَعَارِجِ
الشَّهْدَاءِ وَأَخْتَبَرَهُمْ بِضُرُوبِ الرِّزَايَا وَصُنُوفِ الْإِبْتِلَاءِ وَ
ارْتَضَاهُمْ بِحَبِيلِ الصَّلَاةِ وَالْعَزَاءِ وَعَوَّضَهُمْ عَنْ الْحَيَاةِ الْفَانِيَةِ
وَالنِّعْمَةِ الدَّائِمَةِ بِحَيَاةٍ بَاقِيَةٍ وَنَعِيمًا بِلِقَاءِ فَقَالَ - وَلَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ. وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى قُدْوَةِ خَيْلِ الْأَنْبِيَاءِ وَنُجْبَةِ أَهْلِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَأُسْرَتِهِ
الْيَرَّةِ الْأَصْفِيَاءِ وَعَثَرَةِ الْبُحَيَاءِ السَّعْدَاءِ خُصُوصًا عَلَى سَيِّدِ
الشَّهِيدِ وَوَلَدِهِ الشَّهِيدِ جَلِيلِ الْمَنَاقِبِ فِي الْبَلَاءِ وَالْحَسَابِ
فِي الْبِاسَاءِ وَالضَّرَاءِ قَتِيلِ الظَّمَاءِ وَمَحْرُوقِ الْخُبَاءِ مُقَطَّعِ الْأَعْضَاءِ
وَمَحْزُوزِ الرَّاسِ مِنْ لَقْفَاءِ مَسْلُوبِ الْعِبَامَةِ وَالزُّدَاءِ مُحْضَبِ
الشَّيْبِ مِنَ الدَّمَاءِ إِلَى الشَّهْدَاءِ وَأَخِي الشَّهِيدِ أَوْ سَيِّدِ الشَّهْدَاءِ

وَحَاصِصَ اصْحَابِ الْكِسَاءِ اَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ الْمُظْلُومِ. وَعَلَى أَهْلِ
بَيْتِهِ النَّجِيَاءِ وَاصْحَابِهِ السَّعْدَاءِ السَّالِكِينَ مَالِكِ الْحَبِيبَةِ وَالْوَفَاءِ
الْمُرْتَضِينَ عَلَى مَدَارِجِ رِيَابِ الْوُدِّ وَالْوَلَاءِ صَلَوةً مُتَّصِلَةً دَائِمَةً
مَظْهَرًا لِقَمَرِ نُورٍ وَلِلشَّمْسِ ضِيَاءً وَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى أَعْدَائِهِمُ الْأَشْفِيَاءِ
وَلَعَدُ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ
فَآمَنَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرْتُ طَائِفَةٌ فَآيَدْنَا
الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّهِمْ فَاصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ۝
(سورة الصف آیت ۷۰)

ترجمہ :

اور اے ایمان دارو خدا کے مددگار بن جاؤ۔ جس طرح ہریم کے بیٹے عیسیٰ
نے حواریوں سے کہا تھا۔ کہ (بھلا) خدا کی طرف (بلانے میں) میرے مددگار
کون لوگ ہیں تو حواریں بول اٹھے تھے۔ کہ ہم خدا کے انصار ہیں۔ تو بنی اسرائیل
میں سے ایک گروہ ان پر ایمان لایا۔ اور ایک گروہ کافر رہا تو جو لوگ ایمان لائے
ہم نے ان کو ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد دی تو (آخر) وہی غالب رہے۔
اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے گروہ مرئیین سے خطاب فرمایا ہے کہ
اے ایماندارو خدا کے انصار بن جاؤ۔ خدا کے مددگار بن جاؤ۔ واضح رہے کہ
خداوند عالم غنی بالذات ہے۔ یعنی کہ اس کو کسی کی احتیاج نہیں ہے۔ لہذا خدا
وند عالم کا یہ فرمان کہ ایمان والوں خدا کے مددگار بنو۔ یہاں اس سے یہ مراد ہے

کہ جو بزرگان خاص خداوند عالم کی طرف ہدایت نوع انسانی کے لیے بھیجے گئے ہیں ان کی مدد کرو۔ پس نبی و امامؑ کی مدد کرنا یعنی اعلائے کلمۃ الحق میں ان کا ساتھ دینا خواہ مددگار کی جان باقی نہ رہے۔ مطلوب و پسندیدہ خداوند عالم ہے۔ اور ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی نے خدا کی مدد کی۔ اور عالم مثال میں خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ اور ان کے حواریوں کو پیش کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے دعوت نصرت دینے پر ان کے حواری بول اٹھے کہ ہم اللہ کی نصرت کے لیے تیار ہیں۔ اور چونکہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے انکار کیا وہ کافر ہو گئے اور بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا۔ پس خدا نے ان کی مدد کی کہ جو ایمان لے آئے تھے یہیں سے یہ اثر ثابت ہوتا ہے۔ کہ نبی و امامؑ جو ہادیانِ برحق ہیں اگر مدد کے لیے بلائیں تو ان کی مدد کرنا دلیل ایمان ہے اور ان کے استغاثہ پر لبیک نہ کہنا دلیل کفر ہے۔ اگرچہ بظاہر لبیک کہنے والا امت رسولؐ میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ خداوند عالم چونکہ صاحبِ قوت ہے۔ اَنْ تَوَاتَّ لِلّٰہِ۔

تمام قومیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ پس جس ضعیف و ناتواں کو وہ چاہے قوت دے سکتا ہے لہذا راہِ حق میں نصرت کرنا اللہ کی نصرت کرنا ہے واضح رہے کہ نصرت و مدد کی بہت صورتیں ہیں۔ مثلاً زبان سے مدد کرنا یہ نصرت قوی ہے۔ قلم سے مدد کرنا یہ بھی جہاد میں شامل ہے۔ تیغ و تلووار وغیرہ سے مدد کرنا یہ نصرت کی بہترین صورت ہے کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی راہِ خدا میں مارا جائے تو وہ زندہ جاوید ہے اسے مردہ نہ کہو۔ مردہ نہ سمجھو۔ پس یہ اکیہ مجیدہ درس دے رہی ہے۔ کہ صاحبانِ ایمان کو اولیاء اللہ کی مدد کرنی چاہیے اور جس قسم کی نصرت مطلوب ہو اس سے مدد کرنا لازمی ہے۔ اور

ایسے ہی مددگاروں کو قرآن مجید میں انصارِ خدا سے تعبیر دی گئی ہے حقیقت میں نبی و امام کی مدد کرنا اور ان کے استغاثہ پر لبیک کہنا ہی ہمارے ایمان کا امتحان ہے۔ اور اس میں جہاد بالانسان بھی شامل ہے۔ جہاد بالسیف بھی شامل ہے اور جہاد بالقلم بھی شامل ہے۔

لہذا ان تینوں صورتوں میں ناصرانِ امام حسین علیہ السلام انصارِ اللہ ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین اور اولیاء و ائمہ معصومین سب کے سب نے دینِ خدا کی اشاعت کی ہے اور دینِ خدا کی طرف سے ہے۔ پس انصارِ اللہ خدا میں با ایمان برحق سر فہرست ہیں۔ ان ہی کو خداوندِ عالم نے جنتِ اللہ سے بھی تعبیر فرمایا ہے۔ اگر تخریبِ شریعت ہو رہی ہے تو ہر صاحبِ ایمان پر فریق ہے کہ احیاءِ شریعت کے لیے نبی و رسول اور امام برحق کی مدد کرے۔ اور دین و شریعت کو زندہ رکھے سعادت کی موت مرنا بہتر ہے اس زندگی سے کہ انسان دیکھ رہا ہوں۔ کہ دین خدا بدلا جا رہا ہے۔ شریعت رسولؐ میں نقصیر کی جا رہی ہے۔ اور پھر بھی انسان مدونہ کرے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے بڑیا بن شیب سے فرمایا: يَا بَنْتِ شَيْبِ اِنْ سَرَّكَ اَنْ يَكُوْنَ لَكَ مِنَ التَّوَابِ مِثْلُ مَا لِمَنْ اسْتَشَدَّ مَعَ الْحُسَيْنِ فَقُلْ صَتِي مَا ذَكَرْتَهُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفَوْزَا فَوْزًا عَظِيمًا۔ یعنی کہ ارشاد فرمایا کہ اے ابنِ شیب اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں اصحاب و انصارِ امام حسینؑ کی برابرِ ثواب ملے جو کہ بلا میں امام مظلوم کے ساتھ شہید ہوئے ہیں تو تم شہداء کو بلا کو یاد کرتے وقت یہ کہادو۔

کاش میں حضراتِ شہداءؑ کو بلا علیہم السلام کے ساتھ ہوتا تو فوراً عظیم حاصل

کرنا۔ ایک دوسری حدیث میں سرور کائنات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص ہماری نصرت و یادری سے عاجز ہو اسے چاہئے کہ وہ ہر خانہ کے بعد ہمارے دشمنوں پر لعنت کرے۔ خداوند عالم اس کی آواز کی ثریا سے لے کر عرش تک جس قدر ملائکہ ہیں ان تک پہنچائے گا اور وہ سب کے سب اس کا ساتھ دیں گے۔ اور ملائکہ اس طرح اس میں اصناف کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی عَبْدِكَ هَذَا الْقَدَّ بَدَلًا صَافِي دُوسَعُهُ وَلَوْ قَدَّرَ عَلٰی اَكْثَرِ مَنْ هَذَا الْفَعْلَ۔ یعنی کہ خداوند اور رحمت نازل کر اس اپنے بندے پر کہ جو اس کے بس میں تھا۔ بجالایا۔ اگر اس کا زیادہ بس چلتا اور بھی زیادہ علی مظاہرہ کرتا۔ بس خداوند عالم کی طرف سے ندا آئے گی کہ اے میرے فرستوتو تمہاری دعائیں نے سنی اور قبول کی۔ اور اپنی رحمت اس کی طرف نازل کروں گا۔ اور اس کی برگزیدہ قرار دوں گا۔ یہ ہے شہیدان کو بلا کے ساتھ ہونے کی اور نصرت امام حسینؑ کرنے کی ارزو کا ثمر کہ خدا اپنے بندہ کو رحمت سے نوازتا ہے۔ نصرت دین الہی کرنے والوں میں سر فہرست آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے کہ جنہوں نے راہ خدا میں ایسا جہاد کیا جیسا کہ حق جہاد ہے۔ اور حضور پر زور کے ساتھ ان کے مجاہدین نے نصرت دین کی ہے۔ اگرچہ قوم کے ہاتھوں تکالیف اور اذیتیں اٹھائیں ہیں۔ اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ مَا اَذْوَحَ نَبَیِّیِّ مِثْلَ مَا اُذِیْتُ یعنی کہ جیسا ظلم اور جیسی اذیتیں مجھے دی گئی ہیں۔ کسی نبی کو ایسی اذیت نہیں پہنچی۔ آنحضرتؐ کے بعد جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام میں کہ جنہوں نے آنحضرتؐ کی اتباع میں زندگی پھر نصرت

دین الہی کی۔ کبھی تلوار کے ذریعہ، جہاد فی سبیل اللہ انجام دیا اور کبھی خموش رہ کر صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اور اپنا حق حاصل کرنے کے لیے تلوار نہ کھینچی اگر حضرت علیؑ کی نصرت اسلام کے شامل حال نہ ہوئی۔ تو اسلام سر بلند نہ ہوتا اور اگر علیؑ کی ضرر میں نہ ہوتی تو آوازہ تکبیر بلند نہ ہوتا۔ آپ کے بعد امام حسنؑ مجتبیٰ علیہ السلام نے نصرت خدا کی اور سرکشی ختم کرنے کی لیے صلح اختیار کی۔ روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی معاویہ ابن ابوسفیان سے صلح کرنا اتنا ہی مبغیٰ بر خیر تھا۔ کہ جیسے آفتاب برآمد ہوتا ہے تو سب ہی افادہ کرتے ہیں۔ آپ کی اس صلح نے اہل ایمان کو اموی قید و بند سے بچا لیا۔ لیکن امیر شام کی عہد شکنی نے اسلام کو دوبارہ معرض خطر میں ڈال دیا۔

اس دور میں اہل ایمان اور شیعیان اہلبیت طاہرینؑ پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ اس وقت ضرورت تھی کہ پروردہ آغوش رسالت تلوار یکف میدان میں آئے اور اسلام کو یزیدی دست بڑ سے محفوظ رکھے۔

چنانچہ حضرت امام حسنؑ مجتبیٰ علیہ السلام کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی حضرت خامس آل عبا، شاہ گلوں قبا حسین ابن علیؑ نے استغاثہ اسلام پر لیک کہی اور دین الہی کی نصرت کے لیے بھرے گھر اور بھری مجلس ایمانی کے ساتھ نکل آئے۔ اور اس شان سے دین الہی کی مدد کی کہ بہتر قربانیاں دے کر اپنے خون میں غلطان ہو کر انصار اللہ بن گئے۔ عین یاد ہے کہ حسینؑ کے جد اعلیٰ حضرت اسمعیل علیہ السلام قربان گاہ پر آرام کر کے فوج اللہ کہلائے اور حسینؑ فرزند رسول خدا فوج اللہ بھی ہیں۔ شہید راہ خدا بھی ہیں۔ محسن اسلام بھی ہیں

اور ناصر دین الہی بھی ہیں ساتھ ہی ساتھ مظلوم کربلا بھی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے: حسین متی وانا من الحسين۔ کہ حسین مجھ سے ہے۔ اور میں حسین سے ہوں۔ گویا نصرت دین خدا کرنے میں حسینؑ اور حسینؐ کے نام رسول خدا میں مماثلت ہے۔ اور بقاء دین اسلام کی خاطر امام حسینؑ نے اپنا سینہ تیغ و تبر کی سپرد کر گیا۔

سے شاہ مظلوم تیرا نام رہے گا باقی
ساتھ اس نام کے اسلام رہے گا باقی

قطب راوندی نے سند کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا امام نے اپنی شہادت سے پہلے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ میرے جد بزرگوار رسولؐ مختار نے مجھ سے فرمایا تھا کہ یا بُنَّیَّ اِنَّكَ سَتَسَاقُ اِلَى الْعِرَاقِ کہ لے فرزند علیل تو ایسا ہوگا کہ تجھے لوگ بسوسے عراق کھینچیں گے۔ اور ایسی زمین پر نقل ہوگا کہ جہاں انبیاء و مرسلین نے اذیت اٹھائی ہے۔

اے حسینؑ تو بھی شہید ہوگا۔ اور تیرے تمام اصحاب و انصار شہید ہو گئے۔ مگر وہ ایسے ہوں گے کہ وہ دہرے کی گرمی اور زخموں کی اذیت محسوس نہ کریں گے۔ امام علیہ السلام نے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:-

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ اِبْرَاهِيْمَ۔

(آیت ۷۶ سورۃ الانبیاء)

یعنی ہم نے کہا کہ اے آگ تو ٹھنڈک اور سلامتی بن ابراہیمؑ پر۔ پھر آپؑ نے اپنے اصحاب کو بشارت دی کہ اگر وہ لوگ ہم کو قتل کریں گے تو ہم پیغمبر خدا کی خدمت

میں پہنچیں گے۔ یہ سن کر حضرت کے اصحاب ویاور و انصار نے اس جانفشانی سے آپ کی نصرت کی کہ جس کی مثال رہتی دنیا تک نہیں ملے گی۔ تیر و تیر و تلواریں کھائیں اور جام شہادت نوش کیا اور ناصرانِ دین الہی میں نام ثبت کر گئے۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قبیلہٗ بخیلہ و فزارہ کے کچھ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ زہیر بن قین کے ساتھ حج کر کے مکہ سے روانہ ہوئے تھے اور قافلہٗ امام حسینؑ کے قریب پہنچ گئے تھے۔ مگر جس مقام پر امام حسین علیہ السلام قیام کرتے تھے۔ ہم وہاں سے دور بھرتے تھے۔ ایک روز ہم لوگ بیٹھے ہوئے کچھ کھا رہے تھے کہ ناگاہ ایک قاصد آیا اور سلام کرنے کے بعد کہا اے زہیر ابن قین آپ کو فرزند رسولؐ خدا بلاتے ہیں۔ یہ سن کر زہیر ابن قین اور ہم سب اس قدر گھبرائے کہ ہمارے ہاتھوں سے لقمے گر گئے۔ یہ دیکھ کر زوجہٗ زہیر ابن قین نے جن کا نام دیلم تھا کہا سبحان اللہ۔ فرزند رسولؐ خدا تم کو بلاتے ہیں اور تم بیٹھے ہو نہ زہیر ابن قین اپنی جگہ سے اٹھے اور قاصد کے ساتھ خدمتِ امام عالی مقام میں پہنچے چند لمحہ امام عالی مقام کے ساتھ گفتگو رہی وہاں سے واپس ہوئے تو بہت زیادہ مسرور و خندان تھے۔ اور اپنے خادموں کو حکم دیا کہ اپنا خیمہ بھی حضراتِ امام حسین کے خیمہ کے ساتھ نصب کرو۔ بعدہ آپ نے اپنی زوجہ سے کہا کہ میں نے حضرت امام حسینؑ کا ساتھ دینا ان کی نصرت کرتا ملے کر لیا ہے۔ بہتر ہے کہ تم اپنے اہل قبیلہ میں چلی جاؤ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تمہیں کوئی اذیت پہنچے وہ منہ یہ سن کر رونے لگی اور کہا اے زہیر تم فرزند رسولؐ خدا کی نصرت کے لیے جا رہے ہو اور مجھے جدا کر رہے ہو اَسْئَلُكَ اَنْ تَذْكُرْنِي فِي الْقِيَامَةِ عَمْدًا حَبِيبًا الْحُسَيْنِ۔ یعنی کہ اے زہیر ابن قین میری تم سے صرف یہ حاجت

ہے کہ جب تم روز قیامت پیغمبر اسلام کے نزدیک ہو تو مجھے یاد رکھنا اور میری سفارش حسینؑ کے نام سے کرنا جناب زہیر بن قین نے وعدہ کیا اور جو کچھ ساز و سامان تھا۔ وہ اس کو دے کر رخصت کیا اور ان کے چچا زاد کی نگرانی میں ان کو ان کے قبیلہ والوں میں بھیج دیا۔

حضرت زہیر بن قین کا خیمہ امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کے خیمہ کے ساتھ نصب ہوا اور زہیر حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ ہو کر دار در بلا ہوئے یہ جناب زہیر بن قین ہی تھے کہ آپ نے روز عاشوراء محرم جب امام حسین علیہ السلام نے نماز ظہر ادا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ مگر یزیدی فوج نے آپ کو نماز پڑھنے کی ہمت نہیں دی۔ تو سعید بن عبد اللہ حنفی اور زہیر بن قین حضرت امام حسینؑ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ امام حسین علیہ السلام نے نماز خوف تیروں کی بارش میں پڑھی فوج یزیدی کی طرف سے جو تیرا امام عاقل مقام کی طرف آتا تھا یہ دونوں جانباً آگے بڑھ کر تیر کو روکتے تھے اور سینہ سپر ہو جاتے تھے۔ امام حسینؑ نے نماز ختم کی۔ تو دونوں انصار دین خدا زمین پر گرے اور سعید بن عبد اللہ جان بحق ہو گئے اور زہیر نے امام حسین علیہ السلام سے اذان جہاد طلب کیا اور میدان میں پہنچے اور جڑ پڑھا۔

أَنَا زَهِيرٌ وَأَنَا ابْنُ قَيْنٍ أَرُوذُكُمْ بِالسَّيْفِ عَنْ حُسَيْنٍ
إِنَّا حُسَيْنًا أَحَدُ السَّبْطَيْنِ مِنْ عَتَرَةِ الْبَرِّ الْمَقِيِّ الزَّيْنِ
يَا لَيْتَ قَسْمِي قَسِمَتْ قَسَمَيْنِ

یعنی کہ میں زہیر ہوں میں قین کا فرزند ہوں۔ میں تلوار کے ذریعہ تم کو اپنے مولیٰ و آقا حسینؑ سے دور رکھوں گا یقیناً حسینؑ سبطین نبویؑ میں سے ایک

سبط ہیں یعنی سبط اکبر حسن مجتبیٰ ہیں اور سبط اصغر حضرت امام حسینؑ ہیں یہ نبی پاک کی عنترت طاہرہ ہیں۔ متقی وابرار ہیں۔ اے کاش میری روح دو حصہ ہوتے تاکہ میں دو طرفہ دشمنوں کو دفع کرتا ہوا انتہائی جذبہ نصرت ہے کہ جسے ریز میں زیر بن یقین نے پیش کیا ہے۔ بس رجز پڑھ کر فوج جفا کار پر حملہ آور ہوئے اور ایک سو بیس افراد کو واصل جہنم کیا۔ اس اثنا میں دشمنوں نے آپ کو گھیرے میں لے لیا آپ گھوڑے سے زمین پر گرے اور ان ملعونوں نے آپ کو شہید کیا امام حسینؑ نے اس دقت ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے زہیر فدا تم کو جو ارحمت میں جگہ دے تمہارے قاتلوں پر خدا لعنت کرے یہ

يَا حِبَا لَا مَالَتْ وَمَا كُنْتَ اَدْرِ قَبْلَ هَذَا اِنَّ الْجِبَالَ تَمِيلُ
يَا سَيُّوْنَا هَزَّتْ بَيَوْمِ صِدَامِ قَوْمَاهَا مِنَ الْخَطُوبِ خَلُولُ

اے اذوہ رنج و حسرت ان بزرگ سہیلوں پر کہ جو علم و علم میں کوہ صفت تھے اور امت رسولؐ کے ہاتھوں نشاء ظلم و ستم بنے اور شہید ہو گئے۔ اور حسرت ہے ان جوانوں پر کہ جو شجاعان عالم تھے اور انہوں نے اپنی تلواروں سے کفار اور دشمنان دین کو پارہ پارہ کیا۔

يَا غُصُونَا مِنْ دَرَجَةِ الْمَجْدِ بِالطَّفِ عَرَاهَا مِنَ الزَّمَانِ ذُبُوكِ
اے پاکیزہ شجرہ مقدسہ نورانیہ کی شاخوں کہ جو کہ بلا میں ہوا ہے ظلم و ستم سے شرمزدہ ہو گئیں۔ اور خشک ہو گئیں۔ یعنی کہ انصاران حسینؑ شہید کر دیئے گئے۔ اور کائنات ان کے غم میں سو گوار ہوئی۔

پس شریعت پنہیر خدا پر تاریکی کے بادل چھا گئے علوم معقول و منقول و رطہ حیرت میں پڑ گئے

قَلْبِكُمْ هُمْ عِيُونَُ الْمَعَالَى وَلِيَرَبِّهِمْ الْفَخَارُ إِلَّا الْاِثْمُ
وَلِيَبْكِبَهُمُ التَّلَاوَةُ وَالذِّكْرُ يُبْكِي التَّبِيحَ وَالتَّهْلِيلَ - ۱

پس ان پر گریہ کرنا چاہیے کہ جو صاحبان کمال و جمال تھے۔ ان کی زبانوں پر ہمیشہ ذکر الہی رہتا تھا۔ تسبیح و تقدیس الہی کا سیوہ تھا۔ وَبَيَّوْا الْمَنَازِلَ بِبِكْرِهِمْ الْخَيْلَ وَيُبْكِي سُمُّ الْمَقَارِ النُّعُولِ دِیَوْمِ النُّوَالِ یُبْكِيهِمُ الْوَفْدُ وَيُبْكِي الْمَعْرُوفُ وَالتَّقْصِيلُ یعنی کہ سزاوار ہے کہ میدان قتال و جدال میں کافروں کو قتل کریں۔ اور ان ناصران دین الہی کی شہادت پر جس قدر گریہ کریں کم ہے۔ کیونکہ انہوں نے جو قتال کیا ہے۔ وہ خوشنودی خدا اور رسولؐ میں ہے۔ ان کے دلوں میں محبت علیؑ و اولادِ راستہ تھی۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ شہید ہو گئے۔ تو معاویہ نے بعض دوستداران حضرت امیر المومنین کو ان کی محبت ترک کرنے پر مجبور کیا بعض کو تحفہ دلوایا بھیجے کہ طمع دینا میں اگر محبت علیؑ ترک کر دیں۔ اس نے ابو الاسود دہلی کو مختلف اقسام کا حلہ بھیجا۔ اور ان میں شہد از قسم منزع فرمایا تھا جب یہ تمام چیزیں ابو الاسود دہلی کو پہنچیں اور ان کو دی گئیں۔ اس وقت ان کی ایک دختر پانچ چھ سالہ بھی موجود تھی وہ دوڑتی ہوئی آئی اور وہ شہد ابو الاسود کے ہاتھ سے لے لیا وہ کھانا ہی چاہتے تھے۔ لڑکی نے کہا کہ بابا جان یہ مرست کھائیں اس میں زہر ہے۔ ابو الاسود نے کہا کہ شہد منزع فرمائیں تو تا اس لڑکی نے کہا اسے پدر کیا آپ نہیں جانتے کہ یہ پسر ہندہ نے بھیجا ہے کیونکہ ہم محبت علیؑ علیہ السلام رکھتے ہیں۔ اور مطلوبہ اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لڑکی نے کہا اے بابا شہد چونکہ معاویہ پسر ہندہ نے بھیجا ہے اس لیے کہ وہ ہمیں علی ابن ابی طالبؑ مرستے

کائنات سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے۔ لہذا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم دامن مولائے دو جہاں اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیں۔ اور اس کا تحضر اپنے استعمال میں لائیں بے شک دوستان اہلبیت اطہار کی ہی شان ہے کہ وہ اہل و عیال اور جان و مال سب مولائی راہ میں نثار کر دیتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت ہے کہ ہمارے جد حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے روز عاشورا کو محرم نماز صبح سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا:

اَشْهَدُ اَنْتَ قَدْ اَدَانَ فِي قَتْلِكَمْ يَا قَوْم۔

میں شہادت دیتا ہوں یعنی کہ خبر دیتا ہوں کہ تمہارا سب کا قتل ہونا مقدّر ہو گیا ہے کہ فضل ابن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت میثم تمار کہ جو اصحاب حیدر کرار سے تھے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر کوفہ میں ایک بازار سے گزر رہے تھے کہ دوسری جانب سے جناب حبیبیؓ نے میثم سے کہا کہ میں ایک بھاری بھر کم بوڑھے کو دیکھ رہا ہوں جسے محبت آل رسولؐ میں سولی دی جائے گی۔ اور اس کو تختہ دار پر چڑھایا جائے اور اس کا شکم چاک کیا جائے گا۔ حضرت میثم نے فرمایا کہ میں ایک سرخ و سفید بوڑھے کو دیکھ رہا ہوں جس کی دو زلفیں ہیں وہ نواسہ رسولؐ کی نصرت کو جانے گا اور قتل کیا جائے گا۔

پھر اس کا سر گھوڑے کی گردن میں لٹکایا جائے گا اور گھوڑے کی تیز رفتاری کی وجہ سے اس کا سر زمین پر ٹھوکھائے گا یہ باتیں کر کے دونوں حضرات اپنے اپنے راستہ پر چلے گئے۔ جو لوگ اس جگہ بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم نے ان سے زیادہ بھونٹ بونٹے والے نہیں دیکھے۔ ابھی یہ لوگ اسی قسم کی گفتگو کر رہے تھے کہ ایک طرف سے رشید ہجری آگئے۔ رشید ہجری رضی اللہ عنہ

محرم راز حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے آپ ان دونوں، بزرگواروں یعنی کہ حبیب ابن مظاہر اور میثم تمار کو بلائے آئے اور ان لوگوں سے کہ جو وہاں موجود تھے۔ ان کو دریافت کیا جواباً ان لوگوں نے کہا کہ وہ دونوں اس طرف سے گزرے ہیں تھوڑی دیر یہاں کھڑے رہے اور یہ باتیں کر کے چلے گئے۔ اس پر جناب رشید ہجری نے کہا کہ خدا رحمت کرے میثم تمار پر یہ کہنا بھول گئے کہ جو حبیب کا سر کاٹ کر لائے گا۔ اس کو انعام اور لوگوں سے ایک سو ہزار درہم زیادہ دیا جائے گا۔ جب رشید ہجری وہاں سے چلے گئے۔ تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ شخص ان دونوں سے بھی زیادہ دروغ گو ہے۔ پس تھوڑے دنوں کے بعد دیکھا کہ میثم تمار کو دروازہ عمرو بن حریش پر سولی دی گئی۔ ان کا شکم چاک کیا گیا۔ اور حبیب ابن مظاہر کہ بلا میں نصرت امام حسین علیہ السلام میں شہید ہوئے۔ اور ان کا سر پریدہ اطراف کوفہ میں پھرایا گیا۔ حبیب ابن مظاہر ان انصاران امام حسینؑ میں سے تھے کہ جو یادری و نصرت امام حسینؑ میں مثل کوہ آہن تھے لیکن حبیب وہ شہید ہو گئے تو ان کا کاٹا گیا۔ اور ان کے قاتل ملعون کے سر پریدہ کو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا۔ اور کوفہ کے بازاروں میں سربمارک کو تشہیر کیا۔ جیسے جیسے اس کا گھوڑا چلتا تھا ویسے ہی ویسے آپ کا سربمارک ٹھوکر کھاتا تھا۔

قطب راوندی حضرت امام زین العابدین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جس رات کی صبح کو میرے بابا شہید ہوئے میرے بابا نے اسی شب اپنے اصحاب و اعزاء کو جمع کر کے فرمایا۔ میرے دوستو میرے اصحاب تم سے بہتر اصحاب نہ میرے بابا کو ملے اور نہ میرے بابا کو ملے اور نہ ہی میرے بھائی حسنؑ کو ملے۔ میں

تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ یہ افواج یزید صرف میرے خون کی پیاسی ہے میں ضرور قتل کیا جاؤں گا۔ تم لوگ اس پردہ شب میں جدھر چاہو چلے جاؤ۔ میں تم سے اپنی بیعت اٹھائے لیتا ہوں۔ یہ سن کر تمام اصحاب و انصار و اعزاء نے کہا کہ
 وَاللّٰہِ لَا یَکُوْنُ ہٰذَا اَبَدًا۔ بخدا ایسا ہم ہرگز نہیں کریں گے کہ آپ کو زخمِ اعداء میں چھوڑ کر چلے جائیں۔ ہم آپ کی نصرت میں مریں گے تاکہ فوزِ عظیم حاصل ہو۔
 الحمد للہ الذی اَشْرَفْنَا بِالْقَتْلِ مَعَكَ۔

ہم خدا کی حمد و ثنا کرتے ہیں کہ آپ کے ہمراہ ہوں کہ جامِ شہادت پئیں گے یہ سن کر امام حسینؑ نے فرمایا اچھا تو ذرا آسمان کی طرف دیکھو۔ سب نے نگاہیں اٹھائیں تو ہر ایک نے جنت میں اپنا اپنا مقام دیکھ لیا۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ
 ہٰذَا مَئِزٌ لَّکَ یَا قُلَاتٍ۔ کہ اے شخص جنت میں یہ تیرا مقام ہے۔ اور یہ اور یہ فلاں شخص کا مقام اس طرح اپنے تمام انصار و اعزاء کو ان کے مقامات جنت دکھائے۔

بس پھر ہر ایک میں جذبہ شہادت ابھر آیا اور انگلیں پیدا ہو گئیں ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگا۔ اور سب کہنے لگے کہ یہ زندگی دوروزہ ہے۔ زندگی جاوید شہادت میں ہے اپنی جانیں دے کر جنابِ ابدی حاصل کریں گے۔ خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ
 لَّهُمُ الْجَنَّةُ ط (سورۃ التوبۃ آیت ۱۱)

اس میں شک ہی نہیں کہ خدا نے مومنین سے ان کی جانیں اور اموال اس بات پر خرید کر لی ہیں کہ ان کی قیمت ان کے لیے بہشت ہے۔ پس ان کو فدا دار

کا جان دینا یہ سبب ایمان کا علم اور یہ سبب مودۃ امام عالمی مقام تھا۔ وہ خوشنودی خدا و رسول خدا چاہتے تھے۔ نہ کہ حورو غلمان نہ باغ جنان۔ اور خود انصاران حبیبی نے فرمایا ہے کہ ہماری خوشی رضا و خدا و رسول خدا حاصل کرنے میں ہے اور رضا و خدا سب سے برگزیدہ والا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے وفاداروں اور انصاروں میں سے ایک عباس ابن شیبہ شاکری بھی ہیں۔ جو نہایت تیغ زن اور شجاع ترین تھے جب وہ حضرت کرنے کے لیے میدان قتال میں آئے تو زیدی فوج کے ربیع ابن تمیم نے ان کو پہچان لیا۔ اور اس نے اپنے ساتھیوں کو عباس ابن شیبہ کی بہادری کے لیے بارے میں آگاہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دیر تک کوئی شخص لشکر عمر ابن سعد سے ان کے لیے نہیں نکلا۔ اس پر عمر ابن سعد بد نہاد اپنے لشکروالوں کو سزائش کی مگر پھر بھی کوئی ان کے مقابلہ کو نہیں نکلا عمر ابن سعد ملعون نے حکم دیا کہ ان پر پتھر برساتے جائیں جناب عباس نے اپنی زہ اتار دی اور تلوار سے حکم کرتے ہوئے ان کی صفوں میں گھس گئے۔ فوج زیدی نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ہزاروں آدمیوں نے حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عباس کے قتل کا دعویٰ متعدد لوگوں نے کہا کہ میں نے قتل کیا دوسرا کہتا تھا۔ کہ میں نے قتل کیا ہے اس پر عمر ابن سعد بد نہاد نے یہ فیصلہ کیا کہ سب نے مل کر ان کو قتل کیا ہے۔ جس قدر بھی اصحاب امام حسین تھے سب ہی نے جان نثار کرنے میں سبقت کی ہے۔

آه فَاَكْمَمْنِ الْكِبَادَ مَحْرُوقَةً بِالظَّمَاةِ ! !

وَاجِدًا مَرْمَلَةً بِالذَّمَامِ وَكَمْ مِنْ كَرِيمٍ عَلَى السَّنَانِ

وَشَرِيفٍ بِسَامِ الْحُسَيْنِ الْهَوْنِ - فَوَا اسْفَاهُ عَلَى تِلْكَ

الافواء الیابسة من الطعام
والشيبات المضمومة من الماء
وراحق قلباہ علی تلك الحیت العاریا
والابدان المطروحة فی الفلوات
بنفسی نفوساً اوردت مودد التردی
وما بردت بالماء منها کبوا وها

میری روح اور جان ان نفوس قدسیہ یعنی انصار ان امام حسینؑ پر فدا ہو کر جو
ظالموں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے اور شہید ہوئے۔ اور وہ سوختے مگر دم نہاد
پانی بھی نہ پا سکے۔

بنفسی رؤساً سامیات علی القنا، کمثل ید و رؤوفتها سوادھا
ان سراہو بریدہ کے میں اور میری روح تیار کہ جو نیزوں پر بلند ہوئے تو وہ
شش ماہ تاب کے درخشاں تھے۔

بنفسی ونحوراً ادايدات علی التری - تارخ من جاری دماہما صیغیدھا
روح و جان من ان بریدہ گردنوں پر قربان کہ جو خون آلودہ زمین گرم پر پڑی
تھیں اور ان کے خون نے مٹی کو معطر کرایا تھا۔

مخصصة بالدم جباہا فیا طال لیلہ ما طال سجودھا
کہ ہمیشہ سجد و عبادت خدا میں رہتے تھے اگرچہ خون آلود میں مگر عبادت
خدا ہو رہی ہے۔

بنفسی جسوماً ترکض الحیل فوقھا - کان لم یطل من فوقھن صودھا
میری روح اور جان ان پر قربان ہو جائے۔ کہ دشمنوں کے گھوڑوں ان
کی لاشوں پر دوڑائے گئے۔ اور لاشیں پاٹمال ہو گئیں۔

ملا بساها ما بین اغیر فاتیمہ وأحمرقان قد کساہ صدیدھا
یعنی کہ بجائے کفن کے دو غبار حرم مطہر پر پڑی تھی۔ علاوہ اس کے خون میں غلطان

تھے گویا غنی کفن پہنے ہوئے تھے۔

مُخْبِرٌ عَلَيْهِ النَّاسِرَاتُ وَيُؤْكِهَا وَهَرَّاسُهَا وَحُشُّ الْفَلَاوِ سَوْدُهَا
ہوئے صحرائے ان پر چل رہی تھی اور صحرائی جانور لاشیں مبارک کی پاسبانی کر رہے تھے۔

بِنَفْسِي نِسَاءً كَانَتِ الشَّمْسُ لَابِيَا لَهْنٌ وَجُوهَاهُمْ تَدِي خُدُودَهَا
میری روح اور جان آپ پر قربان ہو۔ وہ مخدرات عصمت و طہارت کہ جن کے چہروں پر چشم آفتاب نہ پڑی تھی ان کے چہرہ اعدا و دین کے طمانچوں سے خون آلودہ ہو رہے تھے۔

لَهْنٌ مَقَالِيدُ الشَّاهِدِ مَقَامِعُ وَمَا قَبِيَّةُ الْقَوْمِ فَهِيَ عَقُودُهَا
آہ آہ دشمنوں کے تازیانوں سے ان کی پشت زخمی ہو رہی تھی۔ مقتدہ کی بجائے زنجیر کی گردن میں پڑی تھی رسن بستہ تھے۔

فَقِنْ مُبْلَغُ بِنْتِ الْبَتِّي بِنَاتُهَا تَسْبَ وَتَسْبِي ثُمَّ تَلِي جِدُودَهَا
یعنی کہ کون خبر کرے کہ دفتر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ان کی دختروں کو اعدائے دین نے اسیر کیا ہے اور ان کے باپ دادا پر لوگ سب و شتم کرتے ہیں
تَحَابُّ اَعْدَاؤها السُّنُورُ جَوَاسِرًا يَبْرِقُ لَهَا مِنْ ظِلِّهَا عَقُودُهَا
کہاں سے ناظمہ زہرا کہ وہ اپنی بیٹیوں کو اسیر و بکھیں دشمنوں نے ان کی چادریں سروں پر اتاری ہیں اور وہ نوحہ کن ہیں۔

بِنَاهَا السُّبُوفُ ضِبَافَةٌ عَلَى رِغْمِهَا فَوْقَ الرِّغَامِ رُقُودُهَا
کون بردے کہ آنحضرت کی بیٹیوں کی اولاد دشمنوں و سنان کہا ہے ہوئے زمین پر مارے جاتے ہیں۔

یعنی کہ ان کے سر باغ بریدہ نبی حرب و بنی امیہ کے لوگوں نے نیزوں پر بند کئے ہیں۔

وَإِنَّ ابْنَهُمَا السَّيَّادُ يَقْتَادُ صَاعِرًا حَقِيرًا اسیراً اتخذه قیودھا اور فرزند امام حسین علی زین العابدین کو اسیر کر کے حقارت خیز طریقہ سے لے جا رہے ہیں۔ جسم مبارک زخمی ہو گیا ہے۔ اگرچہ شہیدان کربلا اپنی جانیں نذر کر چکے ہیں۔ اور ملک جاوہر ان پہنچ گئے ہیں۔ اور خود حزب اللہ اور حزب اللہ بن گئے ہیں باپی انتم و اُمّی کے مصداق ہیں۔ یعنی کہ ہر ایک مومن و مومنہ ان پر اپنی جانیں قربان کرنے کا خواہش مند ہے۔ لیکن ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔ ہر شخص اس میدان جہاد میں ثابت قدم نہیں رہ سکتا مگر جس پر فضل خدا ہوا اور جسے خدا چاہے وہ اس سعادت کو حاصل کرتا ہے۔ تفسیر امام حسن علیہ السلام میں ہے۔ کہ جب حضرت امام حسینؑ دار و دروازہ معلیٰ ہوئے اور معرض امتحان میں پڑے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ان لوگوں کو صرف میرے سر کی عزت ہے۔ میں اپنی بیعت اٹھائے لیتا ہوں تم میں سے جس کا دل چاہے وہ اپنے قبیضہ کی طرف چلا جائے۔ میں یہاں قتل ہو جاؤں گا۔ یہ قوم جہاں کا صرف میری خواہش مند ہے۔ اے قوم میرا خدا میرا مددگار رہے۔ اور ہمیشہ عدلئے تعالیٰ نے میری اور میرے ابا و اجداد کی مدد فرمائی ہے۔ پس آپ کے شکر میں سے بہت لوگ چلے گئے۔ اور جو لوگ آپ کے اصحاب خاص تھے جو اقرباء تھے اور بھائی بھتیجے و بھانجے تھے وہ سب کہنے لگے کہ ہم ہرگز آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ آپ کی نصرت کریں گے اور جام شہادت نوش کریں گے اور آپ کی نصرت و یادری میں خوشنودی خدا و رسول ہے اس پر امام کا یہ مقام نے فرمایا کہ خدا نے

ہمیں جو کرامت و امامت عطا کی ہے وہ ہمارے امتحان سے مربوط ہے اور فرمایا کہ **وَاعْلَمُوا أَنَّ الدِّنْيَا خُلُوهَا وَصَرَّهَا خُلُومُهَا وَالْآبِيَاءُ فِي الْآخِرَةِ**۔ اور آگاہ رہو کہ دنیا کو بہنظر لہجہ اب سمجھو اور آخرت کو بیداری سمجھو۔ کتاب الیمون میں وارد ہوا ہے کہ سکینہ خاتون دختر امام حسینؑ قمراتی ہیں کہ ایک شب چاندنی پھیلی ہوئی تھی کہ ہمارے خیمہ کے عقب سے کسی کے رونے کی آواز آئی میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا۔ جب شب ختم ہوئی میں خیمہ سے باہر آئی میرا دل گواہی نہیں دے رہا تھا۔ میں نے جب خیمہ سے باہر قدم رکھا دیکھا کہ میرے پدر بزرگوار بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آپ کے اصحاب گردو پیش جمع ہیں۔ میں نے بابا جان کو یہ کہتے سنا کہ تم لوگ میرے پاس اس لیے آئے ہو کہ میں نے بیعت کر لی ہے۔ ایسے لوگوں پر کہ جو ان خیال کرتے ہیں شیطان غالب ہے۔ خدا سے دُرو۔

وَالْآنَ كَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَقْصُودٌ سَوًى قَتْلَى وَقَتْلٌ مِّنْ يِّجَاهِدُو
بَيْنَ يَدَيَّ وَسَبْحَىٰ حَرِيحِي يَعْدُ سَلْبُهُمْ۔

اب صورت حال یہ ہے کہ ان ملائین کی خواہش ہے کہ مجھے قتل کر دیں میرے اہل محرم کو ایسے کریں۔ ہمارے خیام کو غارت کریں۔ اور مجھے خوف ہے کہ ایامِ دگر یہ جانتے ہو یا نہیں جانتے ہو کہ ہم اہلبیت طاہرین کے ساتھ یہ مکرو فریب پیش آنا حرام ہے۔ اگر کوئی شخص ہماری یادری چاہتا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ رہے اور کسی کا دل چاہے وہ چلا جائے۔ اور جو ہمارے ساتھ رہے گا وہ جامِ شہادت نوش کرے گا اور جنت میں جگہ پائے گا۔ آگاہ رہو کہ مجھے میرے جد بزرگوار نے مجھے میرے جد بزرگوار نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ **وَلِكَيْ يَافِي الْحُسَيْنَ يَفْتُلُ**
بَطْفِ كَرْبَلَا عَرِيبًا وَحِيدًا عَطَشًا تَأْمَنُ نَصْرًا فَقَدْ نَصَرْتَنِي وَنَصْرُكَ لَدُنَّ الْقَائِمِ۔

یعنی کہ میرا فرزند حسینؑ کو بلا میں تشنہ دہن شہید ہوگا۔ غریب وبے کس ہوگا اور غریب وبے کس ہوگا اور جو شخص اس کی یادری کرے گا اس نے یقیناً میری نصرت و یادری کی تو میرا فرزند قائم الہدیٰ اس کی یادری کرے گا۔ اور جس کسی نے میری زبان بھی مدد کی تو قیامت میں وہ حزبِ ائمہ میں شامل ہوگا۔ جناب سکیئہ خاتون فرماتی ہیں۔ واللہ مَا اَتَمَّ کَلَامَهُ اِلَّا وَتَقَرَّرَ الْقَوْمُ مِنْ نَحْوِ عَشْرَةِ وَعَشْرَيْنَ۔ یعنی کہ بخدا کہ ابھی میرے بابا کا کلام تمام نہ ہوا تھا کہ لوگوں کا ایک گروہ اپنی جگہ سے اٹھا اور چونکہ وہ لوگ طمع دینا کے لیے جمع ہوئے تھے بابا کو چھوڑ کر چلے گئے صرف بہت قلیل لوگ ایسے تھے کہ جو بابا کے ہمراہ رہے اور انہوں نے اپنی وفاداری، جان نثاری کا یقین دلایا۔ پس جب کہ بابا نے یہ دیکھا تو رونے لگے اور آسمان کی طرف رخ کیا فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّہُمْ خَدَّوْنَا فَارْزُقْہُمْ

خدا یا ان لوگوں نے میری مدد نہیں کی تو ان کو چھوڑ دے ان کی دعاؤں کو قبول نہ کر۔ ان پر حق و قائم مسلط کر۔ اور ان کو میرے جبر کی شفاعت سے محروم رکھ۔ جناب سکیئہ فرماتی ہیں کہ میں غیمہ روتی ہوئی واپس آئی۔

میری پھوپھی اُم کلثومؑ نے دیکھا تو فرمایا کہ اے بیٹی سکیئہ کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو۔ میں نے واقعہ بیان کیا جسے سن کر اہلِ ہرم میں گریہ و زاری کی آوازیں بلند ہو گئیں۔

واحسیناہ واقلتہ ناصراہ۔

جب میرے بابا نے رونے کی آواز سن خیمہ میں تشریف لائے۔ فرمایا کہ آواز گریہ و بکا کیسی ہے۔ میری پھوپھی نے بابا جان سے کہا کہ اے برادر! میں مدینہ

پہنچا دیجئے:

فرمایا اے بہن ایسا کس طرح ہو سکتا ہے پھر کتاب ام کلثومؓ نے فرمایا کہ اے بھائی۔ اپنے جد و پدر و مادر کی شخصیت ان لوگوں کو یاد دلاؤ شاید کہ یہ قوم بھلا کاہ آپ کو پہچان سکے۔ آپ نے فرمایا۔ ذَکَرْتُمْ فَلَمْ يَدَّ كَرَّ وَاوَّ عَظَمَ فَلَمْ يَنْعَظُوا وَلَمْ يَسْمَعُوا قَوْلِي۔ یعنی کہ میں یہ سب کچھ ان کے گوش گزار کیا۔ اپنا اور اپنے ابا و اجداد کا تعارف کرایا۔ نصیحت کی مگر ان پر کوئی اثر نہیں ہوا انہوں نے میری کوئی بات سُن ہی نہیں اور مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ اب سوائے میرے قتل ہو جانے کے اور کوئی صورت نہیں رہی۔

وَلَا بُدَّ اَنْ تَرَوْنِي عَلَى الْثَرَى حَيْدٍ يَدًا۔

افسوس کہ اب کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ مگر یہ کہ خاک کربلا پر سو جاؤں۔ لیکن میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ صبر و تقویٰ کا دامن نہ چھوڑنا۔ جو میرا وعدہ ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔

شیخ مفیدؒ اور ابن طاووسؒ روایت کرتے ہیں کہ جب رات ہو گئی حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ حضرت سید سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں بیمار تھا۔ اٹھ نہیں سکتا تھا مگر بمشکل تمام میں ان کے نزدیک پہنچ گیا کہ دیکھو اصحاب کیا کرتے ہیں۔ اسی اثناء میں میرے بابا حسینؑ نے کلام کا آغاز کیا۔ اور حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا کہ:

فَاِنِّي لَا اَعْلَمُ اصْحَابًا اَوْفَى وَلَا خَيْرًا مِنْ اصْحَابِي وَلَا اَهْلَ بَيْتِ اَبْرَؤَ وَصَلٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي فَخِزْكُمْ اللهُ عَنِّي خَيْرًا۔

یقیناً کہ میرے اصحاب سے بہتر کسی کے اصحاب نہیں ہیں اور میرے

اہلبیتؑ سے نیکوتر کوئی اور نہیں ہے۔ خدا تم سب کو جزاء خیر دے۔ اور تم لوگ آگاہ رہو کہ تمہاری سب کی عمریں ایک دروازے زیادہ نہیں ہیں۔ میں تمہیں اس شب رخصت کرتا ہوں اور اپنی بیعت کو تم پر سے اٹھائے لیتا ہوں جس کا جس طرف دل چاہے چلا جائے۔

یہ تاریکی شب کو غنیمت جانو اور اندھیرے میں جو جانا چاہتا ہو وہ چلا جائے۔ وَلْيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِيَدِ رَجُلٍ مِنْكُمْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي وَتَفَرَّقُوا فِي سَوَادِ هَذِهِ اللَّيْلِ وَدَرَوْنِي وَهُوَ أَكْثَرُ الْقَوْمِ لَا يَرُونِ عَسْرِي یعنی کہ تم میں سے ہر ایک میرے اہلبیت کے مردوں کا ہاتھ پکڑے اور چلا جائے اور اس تاریکی شب میں جانے کا اور بھی اچھا موقعہ ہے کہ کوئی ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے گا۔ مجھے ان ستمگاروں میں رہتے دو یہ سب کے سب میرے قتل کے لیے جمع ہوئے ہیں۔

پس برادران و فرزندان، اور برادر زادگان اور اولاد عبدالمطلب بن حنفیہ نے ایک زبان یہ عرض کیا کہ اے آقا مومنی کہ خدا ہمیں وہ روز بد نہ کھلائے کہ ہم آپ کو نزع اعداؤ میں چھوڑ کر چلے جائیں اور ہم زندہ رہیں آپ شہید ہو جائیں۔ اولاد عقیل نے بھی فداکاری کا یقین دلایا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے لیے یہ کافی ہے کہ مسلم مارے گئے۔ ان کی شہادت تمہارے لیے کافی ہے میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ چلے جاؤ۔ برطیت عبدالمطلب بن مسلم نے جواباً عرض کیا کہ اگر ہم چلے جائیں تو لوگ ہمیں کیا کہیں گے کہ بزرگ خاندان کو تنہا چھوڑ کر چلے آئے۔ ہم ہرگز ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ ہم آپ پر اپنی جان نثار کریں گے عزیز و اقرباء کے اصحاب با وفانے اپنی جان نثاری کا یقین دلایا اور مسلم بن

عوجہ کھڑے ہوئے اور من کیا۔ نَحْنُ نَحْنُ لِيْكَ وَتَنْصُرْتُ عَنْكَ وَقَدْ
 اَخَاطَبُكَ هَذَا الْعَدُوَّ وَاَيَا - یعنی کہ ہم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے کہ آپ کو اس
 نوزہ اعداؤ میں چھوڑ کر چلے جائیں خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ ہم دشمنوں کو قتل کریں
 گے اور خود اپنے سینوں پر نیزہ کھائیں گے اور جب تک تلوار حیرے ہاتھ میں
 رہے گی آپ کے دشمنوں سے جنگ کروں گا۔ اور اگر میں شہید نہ ہوا تو صحرے
 پتھر لاکر دشمنوں کو ماروں گا۔ یہاں تک کہ شہید ہو جاؤں۔

آپ کے بعد سعید بن عید اشد کھڑے ہوئے۔ اور کہا کہ ہم ہرگز آپ سے
 جدا نہ ہوں گے تاکہ مجب و صیت پیغمبر ہم آپ کے ہم کاب رہیں۔
 اَمَّا وَاللّٰهُ لَوْ عَلِمْتُ اَنِّيْ اُقْتُلُ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُخْرَجُ ثُمَّ اُذْرٰى وَلِفْعَل
 ذَالِكْ بِيْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً مَا فَارَقْتُ۔ اگر تم قتل ہو جائیں اور پھر زندہ ہوں اور پھر
 ہمیں آگ میں جلا دیا جائے اور ستر مرتبہ ایسا ہی ہو کہ زندہ ہوں۔ اور قتل ہوں
 تب بھی ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ فَكَيْفَ وَ اَمَّا هٰى قَتَلَهُ وَاحِدٌ۔
 ہم کس لیے آپ سے ہاتھ کھینچ لیں کس طرح جداں اختیار کریں جب کہ ہمارے
 ہونے کے ایک دفعہ قتل ہوں گے اور دائمی سعادت حاصل کریں گے اس کے
 بعد نہیر بن قین کھڑے ہوئے اور کہا کہ اگر دنیا ہمارے لیے ہمیشہ باقی رہے تو
 بھی ہم شہادت حاصل کریں گے۔ زندگی چند روزہ ہے ہم دائمی حیات کے
 طالب ہیں۔

وَاللّٰهُ يَا بَنَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنِّيْ لَوَرَدْتُ اِنِّيْ قَتَلْتُ ثُمَّ نُسِرْتُ
 الْفِیْئَةُ وَاَنَّ اللّٰهَ بِيْ يُعْرِیْ لَكَ الْقَتْلَ عَنْكَ وَعَنْ هٰؤُلَاءِ
 الْفِیْئَةِ مِنْ اَخَوَاتِكَ وَاَهْلِ بَيْتِكَ۔

خدا کی قسم میں اس چیز کو دوست رکھتا ہوں کہ قتل ہو جائوں۔ اور پھر زندہ ہوں اور ہزار بار قتل ہوں اور زندہ ہوں تب بھی جاں نثار کروں گا۔ آپ کے دشمنوں سے جہاد کریں تاکہ آپ کے جد نامدار بروز قیامت ہماری شفاعت فرمائیں۔ چنانچہ جس قدر اصحاب غصے سب ہی نے امام حسین علیہ السلام کو اپنی اپنی جان نثاری کا یقین دلایا۔

سید ابن طاووس علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں کہ محمد بن بشیر حضری کو اطلاع ملی کہ ان کے فرزند کو روم میں ملکی سرحد پر قید کر لیا گیا ہے یہ سن کر انہوں نے کہا میں نہیں چاہتا کہ وہ قید ہو۔ امام حسینؑ نے جب ان کی بات سنی تو فرمایا کہ میں نے تم سے اپنی بیعت اٹھائی ہے۔ اس لئے تم پر روم کو فرماؤ تم اپنے فرزند کو رہائی دلانے کا انتظام کرو۔

پس یہ سن کر وہ کہنے لگے مولا مجھے جنگل کے درندہ پہاڑ کھائیں اور مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں کہ اگر میں آپ کے قدموں سے جدا ہوں۔ پس حضرت امام حسین علیہ السلام نے تقریباً کپڑوں کے پچاس قیمتی جوڑے جو ہزار دینار کے برابر تھے انہیں حفاظ فرمائے۔ اور فرمایا کہ انہیں بھیجو اور تاکہ تمہارا دوسرا بیٹا اپنے بھائی کی رہائی کا انتظام کر سکے۔

بروایت شیخ مفید حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ شب عاشوراء محرم حضرت امام حسین علیہ السلام نے اصحاب کو حکم دیا کہ اہل محرم کے خیام ایک دوسرے سے ملا کر لقب کئے جائیں۔ اور ایک خیمہ کی طناب دوسرے خیمہ کی طناب سے ملا دی گئی تاکہ راہ مسدود ہو جائے۔ پھر اپنے تمام خیموں کے گرد خندق تیار کرائی اور اس میں صحرا کے خشک خش و خاشاک اور لکڑیوں سے

پر کرادیا تھا تاکہ اگر دشمن بیک وقت حملہ کرے تو وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اور اپنے
فرزند علی اکبرؑ سے فرمایا کہ کچھ ساتھیوں کو لے جاؤ اور نہر فرات سے پانی لاؤ تاکہ
اسے ہم پئیں اور غسل کریں۔ اور لباس تبدیل کریں کہ یہ ہمارے کفن کی بجائے
ہے۔ افسوس کہ وہ لباس جو بجائے کفن پہنا تھا روزِ عاشورا تیروں تلواروں سے
سے چھلنی ہو گیا۔ خاک و خون میں بھر گیا۔ اور شہیدانِ کربلا کے لاشے عریان پڑے
ہوئے تھے۔

يَا بِي الْجِسْمِ الْعَارِيَّ عَلَى الثَّرَى مَا سَرُّهَا الْأَصْدَارُ عَارِيَّ
میرے پدر و مادرانِ جسدِ ہمارے پاکیزہ و مجروحِ پرندہ اہوں کہ جن پر کفن نہیں پڑا تھا
بلکہ کفن کی جگہ گرد و غبار پڑا تھا

يَا بِي الْجِسْمِ الصَّالِعَاتِ وَجِيدَةً مَا أَنَسَمَهَا إِلَّا وَحُوشٌ قَعَارٍ

میرے پدر و مادرانِ جسدِ ہائیں ان بدنہائے پاکیزہ پر جانورانِ وحشی ان کی
نگرانی کر رہے تھے۔ اور امامِ عالی مقام اور اصحابِ داعی نے نماز و تلاوت
تسبیح و تہلیل میں رات بھر بسر کی۔ اور امامِ حسینؑ کے خیموں سے
تسبیح کی یوں آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ جیسے کہ شہید کی مکھیوں کی گونج ہوتی ہے
ابنِ طاؤس کی روایت کے بموجب اس رات کے اندھیرے میں تیس آفرود افکار
عمرانِ سعد سے نکل کر امامِ حسینؑ کی خدمت میں آئے اور ان سب نے اپنی
فداکاری اور نصرت کا یقین دلایا۔ امامِ حسینؑ علیہ السلام گاہے عبادت کرتے
کبھی عورتوں اور بچوں کو تسلی دیتے اور کبھی آلاتِ حرب درست کرتے۔
اور کبھی نہ فکر لاحق ہوتی تھی کہ اہلِ حرمِ امیر ہو جائیں گے۔ اہلِ حرم پر یہ رات ایسی گزری
کہ کسی پر اس طرح نہ گزری ہوگی۔

لَيْلَةُ صَارَتْ صِيحَتَهَا بِدَاوُدَ آلَ رَسُولٍ فِي خُسْفٍ
خدا رات کو نورانی نہ کرے کیونکہ اس شب میں عترت رسول خدا کے ماہ
تاب جلالت متخف ہو گئے۔

لَا أَشْرَقَتْ شَمْسٌ يَوْمَ صَارَتْ عِدَّةً شَمُوشِ آلِ رَسُولِ اللَّهِ فِي كُسْفٍ
خدا آفتاب کو روز عاشورا اور روشنی نہ دے کہ اس کی صبح نمودار ہوتے ہی عترت
رسول خدا کے آفتاب رفعت و جلالت گہن میں آ گئے۔ اور تیروں تلواروں اور
نیروں کے زخم کہا کر زمین پر گر پڑے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عاشور کی شب مجھ پر مرض
کا سخت حملہ تھا۔ میری پھوپھی حضرت زینب علیا میری تیمارداری کر رہی تھیں۔ بابا
برابر کے خیمہ میں مصروف تیاری جہاد تھے اور زیر لب کچھ اشعار پڑھ رہے تھے
جو کہ یہ ہیں۔

يَا دَهْرَ أَفِّ لَكَ مِنْ خَلِيلٍ كَمْ لَكَ يَا لِأَشْرَافٍ وَالْأَصِيلِ
من صاحبِ وَطَالِبِ قَتِيلٍ وَالْذَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيلِ
وَأَمَّا الْأَمْرُ إِلَى الْجَلِيلِ وَكُلُّ سُحْحٍ سَأَلَ لَكَ سَبِيلِ

یعنی کہ اے زمانہ تو کیسا دوست ہے کہ ہر صبح و شام کس نہ کسی کو موت کی
نیند سلا دیتا ہے۔ مگر زمانہ کا جی کیا تصور کہ سب ہی کی بازگشت اشد کی طرف
ہے۔ اور ہر زندہ کے لیے ذائقہ موت، چھٹکنا لازمی امر ہے ہر زندہ یہ راستہ
اختیار کرے گا اور میں بھی اسی راستہ پر گامزن ہوں۔ جب میں نے ہاشم
اپنے پدر بزرگوار سے سنے تو مجھے یقین ہو گیا کہ بابا شہید ہو جائیں گے اس
خیال سے مجھ پر گریہ طاری ہو گیا مگر میں نے ضبط سے کام لیا کہ میری پھوپھی ماں

پریشان نہ ہوں۔ لیکن اس آشناؤ میں پھوپھی اماں کی توجہ جب ادھر ہوئی تو فوراً بہن
 پاؤ اس خیمہ میں گئیں کہ جہاں امام حسینؑ رونق افروز تھے۔ اور ان پر گریہ طاری
 ہو گیا۔ اور کہنے لگیں۔

وَ اَتَكْلَاهُ لَيْتَ الْمَوْتُ اَعَدَّ مَنَى الْحَيَاتِ مَا تَتَّ اُمِّي فَاطِمَةُ
 وَ اِنِّي عَلَيَّ وَ اخِي الْحَسَنِ يَا خَلِيقَةَ الْمَاضِي وَ شِمَالِ الْبَاقِي -

اے برادر حسینؑ کاش میں اس وقت ہی مر گئی ہوتی کہ جب میرے پردہ و مادر
 اور بھائی حسینؑ دینا سے رخصت ہوئے اور اب تم پشت و پناہ تھے۔ سو ہماری
 آس اب لوٹ گئی۔ تم بھی مرنے پر کمر بستہ ہو۔ امام حسینؑ کی آنکھوں میں آنسو
 بھرتے اور فرمایا۔ يَا اَخْتَالَا يُدْ هَبْنِي حِلْمِكَ الشَّيْطَانُ لِي خَوَافِ زَيْدٍ
 علم و بردباری کو برقرار رکھو۔ اے خواہر اُمّ تَرَكَ الْقَطَا لَسَامَ -
 یعنی اے بہن اگر تم مجھے چھوڑ سکتی ہو تو کم از کم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔
 حضرت زینبؑ نے فرمایا کہ اے بھیا اب کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ سوائے اس
 کے کہ میں گریہ و زاری کروں۔

پس آپ نے اپنے منہ پر طمانچہ مارے متعمر سر سے پھینک دیا۔ اور بیہوش
 ہو گئیں۔ امام حسینؑ سر ہانے موجود تھے آپ کی آنکھوں سے جب حضرت زینبؑ
 کے چہرہ پر آنسو گرے تو جناب زینبؑ نے آنکھیں کھولیں۔ امام علیہ السلام نے
 فرمایا اے بہن تم صابرہ کی بیٹی ہو صبر کرو صبر کرو۔

يَا اَخْتَاهُ اتَّقِي اللَّهَ وَ تَعَزِّيْ بِعِزِّ اللَّهِ وَ اعْلَمِي اَنَّ اَهْلَ
 الْاَرْضِ يَمُوتُوْنَ وَ اَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَبْقَوْنَ -

کہ اے بہن اللہ پر نگاہ رکھو۔ راضی برضائے خدا ہو اور اے بہن تمام اہل

زمین و آسمان کے لیے فنا ہے۔ بحرِ زان خدا کے سب ہی قانی ہیں۔ اور اے بہن جب میں شہید ہو جاؤں تو جہرہ پر تراش نہ ڈالنا۔ میرے کام لیندہ بابا جان نے بھوپھی اماں کو بھجا کر میرے پاس بٹھادیا۔

بعض روایات و احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ شب عاشورا و محرم امام حسین علیہ السلام آپ کے اہلِ محرم، آپ کی اولاد اور اعزاء و اصحاب میں سے کوئی خواستِ راحت نہیں ہوا۔ سب ہی رات بھر عبادتِ خدا کرتے رہے۔ کبھی امام حسینؑ کی غریبی کا تصور اصحاب کے پیشِ نظر تھا اور کبھی اپنی جان قربان کرنے کا تصور ہوتا تھا۔ سحر کے قریب حضرت امام حسینؑ پر غودگی طاری ہو گئی۔ پھر جب بیدار ہوئے تو اپنی بہن زینبؑ عاتقن سے فرمایا کہ اے بہن میں نے ابھی خواب میں دیکھا کہ رایتِ کانِ کلاباقتل شترت علیٰ التفتیشین یعنی کہ جواب میں دیکھا کہ بہت سے کوئٹے نے مجھ پر حملہ کیا ہے اور وہ مجھے قتل کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک پست بکرا لٹا ہے کہ وہ مجھ پر سخت حملہ کر رہا ہے پھر میں نے جدِ امجد حضرت رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ یا نبیؐ اَنْتَ شَهِيدٌ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَقَدْ اسْتَبَشَرْتُ اَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلَ الصُّفْرِ الْاَعْلٰی فَلْيَكُنْ اِنْفَارُكَ عِنْدَی الْاَلِیْلَةِ عَجَلٌ وَّلَا تُؤَخِّر۔

یعنی کہ اے فرزندِ مظلوم حسینؑ تم شہیدِ آلِ محمدؐ ہو۔ تمام اہلِ آسمان اور ساکنانِ عالم بالاتمہاری روحِ مقدس کے آنے پر فخر کریں گے۔ اور سب تمہارے انتظار میں ہیں کہ تمہارے ساتھ فاجرِ مشرک بھی کرے۔ اور اب کوثرِ نوشِ کرے اور فرشتے تیزخونِ آسمان پرے بائیں گے اے بہن یہ میرا خواب ہے اور قد اَنْفَ الامر وَاَقْتَرَبَ الرَّحِيلُ مِنْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَا شَكَّ فِیْ ذٰلِكَ۔

اے بہن میرا جامِ زندگی بربز ہو چکا ہے۔ اب چھلکنے کی دیر ہے اس سر لے
فانی سے میرے کوچ کا وقت قریب آگیا ہے۔ یہ ہی خواب جب آپ کے
اصحاب یا دفانے سنا معلوم کس قدر اندوہ و غم نے گھیرا ہو گا کیونکہ وہ حضرت
امام حسینؑ کی زندگی پر اپنی زندگیاں قربان کرنے والے تھے۔

الَيْلَةُ الْحَشْرُ لَا بَلَّ لَيْلٍ عَاشُورٍ انْفِثَّةُ الصُّورِ لَا يَلَّ ثَقُفُ مَصْدُورٍ
آیا شبِ عاشورا شبِ قیامت ہے کہ پریشانی اور گریہ و زاری برپا ہے۔
یہ شبِ قیامت نہیں ہے بلکہ شبِ عاشورا محرم جس کی صبح حسینؑ اور رفقاء
سین کے لیے پیغامِ قتال ہے۔

لَيْلٌ بِهِ خَسَفَتْ يَدُ الْهُدَى سُفَاً وَاصْبَحَ الدِّينُ فِيهِ كَاسُفُ التُّورِ
شبِ عاشورا ہدایت کا چاند خسف ہو گیا یعنی گہن لگ گیا۔ اور دینِ پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے نور ہو گیا۔ شریعتِ رسولؐ پر شرمزدہ ہو گئی جس
اسلام بے جان ہو گیا۔

يَوْمَ بِهِ ذَهَبَتْ أَبْنَاءُ فَاطِمَةَ لِلْبَيْنِ مَا بَيْنَ مَقْتُولٍ وَمَا تَوَدَّ

آج کی رات ہے کہ جس کے دن میں اولادِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
نیزہ و شمشیر و تیر و تیر کا نشانہ بنے گی۔

فَأَيُّ دَمْعٍ عَلَيْهِمْ غَيْرُ مُزِيلٍ وَأَيُّ قَلْبٍ عَلَيْهِمْ غَيْرُ مَفْطُورٍ

میں نہیں جانتا کہ کون سی آنکھ پونہ نہیں ہے یعنی کہ ہر ایک آنکھ میں
آنسو اُمڈ آئے ہیں۔ اور کون سادل ہے کہ جو اس غم میں نگا نہیں ہے۔

يَا وَدْعَةَ الطِّفْلِ خَلَدَتِ الْقُلُوبَ أَسَى كَأَنَّمَا كُلُّ يَوْمٍ يَوْمٌ عَاشُورَا
یعنی کہ لے واقف کرنا تو نے غمِ حسین کے دلوں کو تنگافہ کر دیا ہے اور تمام دنوں

کو روز مصیبت و حزن دملال بنا دیا ہے۔

يَا وَقْعَةَ الطِّفْلِ هَلْ تَدْرِيْنَ اَيَّ نَفْسٍ اَوْ قَعْتِهِ وَهَنْ تَعْقِدُ وَتَعْفِيْ

اے واقعہ کر بلا کیا تجھے خبر ہے کہ کیسے کیسے عالمِ مقامِ امامِ زادے اور پارہ جگر تجھ پر پارہ پارہ پڑے ہیں خاک و خون میں غلط ہیں۔

یہ حسین جگر گوشہ بتولؑ اور نواسہ رسولؐ ہیں کہ جوتیری زمین پر قتل ہوئے اور ان کی لاشیں بے گورد کھن پڑی ہے۔ اور کائنات ان کے غم میں رو رہی ہے۔

يَا تَاللهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ۔



سبیل سکینہ

حیدر آباد، پونٹ نمبر ۸-۷۱

پانچویں مجلس

واقعاتِ صبحِ عاشوراءِ محرم قبل از ظہر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اتَّانَا مِنْ رَحْمَتِهِ كِفْلَيْنِ وَانْعَمَ عَلَيْنَا
 مِنْ نِعْمَتِهِ قِسْمَيْنِ عَظِيمَيْنِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى كَاشِفِ
 الْأَسْرَارِ الْعَالَمِينَ الْمَقْصُودِ بِإِجَادِ الشَّائِنِ الْمَخْصُوصِ بِمَقَامِ
 قَابِ تَوْسِينِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ وَشَفِيعِ الْمَطَاعِ فِي الدَّارَيْنِ
 وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ الْمَصْطَفِيِّينَ وَأَوْصِيَائِهِ الْمَجْبُوبِينَ وَلَا سَيِّمًا عَلَى
 قُرَّةِ عَيْنِيهِ وَنُورِ بَصَرِيهِ الشَّهِيدِ الْمَقْتُولِ الْمُقْطُوعَةِ الْوُرُجَيْنِ
 الْحُجُوزِ وَالْوَرِيدَيْنِ الْمُعْفَرِ الْخَدَّيْنِ الْمَخْضَبِ الْجَبِينِ الْمَقْرُوعِ
 بِالشَّقِيقَيْنِ مُقْطُوعِ الْكَفَّيْنِ أَسِيرِ الْفَرَقَيْنِ غَرِيبِ الْعِرَاقَيْنِ
 الْمُبْعَدِ عَنِ الْحَرَمَيْنِ الظَّمْآنِ لَدَى التَّهْرِينِ ابْنِ الْأَذْتِ وَالْ
 الْعَيْنِ وَالْفِضَّةِ ابْنِ الذَّهْبَيْنِ وَالْكُوكَبِ ابْنِ الْقَمَرَيْنِ وَالْمُرْجَانِ
 الْخَارِجِ مِنَ الْبَحْرَيْنِ مَوْلِينَا أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ وَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى

قَاتِلِيهِ وَظَالِمِيهِ لَعْنَةُ مُسْتَمِرَّةٍ مَا اسْتَفِيدَتِ الْتَوْرُ مِنَ الْكُوكِبِينَ
وَمَا اسْتَقَامَ نِظَامُ الْعَالَمِينَ وَبَعْدَ فَقْدِ قَالِ سَجْنَهُ فِي كِتَابِهِ الْعَزِيزِ -
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ
مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

(آیت ۲۸ سورۃ الحديد)

یعنی کرے ایمان دارو خدا سے ڈرو۔ اور اس کے رسول (محمدؐ) پر ایمان لاؤ
تو خدا تم کو اپنی رحمت کے دو ٹکڑے ابر عطا فرمائے گا۔ اور تم کو ایسا نور عنایت
فرمائے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے۔ اور تم کو بخشش بھی دے گا اور خدا تو بڑا
بخشنے والا اور مہربان ہے۔

اس آیت مجیدہ میں خداوندِ عالم نے اہل ایمان سے خطاب فرماتے
ہوئے۔ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ خدا سے ڈرو رسول خدا محمدؐ بن عبد اللہ پر ایمان
لاؤ۔ اس کا صلہ یہ ہوگا کہ خدا اپنی رحمت کے دو ٹکڑے تم کو عطا کرے گا اور
اس کی روشنی میں تم چلو گے۔ یعنی کہ رحمت کے دو ٹکڑے دو نور کے ٹکڑے
میں جن کی ضیا باری میں روشنی پھیلے گی اور تاریکی دور ہوگی۔ یعنی یہ دینی پاس
نہ آئے گی۔ چنانچہ علی بن ابراہیم اور کلینیؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ کفیلین (دو ٹکڑے) سے حضرت
امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام مراد ہیں۔ خدا نے
ان دونوں کو رحمت کے دو ٹکڑے دو حصہ قرار دیا ہے۔ اور ان دونوں کے
ذریعہ بنی نوع انسان کو ہدایت ملے گی۔ اور اسی کی روشنی میں تم چلو گے یعنی کہ

دین ان ہی کے نقش قدم کا نام ہے۔ اگر ان سے دوری ہے تو دین نبویؐ سے دوری ہے۔ ایک روایات میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ نور سے حضرت علی مرتضیٰؑ اور آپ کی اولاد طاہرہ میں سے آئمہ ہدیٰ مراد ہیں۔ اور ان ہی کی معرفت دین ہے اس پر نجات منحصر ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: **نَحْنُ نُورٌ لِّمَنْ تَبِعَنَا وَهُدًى لِّمَنْ اهْتَدَىٰ بِنَا وَكَمْ يَكُنِي مَثَافِلَيْسَ مِنَ الْإِسْلَامِ فِي شَيْءٍ** یعنی کہ ہم اس کے لیے نور ہیں سراجاً منیراً ہیں جو ہماری اتباع کرے۔ اور ہم اس کے لیے راہ ہدایت یعنی صراط مستقیم ہیں جو ہم سے طالب ہدایت ہو۔ اور جو ہمارا مطیع و متقائد نہ ہو۔ فرمانبردار نہ ہو اسے اسلام سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

يَنَافِتِحُ اللَّهُ وَبِنَا خَتَمَ وَبِنَا اطْعَمَكُمْ غَشَبَ الْأَرْضِ وَبِنَا يُسَيِّدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ان تزلزلوا بنا ينزل الغيث من السماء یعنی کہ خداوند تعالیٰ نے ہم (آل محمدؐ) میں سے افتتاح کیا ہے اور ہم پر ختم کرے گا۔ ہمارے ہی سبب سے تمہیں زمین سے رزق ملتا ہے ہمارے ہی سبب سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ اور ہمارے ہی سبب سے بارشیں ہوتی ہیں۔ ابر و رحمت برستا ہے تو ہمارے سبب سے ہم تمہیں دریا میں غرق ہونے سے بچاتے ہیں ہم ہی قبر میں بھی مدد کو آتے ہیں۔

مَثَلُنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ مَثَلُ الْمَشْكُوتَةِ وَالْمَشْكُوتَةِ فِي الْقَنْدِيلِ نُورٌ عَلَى نُورٍ۔ یعنی کہ ہم وہ ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہماری مثال مشکوٰۃ سے دی ہے جو قندیل میں ہے اور نور پر نور ہے۔

وَالْمَصِيحُ مُحَمَّدٌ وَنُورٌ عَلَى نُورٍ عَلَى وَفَاطِمَةَ يَهْيَا لِي اللَّهُ مَن
يَشَاءُ يَهْدِي اللَّهُ يُولِي تَمَنَّا مَنْ يَشَاءُ

رسول اللہ ہیں اور نور علی نور سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں
اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے۔ ہماری ولایت کی طرف ہدایت فرماتا ہے
خدا نے ہمیں نور بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

فَقَحْنُ النَّجِّيَاءِ وَتَحْنُ نَقْبَاءِ وَتَحْنُ التَّوْرِ وَالضِّيَاءِ

یہ تمام چیزیں کہ ہم ہی شرفا و نقباء و نور ہیں تفسیر میں اس آیت مبارکہ کی
اللَّهُ وَتَحْنُ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَ
الَّذِينَ كَفَرُوا أُولِيَاءُ هُمُ الظَّالِمُونَ يُخْرِجُوهُمْ مِنَ النُّورِ
إِلَى الظُّلُمَاتِ (سورة البقرة آیت ۲۵۷)

ترجمہ :

خدا ان لوگوں کا سرپرست ہے جو ایمان لائے ہیں۔ انہیں گمراہی کی
تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لاتا ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر اختیار
کیا ہے۔ ان کے سرپرست شیطان ہیں کہ ان کو ایمان کی روشنی سے نکال
کر کفر کی تاریکیوں میں ڈال دیتے ہیں۔

اس آیت میں ولایت سے مراد ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں ائمہ ہدی
نے فرمایا کہ ظلمات سے مراد ائمہ جور کی ولایت ہے جنہیں خدا تعالیٰ نے
ظلمت فرمایا ہے اور نور سے مراد ہماری ولایت حقہ ہے۔ کلینی نے ابی خالد
کابلی سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت مجیدہ :

فَآمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الْكَافِي أَنْزَلْنَاهُ (سورة تغابن آیت ۱)

(تم خدا اور اس کے رسولؐ پر اور اس نور پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل کیا ہے)

نے فرمایا کہ اے خالد خدا کی قسم اس نے جس نور پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ وہ ہم ہی ہیں۔ یعنی کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی ذریت طیبہ میں ائمہ معصومین مراہوین۔ نُورُ اللَّهِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ يَا أَبَا خَالِدٍ نُورُ الْأِمَامِ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ نُورُهُ مِنَ الشَّمْسِ الْمُضِيَّةِ بِالنَّهَارِ۔ یعنی کہ اے ابو خالد نور امام مومنین و عارفین کے دلوں میں آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن ہے۔ بخدا ہمارا نور مومنین کے دلوں کو روشن کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ ائمہ معصومینؑ انوار الہیہ میں (از ترجمہ) پھر بھی مقصرین کہتے ہیں کہ ائمہ من باب المجاز نور ہیں۔ حالانکہ ان ذوات مقدسہ پر نور کا اطلاق من باب الحقیقت ہے،

چنانچہ اور بھی احادیث نور ہونے کے بارے میں وارد ہوتی ہیں جو آئمہ معصومینؑ کے نور ہونے پر مشاہد ہیں۔ اور ملائکہ بھی ان کے نور ہونے پر حیرت میں ہیں۔

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے کتاب اکمال الدین، علل الشرائع و مبون اخبار الرضا میں اپنی سند متصل کے ساتھ یہ نقل فرمایا ہے کہ امام رضا علیہ السلام اپنے اباہ طاہرین کے سلسلہ سدر سے حضرت امیر المومنینؑ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ فضل میں یا جبرئیل امین ارشاد فرمایا اے علیؑ پیغمبروں کو خدائے تعالیٰ نے ملائکہ پر فضیلت دی ہے اور مجھے تمام انبیاء و مرسلینؑ پر فضیلت عطا کی ہے

اور اے علیؑ میرے بعد فضیلت و کرامت و بزرگی تمہارے لئے ہے اور یہی درجہ
تمہارے بعد تمہاری اولاد طاہرہ کے ائمہ ہدی کے لیے ہے۔
وَأَنَّ الْمَلَائِكَةَ كُنُتْ أَمَنَّا وَخَدَّائِمْ مُحِبِّينَا۔

اے علیؑ ملائکہ ہمارے خدام ہیں اور ہمارے محبوبوں کے بھی خدام ہیں اور اے
علیؑ حاملان عرش اور وہ فرشتے جو اطراف میں ہیں وہ سب کے سب ان لوگوں
کے لیے دعاء مغفرت کرتے ہیں جو ہماری ولایت کو قبول کرتے ہیں اے علیؑ اگر
ہم نہ ہوتے تو آدمؑ و حوا پیدا نہ ہوتیں نہ زمین و آسمان ہوتا۔ پس ہم ملائکہ سے کیسے
افضل نہ ہوں جب کہ ملائکہ نے تسبیح و تہلیل و تہلیل و تہلیل الہی ہم سے سیکھی ہے
اسی لیے خدائے تعالیٰ نے سب سے پہلے ہماری ارواح کو خلق فرمایا پس
ہم نے توحید و حمد الہی سے اپنے نطق کا اظہار کیا۔ پھر جب ملائکہ نے ہمیں،
دیکھا تو خدا کی تسبیح و تہلیل بجالائے جو کہ ان کا وظیفہ ہے۔ ہماری ہی وجہ سے ہے
اور خدا کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور اے علیؑ جب میں معراج میں گیا
اور آسمان چہارم پر پہنچا تو بیت المعمور میں جبرئیل امین نے اذان و اقامت کہی
اور میری اقتداء میں شب فرشتوں نے نماز پڑھی لیکن میں کوئی فخر نہیں کرتا۔
پھر سدرۃ المنتہی پر پہنچ کر جبرئیل پھر گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ اگر میں ذرا بھی گے
بڑھوں تو میرے بال و پر جل جائیں۔

پس میں نے عالم الازار میں وہاں تک بندیاں جہاں تک خدائے چاہا۔
وہاں آواز آئی۔ یا محمدؐ یعنی اے محمدؐ میں نے آواز پر لبیک کہا یعنی لبیک و سعوک
کہا۔ آواز آئی تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں۔ پس میری یہ عبادت
کو اور مجھ ہی میرا بھروسہ نہ کر۔ لیکن تو میرے بندوں میں نور ہے۔ میرا رسول

اور میری محبت ہے میں نے تیرے لیے اور تیری پیروی کرنے والوں کے لیے جنت خلق کی ہے۔ اور تیری نافرمانی کرنے والوں کے لیے دوزخ بنایا ہے "یا محمد" اوصیاءک المکتوبون علی ساق العرش یعنی اے محمدؐ میں نے تیرے اوصیاء کے نام ساق عرش پر لکھے ہیں۔ میں نے جب ساق عرش پر نگاہ کی تو وہاں میرے بارہ اوصیاء کے نام حروف نورانی ہیں لکھے ہوئے دیکھے ان میں سے پہلے علی ابن ابی طالبؑ اور آخری مہدی قائم ہیں۔ میں نے عرض کیا پروردگار! یہ سب کے سب میرے وحی ہیں جواب ملا۔ یہ ہی تمہارے اوصیاء اور میرے اولیاء میں میری محبت ہیں۔ میری مخلوق پر میں ان ہی کے آخری ذریعہ کلمہ حق بلند کروں گا۔

(از مترجم اس حدیث مبارکہ حضرت امام العصر مہدیؑ القائم کی حیات واضح ہے) اس حدیث اور دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ یہ حضرت معصومین نور میں پس آئیہ کریمہ مذکورہ کی تفسیر و تاویل سی درست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے ذریعہ اہل ایمان کی ہدایت کرتا ہے۔

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے رسالہ توحید میں بسند خود روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ نحن الغاملون بامرہ والذاعون الی سبیلہ بتاعون اللہ وبتاعید اللہ نحون اکادلاء علی اللہ وتولانا ما عید اللہ۔ یعنی کہ ہم ہی اللہ تعالیٰ کے امر کے مطابق عمل کرتے والے ہیں اور اس کی طرف بلانے والے ہیں۔ ہمارے ہی ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہے۔ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کے حوالے سے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے کہ

ابو ہریرہ سے بطریق عام روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بہر تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کے واسطے کاندھے پر سناٹے تھے اور
بائیں کاندھے پر سینے تھے۔ آنحضرتؐ کبھی ان کو پیار بھی کرتے لوگوں نے دریافت
کیا کہ آپ ان کو دوست رکھتے ہیں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ مَنْ
أَحَبَّنَا فَقَدْ أَحَبَّنِي يَعْنِي کہ جو شخص ان سے محبت رکھتا ہے وہ مجھ سے
محبت کرتا ہے۔ نیز روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یَا أَسَدَ رُئُوسِ ثَمَرٍ
بَعْلَى رَاهُتَدَ يَتُّمُّ مَعْنٰی کہ تم لوگ میرے ذریعہ عذاب الہی سے ڈرائے
گیے اور علیؑ کے ذریعہ تم ہدایت پاؤ گے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت کی
إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ وَوَكَالِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ سورہ المرعد آیت ۷
یعنی اے رسولؐ تم تو صرف (خوف خدا سے) ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لیے
ایک ہدایت کرنے والا ہے۔ (از مترجم سائن مردویہ) ابن جریر اور ابونعیم نے بمعرفت

میں اور دینی، ابن عساکر اور ابن نجار نے روایت کی ہے کہ جب یہ آئمہ مذکورہ نازل ہوئی تو رسول اللہ نے اپنے ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھا اور فرمایا یعنی کہ میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

انت الہادی یا علیؑ بک یہتدی المہتدون

اے علیؑ تم ہی ہدایت کرنے والے ہو اور میرے بعد تمہارے ہی ذریعہ سے لوگ ہدایت پائیں گے۔ اور بعض روایات سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اس آیت کا مصداق دو آئمہ معصومین ہیں کہ یہ ہی آئمہ نہیٰ ہیں) پھر فرمایا کہ یا احسن اَعْطِیْتُكَ الْاِحْسَانَ یعنی کہ حسنؑ کے ذریعہ تم احسان پاؤ گے۔ و بالחסین تَسْعَدُونَ وَ بِہ تَشْقُونَ یعنی کہ حسینؑ کے ذریعہ نام سعادت پاؤ گے یا شقاوت میں مبتلا ہو گے۔

اَلَا وَ اِنَّمَا الْحُسَيْنُ بَابٌ مِنْ ابْوَابِ الْجَنَّةِ مَنْ عَائِدَ حَضَرَ
اللّٰهُ عَلَيْهِ رَاحَةُ الْجَنَّةِ -

یقیناً حسینؑ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔ یعنی کہ حسینؑ کی ہر ای جنت میں سے جائے گی جو شخص ان سے عداوت رکھے گا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ اقامہ عزاء اور بکاء علیؑ حسینؑ کی محبت کی نشانی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جواز روئے محبت زیارت امام حسینؑ کے لیے باہر قدم رکھنا ہے تو پہلے ہی قدم پر خدا اس کے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ پھر ہر قدم پر اس کی کرامت و سعادت میں اضافہ ہوتا ہے یہاں تک کہ جب وہ ضربِ اقدس تک پہنچتا ہے۔ تو حق تعالیٰ کی جانب سے

غیبی مذاق ہے۔ "میرے بندے جو کچھ مانگنا ہے میں تیری دعا کو مستجاب کروں گا۔"

کتاب کشف القمیں روایت ہے کہ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہلبیت، یعنی علیؑ و فاطمہؑ اور حسینؑ شریفین کے ساتھ رونق افروز تھے۔ اتنا گئے گفتگو میں آنحضرتؐ نے فرمایا۔

یا اهل بیتِ کیفَ لی بکم اذا کنتم صرعی و قبیحاً کشتی یعنی کرے میرے اہلبیت
میرا کیا حال ہوگا جب تم سب شہید ہو گے اور قبریٰ بھی دور دور ہوں گی۔ اس
وقت حضرت امام حسینؑ نے جو سب سے چھوٹے تھے دریافت کیا۔

يَا حَيُّ مَوْتُ مَوْتًا وَتُقْتَلُ قَتْلًا - ایا میں قتل کی صورت میں موت آئے
 گی۔ آنحضرت نے فرمایا: يَا بُنَيَّ تَقْتُلُ ظُلْمًا وَعُدُّوَانًا وَيُقْتَلُ
 يَا بُنَيَّ تَقْتُلُ ظُلْمًا وَعُدُّوَانًا وَيُقْتَلُ اَخْوَلُكَ ظُلْمًا وَعُدُّوَانًا
 وَتَشْرِدُ ذَرَارِيْكُمْ شَرْقًا وَعَرَبًا۔

آنحضرت نے فرمایا اے فرزند تم تو ظلم و جور سے قتل کیے جاؤ گے۔ اور
تنہا رہے جہاں کو بھی ظلم و جور سے نہر دیا جائے گا۔ اور تنہا ہی اولاد متفرق و جدا
ہو جائے گی۔ آپ نے پوچھا کہ مانا جان مجھے کون شہید کرے گا تو آنحضرت
نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک گروہ تمہیں قتل کرے گا۔ پھر سوال کیا آیا
آیا ہماری زیارت کے لیے لوگ آئیں گے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک
جماعت تمہاری زیارت کو آئے گی۔ اور وہ لوگ تم پر گریہ و زاری بھی کریں گے
اور خدا نے ان زائرین اور گریہ کرنے والوں کو بے حساب جنت میں
داخل فرما دے گا۔

ابن قولوب نے محمد ابن مسلم کے حوالے سے روایت کی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي زِيَارَةِ الْحُسَيْنِ مِنَ الْقَضَائِلِ لَدَلُّوا شَوْقًا وَتَقَطَّعَتْ أَنْفُسُهُمْ عَلَيْهِمْ حَسْرَاتٍ یعنی کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ زیارت امام حسینؑ میں کتنی فیصدت ہے۔ تو وہ شوق زیارت میں جان دینے لگیں۔ ابن مسلم نے کہا کہ اے مولیٰ زیارت کا ثواب بھی تو بیان فرمائے۔ امام علیہ السلام نے کہا کہ زیارت کرنے والے کے لیے ہزار حج اور ہزار عمرہ کا ثواب ہے اسے ہزار شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ ہزار روزے ہزار صدقہ مقبول، اور ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا ہوتا ہے۔ اور وہ اس سال ہر آفت اور خصوصاً انواء شیطانی سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر وہ اس سال مر جائے تو فرشتے اس کے غسل و کفن بن شریک ہوتے ہیں۔ اور اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ وہ خشار قبر سے بھی بچا رہتا ہے۔ اور تاحد نظر اس کی قبر میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔

قشار قبر اور منکر و نکیر کے خوف سے محفوظ ہوتا ہے۔ اور اس کی قبر میں ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے اور اس کا نام اعمال اس کے رہنے ہاتھ میں دیا جاتا ہے اور قیامت کے دن اس کا چہرہ نورانی ہوگا۔ اور ایک منادی ندا کرے گا۔

هَذَا أَمِنْ زَوَارِ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ شَوْقًا إِلَيْهِ۔

یہ مرد مومن ہے مزار حسینؑ کی زیارت کرنے والا ہے اور بڑے شوق والا کے ساتھ زیارت کرنے والا ہے۔ اس وقت لوگ کہیں گے کاش ہم بھی زائر ہوتے۔

داؤد ابن فرقد سے یہ سند معتبر روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ہر جمعہ کو زیارت قبر حسین کرتا ہے وہ دنیا سے اس طرح رخصت ہوگا کہ اس کی ہر تمنا پوری ہوگی اور آخرت میں وہ امام حسینؑ کے جوار میں ہوگا۔

مشہور شاعر و عل بن علی بن محمد خزاعی سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کر کے خراسان سے رے آیا۔ وہاں ایک شب اپنے حجرہ میں بیٹھا ہوا زیر لب اپنا مشہور و معروف قصیدہ پڑھ رہا تھا کہ دروازہ پر دستک ہوئی میں نے پوچھا کون ہے۔ اس نے کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں میں نے یہ سن کر دروازہ کھول دیا تو ایک نہایت ہیبت ناک شخص اندر آیا جس کو دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے۔ وہ ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا گھبراؤ نہیں میں تمہارا بھائی جن ہوں میں بھی اسی رات پیدا ہوا تھا کہ جس رات تم پیدا ہوئے اور میں تمہارے ساتھ میں تمہارے سن کو پہنچا ہوں میں تمہیں ایک حدیث سنانے آیا ہوں یہ حدیث تمہارے لیے باعث افتاء بصیرت ہوگی۔ پھر اس جن نے کہا کہ مجھے حضرت علیؑ ترضیٰ اسے سخت عداوت تھی۔ ایک شب میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ زیارت قبر امام حسینؑ کو جا رہے ہیں میں ان کو اذیت و نقصان پہنچانے کے لیے ان کے ساتھ ہو گیا۔ مگر میں نے دیکھا کہ ملائکہ ان کی حفاظت کر رہے تھے یہ دیکھ کر ایسا محسوس ہوا کہ میں گویا خواب سے بیدار ہو گیا ہوں۔ اور میں نے محسوس کیا کہ یہ ساری کرامت اس صاحب قبر کی ہے جو قبر میں شہید ہو گیا۔ میں بھی اس قافلہ والوں کے شامل ہو گیا۔ پھر میں حج کے لیے گیا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ کچھ لوگ ایک بزرگ ہستی کے

چاروں طرف جمع ہیں میں بھی ایک اعرابی کی شکل وہاں پہنچا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ آل رسولؐ ہیں چنانچہ میں سلام کے ان کے قریب بیٹھ گیا۔ مجھ سے انہوں نے فرمایا کہ مر جبالے اعرابی۔ تم نے اس رات کو کیا دیکھا جب تم کر بلا میں تھے۔

تم نے جو کچھ دیکھا وہ اس کرامت و شرف کی بنا پر ہے جو ہمیں خداے بزرگ و بزر نے عطا فرمایا ہے۔ میں نے عرض کیا فرزند رسولؐ خدا! خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے آپ کے دشمنوں میں سے نکال لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے طفیل میں میرے دل کو پاکیزہ کر دیا۔ یا بن رسولؐ! اللہ کوئی حدیث سنا ہے جو میرے اور میری قوم کے لیے تحفہ معرفت ہو۔ حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار محمدؐ باقر سے۔ اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار زین العابدین سے اور انہوں نے حضرت امام اپنے پدر بزرگوار حسین سے اور انہوں نے اپنے پدر عالیقدر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے علیؑ بہشت است اس وقت تک تمام انبیاء و مرسلینؑ پر حرام ہوگی۔ جب تک کہ میں بہشت میں داخل نہ ہو جاؤں اور تم اور تمہاری اولاد طاہرہ میں سے ائمہ معصومین میرے ساتھ داخل ہو گئے۔ اور تمام امتوں پر جنت حرام ہوگی جب تک کہ میری امت داخل جنت نہ ہو جائے۔ اور میری امت میں سے ہر اس شخص پر جنت حرام ہوگی جو تمہاری ولایت کا اقرار نہ کرتا ہو۔ وعلی کہتے ہیں کہ پھر اس شخص نے کہا یا دعبل خذھا فلن تسمع مثلھا من مثلی کہ تم اس حدیث

کو یاد کر لو۔ تم ایسی حدیث مجھ جیسے شخص سے پھر کبھی نہ سناؤ گے۔ میں نے یہ حدیث اس لیے سنائی ہے کہ تم میرے بھائی ہو۔ یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا اور نہ معلوم کہ وہ زمین میں سما گیا یا آسمان میں ابن قولویہؒ نے روایت کیا ہے کہ حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے قیامت میں کرام الہی اور شفاعت پیغمبر خدا نصیب ہو۔ پس اسے چاہیئے کہ وہ قبر حسینؑ کی زیارت کرے تاکہ روز قیامت اسے انفضال الہی سے حصہ ملے۔ اور دنیا میں بھی اس کے گناہ معاف ہو جائیں خواہ وہ ایک ہاؤصحر کی برابر ہوں۔ کیوں حسینؑ منظلوم اور ان کی اولاد اور اصحاب و اقرباء بڑے ظلم و ستم سے قتل کیے گئے ہیں۔ اور پیادے ہی شہید ہوئے ہیں۔ مولف کتاب فرماتے ہیں کہ اے شیعہ۔ ہم نے ثواب زیارت قبر حسینؑ جملہ درج کتاب کیا ہے۔ حالانکہ اس مضمون پر بہت زیادہ احادیث وارد ہوئی ہیں۔

حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر میں فضائل زیارت امام حسینؑ علیہ السلام بیان کرو تو لوگ حج بیت اللہؑ کرنا ترک کریں اور مکہ کا سفر اختیار نہ کریں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زیارت قبر امام حسینؑ کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ احادیث میں جو کچھ وارد ہوا ہے وہ یہ ہے کہ زیارت قبر امام حسینؑ بروز عرفہ کی جائے تو اس کا ثواب ہزار ہزار حج کی برابر ہے۔ اور حج بھی ایسا کہ جو حضرت امام العصرؑ مہدیؑ آخر الزمان کی معیت میں کیا ہو۔ اور ہزار ہزار عمرہ کا ثواب عطا ہوگا عمرہ وہ کہ جو رسول خداؐ کی معیت میں کیا ہو۔ ہزار ہزار بندوں کے آزاد کرنے کا ثواب، اور ہزار ہزار گھوڑے جہاد اسلامی میں دینے کا ثواب ملے گا۔ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس قدر ثواب عطا کرے گا۔

اور یہ رحمت بر سبب شہادت امام حسین ہے۔ ابو ہارون مکتوف سے مروی ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا امام علیہ السلام نے فرمایا سنا ہے کہ تم ہمارے جد مظلوم کا مرثیہ کہتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اے فرزند رسول! میں مرثیہ کہتا ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں بھی مرثیہ سناؤ۔ امام صادق آل محمدؑ نے جب اپنے جد مظلوم کی مصیبت سنی تو فرمایا: لَا كَمَا تَنْشُدُونَ وَ كَمَا تَرْتِيهِ عِنْدَ قَبْرِهِ یعنی یوں نہیں بلکہ اس طرح جیسے تم لوگ قبر امام حسینؑ کے پاس مجلس کرتے ہو اُسے مرثیہ پڑھتے ہو چنانچہ میں نے شروع کیا۔

أَمْرٌ عَلَى حِدَثِ الْحُسَيْنِ فَقُلْ لَا عَظْمَ الزَّكِيَّةِ -

میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام پر گریہ طاری ہو میں خوش ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اور پڑھو۔ پس میں نے یہ شعر پڑھی۔

يَا مَرْيَمُ قَوْمِي وَانْدَبِي مَوْلَاكِ وَعَلَى الْحُسَيْنِ فَاسْعِدِي بَيْتَاكِ
لے تم اٹھو اور آقا و مولا حسینؑ پر توجہ دزاری کرو۔ اور ان کی مصیبت پر رُو کر ان کی یادری کرو۔

پس جب کہ یہ شعر پڑھا تو امام علیہ السلام پر شدید گریہ طاری ہوا۔ اور آپ کے اطہر مہم میں صدائے گریہ بکا بلند ہوئی۔ جب گریہ کم ہوا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابی ہارون جو شخص مصائب امام حسینؑ میں ایک شعر کہے اور اس سے دس لوگوں کو دلائے تو اس کے لیے بہشت واجب ہے پھر آپ نے ایک ایک کم کرتے گئے۔ یہاں تک کہ فرمایا کسی ایک شخص کو بھی دلائے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کسی کے سامنے ہماری مصیبتوں کا ذکر ہو۔ اور اس کی آنکھ سے ایک آنسو بھی نکل آئے تو اس پر جہنم حرام ہے۔ مولف کتاب فرماتے ہیں کہ اے شیعوں تم ذرا غور کرو کون سا ظلم تھا۔ جو حضرت امام حسینؑ پر نہیں ہوا و احقر تا قلوب فاطمہ زہرا حسینؑ کی مصیبتوں سے پارہ پارہ ہو گیا۔ ہمارے دل کس طرح خوشی محسوس کر سکتے ہیں جب کہ ہمارے امام پیارے شہید ہوئے اور کر بلا کی زین پر لاش مبارک پڑی رہی۔ اور باغ رسالت کا گل ریحان پشمرده ہو گیا۔ خوشبو چمن میں پھیل گئی۔

أَمْ كَيْفَ أَفْرِشُ فَرَشًا وَهُوَ مَجْدَلٌ بِجَنْدَلٍ قَدْ عَلَا عَلَيَّ إِلَيْهِ عَوْلُ
أَهْ كُونِ سَابِئِ رَاحَتٍ بَحْجَا تَحَا كُونِ سَافِرِشٍ زِيَا تَحَا كُونِ سَاكِيَةٍ تَحَا حَالِ
یہ ہے۔ کہ سید الشہداء بروئے خاک پڑے ہوئے ہیں۔ اور بڑے بڑے
گھوڑے آپ کی لاش مبارک پر دوڑائے گئے۔
شَعْتُ تَزَايَ يَهْتَ الْعُجْفُ الْهَزَلِ۔

کیونکہ خوشبو نے نفیس میرے کام آئے جب کہ اہل عمر حسینؑ شتران بے
کجاہ پر سوار ہیں بال بکھرے ہوئے ہیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔
بِلَا وَطَاءٍ وَلَا سِتْرٍ يَحْلُلُهَا عَنِ أَعْيُنِ النَّاسِ إِلَّا الْحُزْنَ وَالنَّشَلِ۔
آہ امام حسینؑ کی بہنوں بیٹیوں کی قید کیا گیا۔ اور تماشا ٹی لوگ ان کو دیکھ
رہے تھے۔ پردہ داری کا کوئی انتظام نہ تھا۔ البتہ جامہ ہلے اندوہ و غم پہنے
ہوئے تھے جو پردہ پوشی کر رہے تھے۔

مَسْبِيَّةٌ مِثْلَ سَيْبِ الزَّرْدِ قَدْ قَلْبَتْ مِنْهَا الْقَلَائِدُ وَالْإِسَارُ وَالْحَبْلُ

یعنی کہ الہجرم کو مثل کفار اسیر کیا تھا۔ اور الہجرم کے زیورات لوٹ لئے۔
 سَوَاجِعًا كَحِمَامِ الْأَيْدِ نَارِيَّةٍ يَهْدِيْنَ شَبَّوْهَيْنَ الصَّغْرَ وَالْجَبَلَ.
 الہجرم حسینؑ نے بے کسی و مصیبت میں ایسے جگر سوز نائے گئے اور روئے
 کہ پتھر کے دل بھی ہوں تو وہ بھی شکاف سے ہو جائے۔ معلوم ملک نیلگوں کیوں گر
 پڑا معلوم نظام عالم کیوں نہ درجہ و پرہم ہو گیا۔ آسمان سے آگ کیوں نہ برسی۔
 پتھروں کی بارش کیوں نہ ہوئی۔ ابن قویہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
 سے روایت کرتے ہیں کہ جب حیرئیل امینؑ نے خدا کی طرف سے غیر شہادت
 امام حسینؑ آنحضرت کو پہنچائی۔ تو از جانب خدا حضرت رسول خداؐ نے امیر المومنین
 علی ابن ابی طالب کا ہاتھ اپنے ماتھے میں لیا۔ اور گوشہ تنہائی میں تشریف لے
 گئے۔ اور اس راز شہادت حضرت علیؑ پر ظاہر کیا اس وقت دونوں پر گریہ و بکا
 طاری ہوا۔ حیرئیل امینؑ نازل ہوئے۔ اور کہا کہ خداوند جلیل تم دونوں کو سلام کہتا
 ہے اور فرماتا ہے۔ کہ عَلَیْکُمَا لَمَّا صَبَرْتُمَا۔ یعنی کہ خدا قسم
 دیتا ہے۔ کہ تم دونوں اس مصیبت میں صبر کرو۔ پس نبیؐ و علیؑ نے صبر کیا۔
 ہاں صبر کیا اور اسی صبر کی وجہ سے ان کی رفعت شان میں چار چاند لگ گئے۔
 ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں صفین کی جانب سفر میں حضرت امیر المومنینؑ
 علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ جب آپؑ زمین پر کبلا پر وارد ہوئے
 تو آپؑ کے چہرہ مبارک کا رنگ فاقی ہو گیا اور آثار غم و رنج ظاہر ہوئے اور فرمایا
 کہ یہی وہ زمین ہے کہ جہاں ہمارا خون بہے گا۔ پھر آپؑ نے مقتل کی نشاندہی
 فرمائی اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ حضرت
 امیر المومنینؑ سے عرق کروں۔ مولائے کائنات آپؑ زمین پر کبلا پر روتے

روتے غش کر گئے۔ کیا حال ہوتا ہے آپ اگر حسینؑ اور اپنے تمام لازم نظر کو قتل ہوتے دیکھتے۔ آپ کیا کرتے۔

فَمَا يَنْ كَيْتُ بَنِي عَدْنَانَ وَاللَّهُ
أَمَادِرُ وَأَنْ تَحْرَأَ كَانَ يَلْتَمِهُ
أَيْنَ الْعَشَائِرِ أَيْنَ السَّادَةِ الْأَوَّلِ
فَمُ الرُّسُولِ بِسَيْفِ الشَّهْرِ مَبْدِلِ

کہاں تھے حیدر کرار اسد گردگار، غالب کل غالب شجاعان فریش کہاں تھے۔
سادات بنی ہاشم کہاں تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ گولے مبارک کہ
جس کے بوسے رسول خدا اپنے تھے شمر ملعون کی تلوار سے کٹ گیا۔

أَمَادِرُ وَإِنْ جَسَمًا كَانَ بِجَسَدِهِ
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ فَوْقَ الثَّرَبِ مَبْدِلُ
آیا نہیں جانتے کہ امام حسینؑ کی جو بہترین خلق اور برگزیدہ خلق کے دوش پر
سوار ہو کر تھے آج حسینؑ کی لاش خاک و خون میں غلطان زمین کر بلا پر
پڑی ہے۔

وَهَلْ دَرَوْا أَنَّ رَأْسًا قَدْ عَلَا
شَرَفًا عَلَى سَنَانِ أَحَقِّ الْكَعْبِ قَدْ حَقَلُوا
آیا جانتے ہو کہ یہ سر مبارک از روئے شرف و بزرگی اعلیٰ مراتب رکھتا ہے۔
وا حسرتا اب وہ نیزہ پر ہے۔

وَأَنَّ نِسْوَتَهُ أَسْرَىٰ بِلَاوِطَا
وَلَا قِتَابَ عَلَى الْاِفْتَابِ قَدْ حَمَلُوا
یعنی کہ خندرات شتران بے کجاوہ پر سوار ہیں۔

وَأَوَيْلَا لِلَّهِ كُفْرًا بَدُوْا سَعْدٍ فِي الثَّرَابِ دِي
وَأَنْجَمَ فِي عُرَاصِ الطُّفِّ قَدْ أَفْلَكُوا

خدا را غور کرو۔ اہلبیت رسول خدا کے اکثر ماہ صفت جوان گلے کٹائے ہوئے
زمین کر بلا پر ٹھہرے ہیں اور علیؑ عمران کے بہت سے ستارے میران کر بائیں

پڑے ہوتے ہیں اور وہ ظلم و ستم کی گھٹاؤں میں چھپ گئے ہیں۔
 وَكُمُوجُوهُ لَقَدْ اَبٰی مَحَاسِنَهَا حَرَّالْظَّمَاءِ وَحَرَّالْمَشْمَسِ وَالزَّوْبَلِ
 ان کے چہرے بہ سبب تشنگی اور بہ سبب تیش آفتاب مرجھا گئے تھے۔
 وَكُمُوجُوهُ عَلَى الْاِمَاحِ قَدَرَفَعَتْ وَمِنْ خَجِيعٍ دَمَاحَا شَيْبُهُمَا عَطَلَتْ
 ان کے سروں پر کس قدر خشکی پائی جاتی تھی کہ نيزوں پر بلند تھے۔ اور ان کی ریش
 باؤ مبارکہ ان کے خون سے رنگیں تھیں۔ شیخ مفید اور سید ابن طاووس اور محمد
 ابن ابی طالب موسوی رحمہ اللہ نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے کہ جب صبح
 عاشورا محرم نمودار ہوئی تو اس وقت آسمان سے کہ لے شکر خدا اَذْكَبُوا اَمْنِي
 اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ وقت جہاد آگیا۔ اور ادھر حضرت امام حسین
 علیہ السلام نے اصحاب سے فرمایا کہ فریضہ سحر ادا کرنے کے لیے جمع ہو جائیں
 اور بجائے وضو تیمم کر لو۔ سب نے خاک کر بلا پر تیمم کیا۔ کچھ اس طرح غازیوں نے
 خاک کر بلا پر اپنے ہاتھ مس کئے کہ زمین کر بلا کی خاک، خاک پاک ہو گئی حضرت
 علی اکبرؑ نے بہ لحن و اودی اذان دی اور امام عالم مقام کی اقتداء میں اصحاب نے
 نماز صبح ادا کی۔ جب نماز تمام ہو گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ آج کے ان میرے
 فرزند علی زین العابدین کے علاوہ ہم سب قتل ہو جائیں گے اور اس دار دنیا سے
 بطرف عالم بقا چلے جائیں گے۔ پس آپ نے حکم دیا کہ سب کے سب اسلحہ
 جگ سے آراستہ ہو جائیں تمام اصحاب دیاور و انصار نے اسلحہ جنگ لگائے
 اور آمادہ جہاد ہوئے۔

شیخ مفیدؒ کی روایت کے مطابق امام حسینؑ کے ساتھ تیس سو اور
 چالیس پیادہ، اصحاب و انصار تھے۔ ان میں آپ کے اعزاء بھی شامل ہیں مگر

ابن طاووس کی روایت کے مطابق جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ پتیلینس کسوار اور ایک سو پیاوہ حضرت امام حسین کے ساتھ تھے اور صاحب مناقب کی روایت کے مطابق لشکر امام حسین میں کل بیاسی افراد تھے۔ انجناب نے زہیر بن قین کو مہینہ اور حبیب ابن مظاہر کو میسرہ کا سردار بنایا۔ اور علم لشکر حق حضرت عباس ابن علیؓ کو دیا کچھ اس شان سے علمدار شکر بنایا کہ صبح قیامت تک علمدار کی شکر کے لیے عباس علمدار کا نام لیا جائے گا۔ امام حسینؑ نے شب عاشورا کو اپنے خیام کے ارد گرد خندق کھدوائی تھی اور اسے صحرا کے خش و خاشاک سے پر کر دیا تھا۔ صبح کو اس میں آگ دے دی گئی تاکہ دشمن کا لشکر خندق پار کر کے خیام ناراج نہ کر سکے۔ اور دشمن کو حملہ کرنے کا ایک ہی طرف سے موقع ملے اور اس کا دفاع عمل میں آ سکے۔

ادھر عمر ابن سعد ملعون نے اپنے لشکر باطل کو ترتیب دیا۔ شر بن ذی الجوشن کو میسرہ کا سردار اور عمرو بن ججاج مہینہ کا سردار بنایا۔ اور اس بد نہاد نے اپنے لشکر کا علم اپنے غلام درید کو دیا گویا اے لشکر زبون شعار کا سردار بنایا شیت ابن ربیع کو پیاوہ لشکر کا سردار مقرر کیا اور ابو ایوب غنوی کو سواروں کا سالار بنایا۔ محمد بن شدت کو تیر اندازوں کا اور عمر ابن حبیب کو سنگ باری کرنے والوں کا امیر مقرر کیا۔ اور روز عاشورا بوقت چاشت سب سے پہلا تیر عمر ابن سعد ملعون نے امام حسینؑ کی طرف رہا کیا۔ لشکر عمر ابن سعد نے خیام امام حسینؑ پر حملہ کرنے کے لیے سبقت کی اور اس طرف بڑھے دیکھا کہ خیام کے ارد گرد خندق ہے اور اس میں آگ روشن کی گئی ہے۔

ابن نمار روایت کرتے ہیں کہ زیدی لشکر سے ایک شخص صفوں سے باہر

نکلا اور اس نے پکار کے کہا حسین کہاں ہیں امام عالی مقام نے فرمایا کہ تو کون ہے اس نے اپنا نام محمد بن اشعث بتایا۔ آپ نے فرمایا تو ہمیں آتش جہنم کی بشارت ہو۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ بَلْ أَبْشِرُ بِرَبِّ رَحِيمٍ وَشَفِيعٍ مُطَاعٍ۔ یعنی میں تو خدائے رحمن و رحیم و کریم کی طرف جاؤں گا۔ جہنم تیرے لیے ہے۔

أَبْشِرْ بِالنَّارِ تَرُدُّهَا السَّاعَةَ۔ یعنی کہ تجھے جہنم کی اس دم بشارت ہو۔ یہ کہہ کر امام حسین علیہ السلام نے اس ملعون کے لیے بارگاہِ خدا میں عرض کیا کہ پروردگار اس ملعون کو آتش جہنم کا دھڑہ چھکارا اور دنیا میں بھی آگ میں جلا دیا۔ تاکہ اس ملعون کا گھوڑا بھڑکا اور وہ گھوڑے سے گرا مگر اس کا پاؤں رکاب میں پھنسا رہا کچھ دور تک گھوڑا اسے زمین پر گھسیٹا رہا یہاں تک کہ خندق کی آگ میں وہ گرا اور جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ اس وقت شمر ملعون نے کہا کہ اے حسین تم نے آخرت کی آگ سے پہلے ہی دنیاوی آگ اختیار کر لی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ذلیل عورت کہہ سحر جہنم کی آگ تیرے لیے ہے نہ کہ ہمارے لیے حضرت مسلم ابن عوسجہ جو ایک کہہ مشق تیرا انداز تھے۔ امام حسینؑ سے عرض کیا مولیٰ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ایک ہی تیر میں اس ملعون کا خاتمہ کر دوں لیکن آپ نے فرمایا اے مسلم ابن عوسجہ میں اپنی طرف سے جنگ میں ابتداء کرنا نہیں چاہتا۔ شمر ملعون وہاں سے چھپنے کی طرف ہٹ گیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ

رَأَيْتُ كَلْبًا ابْقَعَ يَلْعَقُ فِي دُمَاءِ أَهْلِ بَيْتِي۔

یعنی کہ میں نے دیکھا کہ ایک ابلق یعنی چیت کبرکتا ہے۔ جو میرے اہلبیت کا خون پی رہا ہے۔ اور کچھ کہتے ہیں کہ جو چھ پر حملہ آور میں۔ آپ نے شمر ملعون سے

فرمایا کہ وہ سگ ابلق تو ہی ہے کہ جو مجھے قتل کرے گا۔ مسلم ابن عوسجہ نے چاہا کہ اس پر تیر برسائیں مگر امام عالی مقام نے اجازت نہ دی پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے بُریر ابن خضیر ہمدانی سے جو مشہور و معروف عالم دین اور زاهد تھے فرمایا کہ جاؤ اور ان لوگوں کے نصیحت کرو کہ ان پر ابھی طرح اتمام حجت ہو جائے۔ بُریر بن خضیر ہمدانی میدان میں آئے اور انہوں نے اہل کوفہ سے خطاب فرمایا اے لوگو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نے فرزند رسولؐ کا محاصرہ کیا ہے اور ان کو مظلوم بنا دیا ہے۔ اور تم ان کی مدد نہیں کرتے۔ تم نے ان پر اور ان کے اہل محرم اور بچوں پر پانی بھی بند کر دیا ہے۔ وہ اس طرح نصیحت کر رہے۔ مگر وہ درندہ صفت ان کی باتوں کا مذاق اڑاتے رہے۔ اور وہ بدشوار کہنے لگے کہ ہم تو کچھ بھی نہیں سمجھے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ حضرت بُریرؓ نے ان پر نفرس کی اور امام عالی مقام کی خدمت میں واپس آکر سارا واقعہ بیان کیا۔ اس وقت امام حسین علیہ السلام نے اپنا گھوڑا امرتھجرامی طلب کیا۔ اور اپنے نانا کی زرہ زیب تن فرمائی۔ عمامہ سر پر رکھا۔ اور تلوار کمر میں لٹکا کر گھوڑے پر سوار ہوئے میدان میں پہنچے تو زبیدی لشکر نے چاروں طرف سے امام عالی مقام کو اپنے محاصرہ میں لے لیا حضرت امام حسین علیہ السلام نے بلند آواز سے فرمایا

وَلَيْكُم مَّا لَكُمْ اَنْ تَنْصِبُوْا اِلَيَّ فَتَسْمَعُوْا قَوْلِيْ وَ اَتَاكُمْ اَدْعُوْكُمْ اِلَى سَبِيْلِ الْاِسْلَامِ

یعنی کہ امام علیہ السلام نے فرمایا اے تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم میری بات بھی نہیں سنتے حالانکہ میں تمہیں ہدایت کے راستہ کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تم میری اطاعت کر دو گے۔ تو یقیناً تمہارا ہی سے بچ جاؤ گے۔ جب امام حسینؑ نے ان اشیاء کو سرزنش کی تو وہ متوجہ ہوئے پھر امام حسین علیہ السلام نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا اور حمد و ثناء درود و سلام کے بعد فرمایا: يَا اَهْلَ الْعِرَاقِ

کہ اہل عراق فَاَنْسَوْنِي وَاَنْظُرُوا مَن اَنَا نَسَبٌ۔ اے لوگو دیکھو میرے نسبت پر غور کرو۔ اور سوچو میں کون ہوں کیا میں تمہارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ کا نواسہ نہیں ہوں۔ کیا میں علی مرتضیٰ کا فرزند نہیں ہوں۔ کیا حمزہ سید الشہداء میرے دادا نہیں ہیں۔ اور کیا جعفر طیار ذوالجناحین میرے چچا نہیں ہیں۔ کیا تمہیں میرے اور میرے بھائی محسنؑ کے بارے میں رسول خدا کا یہ ارشاد فرمایا یا نہیں رہا کہ فرمایا الحسنؑ وواالحسینؑ سید شباب اہل الجنۃ اگر تمہیں یقین نہ آئے تو اصحاب رسول خدا آجا پر بن عبد اللہ انصاری، ابو سعید خدری، سہیل ابن سعد ساعدی زید ابن ارقم اور انس بن مالک سے پوچھ لو۔ وہ میری تصدیق کریں گے۔ بخدا اشرفی و مغرب میں اب میرے سوا کوئی اور فرزند رسول نہیں ہے۔ کیا میں نے تمہارا مال چھین لیا ہے۔ کیا میں نے تمہارے کسی آدمی کو قتل کیا ہے کیا میں نے سنت رسول خدا بدل دی ہے۔ آخر تم لوگ میرا خون بہانے کے لیے کیوں اکٹھے ہو گئے۔ میرا خون پھانسیوں جائز سمجھتے ہو۔ حالانکہ میں اپنے ناما کے دین دین پر قائم ہوں اور دین خدا کا محافظ ہوں۔

اَحَلَّكَ مَا قَدْ حَرَّمَ الظُّهْرُ اَحْمَدُ اَحَرَّصَتْ مَا قَدْ كَانَ قَبْلَ حَلَالِ۔

آیا میں نے حلال محمد کو حرام کر دیا ہے کہ ہم میرا خون بہانا حلال سمجھتے ہو۔ اور مجھے قتل کرتے ہو۔ ہر چند ان بد شعار لوگوں نے تحفت اٹھائی مگر قتل امام حسینؑ سے ہاتھ نہیں اٹھایا۔ امام حسینؑ نے یہ بھی فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے میرے پدر بزرگوار ساقی کو شہید نہیں اور لواء محمدان ہی کے ہاتھ میں ہو گا ان ہی کے پرانے پر پل صراط سے لوگ گزر سکیں گے۔ اس اثنائیں المنہر میں اور بچوں کے رونے کی آوازیں آپ کے گوش رس ہوئیں آپ نے حضرت علی اکبرؑ اور حضرت

جیسا اس سے فرمایا کہ ان کو خاموش کر دو۔ ابھی تو بہت رونا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن شہادت کریں حضرت علی اکبرؑ اور حضرت جیسا اس نے ابھرم کو تلقین صبر کی اور امام کا پیغام دیا کہ گریہ وزاری نہ کرو۔

ابھرم خاموش ہو گئے۔ اور ادھر امام حسین علیہ السلام اس قوم جفا کار سے بھر مخاطب ہوئے اور فرمایا اپنے ظلم و ستم سے ہاتھ روک لو۔ بروایت شیخ مصنف ث کہ عمر ابن سعد خاموش ہو گیا۔ آپ نے باوازن بلند فرمایا کہ اے شہید ابن ربیع یا جاز بن بحیرہ یا قیس بن اشعث یا یزید بن الحارث کیا تم لوگوں نے مجھے خطوط نہیں لکھے تھے کہ کو فہ تشریف لائیٹ۔ اب میں موجود ہوں تو تم نے ظلم و ستم شروع کر دیا۔ قیس ابن اشعث ملعون نے کہا کہ آپ ابن زیاد کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ آپ نے فرمایا: لَا وَاللّٰهِ لَا أُعْطِيْكُمْ بِيَدِيْ اَعْطَاءَ الذَّلِيْلِ وَلَا اَقْرَبَ لَكُمْ اَقْرَارَ الْعَبِيدِ۔

آپ نے فرمایا نہیں۔ خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہوگا کہ میں تمہارے ہاتھوں میں اپنے کو ذیلیوں کی طرح حوالہ کروں۔ میں ہرگز تمہارے سامنے نہیں جھک سکتا۔ يَا عِبَادِ اللّٰهِ اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْا۔ اَعُوْذُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مَتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ یعنی اے لوگو میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس متکبر کے خلاف جو یوم حساب پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ عمر ابن سعد کہاں ہے اس کو طلب کیا۔ وہ آیا حالانکہ وہ آپ کے سامنے آنا نہیں چاہتا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا کیا تم مجھ کو اس گمان میں قتل کر رہے ہو کہ ولد الزنا ابن ولد الزنا تم کو حکومت سے دیے دے گا۔ بخدا تمہارا یہ خیال بالکل خام ہے۔ کچا خیال ہے اے

عمر بن سعد تو وہاں پہنچ بھی نہ سکے گا تبھی میرے قتل کے بعد دنیا اور آخرت دونوں میں خوشی میسر نہ ہوگی۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ کوفہ میں تیرا سزہ پڑ رہا ہو گا اور لڑکے تجھے پتھر مار رہے ہوں گے یہ سن کر وہ ملعون غصہ میں آگیا اور اس ملعون نے چلہ کمان میں تیر جوڑا اور امام حسینؑ کی طرف پھینکا تیر پھیلے ہوئے عمر ابن سعد نے کیا شام والو گواہ رہنا کہ سب سے پہلا تیرا سی نے حسین ابن علیؑ کی طرف رہا کیا ہے پھر فوج نے تیر رہا کرنا شروع کئے محمد ابن ابی طالب الموسویؑ کہتے ہیں کہ اس وقت امام حسینؑ کے لشکر میں سے پچاس اصحاب شہید ہو گئے۔ اور جو باقی رہ گئے تھے وہ قیام امام علیہ السلام کی حفاظت کرتے رہے اور دشمنوں کو پکڑ دیا۔

قَلْبَتْ أَحْمَدُ وَالْكَوَارِدُ لَا تَنْشَقُّ بِالطَّفِ عَنْ شَخْصِيهِمَا التَّرْبُ
وَلَيْتَ يَكْشِفُ عَنْ وَجْهِ الْبَتُولِ لَهُ بَرَاقَةُ الْقَبْرِ لَوْ يَكْشِفُهَا الْكَرْبُ
کاش کہ میرے جد بزرگوار احمد مجھے رسول مختارؐ اور میرے پدر عالی تبار اور میری مادر گرامیہ فاطمہؑ زہراؑ قیروں سے باہر نکلتیں تو دیکھیں کہ۔ اَهْوَتْ عَلَيْهِ الصَّبَا لَمَّا عَلِقَ بِهِ كَانَمَا الطَّيْرُ إِذْ تَهْوِي فَتَحْلِبُ عَيْنِي كَهَرْفِ تِيرٍ
تیر اور نیزے اس طرح فضائل اثر رہے تھے جیسے پرندے کثیر تعداد میں اڑا کرتے ہیں اور ان تیروں۔ نیزوں کا نشانہ امام حسینؑ اور آپ کے انصار و یار مددگار بنے ہوئے تھے۔

بروایت سید ابن طاووسؑ کہ جب اعداء دین کی طرف سے تیروں کی بارش شروع ہوئی۔ تو حضرت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ اَرْحِمْكُمْ اللَّهُ إِلَى الْمَوْتِ الَّذِي لَا يَبْدُو مِنْهُ فَإِنَّ هَذَا السَّهْمُ رُسُلُهُ الْقَوْمِ الْيَكْهُ۔

یعنی کر کے دوستوں اور تم پر رحم کرے آمادہ مرگ ہو جاؤ۔ یہ تیر جو قوم جفا شعار کی طرف سے آرہے ہیں پیغام موت ہیں تم بھی ان سے جنگ کرو۔ پس اصحاب امام حسینؑ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح۔ امام حسینؑ اور بنی ہاشم کی حفاظت میں ڈٹ گئے۔ آگے کی صف والوں نے گھٹنے ٹیک دیئے۔ آخر کار شکر ابن سعد ملعون نے تیر و نیزے بڑی شدت سے برسائے اور کچھ وقت کے اندر اندر اصحاب امام حسینؑ شہید ہو گئے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كُنْتُمْ مِنْ شَهْبَةِ وَشَيْبَةِ فِي كَرْبَلَا - يَثْبَابُ الْمَصَوَارِمِ قَطْعًا -

خدا را غور کرو اصحاب امام حسینؑ میں سے خواہ پیر ہوں یا جوان بڑی مردانگی سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ ان ملعونوں کو قتل کیا اور خود بھی قتل ہو گئے۔

أَسْفَا إِلَهًا بَيْنَكَ الْجَسُومُ عَلَى الثَّرَى مَصْرُوعَةً تَسِيفُ عَلَيْهَا الرِّصْبُ
افسوس و غم ان اجسام پاکیزہ پر ہے کہ جو گھوڑوں سے دشمنوں کی تلواروں سے زخمی ہو کر زمین پر گرے۔ اور گرد و غبار ان کے لاشوں پر پڑ رہا تھا۔
لِلَّهِ هَاتِيكَ الْمَوْجُودُ لَا تَعْفُوتَ وَبَطَالُ مَا لِلَّهِ كَانَتْ لَوْ كَعُفُ -

افسوس و غم ہے ان چہرہ بائے پاکیزہ و نورانی پر کہ جو خاک آلودہ ہو رہے تھے۔ اور اصحاب حسینؑ ہمیشہ سجدہ معبود میں رہتے تھے۔ اصحاب حسینؑ علیہ السلام نے تیروں کو اپنے سینوں پر روکا۔ اور غم بھی لشکر اعداء پر تیر برساتے اور جو دشمن امامؑ نزدیک آتا تھا تو اصحاب اس کو قتل کر دیتے تھے یہ حملہ و دن کی ایک ساعت تک جاری رہا کہ قتل ہو گئی۔ سپاہ شبیر اور وقت عصر امام حسینؑ علیہ السلام بھی قتل ہو گئے۔ وقت شہادت حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی عمر مبارک ستادس سال تھی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ -

والصدور المحصنة والاضلاع المنكرة والابدان السنيديية
العارية والاجاد لتاعة البالية السلام على الديار الخاليات
وعلى العيال الضائعات وعلى الزرار الموثورات السلام على الغرياء
الاسراء السلام على شهداء النجاة السلام على الاتقياء الازكياء
ورحمة الله وبركاته وبعد فقد قال الله تعالى سبحانه -

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ
الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدَّ اللَّهُ
حَقًّا فِي الثَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ
فَأَسْتَبْشِرُوا بَبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ط وَذَلِكَ هُوَ الْقَوْلُ
الْعَظِيمُ ۝ (سورة التوبة آيت ۱۱)

ترجمہ :-

اس میں شک نہیں کہ خدا نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال
اس بات پر خرید کر لیے ہیں کہ ان کی قیمت، ان کے لیے بہشت ہے (اسی
وجہ سے) یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو (کفار کو) مارتے ہیں، اور خود
بھی مارے جاتے ہیں (یہ) پکا وعدہ ہے (جس کا پورا کرنا) خدا پر لازم ہے۔
اور ایسا پکا ہے کہ تورات، انجیل اور قرآن و سب میں لکھا ہوا ہے کہ اپنے
عہد کا پورا خدا سے بڑھ کر کون ہے تم تو (اپنی خرید) فروخت سے جو تم نے
خدا سے کی ہے خوشیاں مناؤ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

یقیناً خداوند تعالیٰ نے مومنین کے جان اور مال بہشت کے عوض خرید
لیے ہیں اور اگر مومنین اس کی راہ میں قتل ہو جائیں تو خداوند عالم اپنا وعدہ ضرور

شہادتِ بیض انصار حضرت سید الشہداء علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَفَعَنَا إِلَى رَجْحِ أَوْلِيَائِهِ وَأَعْلَى مَعَارِجِ شُهُدَائِهِ
 وَأَعَزَّهُمْ بِاشْتِرَاءِ أَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَالرَّهْمَهُمْ تَبِعُوا بَعْضُ دَارِ كِرَامَتِهِ كَمَا
 هُوَ مُنْتَهَى أَمَالِيهِمْ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَشْرَفِ أَوْلِيَائِهِ وَأَفْضَلِ
 أَحِبَّائِهِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ أَنْبِيَائِهِ وَالْأُمَّةِ مِنْ بَعْدِ سَادَاتِ أَهْلِ أَرْضِهِ
 وَسَمَائِهِ سَيِّمًا عَلَى الْحُسَيْنِ الْمَظْلُومِ سَيِّدِ الشُّهَدَائِهِ وَأَحَبِّ أَنْصَارِهِ
 وَأَحِبَّائِهِ الَّذِي أَرِيقَ دَمُهُ فِي حُبَّتَيْهِ وَاسْتَيْسَرَ حَرَمُهُ فِي نَصْرَتَيْهِ وَ
 عَلَى أَنْصَارِهِ وَالْمُجَاهِدِينَ وَأَوْلِيَائِهِ الْمُسْتَشْهِدِينَ السَّلَامُ عَلَى أَعْضَاءِ
 الْمَقْطَعَاتِ وَالْأَجْسَامِ الْمَفْرَحَاتِ السَّلَامُ عَلَى الدَّمَاءِ الْمَسَائِلَاتِ
 وَالشِّفَاءِ الدَّائِلَاتِ وَالْعَيُونِ الْبَاكِاتِ وَالْبَطُونِ الْحَايِعَاتِ وَ
 الْقُلُوبِ الْمَعَايَاتِ السَّلَامُ عَلَى الْوُجُوهِ الْمَتَعَفِّرَةِ وَالْأَيْدِيِ الْمَقْطُوعَةِ
 وَالرُّؤُوسِ الْمَرْفُوعَةِ وَالْأَقْوَامَةِ الْمَبَابِستَةِ وَالْأَبْدَانِ الْمَرْضُفَةِ

پورا کرے گا۔ اور اس ایفاء وعدہ کو ثورات، انجیل اور قرآن میں لکھ دیا ہے۔ چونکہ انسان کی جان تمام اشیائے عالم سے عزیز ترین ہے۔ پس اسی جہت سے مجاہدین نزد خدا خاص درجہ رکھتے ہیں اسی بنا پر خداوند عالم نے فرمایا ہے **فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ** اعظم درجہ یعنی کہ مجاہدین کا درجہ بمقابلہ گھر میں بیٹھے رہنے کے اللہ کے نزدیک بہت زیادہ بلند ہے حقیقت میں جہاد بذاتہ ہی فیضیت رکھتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں دین حق کی حفاظت میں جہاد کرنا عظیم فیضیت ہے۔ اور اس کا صلہ بہشت ہے۔

حضرت امام حنفی صاوق علیہ السلام نے اپنے آبا و اجداد سے روایت کی ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ کہ جن کے ذریعہ لگ داخل بہشت ہوں گی۔ ان میں سے ایک دروازہ ایسا ہے کہ جس کے ذریعہ صرف مسیئین اور صدیقین داخل ہو گئے اور ایک دوسرے دروازہ سے صرف شہداء اور متقی دہر ہیز گار مومنین داخل ہوں گے۔

شیخ طوسی نے اپنی سند کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ **لِلشَّهِيدِ سَبْعَةُ خَصَالٍ مِنْ** اللہ **اَوَّلُ قُطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ** معفورۃ **لَهُ كُلُّ ذَنْبٍ** یعنی کہ بادشاہ پیغمبر اسلام شہید کے لیے سات خصلتیں ہیں ان میں سے پہلی یہ ہے کہ خدا کی راہ میں اس کا پہلا قطرہ خون جو نکلتا ہے۔ اسی کے ساتھ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتے جاتے ہیں۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ جب وہ گرتا ہے تو عورتوں کی آغوش میں اس کا سر ہوتا ہے۔ تیسری یہ کہ اسے جنت کا لباس پہنایا جاتا ہے۔ چوتھی یہ کہ خاندان بہشت میں سے ہر ایک کی یہ آرزو ہوتی

ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے۔ پانچویں یہ کہ وہ جنت میں اپنا مقام و اہل ہونے سے پہلے ہی دیکھ لیتا ہے۔ چھٹی خصلت یہ ہے کہ روح القدس اس سے کہتے ہیں کہ جنت میں جہاں جا ہو چلے جاؤ ساتویں یہ کہ اس پر نگاہ رحمت رہتی ہے۔

نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ الجہاد دِیَابِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَتَحَ اللَّهُ لِمَخَاصِئِهِ أَوْ لِبِائِئِهِمْ وَهُوَ لِبِائِئِ الْقَوَى وَرَعَا اللَّهُ الْحَقِيَّةَ وَجَنَّةَ الْوَثِيقَةِ الْأَوْمَنْ أَهْلَ ذَلِكَ الشَّهَدَاءِ مِنْ الْأَنْصَارِ وَالْأَقْرَبَاءِ یعنی کہ ارشاد فرمایا کہ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کے لیے کھول رکھا ہے۔ وہ لباس تقویٰ ہے۔ اور پرہیزگاری ایک مضبوط قلعہ ہے اور قابل اعتماد سپر ہے۔ اور اس کا مصداق شہداء ہیں اور یا اور الضلّالان اہلبیت طاہرین مراد ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا فوق کُلِّ ذِي بَرٍّ حَتَّى يُقْتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِذَا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَيْسَ بِشَوْقَةٍ بِالْأَرْضِ یعنی کہ نیکی نیکی ہے کہ خدائی راہ میں قتل ہو جائے۔ اور جب کوئی شخص مذکور راہ میں قتل ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس سے زیادہ کوئی اور نیکی نہیں ہے۔ ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے جبریل امین نے ایسی خبر دی کہ جس سے آنکھیں روشن اور دل مسرور ہو گیا کہ وہ خبر یہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ تیری امت میں سے جو شخص جہاد کے لیے باہر قدم رکھتا ہے تو ہر قطرہ باران جو اس پر پڑتا ہے یا ہر خوشی جو اسے ہوتی ہے وہ قیامت

میں اس کے لیے بمنزل شہادت ہے۔

واضح رہے کہ جہاد کے بھی مراتب ہیں چنانچہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

لَا يَسْتَوِي مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلٌ أُولَٰئِكَ
أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا ط
(سورۃ الحديد آیت ۴)

ترجمہ:

تم میں سے جس شخص نے فتح (مکہ) کے پہلے (اپنا مال) خرچ کیا۔ اور جہاد کیا (اور جس نے بعد میں کیا) اور (یوں تو) خدا نے یہی اور ثواب کا وعدہ ہ سب سے کیا ہے اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو خدا اس سے خوب واقف ہے) یہ آیت مجیدہ بظاہر مجاہدین بدر کے لیے ہے کہ جنگ بدر عظیم جنگ ہے کیونکہ اس جنگ میں آنحضرتؐ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے تھے۔ اس زمانہ میں اہل اسلام کمزور بھی تھے۔ پس جس کسی نے جہاد میں پیش رفت کی اور جان و مال سے امداد کی وہ دوسرے مجاہدین سے افضل ہیں۔ یہ بھی ایک واضح سی حیثیت ہے کہ اس جنگ میں آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو فتح و کامرانی کا یقین دلایا تھا۔ اور مجاہدین اسی وجہ سے باکس نہ تھے اگرچہ ان میں اکثر مجاہدین تھے جو کہ ابھی مدینہ میں ابھی اقتصادی حیثیت میں نہ تھے غزوہ بدر میں کل مسلمان تین سو تیرہ تھے اور مشرکین کاٹ کر ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا جو کہ اچھی طرح مسلح تھے اور مسلمانوں کے پاس اسلحہ کی کمی بھی تھی۔ اور سواریاں بھی کم تھیں صرف دو گھوڑے تھے۔ لیکن کربلا میں بنا بر مشہور بہتر“ (اس سے کچھ زائد)

مجاہدین تھے جن میں بوڑھے اور جوان بچے بھی سب ہی شامل ہیں۔ جب کہ یزیدی لشکر تیس ہزار، ہر قسم کے اسلحہ سے آراستہ اور پیادوں پر مشتمل تھا۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کے لیے کھانے اور پانی کی کمی نہ تھی جب کہ کربلا میں حضرت سید الشہداء علیہ السلام اور ان کے ہمراہیوں پر تین دن سے پانی بند تھا۔

غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ساتھ ان کے خرم نہ تھے نہ بچے ساتھ تھے کہ جن کی اسیری کا ہدف تھا۔ ہوتا جب کہ کربلا میں امام حسینؑ کے ساتھ رسول خدا کی نواسیاں اور محذرات تھیں اور ان کا دشمنوں کے ہاتھوں اسیر ہونا یقین امر تھا۔ میدان بدر میں مشرکین کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں اگرچہ تین گنا تھی مگر وہ اس قدر درندہ صفت اور بے جیا نہیں تھے کہ جس قدر عمر ابن سعد کے لشکر کی تھے۔

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی قلت کا یہ اثر ہوا کہ مشرکین کی اکثریت دیکھ کر شکر اسلام خوفزدہ تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ سے آنحضرت دعا مانگ رہے تھے اور خداوند عالم نے ملائکہ کی فوج بھی امداد کے لیے بھیجی جو یقینی ایک نصرت غیبی تھی اور ملائکہ نے انسانوں کی صورت میں آکر ان کی مدد بھی کی اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ پر غور کیجئے تو واضح ہوگا کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی کیا حالت تھی اور ملائکہ نے انسانوں کی صورت میں آکر ان کی مدد بھی کی اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ پر غور کیجئے تو واضح ہوگا کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی کیا حالت تھی اور کس قدر خوف طاری تھا۔ خداوند نے عالم قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

ہے کہ

اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اِنِّي مُبْدِيكُمْ بِالْفِ
مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرَدِّينَ ۝

آیت ۹ سورۃ انفال

ترجمہ:

(یہ وہ وقت تھا) کہ تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری سن لی۔ اور جواب دیا کہ میں تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا اور (یہ امداد غیبی) خدا نے صرف تمہاری خوشی خاطر کے لیے کی تھی)

بروایت ہزار فرشتے اور بروایت پانچ ہزار فرشتے روز بدر اہل حق گھوڑوں پر سوار تھے ان کے عمامہ سفید تھے ہسبل ابن عمر سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ روز جنگ بدر سفید لوگ دیکھے کہ جو آسمان سے نازل ہوئے اور انہوں نے مشرکین و کفار کو قتل کیا اور اسیر بھی کیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں اور میرا چچا زاد سراب بدر میں موجود تھے۔ ہم نے شکر اسلام کی قلت اور مشرکین کے شکر کی کثرت دیکھی اس وقت شکر اسلام کو شکست ہونے والی تھی کہ ناگاہ آسمان سے ملائکہ نازل ہوئے اور دیکھتے دیکھتے شکر اسلام اور شکر کفر متوازی ہو گیا۔ میرا چچا زاد ڈرا اور ہلاک ہو گیا اور میں خدمت رسول خدا میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ صہیب سے روایت ہے کہ روز جنگ بدر اکثر ہاتھ کٹے ہوئے زمین پر پڑے تھے۔ ظاہر اُنچی تھے مگر ان سے خون جاری نہیں تھا اور یہی علت ضرب ملائکہ تھی۔

روایت ہے کہ ابوہریرہ غزوہ بدر میں آنحضرت کی خدمت اقدس میں تین سو بریدہ لے کر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ دوسروں کو میں نے کاٹا ہے

اور یہ ایک سر ایک مرد سفید رونے قطع کیا ہے اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ فلاں فرشتہ تھا۔ (از ترجمہ روز جنگ بدر ملائکہ کا آنا اور نصرت مجاہدین کرنا ان کے ساتھ مشرکین کو قتل کرنا یقینی امر ہے لیکن ابوہریرہؓ جنگ بدر کے زمانہ میں نہ آنحضرتؐ کی خدمت میں اور نہ وہ اس وقت تک مسلمان ہوئے تھے معلوم اس حدیث کو کیوں درج کیا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد فتح بدر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے کہتے ہیں کہ نماز عصر اسی جگہ ادا کی ہے۔ جب آپؐ نے ایک رکعت نماز عصر ادا کی تو تبسم فرمایا۔ بعد ازاں تمام نماز اصحاب نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ مسکمانے کی کیا وجہ تھی ارشاد فرمایا کہ میرے اوپر سے میکا جیل کڑ رہے تھے اور ان کے گھوڑے کی گردن کے بالوں پر گرد پڑی ہوئی تھی اور وہ مسکرا رہے تھے انہوں نے کہ کافروں کا تعاقب کر رہا تھا پھر جبریلؑ گزرے تو وہ گھوڑی پر سوار تھے اور گھوڑی کی بالوں کو گرہ لگا دی تھی ان کی سواری پر بھی گرد و غبار تھا۔ انہوں نے کہا یا محمدؐ کہ جب حق تعالیٰ نے مجھے تمہاری مدد کے لیے بھیجا۔ تو مجھے حکم دیا تھا کہ آپؐ سے جدا نہ ہوں جب تک کہ رسولؐ راضی نہ ہوں۔ جبریلؑ نے کہا آیا آپؐ مجھ سے راضی ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ہاں میں راضی ہوں۔ جنگ بدر میں کفار ایک ہزار سے زیادہ نہیں تھے مگر شک اسلام ان سے خائف تھا۔ اور خزیر و فرخ کر رہا تھا یا ابن وجہ آنحضرتؐ کو اس صورت حال نے قدر سے رنجیدہ کر دیا تھا۔ حالانکہ جیسا کہ تحریر کیا جا چکا کہ خدا نے ایک ہزار ملائکہ سے جنگ بدر میں لیکن جنگ بدر کے مقابلہ میں حضرت سید الشہداءؓ کے جاں نثاروں کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے سامنے موت کو دیکھ رہے تھے۔ مگر اس کے باوجود نصرت انام عالمی تمام میں ایک دفعہ

نہیں ستر مرتبہ بھی قتل ہونے کو تیار تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے ان کو شہادت کی بشارت دی تھی اور ان کو ان کے مقامات جنت دکھلا دے۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ میں اپنی بیعت اٹھائے لیتا ہوں۔ جس کا دل چاہے جدھر جانا چاہے چلا جائے۔ جو طالب دنیا تھے وہ چلے گئے مگر اصحاب با وفا نے برضا و رغبت شہادت اختیار کی۔ بدر میں ملائکہ کے آنے کی خوشخبری پہلے ہی سے مل گئی تھی۔ اور اصحاب رسول مطمئن ہو گئے تھے۔ مگر کہ بلا میں فتح کی امید نہیں دلائی گئی تھی۔ بلکہ شہادت کا یقین دلایا گیا تھا۔ پھر بھی اصحاب حسین شہید ہونے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کر رہے تھے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ روز عاشورا محرم چار ہزار فرشتے باذن خدا انصرت کے لیے نازل ہوئے مگر قضاء الہی جاری ہو چکی تھی اور امام حسین علیہ السلام شہید ہو چکے تھے لیکن فرشتے واپس نہیں گئے بلکہ وہ قبر امام حسین علیہ السلام جاوری کرتے ہیں اور جب حضرت قائم آل محمد امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہو کر طلب خون امام حسین کریں گے۔ تو فرشتے آپ کی فوج میں شامل ہو کر اعدائے دین سے جہاد کریں گے۔ آہ آہ لہیفی علی الجسد الغادر بالقلائد انقلد حدود افسوس ہے اس جند مطہر کی حالت پر کہ زمین پر پڑا ہے۔ اور چاروں طرف سے کوفی غواریں۔ نیزے عار رہے ہیں۔ لہیفی علی الحد التریب نخدہ سفہا یا طراف انقلد سفہا۔ اندودہ و غم ہے کہ انصار ان امام مظلوم کے چہرہ مبارک پر گرد پڑی ہوئی ہے۔ اور یہ جیسا کوفی لوگوں نے ان کے سر باغ بریدہ کو نیزوں پر بند کیا ہے۔

لَهِيفِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي أَيِّدِي الطُّغَاةُ وَأَرْحُ زُبَاةِي -

حسرت و اندوہ ہے ان بے کسی بی بیوں پر کہ جنہیں ظالموں نے اسیر کیا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک بی بی نوحدہ ماتم و گریہ میں ہے۔
 تَاَلَلٰہُ لَا اَنْسَاکَ زَیْنَبُ الْعَدٰی۔ وَحَرَّ الْجَادِبُ عَنْکَ فَضْلُ رَدَاکِ
 بخدا میں زینب غاتون کی اس حالت کو فراموش نہیں کرتا کہ جب دشمنوں نے انہیں اسیر کیا اور زبردستی قنقہ اتار لیا۔

حَتّٰی اِذَا هُمُوْا بِسِلَیْکَ حَیَّتِ بِاَسْمِ اَبِیْکَ وَاسْتَصْرَحَتْ ثُمَّ اَذَاکِ
 اہ۔ صد آہ کہ جب دشمنان دین چادر سے لے رہے تھے تو پاک بی بی زینب علیاؑہ و فنان کر رہی تھی۔ کبھی اپنے بابا کو اور کسی اپنے بھائی کو پکار ہی تھے اپنے اپنے برادر کو باواز بلند پکارتی تھی کہ بھیا میں اسیر ہوگی۔

تَسْتَصْرِحِیْہٖ اَسٰی وَعَذْرِ عَلِیْہٖ۔ اَنْ تَسْتَصْرِحِیْہٖ وَ لَا یَجِیْبُ نَدَاکِ
 حضرت زینب پر کس قدر رگراں گزرا ہوگا کہ آپ بھائی کو پکار رہی تھیں۔ اور مقتول سے کوئی جواب نہیں آتا تھا۔ بہر حال شہداء کو بلا عجیب جلیل المرتبہ تھے
 حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک طویل حدیث میں فرمایا ہے کہ تمام مخلوق میں بہترین اور سید و سردار میرے فرزند حسینؑ کے بعد اس کا مظلوم بھائی ہے کہ جو کربلا میں حسینؑ کے ساتھ شہید ہوگا۔ اَلَا وَاَنْتَ
 اَصْحَابُکَ مِنْ سَادَةِ الشَّہِدَآءِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ میرے فرزند حسینؑ کے اصحاب قیامت کے دن سادات شہداء میں سے ہوں گی یعنی کہ کچھ ایسے شہید بھی ہیں کہ جو دوسرے شہیدوں سے افضل و اعلیٰ ہیں اسی طرح شہداء کو بلا کا مرتبہ ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے تمام شہیدوں کی لاشوں کو برابر برابر رکھا۔ اور فرمایا قَتَلْنَا نَا قَتَلْتُمُوْا

الْبَيْتَيْنِ وَالْأَنْبِيَاءِ يَنْبَغِي كَرِّهِمَا مَعَهُ مَقْتُولٌ مَقْتُولٌ أَنْبِيَاءُ وَأَلْ مَرِيضِينَ يَنْبَغِي شَيْخٌ
 صَدُوقٌ نَعْلَهُ جِلْبَاءُ مَكِّيَّةٌ سَعْدِ رَوَايَتِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 سَنَا سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 بِنِ فَاطِمَةَ كُوْدَسُوِيْنَ مَحْرَمِ كُوْقُلِ كَرِ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 سَبْجِيْنَ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 عِلْمِ الْهَلِيْ مِيْنَ اِيْسَا هِيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 يَنْبَغِي كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 وَاسْمَانِ اَوْرَانِ كِيْ هَرِ اِيْكِيْ جِيْزِيْ مِيْرِيْ فَرْزَنْدِ حِيْنَ بَرِ گِيْرِيْ كَرِ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 جَانُوْر اَوْرِ پَرَنْدِ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 كَا۔ بَسْ فَرِيَا كِيْ قَاتِلَانِ حِيْنَ پَرِ لَعْنَتِ كَرْنَا وَاجِبِ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 كُوْر وَزْبَرَكْتِ سَبْجَانَا كَا سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 سَعْدِ۔ بَاكِلِ جَبُوْنِٹِ كَرْتَا سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 ذِيْ الْحِجَّةِ مِيْنَ كِسِيْ تَارِيْخِ مِيْنَ قَبُوْلِ هُوْئِيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 كِيْ تُوْبِ رُوْزِ عَاشُوْرَاءِ قَبُوْلِ هُوْئِيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 مِيْنَ قَبُوْلِ هُوْئِيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 كِيْ اُپِ رُوْزِ عَاشُوْرَاءِ شَكْمِ مَاهِيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 الْحِجَّةِ تَحَا۔ كَرِ شَكْمِ مَاهِيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 كُوْرِيَا رُوْزِ عَاشُوْرَاءِ شَكْمِ مَاهِيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 بِنِيْ اِسْرَائِيْلِ كِيْ يِنِ دَرِيَا شَكْمِ مَاهِيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ كَيْ سَعْدِ
 سَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ اِبْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَدَا كِيْ قِسْمِ كَرِ هَمَارِ سَيِّدِ وَسَرَارِ

مولیٰ حسینؑ روز عاشورا شہید کیے کیئے ہیں۔ (از مترجم)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوم عاشورا محرم اپنی خصوصیات میں منفرد ہے۔ مگر انسو کس ہے کہ چودہ سو سال بعد اب ایک گروہ عظمت یوم عاشورا محرم مٹا رہا ہے، صاحب بصائر روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعض اصحابؓ کے ساتھ مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے وہاں کچھ بچے کھیل رہے تھے آنحضرتؐ ان بچوں میں سے ایک بچہ کے پاس بیٹھ گئے اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور بہت زیادہ پیار کیا۔ اصحاب نے دریافت کیا یا رسول اللہ! اس بچہ میں کیا خصوصیت ہے کہ آپ اس قدر پیار فرما رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے ایک روز دیکھا کہ یہ بچہ میرے فرزند حسینؑ کے ساتھ کھیل رہا تھا اس وقت یہ حسینؑ کے پیروں کے تہ کی خاک اٹھا اٹھا کر اپنی آنکھوں اور ماتھے پر لگاتا تھا۔ پس یہ مجھے حسینؑ کی وجہ سے بہت زیادہ عزیز ہے۔ یہ حضرت حبیب ابن مظاہر اسدی تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور جمعیت امام حسینؑ علیہ السلام کھلانے کے مستحق ہیں۔

مجھے جبریل امینؑ نے خبر دی ہے کہ یہ کربلا میں انصاران حسینؑ سے ہو گا موسیٰ ابن جعفر سے مروی ہے۔ کہ روز قیامت منادی ندا کرے گا کہ کہاں ہیں خواریں حضرت محمد ابن عبد اللہ (ص) اس وقت حضرت سلمان ابوذرؓ اور مقدادؓ کھڑے ہوں گے۔ پھر وہی منادی ندا کرے گا کہ حضرت امیر المؤمنینؑ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے خواریں کہاں ہیں (خواری یعنی مددگار) پس عمرو بن حق، محمد بن ابوبکرؓ اور میثمؓ تمہارا واپس قرن کھڑے ہوں گے۔

بعدہ منادی ندا کرے گا کہ خواریں حسین علیہ السلام کہاں ہیں۔ پس سفیان ابی

علی ہمدانی، حذیفہ بن اسد کھڑے ہوں گے پھر منادی ندا کرے گا کہ حسین علیہ السلام کے عواری کہاں ہیں پس تمام شہداء کو بلا کھڑے ہو گئے کہ انہوں نے امام حسین کی نصرت و مددگاری میں جام شہادت نوش فرمایا ہے۔ ایسی یادری و مددگاری کسی نے نہیں کی جب ہو گئی نصرت کرنے کی کہ تائب شہید ہوئے اور اپنے خون میں غلہاں ہوئے۔

فَيَا لَهْفٍ عَلَى الْكُهُولِ وَالشَّبَابِ وَيَا تَأْسَفِي عَلَى تِلْكَ الْأَجْسَامِ وَالْإِبْدَانِ
 هِيَ جَسْمٌ طَالَمَا اتَّعَبُوهَا فِي عِبَادَةِ الرَّحْمَانِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ مُلَقَاتٌ
 عَلَى التُّرَابِ فِرَاشٌ وَلَا مَهَادٌ وَلَا وَسَادٌ، نَهَبَتْ عَلَيْهَا الصَّبَا وَالذُّبُورَ
 وَتَعَدَّ عَلَيْهَا الْعُقْبَانُ وَالنُّوْرُ وَدَاسَقَاهُ عَلَى تِلْكَ الْحُثِّ الشَّرِيفَةِ
 وَالشَّمَائِلِ اللَّطِيفَةِ، وَدَاعَضَتْهُ عَلَى ذُبْحِ أَشْبَالِهِمْ وَسَبَى عِيَالَهُمْ
 وَنَهَبَ رَحَالَهِمْ وَقَسَمَةَ فِيهِمْ وَأَمَوَالَهُمْ، فَيَا لَيْتَنِي كُنْتُ عَنْهُمْ فِدَاءً
 وَلَا نَفْسُهُمْ وَقَاءً كَانُوا الْيَوْتُ الْوَعْيُ جَمْعًا وَبِحَرْفِ دِي لِلْوَقْدَيْنِ
 دَاقَمَارٌ بِأَسْحَارٍ عَرَاهَا الْخُسْفُ فَاخْتَجَبَتْ عَنِ الْبَرَايَا وَلَمْ تَحْجِبْ
 عَنِ الْبَارِي۔

یعنی کہ تمام جوان و ضعیف شیراء ہمیشہ شجاعت اور مدد سناوت رکھتے اور وہ شہستان ہدایت کے چاند تھے۔ یعنی کہ ان کے دم قدم سے ہدایت والہستہ ہے اب وہ (شہیدانِ کربلا) ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں لیکن نظر لطف و کرم ایزدی ان پر پڑ رہی ہے۔

دَارَتْ عَلَيْهِمْ وَحَى الْمُهَيْجَاءُ قَاطِبَةً حَتَّىٰ قَتَلُوا تَحْتَ خَطَارٍ وَبَطَارٍ۔
 لیکن لوگوں نے ان کو ظلم و جور سے اپنی گرفت میں لے لیا اور نشانہ ظلم بنایا اور

اور ان کے اجسام پاکیزہ کو تیغوں اور گھوڑوں کی ٹالوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
 فَدَى الْجَسُومِ الزَّوَالِیْ لَا وَطَاءَ لَهَا تَسْقُوا عَلَیْهَا سَوَاقِی رِیْحِ اعْصَابِ
 میں ان پاکیزہ اجسام پر فدا ہوں کہ جو زمین پر پڑے تھے۔ اور ان پر صحرائی ہوائیں
 جل رہی تھیں۔

أَصْنَحْتَ نِسَاءَهُمْ فِی النَّبِیِّ بَانِدَةً تَحْکِیْ دُورَ اعْرَافِهَا خَسَفَتْ أَضْرَافُ
 تَدُو رُحُولَ الْحُسَیْنِ الطَّهْرِ حَاسِرَةً کُوَالِدٍ وَلَهَا نُوحٌ تَبْدَأُ قَارِ
 وحسرتاں کی مخدرات اسیر کی گئی اور ان کی چادریں چھین لیں اور ان مخدرات
 نے شدت رنج و الم میں جسم مطہر حسینؑ کا طواف کیا یعنی گرد بھریں۔ اور نوحہ دیکھا
 کیا۔

وَزَیْنَبٌ اِخْتَبَتْ فِی الْبَیْنِ نَادِیَةً یَا قَوْمِ مَنْ لِّغَرِیْبِ الْاَصْلِ الدَّارِ
 اسی عالم میں جناب زینب علیاؑ نے ندا دی کہ کوئی ہے کہ جو ہماری اس بے کسی
 کے عالم میں مدد کرے اور رحم کرے۔

قَدْ كُنْتُمْ قَبْلَ فَا تَحْشَوْنَ صَوْلَتَهُ وَرَأْسُهُ الْاِنْ اَضْحٰی فَوْقَ خَطَاہِ
 یعنی کہ اس سے قبل اعدائے دین آپ کے دہدہ پر اور شجاعت سے مرعوب
 ہوتے تھے اور اب حال یہ ہے کہ ان کا سر نیزہ پر بلند کیا ہے۔

ذَبَحْتُمْ نَهْدِیْ اَحْرَقْتُمْ کَبِدِیْ کَسَّرْتُمْ غَضْدِیْ اَعْدَتُمْ یَا سَیْ
 خدا کی پناہ فرج کر دیا میرا جگر جلا دیا۔ میرے بازو ٹوٹ گئے۔ میرے جگر کی
 حرارت زائل کر دی۔

عَزِیْزُ قَوْمٍ وَمَاہُ الدُّلِّ بَیْنَكُمْ اَبْتُ الصَّیَانَةَ بَلْ مَخْتَارِ غِنَاہِ
 یہ ہمارے عزیز میں یعنی سردار و بزرگ ہیں کہ ان کو اس طرح ذلیل کیا ہے بلکہ

احمد بن حارث رسولؐ کو دگر کو غار کر دیا۔

كَيْتَ الْمَثَّةِ قَبْلَ الْيَوْمِ بِي نَزَلَتْ وَمُقَلَّتِي عَمِيَّتَ عَنْ هَذَا اسْتَارَ

گاشش کہ میں اس سے پہلے ہی مرجاتی۔ کاشش میری بینائی سلب ہو جاتی کہ میں نے اپنی بے پردگی دیکھی۔ میں نے نہیں دیکھا اور میں نہیں جانتا کہ کون سی آنکھ ہے جو اٹک ریزہ نہیں ہے۔ یعنی میں نے اس مصیبت پر سب کو روتے دیکھا ہے۔ زمین و آسمان میں تزلزل دیکھا ہے۔ شجر و حجر سب ہی گریان کنار ہیں جا نور ان صحرائی بھی روتے ہیں۔ ملائکہ بھی عزادار ہیں اور امام حسینؑ کے شہید ہونے سے پہلے ہی آپؐ کی عزراعل میں آئی ہے۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ملائکہ اعلیٰ علیین میں سے ایک فرشتہ زیارت حضرت رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مستاق ہوا اس نے بارگاہ خداوندی میں زمین پر جانے کے لیے اجازت طلب کی۔ جب اسے اجازت ملی تو وہ زمین پر نازل ہوا جب اس نے زمین پر اترنے کا ارادہ کیا تو اس پر وحی ہوئی۔ اَخْبِرْ مُحَمَّدًا اَنْ رَّجُلًا مِنْ اُمَّتِهِ اِسْمُهُ يَزِيْدُ يَقْتُلُ فَرْخَهُ الطَّاهِرِ بْنِ الطَّاهِرِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ كُوْبِرْ خَبْرُ دَعَا دِيْنَا كِه اِنْ اَمَّتْ مِيْن سَهْ اِيَكْ شَخْصْ جِسْ كَا نَامْ يَزِيْدِيْ سَهْ۔ وہ ان کی دختر طاہرہ کے بیٹے حسینؑ کو قتل کرے گا فرشتہ نے کہا پروردگار میں زیارت رسولؐ خدا کے لیے خوشی خوشی جا رہا ہوں میں کس طرح یہ خبر اندوہ و غم ان کو سناؤں گا۔ پھر وحی ہوئی کہ جو حکم تجھے دیا گیا ہے اس پر عمل کر اور یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچا دے فرشتہ خدمت رسولؐ خدا میں آیا اور نہایت تکلیف صورت میں یہ خبر آپؐ کو سنائی۔ اس فرشتہ نے کہا قَدِيَّتْ رَحِيْ كَاْنْ مَطْمٌ اَجْتَحَبْنِيْ وَلَمْ اَتَاكَ بِهَذَا الْخَبْرِ۔ یعنی کہ کاشش میرے بال پر

شکستہ ہو جاتے اور میں زمین پر نہ آتا اور یہ خبر رنج و غم حضور کو نہ سنانا کہ آپ کی امت میں سے ایک شخص یزید نامی آپ کے فرزند کو شہید کرے گا یہ سن کر آنحضرتؐ غلگین ہوئے اس فرشتے نے کہا کہ خداوند عالم یزید کو داخل نابہتم کرے گا۔ اس وقت آپ جناب ام المومنینؓ ام سلمہؓ کے گھر میں تھے انہوں نے رسول اللہؐ کو آبدیدہ دیکھا تو دودھ گریہ دریافت کی۔ آنحضرتؐ نے سارا واقعہ بتایا۔ اور حضرت ام سلمہؓ کو خاکِ کربلا دی اور فرمایا کہ اے ام سلمہؓ جب یہ مٹی خون تازہ ہو جائے تو سمجھ لینا کہ حسینؑ شہید ہو گیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک فرشتہ جو کہ موکلِ باران ہے (یعنی بارش پر نگران ہے) باجاذتِ خداوند عالم خدمتِ آنحضرتؐ میں حاضر ہوا۔ جب وہ آیا ہے تو آنحضرتؐ نے ام سلمہؓ سے فرمایا کہ ذرا دروازہ کی طرف متوجہ رہو کوئی شخص داخل نہ ہونے پائے۔ ام سلمہؓ متوجہ بہ طرف دروازہ تھیں کہ حسینؑ آگئے اور چاہا کہ حجرہ میں داخل ہوں ام سلمہؓ نے ان کو روکا۔ اور اندر جانے سے منع کیا۔ لیکن امام حسینؑ داخل ہو گئے۔ اور اپنے نانا کے زانو پر جا کر بیٹھ گئے۔ اس وقت فرشتہ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا اُتخبُہُ آیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ اس نے کہا کہ ان امتک سننقُلدُ کہ تمہاری امت اس کو قتل کرے گی۔ اگر یہ زمین میں بھی پہناں ہو جائے۔ مگر جب بھی امت کے لوگ اسے مزدور قتل کریں گے یہ کہہ کر اس فرشتہ نے ایک سرخ مٹی آنحضرتؐ کو دی۔ اور آپ نے وہ مٹی ام سلمہؓ کو دے کر فرمایا کہ جب میرا حسینؑ شہید ہو جائے گا۔ یہ مٹی خون ہو جائے گی۔ اس میں مٹی کو ام سلمہؓ نے لے لیا اور بحفاظت رکھا روزِ عاشورا بوقتِ عصر اس مٹی کو دیکھا تو وہ خون

ہو جائے گی۔ اس مٹی کو ام سلمہؓ نے لے لیا اور بحفاظت رکھا روز عاشورا بوقت عصر اس مٹی کو دیکھا تو وہ خون تازہ تھی آپؐ سبھ گیش کہ حسینؑ قتل ہو گئے۔

شرعیل بن ابی عون روایت کرتا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو ایک فرشتہ فردوس اعلیٰ سے بحر اعظم پر نازل ہوا اور اس نے ندا کی کہ اے زمین و آسمان کے رہنے والو۔ یا عباد اللہ! اَلْبَسُوا اَتَّوَابَ الْاِحْزَانِ وَاظْهَرُوا الْمُتَفَجِّرِ وَالْاَشْجَاعِ اَنْ قَاتَلَ فَرَحَ مُحَمَّدٍ مِنْ يَوْحَ مَقْمُورٍ یعنی اے بندگان خدا لباس غم و اندوہ پہنو اور رنج و مصیبت کا اظہار کرو کہ فرزند رسول خدا کو لوگ ذبح کریں گے۔ پس اس کے بعد وہ ملک آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین کر بلا سے تربت امام حسینؑ کی مٹی آنحضرتؐ کو پیش کی اور کہا یا رسول اللہؐ کہ آپ کا یہ فرزند حسینؑ کہ بلا کی زمین پر ایک گروہ کے ہاتھوں ذبح ہوگا اور ان کے اہلبیت کے افراد بھی قتل کئے جائیں گے اور قتل کرنے والے آپ کی امت ہی سے ایک گروہ ہوگا۔

وَيَقْتُلُونَ فَرَحَكَ الْحُسَيْنِ ابْنَ نَبِيِّكَ الطَّاهِرَةِ کہ قتل کریں گے تیرے فرزند حسینؑ کو۔ آپ اس مٹی کو بحفاظت رکھیں۔

امام حسینؑ نے وہ مٹی سونگھی تو اس میں خون حسینؑ کی بُو آرہی تھی۔ ملک نے کہا یا رسول اللہؐ اس مٹی پر نگاہ رکھنا حسینؑ کے شہید ہونے پر یہ مٹی خون ہو جائے گی یہ کہہ کر وہ فرشتہ آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور رسول اللہؐ نے فرمایا: قَاتِلِ اللّٰهَ قَاتِلِ الْحُسَيْنِ۔ کہ قاتل حسینؑ کو اللہ قتل کرے۔ اور اس کو عذاب جہنم کا مزہ چھکائے اور پھر آپؐ نے گریہ فرمایا۔ اور اس مٹی کو ام سلمہؓ کی سپرد کیا اور ظاہر کر دیا کہ حسینؑ کے شہید ہونے کے بعد یہ مٹی خون ہو جائے۔

فَإِذَا رَأَيْتَهُمَا قَدْ تَغَيَّرَتْ وَاحْمَرَّتْ وَصَارَتْ وَمَا غَبِيظًا
فَاعْلَمْ أَنِّي وَلَدِي وَأَقْتُلْ مِنْ قَتْلِهِ وَلَا تَمْتَعُ بِمَا أَمَلَهُ فِي
الدُّنْيَا وَأَصْلِهِ حَزَنًا رَاكَ فِي الْآخِرَةِ -

ہاں یہ ایک مصیبت تھی کہ ولادت حضرت امام حسینؑ کے وقت خبر شہادت
فرشتہ سنانی اور وقت ولادت بھی تعزیر امام حسینؑ ادا کیا گیا اور قبل از وقوع
شہادت غم و اندوہ برپا ہوا۔ اور سیدہ عالم کے گھر خوشی کی بجائے غم حسینؑ
کا اظہار ہو۔

اللَّهُ اكْبَرُ إِنَّهُمَا مُصِيبَةٌ ثَلَاثَ عُرُوشِ الدِّينِ أَيْ تَثَلُّلِ اللَّهِ اكْبَرُ -
کیا عظیم مصیبت تھی یہ مصیبت کہ ملک دین سرنگوں ہو گیا۔ اور خانہ ایمان
خراب و خستہ ہو گیا۔ اللہ اکبر! انہما لَرَزِيَّتُهُ أَلْقَتْ عَلَى الْإِسْلَامِ
صَغْمَهُ كُلِّهِ اللَّهُ اكْبَرُ -

یہ کیسی مصیبت اسلام پر پڑی کہ ارکان اسلام منہم ہو گئے۔
عَجَبًا مِنَ السَّيِّعِ الطَّرِيقِ كَيْفَ لَمْ تَنْشَقْ وَالْأَرْضَيْنِ
لَمْ تَنْتَوِزِلِ اسْفًا عَلَيْهِ وَالْكَوَاكِبُ كَيْفَ لَمْ تَنْقُصْ وَالْأَفلاكُ لَمْ تَتَعْطَلْ -
یعنی کہ تعجب ہے کہ آسمان کیوں شگافہ نہ ہوا۔ زمین میں زلزلہ کیوں نہ آیا۔ ستارہ
کیوں نہ ٹوٹے۔ افلاک کی حرکت کیوں نہ بند ہوئی۔

قَتَلَ ابْنُ فَاطِمَةَ وَتَلَكَ حَرِيمَهُ بَيْدَى الْإِعَادَى لَا كَفِيلَ وَلَا وَلى
فرزند فاطمہ کو قتل کیا۔ ان کو ایسیر کیا اور وہ دشمنوں میں قید تھے نہ
کوئی ان کا کفیل تھا۔ اور نہ کوئی ولی تھا۔

أَيُّبَيْتُ بِالطُّفَى الْحُسَيْنِ مُحَمَّدٍ لَا يَأِيْلُ الرَّجَالِ عَلَى الثَّرَى وَ

الْمَجْدَلِ وَتَبَيَّتْ مِنْ أُمِّهِ نَوْمًا۔

بدن مطہر امام حسینؑ زمین پر پڑا رہا۔ اور بنی اُمیہ کی اولاد خواب استراحت میں رہی۔ مروان دین دار کہاں تھے کہ جو جوش و خروش دکھلاتے۔

هَلْ تَقْبَلُونَ بَيَانَ خَيْرِ نِسَاءٍ كُنَّ فِي الْأَسْرِ لَيْسَتْ عَظِيفٌ مَنِ يَقْبَلُ لَعْنِي كَمَا تَمِ
پسند کرتے ہو کہ تمہاری محدرات کو اسیر کیا جائے ہر چند وہ فریاد کریں اور کوئی مدد نہ کرے۔

وَيَقَادُ فِي الْأَصْفَادِ مَنْ أَمَلْتُمْ بَعْدَ ابْنِ فَاطِمَةَ لِكُلِّ مُؤْمِلٍ

کیا پسند کرتے ہو کہ تمہارا امام حسینؑ مظلوم کے شہید ہونے کے بعد طوق و سلاسل پہنے۔

يُسْرَى بِهِ وَنِسَاءُهُ مِنْ حَوْلِهِ نَحْوُ الشَّامِ عَلَى ظُهُورِ الْمُبْزَلِ

یعنی کہ اس کو اسیر کیا اور اس کی بہنوں اور دیگر عورات کو اونٹوں پر سوار کیا۔ اور ان کو شام لے گئے۔ کہ دربار یزید ملعون میں پیش کریں۔

شیخ صدوق، شیخ مفید اور سید ابن طاووس رضوان اللہ علیہم نے لکھا ہے کہ روز عاشورا محرم حملہ مغلوبہ کے بعد حضرت حُرب بن یزید ریاحی نے مبارزت کی۔ یعنی میدان قتال میں جنگ کے لیے آئے۔ آپ کی جنگ اور شہادت کی تفصیل یہ ہے کہ چونکہ حملہ مغلوبہ میں امام حسین علیہ السلام کے بہت زیادہ اصحاب شہید ہو چکے تھے حضرت امام حسین علیہ السلام نے آواز استغاثة بلند فرمایا،

أَمَّا مِنْ مَغِيثٍ يُغِيثُنَا وَجْهَ اللَّهِ أَمَّا مِنْ ذَا بَيْنِ بَيْنٍ عَنْ حَرَمِ بَيْتِ اللَّهِ

آیا ہے کوئی فریاد رس جو خدا کے لیے میری فریاد سنی اور میری مدد کو پہنچے اور حرم

رسول خدا سے دشمنوں کے شر کو دور کرے۔ حضرت حُرنے جیسے ہی امام حسینؑ کی آواز استغاثہ سنی بے چین ہو گئے۔ اور عمر ابن سعد ملعون کے پاس گئے۔ اور اس سے پوچھا کیا تم واقعی فرزند رسول خدا سے جنگ کرو گے اس بد نہاد نے کہا کہ وَاللّٰهِ قَتَالًا اَبْسَرًا اَنْ تَطِيْرَ الرَّوْثُوسُ وَتَطِيْحَ الْاَبْدَى۔ یعنی کہ ایسی جنگ لڑیں گے کہ جس میں ہاتھ اور گردنیں قطع کی جائیں گی۔ جب حضرت حُرنے یہ بات سنی تو آپ اس کے پاس سے واپس آگئے لیکن اب ان کی یہ حالت تھی کہ مارے حسد میں لرزہ تھا۔ ان کے ساتھی ابن ادس نے جب یہ حالت دیکھی تو کہنے لگا اے حُرمیں تو تمہارے بارے میں حیران ہوں کہ تم ایسا شجاع و بہادر اور اب یہ حالت ہے کہ جسم کا تپ رہا ہے آخر کیا معاملہ ہے حضرت حُرنے فرمایا کہ میں جنت و دوزخ کے درمیان فیصلہ کرنا چاہتا ہوں اس لیے میری یہ کیفیت ہے۔ بخدا میں بہشت چھوڑ کر دوزخ اختیار نہیں کروں گا۔ خواہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ یہ کہہ کر حُرنے اس سے کہا تو نے اپنے گھوڑے کو پانی پلایا؟ اس نے کہا ہاں، پس حضرت حُرنے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ جیسے وہ اپنے گھوڑے کو پانی پلانے جا رہے ہیں آہستہ آہستہ خیام امام حسینؑ کا رخ کیا۔ اور کہتے جاتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اَلَيْكَ اَتَيْتُ كَتَبُ عَلٰی لَقَدْ اَرَعَيْتُ قُلُوْبِ اَوْلِيَا ئِكَ وَاَوْلَادِ بِنْتِ نَبِيِّكَ۔

خدا یا میں سخت نادام ہوں اور تو یہ کرتا ہوں کہ میں تیرے نبی پاک کی دختر کے فرزند کو یہاں گھر کر لایا ہوں کیا میری توبہ قبول ہوگی۔ اس فکر میں محو تھا کہ خدمت حضرت امام حسین علیہ السلام میں پہنچا اور پکار کر کہا اے فرزند رسول خدا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں وہ ہوں کہ جس نے آپ کا راستہ

روکا تھا۔ کیا میرے لیے در قبولیت تو یہ کھلا ہوا ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک اشد تمہاری یہ قبول کرے گا۔ آؤ گھوڑے سے اتر آؤ۔ حُر نے عرض کیا کہ یہ وقت نیچے اترنے کا نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اذن جہاد دین تاکہ آپ کے قدموں میں اپنی جان قربان کروں۔

ابن عمار روایت کرتے ہیں کہ حُر نے امام حسینؑ سے عرض کیا اے آقا جب ابن زیاد نے مجھے آپ کی طرف بھیجا اور میں اپنے گھر سے نکلنے لگا تو ایک غیبی آواز آئی تھی۔ اَیْسُرُ یَا حُرُّ بِخَیْرٍ۔ یعنی کو اے حُر مجھے خیر عاقبت کی بشارت ہو یعنی کہ جنت کی بشارت ہو۔ وہ آواز میرے عقب سے آئی تھی میں نے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی شخص موجود نہ تھا۔ میں حیران تھا کہ پروردگار ایسا کیا معاملہ ہے۔ میں تو فرزند رسول خدا کے خلاف لشکر لے کر جا رہا ہوں میرے لیے کیا نیکی ہو سکتی ہے۔ مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ مجھے آپ کی نصرت کا موقع ملے گا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ واقعی تمہارے لیے جزا وغیرہ اور جنت ہے۔

بعض کتب مقاتل میں ہے کہ حُر نے امام علیہ السلام سے عرض کیا میں نے رات کو اپنے پدر بزرگوار کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ ان دنوں تم کہاں تھے میں نے کہا حسینؑ ابن علیؑ کا راستہ روکنے گیا تھا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے وا یدلہ اے بیٹا تمہیں ان سے کیا سروکار کہ ان کا راستہ روکا۔ اگر تو بہیم ہی جاتا چاہتا ہے۔ تو تجھے اختیار ہے کہ ان کے خلاف جنگ کر۔ اور اگر تجھے جنت عزیز ہے تو امام حسین علیہ السلام کی نصرت کر۔ تاکہ بروز قیامت آنحضرتؐ تیری شفاعت کریں غرض کہ بروایت شیخ صدوق حُر نے امام حسین علیہ السلام سے اذن جہاد مانگا۔ کہ اے مولیٰ اجازت دیجئے تاکہ میں

آپ دشمنوں کو قتل کروں۔ امام حسینؑ نے انہیں اذن جہاد دیا۔ وہ امام عالی مقام سے رخصت ہو کر میدان قتال میں پہنچے اور لشکرِ ابن سعد کو لٹکارا۔ اور رجز پڑھنے لگے۔

إِنِّي أَنَا الْحُرُّ وَنَادِ الضَّيِّفَ أَضْرِبُ فِيْ أَعْنَاقِكُمْ بِالسَّيْفِ
عَنْ خَيْرٍ مَنْ حَلَّ بِأَرْضِ الْخَيْفِ أَضْرِبُكُمْ وَلَا أَرَى مِنْ حَيْفٍ

یعنی کہ میں حر ہوں میں کریم ہوں اور میں اپنے مہمان کا احترام کرتا ہوں میں تلوار تمہاری گردنوں پر لگاؤں گا اور لایہ میرا قتال و جہاد افضل ترین کائنات کی نصرت و حمایت میں ہے اور مجھے تمہیں قتل کرنے ہیں کوئی افسوس نہیں ہوگا کیونکہ تم فرزندِ رسولؐ خدا کو قتل کرنے پر آمادہ ہو۔ پھر زبیدی شکر پر حملہ آور ہوئے اور دشمنوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ اسی اثناء میں ایک شخص زید بن سفیان نے کہا کہ اگر حر میری زد میں آجائے تو میں نیزہ سے اسے ختم کروں۔

حضرت حرؓ جنگ میں مشغول تھے کہ ان کے سر پر ایک ضرب لگی جس سے آپ کی آنکھ اور کان زخمی ہو گیا۔ اور خون بہنے لگا۔ حبیب بن غیر سکونی نے زید بن سفیان ملعون سے کہا کہ اب تیرے لیے موقع ہے کہ اپنا نیزہ سے کام تمام کرنا۔ چنانچہ اس ملعون نے حضرت حرؓ پر حملہ کیا لیکن خدا کی شان کہ آپ نے اس زخمی حالت میں اس پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ داخل جہنم ہو گیا۔ اور آپ نے اس قدر جنگ کی کہ پروایتے کہ چالیس سوار اور پیادوں کو قتل کیا۔ پھر وہ امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا۔ یا مولیٰ کیا آپ مجھ سے راضی ہیں امام حسینؑ نے فرمایا نَعَمْ أَنْتَ حُرٌّ كَمَا سَمَّيْتُكَ أُمَّلَكَ۔ یعنی ہاں۔ تم واقعی حر ہو جیسا کہ تمہاری ماں نے تمہارا نام رکھا ہے۔

آخر کار حضرت خرمیدان میں دوبارہ آئے۔ دشمنوں نے گھوڑے کو پے کر دیا آپ پیادہ ہو گئے۔ جب آپ کا گھوڑا پے ہو گیا تو آپ نے فرمایا۔
 اِنَّ تَعْقِرُوْنِيْ فَاَنَا ابْنُ الْحَزْزِ اَشْجَعُ مِنْ ذِيْ كَيْدٍ هُزْبٍ۔

یعنی کہ اگر تم نے میرا گھوڑا پے کر دیا خیر مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے میں آزاد کا فرزند ہوں۔ اور میں شجاعت میں شیر سے بھی زیادہ بہادر ہوں آخر کار اعداء دین نے ان کا حصار کر لیا گھیرے میں لے گیا۔ اور ابن مسرح ملعون نے ایک دوسرے شخص کی مدد سے حضرت حر کو نیزہ مارا۔ آپ زخمی ہو کر گرے اور امام حسینؑ کو آواز دی۔ یا ابن رسول اللہ ادرکنی لے فرزند رسولؐ خدام دو کو آئیے غلام زمین پر پڑا ہے۔

سید ابن طاووس فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اس تک پہنچ دیکھا کہ خون ان کی گردن اور سر سے بہ رہا ہے۔ امام عالی مقام نے فرمایا۔
 بَغْرٍ يَا حُرُّ اَنْتَ حُرٌّ كَمَا سَمَّيْتُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

خوب بہت خوب۔ مریجا کہ اے حر جیسا کہ تمہارا نام ہے واقعتاً تم دنیا اور آخرت میں حر ہو یعنی کہ آپ نے لشکر عمر بن سعد بدر نہاد سے نکل کر اپنی آزادی کا ثبوت دیا۔ اور نصرت امام حسینؑ میں جام شہادت پی کر عذاب سے آزادی حاصل کی اور سعادت مند ہوئے۔ بعض کتب مقاتل میں ہے کہ ان کے ساتھ ان کا بھائی مصعب بھی جہاد کرتے ہوئے شہید ہوا۔ اور اسی طرح ان کا فرزند علیؑ اور ایک غلام بھی نصرت امام حسینؑ کرتے ہوئے شہید ہوا۔ اگرچہ اس کی صحت ثابت نہیں ہے۔ (از مترجم نابیر مشہور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا)
 حضرت حرؑ کی شہادت کے بعد یزید بن حنفیہ ہمرانی جو اپنے وقت کے صلحاء

اور عباد میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے حاضر خدمت امام حسین علیہ السلام ہوئے اور اذن بہا و طلب کیا اور بعد حصول اجازت میدان کارزار میں آئے پر جڑ پڑھا۔
 اَقْتَرَبُوا مِنِّي يَا قَتْلَةَ الْمُؤْمِنِينَ اَقْتَرَبُوا مِنِّي يَا قَتْلَةَ اَوْلَادِ الْمَلِكِ
 اَقْتَرَبُوا مِنِّي يَا قَتْلَةَ اَوْلَادِ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَذُرِّيَّتِهِ الْبَاقِيْنَ
 اے مومنوں کے قتل میں پیش قدمی کرنے والوں میرے نزدیک آؤ۔ اے اولاد بدرین نزدیک آؤ اولاد رسول خدا کو قتل کرنے والوں میرے سامنے آؤ۔ اور اپنے پاداشِ عمل کا مزہ چکھو۔ پھر آپ نے لشکرِ یزیدی پر حملہ کیا۔ اور تیس ملعونوں کو واصلِ جہنم کیا۔ اس وقت یزید بن معقل مقابلہ کے لیے نکلا۔ اور بربر بن خضیر ہمدانی کے سامنے آکر کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم گمراہوں میں سے ہو۔ حضرت بربر نے فرمایا آؤ میرے ساتھ مباہلہ کرو۔ جو گمراہ ہو وہ حق پرست کے ہاتھوں قتل ہو۔ اور آؤ کاذب پر لعنت کریں۔ پس آپ نے اس ملعون پر حملہ کیا۔ اس نے بھی تلوار چلاتی آخر کار حضرت بربر نے اس کے سرخج پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ تلوار اس کے خود کو کاٹتی ہوئی۔ اس کے سر میں اتر گئی۔ اور وہ ملعون ایک ہی ضرب میں واصلِ جہنم ہوا اور مالکِ جہنم نے اس کو آتشِ جہنم میں جھونک دیا۔

اسی دوران ابن زیاد کے ایک آدمی نے کہ جس کا نام بحیر بن اوس تھا حضرت بربر پر شدید حملہ کیا۔ جس سے آپ کی روح مبارک جنتِ اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔ بحیر بن اوس آپ کو قتل کر کے خوشی کے نعرے مارنے لگا تو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ وٹے ہو تجھ پر کہ تو ایک زاہد و متقی آدمی کو قتل کر کے خوش ہو رہا ہے اور فخر کر رہا ہے۔ پھر اس کا چچا کافر زندہ آیا اور کہنے لگا اے بحیر تجھ

پر دے ہو کہ تو نے بریر جیسے نیک و صالح کو قتل کیا اور خوش ہو رہا ہے اس پر وہ ملعون پشیمان ہوا۔

حضرت بریر کی شہادت کے بعد وہب بن عبد اللہ جناب کلبی میدان قتال میں آئے۔ ان کی ماں اور ان کی زوجہ ساتھ تھیں۔ بعض روایات میں ہے کہ وہب کی شان ستر بہتر دنوں پہلے ہوئی تھی آپ تازہ نوشاہ تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہب نصرانی تھے۔ اور آپ اپنی والدہ اور اپنی زوجہ کے ساتھ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ حضرت امام حسینؑ کے دست حق پر مسلمان ہوئے تھے جب دوسرے اکثر اصحاب امام حسینؑ شہادت پا چکے تو ان کی ماں نے ان سے کہا۔

قُمْ يَا بِنْتِي فَأَنْصُرِي رَسُولَ اللَّهِ۔

اے نور نظر اٹھو اور فرزند دختر رسولؐ خدا پر اپنی جان قربان کر دو تاکہ میں روز قیامت فاطمہ بنت رسولؐ خدا سے شرمندہ نہ ہوں۔ جناب وہب نے کہا اے مادر گرامی میں مدد امام عالی مقام کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ بس میں اپنی زوجہ سے رخصت حاصل کر لوں۔ یہ سن کر وہ غم نہ کئے گی کہ اے بیٹیا معلوم تمہاری زوجہ تمہیں اجازت دے یا نہ دے۔ نہ جانے وہ کہا کہے گی اچھا بیٹیا جاؤ اور اس سے اجازت لے لو۔ وہب اپنی زوجہ کے پاس گئے۔ اور کہا کہ مجھے میری ماں نے تو جہاد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ تمہارا حق بھی ہے۔ تم بھی اجازت دے دو۔ اس نے کہا اے وہب میں تمہیں بڑی خوشی سے اجازت دیتی ہوں۔ مگر اس طرح کہ تم امام حسین علیہ السلام کے پاس چل کر میرے ساتھ دیبا توں کا عہد کر دو۔ ایک یہ کہ تم قیامت کے دن مجھے

فراموش نہیں کرو گے۔ دوسرے یہ کہ امام عالی مقام مجھے اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی کینزری عطا کریں تاکہ میں اپنی زندگی گزار سکوں۔ وہ رب اپنی زوجہ کے ہمراہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور اس سے آپ کی موجودگی میں دونوں باتوں کا عہد کیا کہ میں روز قیامت تیرے بغیر داخل بہشت نہیں ہوں گا پھر امام عالی مقام نے اس منہ کو حضرت زینب خاتون کی سپرد کیا اور فرمایا اے بہن یہ ہمارے ناصر و مددگار وہ رب کی زوجہ ہے اور وہ رب میدان قتال جا رہے ہیں۔ وہ رب کو اذن جہاد ملا۔ آپ مقتل میں پہنچے اور رجز پڑھا۔

اِنْ تَنْكِرُوْنِيْ فَانَا ابْنُ الْكَرْبِ سَوَفَ تَدْرُوْنِيْ وَتَرُوْنَ خَدْرِيْ وَحَمَلَتِيْ وَصَوْلَتِيْ فِي الْحَرْبِ اَدْرَا تَارِيْ بَعْدَ ثَارِ صَحْبِيْ وَاَدْفَعِ الْكَرْبَ اِمَامَ الْكَرْبِ لَيْسَ جِهَادِيْ فِي الْوَعَا بِاللَّعِبِ یعنی کہ اگر مجھے نہیں پہچانتے ہو تو پہچانتے ہو تو پہچان لو کہ میں فرزند کلبی ہوں اور جلد تو ہی تم لوگ میری جنگ دیکھو گے۔ کہ میں کس طرح تلوار سے نہیں قتل کرتا ہوں اور کس طرح میدان قتال میں دشمنوں کا صفایا کرتا ہوں۔ پس آپ نے اس قوم خط کار پر دلیرانہ حملہ کیا۔ اور مقابلہ کیا یہاں تک کہ شکر عمر ابن سعد منتشر ہو گیا۔ وہ رب اپنی مادر اور اپنی زوجہ کے پاس آئے اور ماں سے کہا اے مادر گرامی آپ مجھ سے راضی ہیں۔ اس نے کہا مارصیت حتی تقتل بین یدی لہم میں راضی نہ ہوں گی جب تک کہ حسین کے سامنے شہید نہ ہوگا۔ اس کی زوجہ نے کہا اے وہ رب خدا! مجھے اپنے غم میں مبتلا نہ کرو اور اب دوبارہ میدان میں نہ جاؤ مادر وہ رب کہنے لگی کہ اے بیٹا اس کی بات پر کان مت دھرو جاؤ اور فرزند رسول کی نصرت میں قتال کرو۔ چنانچہ وہ رب دوبارہ گئے۔ یہاں تک

کہ نوٹے سواروں اور بارہ پیادوں کو تیرن کیا اسی اثنا میں کسی دشمن دین نے آپ پر ایسی ضرب لگائی کہ آپ کے ہاتھ قطع ہو گئے۔ جب آپ کی زوجہ نے یہ حالت دیکھی تو کہا۔

فَدَاكَ اَبِي وَاُمِّي قَاتِلَ دَوْنِ الطَّيِّبَيْنِ حَرَمَ رَسُولِ اللّٰهِ ۔

میرے ماں باپ تجھ پر خدا ہو جائیں مقاتلہ میں زیادہ کوشش کی۔ اور اپنی جان کی بازی لگا دے۔ اس وقت اپنی زوجہ کی طرف آئے۔ اور اس کو واپس چلے جانے کی کوشش کی مگر وہ مومنہ کہنے لگی کہ میں ہرگز نہیں جاؤں گی یہاں تک کہ قتل ہو جاؤں امام حسینؑ نے فرمایا کہ خدا تجھے جزاء تیر دے اور خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ وہب مقاتلہ کر رہے تھے۔ کہ جب زخموں سے نڈھال ہو گئے گھوڑے سے گے اور شمر ملعون نے حکم دیا کہ ان کا سر کاٹ دیا جائے چنانچہ آپ کا سر گردن سے کاٹا اور ان کی زوجہ کی طرف پھینک دیا۔ اس نے سر اٹھایا۔ خوں صاف کیا کہ شمر ملعون کے حکم سے ایک شخص نے اس کے سر پر ایسا گز مارا کہ وہ منہ شہید ہو گئی۔ جو کہ شکر امام حسینؑ میں شہید ہونے والی پہلی عورت ہے۔

حضرت علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں کہ میں نے ایک روایت میں دیکھا ہے۔ وہب نے جو بیٹیں سوار اور بارہ پیادہ قتل کئے اور حضرت وہب کو زخمی حالت میں گرفتار کر کے عمر ابن سعد کے پاس لے گئے۔ اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کا سر کاٹ کر شکر امام حسینؑ کی طرف پھینک دو۔ چنانچہ بیزیدی شکر نے ان کا سر کاٹ کر شکر گاہ امام حسینؑ کی طرف پھینک دیا۔ اور وہ مومنہ ایک عمود خیمہ لے کر اس شکر بے جینا کی طرف گئی۔ اور ایک ملعون کو حوصلہ جہنم کیا۔ پس حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ ارجعی یا اُمّ وَهَبِ اَنْتِ وَابْنُكَ

مَعَ رَسُولِ اللَّهِ فَإِنَّ الْجِهَادَ مَرْفُوعٌ الشَّعَاءُ۔ یعنی اے مادر وہب بس کرو واپس آ جاؤ کہ عورتوں پر جہاد ساقط ہے۔ تو اور زینر اور زیند وہب روز قیامت رسول خدا کے ساتھ ہوں گے۔ پس وہ مومنہ خیمہ اہلبیت میں واپس آ گئی اور کہا خداوندانہ تو میری امید کو منقطع نہ کرنا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے مادر وہب خدا تمہاری امید قطع نہیں کرے گا اپنی رحمت سے نوازے گا۔

حضرت وہب کے بعد عمرو بن خالد از دی میدان قتال میں گئے۔ اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ بعدہ ان کے فرزند خالد بن عمرو نے میدان قتال میں قدم رکھا۔ رجز پڑھا اور جنگ شروع کی۔ اور قتال کیا اور خود بھی شہید ہو گئے اس کے بعد سعید بن خلف تہمی میدان قتال میں گئے رجز پڑھا اور اس قوم بد شمار سے قتال کیا۔ آخر کار درجہ شہادت پایا۔ ان کے بعد عمر ابن عبد اللہ مرجئی نے میدان کا رخ کیا۔ کچھ دشمنوں کو قتل کیا اور مسلم ضیاعی و عبد اللہ بجلی کی ضربت سے شہید ہوئے۔

حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی غازی میدان کا رزار ہوئے آپ لشکر امام حسین علیہ السلام میں بزرگ و زیادہ سن رسیدہ تھے اور آپ اصحاب حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے تھے۔ اور حضرت علی علیہ السلام ان کو بھائی کہتے تھے مسلم بن عوسجہ اسدی نے مولائے کائنات کی خدمت قرآن مجید پڑھ کر سنایا ہے۔ جب آپ میدان کا رزار میں پہنچے تو درجہ پڑھا۔

إِنْ تَسْتَلُوا عَنِّي نَأِثْرِي زَوْبُعٍ
مِنْ فَرْعِ قَوْمٍ مِنْ ذُرِّي نَبِيِّ أُسَيْدٍ
فَمِنْ بَقَانَا لَهَا يَدٌ مِنَ الرُّشْدِ
وَكَافِرٌ يَدَيْنِ جَبَّارٍ صَمِيدٍ

اگر مجھ سے پوچھتے ہو تو (سن لو) میں خانوادہ نبی اسد کا شیر ہوں جس کی نے

نے مجھ پر ظلم کیا وہ گویا ہدایت و دین سے نکل گیا۔ اور کافر ہو گیا۔ پس مسلم بن عوسجہ اسدی نے شکر عمر ابن سعد پر حملہ کیا اور قتال شروع کیا اور پچاس ملعونوں کو قتل کیا۔ آخر کہاں تک بھوک و پیاس کی حالت میں قتال کرتے۔ شکر عمر ابن سعد نے گھیرے میں لے لیا۔ آپ زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرے اور امام حسینؑ کو آخری سلام کیا اور کہا اے مولیٰ ادو کئی۔ مولا مدد کو آئیے۔ امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ ان کے پاس پہنچے تو ابھی رتق جان باقی تھی۔ امام عالی مقام نے فرمایا۔

رَحِمَكَ اللَّهُ يَا مُسْلِمُ فُرْتُ بِالشَّهَادَةِ وَأَدَيْتُ مَا كَانَ عَلَيْكَ۔
یعنی کہ اے مسلم بن عوسجہ خدا تم پر اپنی رحمت نازل کرے تم شہادت پر فائز ہوئے اور اس کا عوض خدا نے تعالیٰ پر ہے۔

فَنَهَلَهُمْ مِنْ قَصَىٰ خَيْبَةٍ وَهُمْ مِنْ يَنْتَظِرُونَ مَا يَدُلُّوْا تَبْدِيلًا۔

(سورۃ الاحزاب ۲۳) یعنی کہ ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جو مرکز اپنا وقت پورا کر گئے اور ان میں سے بعض حکم خدا کے منتظر بیٹھے ہیں۔ پھر حضرت مسلم کے پاس حضرت حبیب ابن مظاہر آئے اور کہا۔

يَعِزُّ عَلَيَّ مَغْرَعُكَ يَا مُسْلِمُ الْبَشِيرُ بِالْجَنَّةِ۔ مسلم مجھ پر سخت گراں ہے کہ میں تمہیں اس حال جراحہ میں دیکھ رہا ہوں۔ تمہیں بہشت کی بشارت ہوا انہوں نے باوجودیکہ

ضعف کی حالت تھی۔ مگر آہستہ سے کہا بَشْرَكَ اللَّهُ بِخَيْرٍ۔ کہ خداوند عالم اے حبیب تمہیں بشارت خیر دے۔ جناب حبیبؑ نے کہا اے مسلم اگرچہ میں بھی تمہارے عقید میں آ رہا ہوں۔ پھر عربی اگر کوئی وصیت ہو تو بیان کرو۔ انہوں نے حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے کہا اَوْصِيكَ

بِهَذَا أَقْبَاتِلْ دُونَهُ حَتَّى تَمُوتَ۔ کہ میں ان کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کی نصرت کرنے میں کوتاہی نہ کرنا۔ حبیب نے کہا اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا۔ کہ اے مسلم میں ایسی نصرت کروں گا کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ یعنی کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

محمد بن ابی طالب روایت کرتے ہیں کہ جب مسلم کو شہید کر دیا گیا تو ان کی ایک کنیز تھی اس نے گریہ و بکا کیا۔ اور بلند آواز سے ہاء مسلم ہائے ابن عوسجہ کہا جب اس کی آواز گریہ و بکا شک و مخالفت نے سنی تو وہ بدنہاد لوگ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے قتل مسلم پر خوشی کے نعرے لگائے شہید بن ربیع نے کہا اے لوگوں تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں بیٹھیں تم نے خود ہی اپنے بزرگوں کو قتل کیا اور خود ہی خوشی کے نعرے لگاتے ہو۔ اور اپنی عزت کو ذات میں بدل رہے ہو۔ اسی اثنا میں جب نافع بن ہلال شہید ہو گئے تو۔

بروایت شیخ مفید فرات کی طرف سے امام حسینؑ کے میٹھے شکر پر عمرو بن جراح نے حملہ کیا امام حسینؑ اپنے اصحاب سمیت متوجہ جنگ ہوئے بعدہ جب گرد و غبار جنگ ختم ہوا دیکھا کہ مسلم ابن عوسجہ زمین پر پڑے ہوئے ہیں اس وقت شمر ولد الحرام نے امام حسینؑ کے میسرۃ شکر پر حملہ کیا۔ امام عالمی مقام منتسب افراد اس وقت تک زندہ رہے جنہوں نے دفاع کیا۔ جس طرف یہ مردان حق رخ کرتے فوج مخالف متفرق ہو جاتی تھی۔ پس عمر ابن سعد ملعون نے حصین بن نمیر سکونی کو حکم دیا کہ ان پر تیر برساذ چنانچہ اس ملعون نے پانچ سو تیر اندازوں کو حکم دیا کہ امام حسینؑ کے اصحاب پر تیر برسائیں۔ ان تیروں سے اکثر و بیشتر گھوڑے پے ہو گئے اور مقاتلہ طول پکڑ گیا۔

ابن سعد بن نہاد نے ایک گروہ کو خیام امام حسینؑ کی طرف بھیجا کہ وہ ان کو تاراج کر دے۔ لیکن اصحاب امام حسینؑ نے خیموں کا رخ کیا اور جو گروہ یزیدی تاراجی خیام کے لیے در آیا تھا ان کو ہلاک کر دیا۔ پھر ابن سعد نے حکم دیا کہ خیموں کو آگ لگا دو۔ بس ان ملعونوں نے خیام اہلرم میں آگ لگا دی۔

أَحْمَدُ الْمُحْتَارَانِ أُمِّيَّةٌ هَدَاهُ وَايُوتَكَ عَامِدِينَ وَاحْرَقُوا -
بنی اُمیہ نے آپ کے گھر کو آگ لگا دی۔ بَنَاتُكَ الْخَضْرَاءُ أَصْحَابُ
بَعْدَ ذَاكَ الْمَسْلُوبِ وَالضَّرْبِ الْإِذِيفِ تُعَذِّبُ. آہ آہ اے رسول اللہ
آپ کی بیٹیاں پریشان ہیں اور آتش زدہ خیموں میں بیٹھی ہیں۔

خَلَقْتَهَا وَقُلُوبَهَا كَيْبُوتَهَا خَتَقًا - يَشْتَبُ بِهِ الْحَرِيقُ وَيَتَقَبَّ
یا رسول اللہ یہ سہل ہے کہ اہلرم اور آپ کی بیٹیوں کے دل مثل آتش
زدہ خیام ہیں لیکن آپ کے فرزند کے قتل نے ان کے جگر مثل کیاب سوختہ کر دیے
ہیں۔ جب امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب نے دشمنوں کی یہ جرئت دیکھی
تو تیغیں کھینچ لیں اور مثل شیران و کثیرانہ حملہ کیا۔ اس حملہ میں عرب قرطہ انصاری
شہید ہو گئے۔ امام حسینؑ جس طرف رخ فرماتے ادھر سے تیروں کی بارش ہو
جاتی تھی۔ لیکن اصحاب امام علیہ السلام سینہ سپر ہو جاتے تھے اور جب کوئی ناصر
و مددگار نہ ملتا تو کہتا تھا کاش کہ کوئی اور جان ہوتی تو وہ تار امام علیہ
السلام کرتا اور کہتا تھا۔ بائیں رسول اللہ میں نے اپنے عہد وفا کو پورا کر دیا۔
امام علیہ السلام اچھا بھائی جاو بہشت بریں ہیں اور میرے نانا کو میرا سلام
پہنچاتا۔

اسی اثنائیں ابو تمائمہ صیداوی حاضر خدمت امام علیہ السلام ہوئے اور

کہا۔ یا ابا عبد اللہ نفی لنفیسک الفداء هو لا اقدر لیا
 منک ولا واللہ تقتل حتی اقتل و واجب ان القى اللہ
 ربی وقد صلیت هذه الصلوة یعنی کہ اے فرزند رسول خدا اے امام عالی
 مقام ہم آپ پر قربان ہو جائیں کہ ہم آپ کی اقتدا میں نماز پڑھیں یہ نماز ظہر کا اول
 وقت ہے۔ جب امام حسینؑ نے لفظ نماز سنا ایک آہ جگر سوز کھینچی اور آپ
 نے سوئے آسمان نظر کی دیکھا کہ نماز ظہر کا اول وقت ہے فرمایا کہ ان ملائین
 سے نماز پڑھنے کی مہلت مانگو۔ جب مہلت مانگی تو حصین بن تمیم ملعون نے
 کہا کہ تمہاری نماز مقبول بارگاہ ایزدی نہیں ہے۔ حضرت حبیب ابن مظاہر نے
 یہ سن کر کہا اے خدا تیری نماز تو قبول ہو اور فرزند رسول خدا کی نماز قبول نہ
 ہو وہ مردود و خفہ میں بھر گیا اور جناب حبیب پر حملہ کیا۔ جناب حبیب نے اس
 کے گھوڑے پر ضرب لگائی۔ اور وہ گھوڑے گھا۔ آپ نے چاہا کہ اس کو قتل کریں
 امام حسینؑ نے فرمایا کہ حبیب اس ملعون کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ امام عالی
 مقام سے زہیر بن قین اور سعید بن عبد اللہ نے عرض کیا کہ ہم آپ کے سامنے
 کھڑے ہوتے ہیں تاکہ جو تیرے سامنے سے آئے وہ ہم اپنے سینوں پر روک
 لیں آپ نماز پڑھیے غرض کہ وہ دونوں امام حسینؑ کے سامنے کھڑے ہو گئے
 امام حسینؑ نے فرمایا کہ خدا تم کو نماز گزاروں میں شمار کرے یہ دونوں سینہ پر
 ہوئے اور امام حسین علیہ السلام نے نماز ظہر ادا کی۔ جو تیر دشمن کی طرف سے
 آتا یہ دونوں بڑھ کر اُسے اپنے سینوں پر روک لیتے تھے۔ امام عالی مقام اور
 باقی اصحاب نے نماز ظہر پڑھی نماز تمام ہوئی اور سعید بن عبد اللہ فرمائی ہو کہ
 زمین پر گرے اور کہا خدا وندا ان ظالموں پر لعنت کر اور محمد و آل محمد پر صلوات

و رحمت نازل کر اور بارگاہ خدا میں عرض کیا پروردگار میں نے تیرے رسولؐ کی
 ذریت کی حفاظت کا حق ادا کر رہا ہے یہ کہتے کہتے آپؐ کی روح پر واز کر گئی۔
 آپؐ کے جسم مبارک میں تیرہ تیرہ سوست تھے اور ان کے علاوہ نیزوں اور تلوار کے
 زخم بھی تھے۔ آپؐ کی شہادت کے بعد حضرت ابوذرؓ غفاری کے غلام جون میدان
 قتال میں جانے کے لیے حاضر خدمت امامؑ مظلوم ہوئے۔ امام علیہ السلام نے
 فرمایا کہ اے جون تمہاری رفاقت تو ایسی چیز سے ظاہر ہے کہ تم نے ہمارا ساتھ نہیں
 چھوڑا۔ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم چلے جاؤ اور اپنی جان بچاؤ انہوں
 نے نہایت دردناک لہجہ میں آہ کھینچی اور کہا اے مولیٰ میں جہشی ہوں اور میرا
 رنگ سیاہ ہے کیا آپ مجھے جنت کے قابل نہیں سمجھتے یہاں تک کہ اپنا
 خون سیاہ پاک و پاکیزہ خون میں مخلو کر کے راہی جنت ہوں اور یہ جماعت
 گمراہ میری ضرب کے مزہ چکے گی۔ ان کی اس گفتگو سے امام حسینؑ پر بہت اثر ہوا
 اور فرمایا کہ اے جون ایسا نہیں ہے کہ جو تم خیال کر رہے ہو۔ پھر امام علیہ السلام
 نے ان کو اذن جہاد دیا اور انہوں نے حق جان نثاری ادا کیا۔ گھوڑے گرے
 اور امام حسینؑ ان کے پاس پہنچے فرمایا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا أَفْأَرَقَكُمْ حَتَّى يَخْتَلِطَ هَذَا الدَّمُ الْأَسْوَدُ مَعَكُمْ
 یعنی کہ خداوند اس کے چہرہ کو سفید کر دے۔ اور اس کی بو کو خوشبودار بنا دے
 اور اس کو نکو کار قرار دے۔ اور اس کو میرے جد بزرگوار رسولؐ خدا اور ان
 کی آل کے جوار میں جگہ دے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے
 پدر بزرگوار علی ابن الحسینؑ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جب قبیلہ بنی اسد

نے شہداء کو بلا کو دفن کیا ہے تو اس غلام حبشی یعنی جون کی لاش دس دن کے بعد ملی اور اس سے بڑے مشک آکر ہی تھی سبحان اللہ

بروایت سید ابن طاووسؒ عمرو بن خالد صیداوی بخدمت امام عالم مقام آئے اور عرض کیا: یا ابا عبد اللہ! قَدْ هَمَسْتُ أَنَّ الْحَقَّ أَصْحَابِي وَكَرِهْتُ أَنْ أَتَخَلَّفَ وَأَرَاكَ وَحِيدًا مِنْ أَهْلِكَ قَتِيلًا۔ یعنی کہ میں بھی وہ جام نوش کرنا چاہتا ہوں کہ جو دوسرے ساتھی نوش کر چکے ہیں اور جام شہادت پہن کر دوسرے شہیدوں سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ میں بھی شہید ہو جاؤں۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ

فَقَدْ مُمْ قَاتَا لِأَحْقُونِ بِكَ عَنْ سَاعَةٍ۔

تم سب سے محقق ہونے والے ہیں۔ پس عمرو بن خالد صیداوی گئے مقابلہ کیا اور جام شہادت نوش کیا سید جلیل ابن طاووسؒ نے ذکر کیا ہے کہ حنظلہ بن سعد شامی امام حسینؑ کی خدمت میں اس طرح آئے کہ سینہ کھولے ہوئے۔ ندا کی۔ یا قَوْمِ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ إِنِّي أَخَافُ مِثْلَ دَابِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ إِلَى آخِرِ آيَةٍ (سورۃ المؤمنین) یعنی کہ مجھے خوف ہے کہ تمہارا بھی وہ حال نہ ہو کہ قوم لوط و عاد و ثمود کا ہوا ہے۔

صاحب مناقب فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ نے فرمایا۔ یا بن سعد! حنظلہ بن سعد شامی، خدا کی رحمت ہو تجھ پر کہ تو نے لشکر باطل کو ہدایت کی مگر انہوں نے عذاب خرید کر لیا اور تیری دعوت کو مسترد کر دیا۔ حضرت امام حسینؑ نے ان کو اجازت قتال دی یہ میدان میں گئے اور قتال وجدال کرتے ہوئے زخمی ہو کر گھوڑے سے گرے اور رومی ملک بقاء ہوئے۔

بروایت سید ابن طاووس سوید بن ابی المطاع کہ جو بزرگ دکن رسیدہ تھے میدان قتال میں گئے۔ ثبات قدم کے ساتھ قتال کیا اور گھوڑے سے زمین پر گرے بے ہوش کا عالم طاری تھا کہ اسی اثنا میں ان کے کان میں یہ آواز پہنچی کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ قتل الحسینؑ کہ حسینؑ قتل ہو گئے۔ پس انہوں نے آنکھ کھولی نزدیک ہی ایک چھری پڑی تھی۔ اٹھائی اور اسی سے قتال شروع کیا۔ یہاں تک کہ دشمنان دین نے انہیں قتل کیا اور وہ دروہنہادت پر فائز ہوئے ان کے بعد چند اور جان نثار شہید ہوئے بعدہ آپ کے مؤذن جاج بن مسروق نے خدمت امام علیہ السلام میں اذن جہاد طلب کیا۔ میدان میں باجاست امام گئے اور اجز پڑھا اور چند لمحوں نے ان کو نیزہ مار مار کر شہید کر دیا۔ ان کے بعد زہیر بن قین بجلی نے امام علیہ السلام کو سلام آخر کیا اور میدان قتال روانہ ہوئے۔

جب امام علیہ السلام سفر عراق طے کر رہے تھے تو زہیر بن قین شمال شکر امام عالی مقام ہوئے تھے انہوں نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی تھی۔ اور بہت کثیر مال دے کر ان کو ان کے قبیلہ میں بھیج دیا تھا۔ جب آپ میدان کارزار میں پہنچے تو رجز پڑھا۔

اَنَا زَهِيرٌ ابْنُ دَاوُدَ قَتِيلٍ اخْرُورْ كَهْرًا بِالسَّيْفِ عَنْ حِصْلِي
کہ میں زہیر ہوں اور قین کا بیٹا ہوں۔ میں اپنے آقا و مولیٰ حسینؑ سے تم دشمنوں کو اپنی تلوار سے دفع کروں گا۔ جب آپ نے حملہ کیا تو شکر باطل کے لوگ رو بہ صفت فرار کرنے لگے۔ آپ نے قتال وجدال کیا اور ایک سو بیس افراد کو تہ تیغ کیا۔ اس وقت کمین گاہ سے عبداللہ بن شعیب اور مہاجر بن اوس

نے آپ پر ضرب لگائی یہاں تک کہ آپ گھوڑے سے زخمی ہو کر گرے۔
جناب ام حسینؑ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔
لَا يَبْعُدُ لَكَ اللَّهُ يَا زُهَيْر۔

خدا تجھ پر رحمت کرے اور اپنی رحمت میں جگہ دے زہیرؑ نے آواز دی اور
قوم جفا کار پر لعنت کی۔ اور آپ کی روح جنت اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔

آپ کی شہادت کے بعد حبیب ابن مظاہرؑ نے امام حسینؑ کو سلام آخر کیا
اور اجازت میداں طلب کی آپ کہنے سال مرد بزرگ تھے۔ آپ نے حضرت
رسولؑ خدا کی زیارت بھی کی تھی۔ اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ملازمت کا
شرف بھی حاصل کیا تھا۔ امام حسینؑ نے اپنے دوست، ابن مظاہرؑ کو اجازت
دی آپ میداں میں آئے۔ اور بجز پڑھا۔

أَنَا حَبِيبٌ وَإِنِّي مُظَاهِرٌ فَارِسٌ دَهِيْبًا وَحَرْبٌ تَسْعُرُ
وَأَنْتُمْ رَأَيْتُمْ عِنْدَ الْعَدِيِّ الْكَثْرَ وَنَحْنُ أَعْلَى حُجَّةٍ وَاطْمَحِرُ
وَأَنْتُمْ عِنْدَ الْوَفَاءِ وَاعْدَا سُ وَنَحْنُ أَوْفَى مِنْكُمْ وَأَصْبَحْنَا وَأَمْسَكْنَا

یعنی اے گروہ کوفہ و شام میں حبیب ابن مظاہر ہوں۔ شہ سوار ہوں۔ جس زمانہ میں
آتش قتال زوروں پر تھی اور تم اگرچہ ہمارے مقابلہ میں بہت زیادہ کثرت میں
تھے۔ لیکن ہم تم پر ہمیشہ غالب رہے۔ اگر تم صاحبان عذر و کم ہو ہم صاحبان
وفا ہیں اور ہم اپنے عہد پر باقی ہیں ہم نے تمہاری نیزوں اور تلواروں پر بھی صبر
کیا۔ پس حضرت حبیب ابن مظاہرؑ نے اس قوم جفا شعار پر حملہ کیا۔ اور بیدریغ
ان ملائین کو تیر تیغ کیا۔ آپ مشغول کارزار تھے کہ ایک نامرد نے جو قبیلہ بنی تمیم
سے تھا آپ پر نیزہ سے حملہ کیا۔ آپ گھوڑے سے زمین پر گرے اور حصین

بن نمیر سکونی نے آپ کا سر مبارک کاٹا۔ بروایت محمد ابن ابی طالب الموسوی اس نے آپ کا سر جدا کر کے اپنے کھوٹے کی گردن میں لٹکایا صاحب مناقب نقل کرتے ہیں کہ بدیل بن حریم آپ کا سر مبارک بدن سے جدا کیا۔ اور سر منظر کو مکہ لے گیا۔ وہاں ان کے ایک فرزند تھے مگر وہ ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔ جب سر بریدہ دیکھا تو اس نے اس ملعون پر حملہ کیا اور سر بریدہ اس سے چھین لیا۔ اور اس ملعون کو قتل کر دیا۔

حضرت حبیب ابن مظاہر کے بعد ہلال بن نافع بجلی نے میدان کارزار کا رخ کیا اور میدان میں پہنچ کر رجز پڑھا۔

أَنَا الْغَلَامُ الْيَمِينِيُّ الْبَجَلِيُّ دِينِي عَلِيٌّ دِينَ حُسَيْنٍ وَعَلِيٌّ
أَنْ أَقْتُلُ الْيَوْمَ قَهْذًا أَمَلِي قَدْ أَرَايَ وَالْأَرَايَ عَمَلِي
کہ میں قبیلہ یمنیہ کا ایک جوان ہوں میرا دین۔ دین حسین ابن علیؑ ہے۔ اگر آج قتل ہو گیا۔ تو آج امام حسینؑ کی نصرت میں قتل ہونا عین آزادی اور زندگی ہے پھر قتال شروع کیا اور تیرہ ملائین واصل جہنم کئے آخر کار آپ کے بازو ٹوٹ گئے۔ اور ملائین نے ان کو گرفتار کر لیا۔ اور شکر عمر ابن سعد ملعون میں لے گئے۔ شمر ملعون کھڑا ہوا اور آپ کی گردن سے سر مبارک جدا کیا اور آپ نے شہادت پائی۔

محمد ابن ابی طالب الموسوی روایت کرتے ہیں کہ ایک کم سن لڑکا جس کا باپ کچھ دیر پہلے شہید ہو چکا تھا۔ تلوار لیے ہوئے امام حسینؑ کی خدمت میں آیا اور اذان جہاد طلب کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بیٹا تیرا باپ شہید ہو چکا ہے۔ تمہاری ماں کیسے گوارا کرے گی کہ تم بھی شہید ہو جاؤ۔ اس نے عرض کیا۔

موتی مجھے میری ماں ہی نے تلوار دے کر بھیجا ہے۔ مجھے اول جہاد عطا کیجئے
 امام علیہ السلام نے اس کو اجازت دی وہ میدان میں آیا۔ اور رجز پڑھا۔
 امیری حسینؑ و نعم الامیرؑ سُرُورُ فَوَادِ الْبَشَرِ التَّوْبِ
 عَلٰی وَ قَاطِمَةُ وَالِدَةٍ فَهَلْ تَعْلَمُونَ لَهُ مِنْ تَغْيِيرِ
 لَهُ طَلْعَةُ مِثْلُ شَمْسِ الظُّحٰی لَهُ لَمْعَةٌ مِثْلُ يَدِ الْمُنِيرِ
 میرے امیر اور امام حضرت حسین ابن علیؑ ہیں اور کس قدر نکو تر امیر ہیں وہ احمد
 مختار کے دل کا چین ہیں۔ وہ فاطمہ زہراؑ کے نور عین ہیں وہ علیؑ حیدر کرار کے
 فرزند ہیں وہ حسینؑ ہیں۔ کوئی امام حسینؑ کی نظر نہیں ہے۔

پس اس نوجوان نے مقاتلہ شروع کیا اور شہید ہو گیا ان ملعونوں نے
 اس کا سر کاٹ کر خیم حسینؑ کی طرف پھینک دیا۔ اس کی ماں بے اعتیاد خیمہ
 سے نکلی اور سر کو اٹھا کر بوسہ دینا شروع کیا۔ اور کہا اَحْسَنْتُ يَا بَيْتِي
 يَا سُرُورِ قَلْبِي وَيَا قُرَّةَ عَيْنِي۔ مرجھا، شا باشن اے میرے دل کے چین
 نکو کاری دکھلائی اے نور دیدہ یہ ماں تجھ پر قربان تو نے حسینؑ پر اپنی جان نثار کر
 دی وائندہ کرارے کر دی۔ اور کہہ رہی ہے کہ اے فرزند میں تجھ سے راضی
 ہوگی۔ اس نے وہ سر شکر اعداء کی طرف پھینک دیا۔ اور عود خیمہ لے کر یمن
 کی طرف چلی اور کہتی جاتی تھی۔

اَنَا عَجُوزٌ سَيِّدَى ضَعِيفَةٌ خَافِيَةٌ بِالْيَةِ يَخِيفَةُ !
 اَضْرَبَكُمْ بِصَرْبَةٍ عَنِيفَةٍ دُونَ بِنَى قَاطِمَةِ الشَّرِيفَةِ
 یعنی کہ میں کہن سالہ عورت ہوں ضعیف و کمزور ہوں کوئی قوت جہانی نہیں۔ مگر
 اے گروہ جفا کار حمایت اولاد فاطمہ زہراؑ میں سخت ضربیں لگاؤں گی۔ پس

اس نے دوسروں کو قتل کیا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے عمو منہ بس یہی کافی ہے۔ خیمہ میں واپس آجا اور اس کے لیے آپ نے دعا وغیرہ کی۔

محمد ابن ابی طالب الموسوی لکھتے ہیں کہ انصار ان امام حسین علیہ السلام میں سے ایک ایک ناصر با و قوا امام علیہ السلام سے اجازت لیتا اور میدان قتال میں اپنے جوہر شجاعت دکھاتا یہاں تک کہ شہید ہو جاتا تھا پھر مجالس بن شیبہ شکاری امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اذن طلب کیا۔ آپ کا ایک غلام نکاحی کا نام شوزب تھا۔ آپ نے اس سے کہا مَا فِی نَفْسِکَ اَنْ تَصْنَعُ کہ نیز کیا خیال ہے اس نے کہا کہ بس یہی کہ مَا اَصْنَعُ اُقَاتِلُ حَتّٰی اُقْتَلُ نصرتِ فرزندِ رسول خدا میں قتال کریں اور جامِ شہادت نوش کریں جناب مجالس نے کہا کہ میرا یہی گمان تھا کہ نصرتِ امام میں جامِ شہادت پیو گے۔ غرض کہ دونوں خدمتِ امام حسین میں حاضر ہوئے۔ مجالس نے بعد از سلام کیا۔

يَا اَبَا عَبْدِ اللَّهِ اَمَّا وَاللَّهِ مَا امْسَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ قَرِيبٌ وَلَا بَعِيدٌ اعْزُّ عَلَيَّ وَلَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْكَ۔

خدا کی قسم کہ روئے زمین پر دور و نزدیک آپ سے زیادہ عزیز و محترم اور محبوب کوئی اور نہیں ہے۔ وَلَوْ قَدَرْتُ عَلَى أَنْ أَدْفَعُ أُنْصِمَ لَوْ الْقَتْلَ عَنْكَ بِشَيْءٍ اعْزُّ عَلَيَّ مِنْ دَمِي وَنَفْسِي لَفَعَلْتُ۔ یعنی کہ میں اگر کسی طرح بھی آپ سے ان دشمنوں کو دور کر سکتا تو ہرگز دیر نہ کرتا۔ آپ یہ ہماری جان ہے۔ جو آپ پر خدا کرنا ہے بعدہ کہا السلام علیک یا ابا عبد اللہ یعنی اے حسین منظورم آپ پر ہمارا سلام ہو۔ گواہ رہنا کہ میں آپ کے اور آپ کے پدر و زور کے دین پر ہوں۔ اور یہ ہر طریق ہماری جانیں آپ کی حفاظت کے لیے ہیں۔

بس یہ کہہ کر تلوار بکف میدان قتال میں پہنچے ریح بن تمیم کہتا ہے کہ میں جب انہیں میدان میں آتے دیکھا تو ان کو پہچان لیا۔ کیونکہ میں پہلے سے ان کو جانتا تھا وہ کہتا ہے۔ کہ مجالس شجاع ترین انسان تھے۔ ان سے جنگ کے لیے لشکر اعداء میں سے کوجرات نہ ہوتی تھی۔ اور سب ان سے ڈرتے تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ کوئی شخص جنگ کے لیے نہیں نکلتا آخر کار تو انہوں نے پکارا اَلْاَرَجَلُ الرَّاجِلُ یعنی ہے کوئی مرد میدان جو میرے مقابلہ میں آئے۔ ریح ابن تمیم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ هَذَا اسد الاسود هَذَا ابن شبيب لَا يَخْزُجُنِ الْيَوْمَ أَحَدٌ۔ یعنی کہ اے لشکر اعداء یہ شیر شعبۂ شجاعت ہے۔ یہ فرزند شبيب شاکی ہے سب خائف تھے۔ کوئی اس کے مقابلہ کے لیے نہ نکلا۔ جب پسر سعد ملعون نے یہ دیکھا تو لشکر کو شرمندہ کیا۔ اور کہا کہ چاروں طرف سے اُس کو اپنے گھیرے میں لے لو۔ اور اس پر سنگ باران کرو۔ یعنی پتھر برسائو۔ جب عابس نے یہ دیکھا تو اپنی زرہ اور خود اتار ڈالا۔ اور لشکر اعداء پر حملہ کیا۔ ان کا حصار توڑ دیا۔ لوگ متفرق و منتشر ہو گئے۔ ریح کہتا ہے کہ بخدا میدان صاف ہو گیا تھا۔ لشکر ابن سعد میں انتشار پیدا ہو گیا تھا۔ ریح کہتا ہے کہ میں نے مجالس سے کہا کیا تمہیں کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ تم نے زرہ، خود وغیرہ اتار پھینکا۔ مجالس نے کہا کہ مولیٰ حسینؑ کی راہ سب کچھ گوارا ہے غرض کہ اس گروہ نابکار نے پھر جمع ہو کر آپ کو گھیرے میں لے لیا۔ اور اس قدر پتھر برسائے کہ آپ کا بدن مبارک اہولہاں ہو گیا اور آپ بالکل بے حس و حرکت ہو گئے۔ ان ملعونوں نے آپ کا سر مبارک ٹی سے جدا کیا۔ اور عمر ابن سعد کے پاس لے گئے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے ان کو قتل کیا ہے۔ جب نزاع زیادہ بڑھ گیا تو عمر ابن سعد ملعون نے کہا کہ ایک شخص نے

ان کو قتل نہیں کیا ہے۔ بلکہ تم سب نے مل کر ان کو قتل کیا ہے۔ ان کے بعد عبداللہ غفاری و عبدالرحمن غفاری امام عالمی مقام کی خدمت میں دسے اور بعد سلام کہا کہ مولیٰ اؤ دن جہاد عطا ہوتا کہ ہم اپنی جانیں آپ پر قربان کریں۔ اس وقت ان کی آنکھوں میں آنسو بھرائے۔ آپ نے فرمایا اے فرزند ان یرادر تم پر گریہ کیوں طاری ہوا انہوں نے کہا کہ ہم آپ پر فدا ہوں۔ پھر عرض کیا خدا قسم ہم پر گریہ آپ کی مصیبت دیکھ کر طاری ہوا ہے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ گروہ نابکار آپ کا حصار کئے ہوئے ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ خدام کو جزا وغیرہ دے۔ پھر ان کو اجازت دی۔ وہ روانہ میرے کارزار ہوئے اور اویسا قتال کیا کہ لوگ داؤد شجاعت دینے لگے یہاں تک کہ وہ مارے گئے اور ان کے سر دشمنوں نے کاٹ لیے۔ پھر آپ کا غلام نزکی خدمت میں حاضر ہوا اور اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ تو غلام سید سجادؑ ہے۔ ان سے اجازت طلب کہ وہ غلام امام زین العابدین کی خدمت میں آیا اور سلام کرنے کے بعد اجازت طلب کی۔ اور کہا کہ میں آپ کے پدر بزرگوار کی خدمت میں گیا تھا مگر انہوں نے فرمایا کہ تجھے زین العابدین اجازت دیں گے سجادؑ امام نے اجازت دی پھر اس نے آپ سے کہا مولیٰ کوئی تفصیر ہوگئی ہو تو معاف فرمائیں اور میری ایک آرزو ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ روز قیامت مجھے نہ بھولنا بلکہ اپنی خدمت میں رکھنا۔

اس کی گفتگو سن کر المہرم میں گریہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں اور سب نے اس کو وداع کیا۔ میدان میں پہنچا اور مبارز طلبی کی۔ اور ادھر سید سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے خیمہ کے درکار پر وہ اٹھا دو کہ میں اپنے غلام سعادت مند کی جنگ دیکھ سکوں۔ وہ غلام کچھ دیر تک مقابلہ کرتا رہا آخر کار اس نوم بے دین نے ایسا حملہ

کیا کہ وہ گھوڑے سے زمین پر گرا۔ اس نے امام علیہ السلام کو سلام آخر کیا۔ آپ اس کے پاس پہنچے اور اس نے آنکھ کھول کر امام حسینؑ کے چہرہ پر نگاہ کی اور تبسم کیا اور ساتھ ہی اس کی روح جنت اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔

اس کے بعد یزید بن زیاد بن شعثا میدان میں آئے آپ کے جسم مبارک پر آٹھ تیر گئے اور ہر ایک تیر بہت گہرا لگا اور شہید ہو گئے اور درجہ رفیعہ پر فائز ہوئے بعدہ ابو عمرو نہشلی میدان میں آئے۔ اور مخالفوں پر حملہ آور ہوئے۔ جس طرف حملہ کرتے میدان صاف ہو جاتا تھا۔ آپ پھر خدمت میں حاضر ہوئے امام علیہ السلام سے فرمایا۔

أَبَشِّرْ هَذَيْتَ الرُّشْدَ تَلْقَى أَحْمَدًا فِي الْجَنَّةِ الْفَرْدُوسِ تَعْلُوا صَعِدًا
کہ تجھے ہدایت کی بشارت ہو اور تو ہمارے جد رسول خدا کی زیارت کے گا۔
اور آنحضرتؐ تجھے بہشت بریں میں اعلیٰ جگہ دیں گے۔ آخر الامر ایک ملعون نے کہ جس کا نام عامر بن نہشل تھا شہید کیا۔ اور ان کے جسم مبارک سے جدا کیا۔
کیا کہنا واللہ اصحاب امام حسین علیہ السلام کا کہ جو سر کاٹے ہوئے زمین کر بلا پر پڑے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ زمین پر ماہ تاب تابندہ ہیں آسمان پر ایک چاند روشن تھا اور یہاں خاک و غون میں غلطان چاند ہی چاند نظر آرہے تھے۔ ہمارا ہمارا سلام ہو ان با وفا جان ثاروں پر کہ جن کے بعد امام حسینؑ مکہ تنہا رہ گئے کوئی یاور و انصار باقی نہ رہا سوائے بنی ہاشم کے۔

الْاَلْعَنَةُ اللّٰهُ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

ساتویں مجلس

شہادت اولادِ عقیل اور شہادت و پائمالی

حضرت امیر قاسم ابن حسن علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَعَلَى أَهْلِ
 بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ وَعَلَى أَنْصَارِ دِينِ اللَّهِ وَعَلَى حُقَاقِ شَرِيعَةِ اللَّهِ
 وَعَلَى الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى النَّاصِحِينَ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَعَلَى
 بَاذِلِي الْأَرْوَاحِ لِرُوحِهِ اللَّهِ وَعَلَى الْخَاضِعِينَ فِي بَحَارِ السُّيُوفِ وَالْإِسْنَةِ
 فِي نُحْبَتِ اللَّهِ وَعَلَى الثَّابِتِينَ فِي نِيزَانِ الْكُفَّاحِ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَعَلَى
 الْأَيْدِ أَنْ الصُّعُيْقَةَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَعَلَى الدِّمَاءِ السَّائِلَةِ وَ
 الدَّمُوعِ السَّائِلَةِ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَى السَّادَاتِ الْعُلَوِيَّةِ
 السَّلَامُ عَلَى الْمِنَابِ الْهَاشِمِيِّ السَّلَامُ عَلَى الشُّيُوخِ وَالشَّبَّانِ
 السَّلَامُ عَلَى الرُّحَبَالِ وَالنِّسْوَانِ - السَّلَامُ عَلَى الْأَبْدَانِ السَّلِيلَةِ
 السَّلَامُ عَلَى الْأَجْسَامِ التَّرَبِّيَّةِ السَّلَامُ عَلَى الْخُزُودِ الْمُعْتَمَرَةِ

وَالْحَيَاةِ الْمُنْصَبِيَّةِ وَالْأَعْضَاءِ الْمُقْصَعَةِ وَالزُّوْسِ الْمَالَةِ السَّلَامِ
 عَلَى الْمَدْبُوحِ مِنَ الْقَفَا السَّلَامِ عَلَى الْمَحْرُوقِ الْخَبَاءِ وَصَلُوبِ
 الْعِمَامَةِ وَالزَّوْدِ السَّلَامِ عَلَى مَنْ بَكَى عَلَيْهِ جَبْرَيْئِيلُ وَتَزَلَزَلَ
 لَهُ الْعَرْشُ الْيَلِيلُ وَعَلَى أَنْصَارِهِ مِنْ وَلَدٍ جَعْفَرٍ وَعَقِيلٍ السَّلَامِ
 عَلَى الصَّرِيحِ الْمَرْتَجَى وَعَلَى مَنْ نَصَرَهُ مِنْ وَلَدِ الْمُحْتَبَى
 وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَيَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ :
 آيَةُ حَبِيئِهِ :- وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ط
 حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ط وَحَمَلَهُ وَفِصْلُهُ
 ثَلَاثُونَ شَهْرًا ط حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ
 سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
 الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَتِي وَأَنْ
 أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي
 ذُرِّيَّتِي ط الخ

(سورة الاحقاف آیت ۱۵)

ترجمہ:

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ
 اس کی ماں نے نہ رنج ہی کی حالت میں اس کو پیٹ میں رکھا۔ اور رنج ہی سے اس
 کو جنا۔ اور اس کا پیٹ میں رہنا اور اس کی دودھ بڑھائی کے تین مہینے ہوئے
 یہاں تک کہ جب اپنی پوری جوانی کو پہنچتا اور چالیس برس (کے سن) کو پہنچتا ہے
 تو خدا سے عرض کرتا ہے پروردگار تو مجھے توفیق عطا کر کہ تو نے جو احسانات مجھ پر

اور میرے والدین پہنچتے ہیں میں ان احسانوں کا شکریہ ادا کروں۔ اور یہ (مجموعی توفیق دے) کہ میں ایسا کام کروں جسے تو پسند کرے۔ اور میرے لیے اور میری اولاد میں صلاح (نیکی) اور تقویٰ پیدا کر (میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں یقیناً فرما فرمانبرداروں میں ہوں۔

(از منہرجم :-)

ازروئے تفسیر اہلبیت طاہرین اس آیت مجیدہ کی تصریح یہ ہے کہ یہ پوری آیت حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور جو حالات ابتدا و عمل سے آخر تک امام حسین علیہ السلام کے تھے۔ ان سے پوری طرح پر مطابقت ہوتی۔ ہے اور آیات خدا میں غور کرنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ سوائے امام حسین علیہ السلام ان صفات کا کوئی دوسرا شخص مستحق نہیں ہے (اگرچہ آیت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا یعنی نیکی کرنا عند اللہ مستحق ہے اور اسی طرف آیت راجح ہے اور ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ یہ نیکی پیش آئے۔ اور ماں خصوصاً اس لیے نیکی کی مستحق ہے کہ زمانہ حمل میں اس نے تکلیف اٹھائی ہے۔ مدت حمل میں مشقت برداشت کی ہے اور دورانِ عرصہ رضاعت میں بھی تکلیف کا سامنا رہتا ہے (رضاعت کے احکام مجتہدین کے علیہ میں ملا حظہ فرمائیں) بہر کیف یہ تمام چیزیں مقتضی احسانات بر والدین ہیں۔ اور اولاد ان کے لیے ایک العام ہے جو خداوند عالم کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔

خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اِنْ اَشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۖ (سورۃ لقمن آیت ۱۴)

یعنی کہ (ماں باپ کے بارے میں خدا تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے) میرا بھی شکر یہ ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی شکر یہ ادا کرو۔ یعنی کہ حاصل حقوق والدین یہ ہے کہ اگر اولاد اپنے والدین کی شکر گزار نہیں ہے تو خدا کی شکر گزار کیسے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس آیت میں خداوند عالم نے اپنے شکر اور والدین کے شکر کو مقرون فرمایا ہے۔ یعنی کہ ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ

سورۃ نحل اسر ایل آیت ۲۳

اور تمہارے پروردگار نے تو کو حکم ہی دیا ہے کہ اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیکی کرنا پس خداوند عالم نے ماں باپ سے یہ نیکی پیش آنے کا حکم دیا ہے۔ اس آیت میں امتحان والدین کو اپنی عبادت سے نزدیکی کا درجہ دیا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ یَفْعَلُ الْبَارُّ مَا يَشَاءُ اِنْ يَفْعَلْ فَلَنْ يَدْخُلَ النَّارَ وَيَفْعَلُ الْعَاقُّ مَا يَشَاءُ اِنْ يَفْعَلْ فَلَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔ یعنی جو شخص اپنے والدین کے ساتھ نیکی کے ساتھ پیش آیا ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تو وہ ہرگز داخل جہنم نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس کے دوسرے اعمال سیئہ ہوں اور والدین کا عاق شدہ اگرچہ اس کے اعمال حسن ہوں۔ داخل بہشت نہیں ہوگا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں جہاد میں جاتے کا از حد متاق ہوں۔

آنحضرت نے اس سے فضائل جہاد بیان فرمائیے کہ اگر راہ خدا میں قتل ہو جائے تو خدا اس کو زندگی جاوید عطا فرماتا ہے۔ اور اس کو روزی عطا ہوتی ہے اور اگر قتل

نہ ہوتو بھی اس کا اجر خدا پر ہے۔ اور خدائے تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ پھر اس شخص نے عرض کیا میرے ماں باپ زندہ ہیں اور بہت بوڑھے ہیں۔ جو میری جدائی برداشت نہیں کرتے میرا بسوئے جہاد گھر سے نکلنا انہیں پسند نہیں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قُوا الَّذِیْ نَفْسِیْ بَیْدَہٗ لَا اُتْسَمُّہَا یَا لَکَ یَوْمًا وَّ لَیْلَۃً خَیْرٌ مِّنْ جَہَادٍ سَتَہٗ۔ یعنی کہ اس ذاتِ حق کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ان کی خدمت کرنا ایک سال کے ثب و روز کے جہاد سے بہتر ہے۔ واضح رہے کہ زندگی کی دو قسمیں ہیں۔ حیات صوری و ظاہری، اور حیات معنوی و حقیقی، والدین پہلی قسم کی حیات کا سبب بنتے ہیں۔ یعنی حیات صوری و ظاہری کا سبب اولیٰ ماں باپ ہوتے ہیں۔ بنابرین والدین کا نفع اس قدر عظیم ہے کہ عقل اور شریعت دونوں ہم زبان ہیں۔ اور حیات حقیقی و معنوی وہ ہے کہ جو بعد فنا بھی ساتھ رہے گی۔ اور اس حیات کے لیے نہ موت ہے اور نہ فنا یہ ایک ایسی عزت خیر حیات ہے۔ کہ اس میں ذلت کو دخل نہیں ہے۔ اور اس حیات میں ایسی استفادہ ہے کہ کسی کے سائے دست سوال دراز نہیں ہوتا۔ اور چونکہ حیات حقیقی ہدایت و رشد سے مزی ہوتی ہے اس لیے امام ہنزلا والدین کیونکہ مخلوقِ عالم الٰہ کو سب سے بڑھ کر ہدایت ملتا ہے۔ اور انہی سے آب حیات جاری ہے۔ بلکہ حیات ظاہری اور نشاۃ و نبوۃ میں بواسطہ وجود امام انقیض جاری ہے۔ اسی لیے پس خداوند عالم نے ان کا درجہ والدین حقیقی سے افضل و برتر قرار دیا ہے۔ جس طرح اولاد پر والدین کی اطاعت فرض ہے اس سے اولیٰ تر اطاعت امام واجب ہے۔ اور اطاعت امامؑ سے انحراف حیات حقیقی و معنوی کے لیے

حضرت رسال ہے۔ اور اگر انسان بغیر معرفت امام مرہائے توجاہیت کی موت
فرما ہے۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے طارق ابن شہاب سے
فرمایا۔ فَهَذَا رَأْسُ دَائِرَةِ الْإِيمَانِ وَسَمَاءُ الْوُجُودِ وَقُطْبُ ذَاكِرَةِ
الْمَوْجُودِ وَضَوْءُ الشَّمْسِ الْمَشْرِقِ وَنُورُ قُرَّةِ وَأَصْلُ الْعَرْشِ مَبْدَأُ وَمَنْهَا
ابتداء دائرہ ایمان ہیں۔ یعنی اگر امام بن نہ کر رہیں تو ایمان ایک دائرہ ہے۔ جس کے
یہی منہی ہیں کہ امام برحق پر اعتقاد کے بغیر ایمان کا وجود مشکل ہے۔ وجود امام روشنی
آفتاب و ماہ تاب کی مانند ہے۔ اور اصل اور اساس عزت ہے۔ ایمان
کی ابتداء و انتہا وجود امام پر ہے۔ از مترجم امام الاولین و آخرین جو سلسلہ امامت
کی پہلی عظیم فرد ہیں۔ ایمان کل ہیں آنحضرتؐ نے جنگ خندق میں فرمایا ہے۔
برز الایمان مگر کہ ایمان کل مبارز طلبی کے لیے جارہا ہے۔ اس حدیث اور
دوسری احادیث میں اسی قسم کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:
يَنَافِتِحُ اللَّهُ وَبِنَايَحْتُمُ اللَّهُ وَنَحْنُ أُمَّةُ الْهُدَى وَالْعُرْوَةُ الْوُثْقَى
وَنَحْنُ الْأَوَّلُونَ وَنَحْنُ الْآخِرُونَ۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے
ہم ہی سے ابتداء کی ہے اور ہم پر ختم کر کے گاہ ہم عمر ہدایت میں ہم مضبوط واسطہ
ہیں۔ ہم اولوں و آخروں ہیں اور آخر حدیث میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ۔ نَحْنُ
السِّرَاجُ لِمَنْ اسْتَضَاءَ وَالسَّبِيلُ لِمَنْ اهْتَدَى وَنَحْنُ الْقَادَةُ إِلَى
الْجَنَّةِ نَحْنُ الْمَجْسُورُ وَالْقَنَاطِرُ نَحْنُ السَّنَامُ الْأَعْظَمُ يَنَائِزِلُ الْغَيْثُ
وَيَنَازِلُ الرَّحْمَةُ وَيَنَازِلُ الْعَذَابُ وَالنَّقْمَةُ۔

جہاں تک کہ آیہ مذکورہ کا تعلق ہے۔ وہ یقیناً حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں ہے۔ (از مترجم ترجمہ ایت کے بعد ہی اس خیز کا اشارہ کیا جا چکا ہے کہ کہ تفسیر طبریؑ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آیت جسے سزا مہ مجلس قرار دیا ہے وہ امام حسین علیہ السلام کی شان میں ہے۔)

چنانچہ علی ابن ابیہیم اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ اَلْاِحْسَانُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَوْلُهُ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا اِنَّمَا عَنِيَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ کہ احسان سے مراد حضرت ختمی کریمت اور والدین کا مصداق حسین و علیین ہیں۔

جہاں تک کہ آیہ مذکورہ کا تعلق ہے۔ تو اس کا وہ حصہ جو نقل کیا گیا ہے یقیناً امام حسین علیہ السلام سے متعلق ہے کیونکہ عام طور پر مائیں اپنے بچے کے محل سے خوشش عی ہوتی ہیں۔ اور پیدائش بھی وجہ مسرت ہوتی ہے۔ لیکن آیت کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ یہاں عمومیت نہیں ہے۔ بلکہ خصوصی طور پر کسی ایک ماں کا ذکر ہے۔ جو اپنے بچے کے محل میں رنجیدہ رہی ہے۔ اور یہ ماں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں اس لیے کہ ان کے پدر عالی قدر نے ان کو امام حسینؑ کے محل ہی کے زمانہ میں تباہ یا تھا۔ کہ ان کا بچہ امرت کے ظالموں کے ہاتھوں نہایت ظلم و جور سے قتل ہو گا۔ جس پر سیدہ عالمین نے عرض کیا یا با جان مجھے ایسی بیٹہ

کی ضرورت نہیں ہے کہ جو قتل کیا جائے گا۔ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولادت امام حسینؑ کی بشارت دی ہے۔ اور ساتھ ساتھ شہادت کی خبر بھی دی تو حضرت سیدہ عالمینؑ نے بکراہت عمل برداشت کیا ہے۔ چنانچہ حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا ہے کہ: **فَهَلْ رَأَيْتُمْ أَحَدًا يُبَيِّتُ بَوَلَدًا فَيَعْمَلُهُ كَرْهًا**۔ یعنی کسی نے نہ دیکھا ہوگا کہ ماں بچہ کے عمل میں کراہت کرے۔

پس فاطمہ بنت رسول خدا ایک ایسی ہیں کہ وہ امام حسینؑ کے حمل کے زمانہ میں مغموم رہیں اور بکراہت برداشت کیا۔ کہ ان کو اس بچہ کے قتل ہونے کی خبر صادق رسول خداؐ نے خبر دی تھی۔ اسی لیے آیت میں کراہت کا ذکر وارد ہوا ہے۔

ان قولیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں جبرئیل امینؑ نازل ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ خداؐ نے تعالیٰ بعد تحفہ درود و سلام کے ہمیں بشارت دیتا ہے۔ کہ ایک فرزند تمہاری دختر فاطمہؑ سے پیدا ہوگا۔ تمہاری امت کے لوگ تمہارے بعد اسے قتل کریں گے۔

آپؑ نے فرمایا کہ سلام ہو رب جلیل پر مجھے ایسے نواسی کی ضرورت نہیں ہے کہ میری امت اسے قتل کرے جبرئیل امینؑ نے پرواز کی اور پھر حاضر خدمت رسول خداؐ ہوئے۔ اور کہا کہ خدا سلام کہتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ولایت اور وصایت کو اس فرزند میں قرار دیتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں راضی ہوں۔ پس خدا نے وحی کی کہ رسول خداؐ فاطمہؑ کے پاس جاؤ۔ اور اس کی

خبر دو کہ یہ بچہ شہید ہو گا۔ جب آنحضرتؐ نے سیدہ زہراؑ کو یہ خبر پہنچائی تو آپؐ نے فرمایا کہ بابا جان مجھے ایسے بچے کی کیا حاجت کہ جو بڑا ہو کر قتل ہو جائے۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے امامت و ولایت اور ولایت کو اس بچے میں رکھا ہے۔ اس پر سیدہ عالم نے فرمایا کہ میں راضی ہوں۔ لیکن سیدہ عالمین رنجیدہ رہیں اور بھی مطلب ہے اس یہ مجیدہ کے ان الفاظ کا۔ *حَلَّتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمَلُهُ دَفْضًا لَّهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا* یعنی کہ اس ماں نے رنج کی حالت میں پیٹ میں رکھا اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ بڑھانی کی مدت کل تیس ماہ ہے۔ اور چوبیس ماہ مدت رضاعت ہے۔ پس امام حسین علیہ السلام کی مدت حمل صرف پھر ماہ ہے۔ ظاہر ہے کہ پھر ماہ میں پیدا ہونے والا بچہ زندہ نہیں رہتا احادیث میں ہے کہ پھر ماہ میں پیدا ہونے والے صرف دو بچے ہیں ایک جناب یحییٰ اور دوسرے امام حسین علیہ السلام ہیں۔

حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا ہے کہ یہ ایسی مذکورہ آیت حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ پس آپ کی مصیبتوں کے بیش نظر احسان خداوندی کا تعلق آپ کے ساتھ لازم ہے اور بدلائل عقلی و نقلی چونکہ کلمہ انسانیت انہی سے وابستہ ہے لہذا موجود امام والدین کا حقیقی مصداق ہے اور یہ اشارہ ہے اس طرف کہ اگر وجود امام نہ ہو تو دنیا باقی نہیں رہ سکتی۔

سید ابن طاووسؒ نے ذکر کیا ہے۔

اَشْكُرُ لِمَنْ لَوْلَا هُمْ لَمْ يَخْلُقْتُ یعنی کہ شکر کر کہ اگر تجھے خداوند عالم خلق نہ کرتا تو تیرا وجود نہ ہوتا۔ پس وجود کا ہونا متفق شکر ہے پس اگر انسان والدین کا

شکر گزار نہ ہو تو تو حید خدا اس کے عقیدہ میں ناقص ہے۔ اور چونکہ وجود امام
بمنزلہ الدین کائنات ہے لہذا انسان کافر لیثہ ہے۔ کہ امام علیہ السلام کا شکر
گزار ہو۔ اور ان کی تعظیم بجالائے۔ ابن عباسؓ نے حضرت سے روایت
کی ہے کہ جب خداوند عالم نے عرش و ملائکہ اور مائیں عرش پیدا کئے ان
پر وحی ہوئی کہ میرے عرش کا طواف کرو۔ میری تسبیح کرو۔ بس انہوں نے طواف
کیا۔ پھر وحی ہوئی کہ میرے حبیب پر صلوٰۃ بھیجو کہ میں اسے اپنے تور عظمت سے
پیدا کیا ہے۔ فرشتوں نے کہا اے پروردگار! تو نے، میں حکم دیا کہ ہم تیرے
عرش کا طواف کریں، ہم نے تیرے عرش کا طواف کیا۔ تو نے حکم دیا۔ میرے
حبیب پر صلوٰۃ (درود) بھیجو تو ہم آیتیری تسبیح کریں یا بکائے تسبیح تیرے حبیب
پر درود بھیجیں۔

پس ملائے قدرت آئی کہ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلٰی حَبِيْبِي مُحَمَّدٍ سَبَّحْتُمُوْنِيْ
وَهَلَّلْتُمُوْنِيْ۔ یعنی کتم نے میرے حبیب پر درود بھیجا تو گویا میری
تسبیح و تہلیل ادا کی۔ پس ان کے ساتھ نیکی و احسان لازمی ہے اور لازم و
واجب ہے کہ ان کا شکر ادا کریں۔ ان کے ساتھ یہ نیکی و حرمت پیش آئیں۔ ان
کی اطاعت کریں کیونکہ سبب تخلیق کائنات محمد و آل محمد علیہم السلام میں ہیں۔
ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جبریل امین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو خبر دی کہ جس روز تمہارا نواسہ حسینؑ مع عزیز و انصار قتل ہوگا تو اس
گروہ ملائین پر کہ جو حسینؑ کو قتل کریں گے خدا کی لعنت ہوگی
تَوَعَّظَتِ الْاَرْضُ مِنْ اَقْطَارِهَا وَصَلَّتِ الْجِبَالُ وَكَثُرَ اضْطِرَابُهَا
یعنی کریمین میں لرزہ، پیدا ہوگا یعنی قتل امام حسینؑ کے سبب کانپ جائے گی۔

اس کا جگر شق ہو جائے گا، پہاڑ حرکت کنٹا ہوں گے۔ ان میں اضطراب پیدا ہو جائے گا۔ دریاؤں میں تلاطم پیدا ہوگا۔ آسمان کا رنگ سرخ ہو جائے گا، فونی رنگ ہو جائے گا۔ وَلَا يَبْقَى شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا اسْتَاذَنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي نَصْرَةِ أَهْلِكَ الْمُسْتَضْعِفِينَ الْمَظْلُومِينَ۔

یعنی اس وقت کہ جب حسینؑ قتل ہوں گے تمام کائنات، ہر ایک جبرائیلؑ تعالیٰ سے اذن طلب کرے گی کہ اہلبیتؑ اطہار کی نصرت کرے۔ کیونکہ دنیا والوں نے ان کے با احسان پیش آنے کی بجائے ظلم و ستم کا ان کو نشانہ بنایا ہے۔ اور ان کو مظلوم و بے کس بنا دیا ہے ان کو کمزور کر دیا ہے۔ پس گویا ہر ایک شے ان کے ساتھ یہ نیکی پیش آئے گی اور یہ پیر احسان باری تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ اسی لیے آئینہ مذکورہ میں خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ ائمہ ہدیٰ اور خصوصاً امام حسینؑ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اور اگر ان پر ظلم کیا تو گویا کفرانِ نعمت کیا۔ بس اے شیعیان حیدر کرار ہمہ وقت حسینؑ کی مظلومیت اور ان کے ساتھ با احسان پیش آنا مد نظر رہے اور اب یہی احسان کی صورت ہے کہ امام حسینؑ کے فضائل اور مصائب بیان کریں۔ اور عزاداری برپا کریں۔ کیونکہ زمانہ نے ہمیں امام حسینؑ سے دور کر دیا ہے۔ کاشیں ہم کو بلا میں ہوتے تو فوز عظیم حاصل کرتے۔ اسی لیے تمام علماء اعلام اور مومنین ذوی الاستقامت کہتے ہیں یَا بَنِي اَنْتَ وَاُتْحَفَ۔ یعنی کہ میرے مال باپ آپ پر قربان ہو جائیں (از ترجمہ یہ بھی ایک علامت احسان ہے کہ عزاء امام حسینؑ عقیدت مند سال بسال روز و شب مسلسل کڑوروں روپیہ صرف کرتے ہیں۔ کاشیں کو داغین و ڈاگین بھی احسان سے کام لیں۔)

ابن قولویہ بسند معتبر زراہ ابن اعین سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا کہ **مَا مِنْ عَيْنٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ وَلَا عُذْرَةٍ مِنْ عَيْنٍ بَكَتْ وَدُمَعَتْ عَلَيْهِ**۔ یعنی کہ خداوند عالم کے

نزدیک محبوب نرودہ آنکھ ہے کہ جو غم حسینؑ میں آنسوؤں سے لبریز ہو۔ **وَمَا مِنْ بَابٍ يُبْكِيهِ إِلَّا وَقَدْ دَمَلَتْ فَاطِمَةُ وَأَسْعَدَهَا وَوَصَلَ رَسُولُ اللَّهِ وَأَدَّى حَقَّنَا** یعنی کہ ہر وہ آنسو جو مصیبت امام حسینؑ میں نکلتا ہے۔ وہ گویا جناب فاطمہؑ زہرا کے زخمی دل کے لیے مرہم بنتا ہے۔ یعنی کہ معصومہؑ کو سکون پہنچاتا ہے کیونکہ آپ کو حسرت تھی کہ میرے حسینؑ پر کوئی روئے۔ اور آنحضرتؐ کے ساتھ غم امام حسینؑ میں رونے والا نیکی کرتا ہے۔ اور ہمارا حق ادا کرتا ہے۔

وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَحْشُرُ إِلَّا وَعَيْنُهُ بِالْكَيْتَةِ إِلَّا الْمَلَائِكَةُ عَلَى حَبْدَى یعنی کہ جو آنکھ غم حسینؑ میں روئے وہ عشرت میں روشن ہوگی اور اس کو خدا اور رسولؐ کی طرف سے سرور و خوشحالی کی بشارت دی جائے گی یعنی کہ بہشت کا مشرہ سنایا جائے گا۔ اور اس خوشی کے آثار اس کے چہرہ سے نمایاں ہوں گے **الْخَلْقُ فِي الْفَرَجِ وَهُمْ أَمْتُونَ وَالْخَلْقُ يَعْرِضُونَ وَهُمْ حُدَاتُ الْحُسَيْنِ تَحْتَ ظِلِّ الْعَرْشِ وَفِي ظِلِّ الْعَرْشِ لَا يُخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ** یعنی کہ اے بروز قیامت تمام لوگ فرج و جزع کے رہے ہوں گے۔ مگر وہ لوگ مامون و محفوظ ہوں گے جو غم امام حسینؑ گریہ کرنا نہ ہوتے ہیں۔ وہ سایہ عرش میں ہوں۔ اور ان کو حساب و کتاب کا خوف نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کا غم امام حسینؑ میں گریہ کرنا، ہم پر اور رسولؐ خدا پر احسان ہے۔ یعنی کہ نیکی ہے۔

پس اسی مقام سے غور کرو کہ جب امام حسینؑ کے غم میں رونے سے

حول مشرنا اکل ہو جائے گا۔ تو امام حسینؑ کے سبب سے یہ صلہ کم ہے۔ علاوہ
ازین غم امام حسینؑ میں معرفت کے ساتھ رونا تو دلیل ہدایت ہے۔ اور ہدایت
تھم کی طرف سے ہے۔

حضرت صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ مَنْ عَلَّمَنِي حَرْفًا فَقَدْ
صَيَّرَنِي عَبْدًا یعنی اگر کسی شخص کو ایک حرف دین تعلیم کرے، گویا
اس نے مجھے اپنے ساتھ نیکی کی۔ اور ہم اس کے ہو گئے۔

أَفِئْتِ لِعَبْدِي كَيْفَ تَلْتَدُ الْكِرَىٰ وَجَفُّوْهُ لَكُمْ تَكْتَلُّ بِرِقَادِي
افسوس ہے اس آنکھ پر کہ وہ خواب راحت میں ہو اور سادات عظام
یعنی اہلبیت بمنوۃ زمین پر بغیر بستر ہیں۔

بابی و اُمّی۔ الہا شمیات قد هُشِمْتِ بِالْمَقِيدِ وَالْاصْفَارِ۔
پدر و مادر فدا ہوں ان غماتین ہاشمیہ پر کہ زمین پر لیٹنے سے ان کے بدن زخمی
ہو گئے تھے اور رس بندھنے اور قید ہونے سے ختم ہو گئے تھے۔

يَسْرِي لَهْنٌ عَلَى الْمَطَايَا حُرًّا شَعْنَا الْغَيْرَ وَطَاءَ عَلَى الْاَعْوَادِ
ان کو پڑمروہ اور لاغر اونٹوں پر سوار کر کے شہر بشہر بھرا یا۔

تَرْفَعُهُ اِلَى رَاسِ الْحُسَيْنِ وَلَسْتُ كَلِي مَا نَالَهَا مِنْ مَعْشَرِ الْاَوْغَادِ
اے اُمّی! بعد ازیں عزت نصیب دے گا۔ فَعَزَّاءُ نَائِبًا وَمُدَى الْاَبَادِی

وا حسرتا کسی سے شکایت کی جائے اپنے دل حسرت زدہ کی اور ظالموں
کے ظلموں کی حسین کا سر بربیدہ کیا گیا۔ اے برادر آپ کے بعد ہمیں اس قدر
ذلیل کیا کہ کوئی ہمارا فریاد رس نہ تھا۔

اَنْجِي يَا رَوْحِي وَرَوْحُ مَسْوُوفِي وَقَرِّينِ اَنْجِي مَحَلِّ وَدَارِي

ثُمَّ وَانْظُرْ الْأَوَّلَ دَقِ ذُلَّ السَّبَبِ وَالسَّبَبُ لِدَاءِ بَاءٍ وَالْأَجْدَادُ
 اے میرے پیارے بھائی اے میرے خوشی و مسرت کی آئیں بھائی ذرا
 اٹھیے اور مقتل سے اُگڑ دیکھیے کہ ہمارے یتیم بچے اور ہم سب اسیرِ فلت کو فرو
 نشام ہیں۔ اور اعدائے دین کے سب کے سب مل کر ہمارے باپ و ادا کی
 شان میں ناز و الفاظ کہتے ہیں اور دوا حسرتا ہم سنتے ہیں۔

هَذَا نَظْرَةٌ لِوَاحِدٍ مِنَ الْحَفِيَّيْهِ مَا أَشْتَكِيهِ مِنْ لَظَى الْإِبْعَادِ
 اے برادرِ ایک نظر فوراً اپنے بہن اور اسیرِ دل پر ڈالیے تاکہ آتشِ سوزان
 مفارقت ٹھنڈی ہو جائے۔ پس ان کے حقوق کو حقوق والدین کے ساتھ نسبت
 نہیں دے سکتے کیونکہ ان کے حقوق ان سے افضل ہیں۔ اور ان ساداتِ غلام
 کو ساداتِ ظاہری پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ والدین تو سببِ وجودِ ظاہریہ ہیں لیکن
 اکملہ معصومین سببِ وجودِ عالمین میں ان کی راحت ہماری راحت ہے۔

جناب ام المومنین ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم میرے حجرہ میں تشریف لائے۔ ان کے عقب میں حسن و حسینؓ بھی
 آگئے۔ تب آنحضرتؐ نے حسنؓ کو اپنے دلہتے زانو پر اور حسینؓ کو اپنے بائیں
 زانو پر بیٹھایا۔ اور دونوں کو پیار کرنے لگے کہ جبرئیلؑ آئین نازل ہوئے اور
 خداوندِ جلیل کی طرف سے یہ پیغام دیا۔ قَدْ حَكَمَ عَلَى هَذَا الْحَسَنِ أَنْ
 يَمُوتَ مَسْمُومًا وَعَلَى هَذَا الْحُسَيْنِ أَنْ يَمُوتَ مَذْبُوحًا بَعْنِي كَمَا أَنَّ تِلْكَ
 نے فرمایا ہے کہ حسنؓ زہر سے شہید ہوگا۔ یعنی حسنؓ کو زہر دیا جائے گا اور حسینؓ
 کو ذبح کیا جائے گا یہ بائیں مقدر ہو چکی ہیں کہ حسنؓ زہر سے شہید ہو اور حسینؓ کا
 سر بہت ظلم کے ساتھ کاٹا جائے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ ہر ایک پیغمبر کی دعا مستجاب

ہوتی ہے اگر آپ بھی دعا کریں۔ تو خداوند تعالیٰ یہ مصیبت ان سے دور فرما دے گا۔ **وَإِنْ شِئْتَ كَأَنْتَ مَهِيْتُهُمَا ذَخِيْرَةٌ لِّىْ شَفَاعَتِكَ** **لِلْعَصَاةِ مِنْ أَمْتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ**۔ یعنی کہ اے رسول اللہ آپ چاہتے ہیں تو ان مصیبتوں کو امت کے عاصی لوگوں کے لیے ذخیرہ شفاعت قرار دیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں راضی ہوں۔ اور قضاء الہی کے سامنے سر تسلیم خم ہے۔ مگر جب کہ خدا بھی ایسا چاہے۔ **وَقَدْ أَحْبَبْتُ دَعْوَتِيْ ذَخِيْرَةَ الشَّفَاعَةِ فِي الْعَصَاةِ مِنْ أَمْتِيْ وَيَقْضِي اللّٰهُ فِيْ وَلَدِيْ مَا يَشَاءُ**۔ یعنی کہ اے جبرئیل تم میری جانب سے امت تالیٰ سے عرض کرو کہ میں اپنی امت کے گناہگاروں کے لیے ذخیرہ شفاعت چاہتا ہوں۔ خدائے تعالیٰ میرے دونوں نواسوں کے لیے جو چاہتے کم نازل کرے۔ اس مقام پر بعض عارفین و کاملین نے نقل کیا ہے کہ روز الٹ عالم دہریں جب کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا۔ ان سب کے لیے کہ جو بھی مصیبت خدا کرنے والے ہیں آتش جہنم مقدر فرمائی کہ اس میں جلا کریں۔ **فَقَدَّمُ الْحَشِيْبِيْنَ وَضَمِنُ ذُنُوْبَ شَبِيْعَتِهِ بِقَتْلِهِ فِي كَرْبَلَا وَسَيِّئِ نِسَاؤُهُ**۔ یعنی کہ حضرت سید الشہداء عالم دہری میں آگے بڑھے اور اپنے شیعوں کی نجات کے ضامن بنے۔ اور خود شہید ہونا گوارا پسند کیا۔ اور اپنے اہل حرم کی ایسیری قبول کی۔ (از مترجم شہادت امام حسینؑ ہمارے لیے ذریعہ نجات ہے۔ لیکن اس کا مقصد یہ ہے کہ صحت عقیدہ پر نجات منحصر ہے اور عمل پر درجات نجات منحصر ہیں۔ پس اقامہ عزاء امام حسینؑ پر بصحت عقیدہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور چونکہ عزاداری کی اساس مودت اہلبیتؑ ہے اور شہادت امام حسینؑ کی اساس عدوت اہلبیتؑ ہے

لہذا اقامہ عزاء کو بیک سمجھنا راجح بعد اوت ہے۔ اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

اس مقام پر شیخ احمد احسائی نے اپنے بعض مریوں میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اس وقت جب کہ آپ کے اصحاب جان نثاری میں سبقت کر رہے تھے تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا فَدَيِّمُونِي وَاَنَا اَعْمَجْتُ لَكُمْ اَفَدِيَكُمْ مِنْ لَطْمِي بِمَهْجَتِي اَسْتَبْرِئُكُمْ نَارِيَا كَيْفَ سَبَقْتُمْ يَا يَفْسَدَ اَعْوَالِ الشَّرَاءِ - یعنی کراے اصحاب تم اپنے آپ کو مجھ پر خدا کرتے ہو۔ اور میری جان خرید کر لی ہے۔ یعنی کہ اپنی جان کی سب حفاظت کرتے ہیں۔ اسی لیے تم میری جان بچانے کی سعی کرتے ہو۔ اور میرا مقصد یہ ہے کہ میں تمہیں آتش جہنم سے آزادی دلاؤں۔ اور اس جان کے عوض خود کو پیش کر دوں۔ اور میں تمہیں خرید کر دوں اور میں تو روز ازل ہی اپنے شیعوں کو آتش جہنم سے بچانے کی ضمانت دے چکا ہوں۔ لیکن تم نے سبقت کی اور میری جان کی دشمنوں سے حفاظت کی۔ مولف کہتے ہیں۔ کہ اے مولیٰ حسینؑ تمام عالم بھر کے شیعہ آپ کے قربان بلکہ آپ کے نقش قدم پر قربان، اور شیعہ پنہا نہیں کرتے کہ آپ کے پلے مبارک میں کوئی کائنات بھی پیوست ہو۔ مگر خداوند عالم کی مشیت میں یہ گزرا ہے کہ اے مولیٰ آپ شہید ہوں۔ جیسا کہ اس سے پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ام المؤمنینؑ بی بی ام سلمہؓ کو حسن و حسینؑ کی شہادت کے بارے میں خبر دی ہے تو انہوں نے عرض کیا

کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ان دونوں بچوں سے اس مصیبت کو مٹالے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قَدْ فَعَلْتُ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ أَن لَّهُ دَرَجَةٌ لِأَبْنَاهَا أَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ وَأَنَّ لَهُ شِيعَةً يَشْفَعُونَ وَيُشْفَقُونَ وَأَنَّ الْمَهْدِيَّ مِنْ وَلَدِهِ۔

یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ میرے بچوں کے لیے اس نے ایسی مراتب عالیہ و جلیہ مہیا فرما دی ہیں جو عالمین میں کر اور کے لیے نہیں ہیں۔ مگر یہ مراتب ان کو ان کے شہید ہونے کے بعد ہی عطا ہوں گے۔ اور وہ اپنے شیعیوں کی شفاعت کریں گے اور حسینؑ کی اولاد میں سے امام مہدیؑ ہوں گے۔ بس یہیں سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنی جان مباد کہ شریعت محمدیؐ پر فتار کر دی ہے۔ کیونکہ بقالے دین و شریعت حسینؑ کی شہادت سے وابستہ و مربوط ہے۔ چنانچہ شیخ جلیل القدر شیخ حسین ابن عصفور بحرانی نے اپنی کتاب ”فوائد“ میں کتاب ”مناقب المناقب“ کے حوالہ سے یہ روایت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ درج کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں جب حضرت امام حسینؑ عازم سفر عراق ہوئے۔ تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ آپ فرزند رسول خداؐ ہیں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنے بھائی حسنؑ کی طرح اپنے دشمنوں سے صلح کر لیں۔ وہ اپنی صلح میں موفق من اللہ تھے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ يَا جَابِرُ قَدْ فَعَلْتُ اَنْحِي بِأَمْرِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ اَنَا اَيْضًا أَفْعَلُ بِأَمْرِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔ یعنی کہ جو کچھ میرے بھائی نے کہا وہ اللہ و رسول کے حکم کے تحت تھا۔ اور جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ بھی اللہ اور رسول کے احکام کے ماتحت ہے۔ کیا

آپ یہ چاہتے ہیں کہ میرے نانا، میرے بابا اور میرے بھائی حسنؑ مجھے سے
 میری بات کی تصدیق کس لیں اور ان کو دیکھ لیں یہ کہہ کر آپ نے آسمان کی
 طرف اشارہ کیا۔ حضرت جابرؓ کی آنکھیں روشن ہوئیں اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ اور امام حسنؑ
 مجھے حضرت حمزہؓ، حضرت جعفرؓ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ حضرت جابرؓ نے بے ساختہ
 جست لگائی اور حیران و ششدر رہ گئے۔ آنحضرتؐ نے ان کی طرف منہ کر کے
 فرمایا۔ اَلْحَدَّ اَقْلُ لَكَ فِيْ اَمْرِ الْحُسَيْنِ قَبْلَ الْحُسَيْنِ یعنی کہ
 کیا میں نے تمہیں قتل حسینؑ کی اب سے بہت پہلے خبر نہیں دی تھی۔ اے جابرؓ
 لَا تَكُوْنُ مَوْصِيًا حَتّٰی لَا تَكُوْنُ لَا يَمْلِكُ مُسْلِمًا وَلَا تَكُوْنُ مُعْتَرِضًا
 یعنی کہ اے جابرؓ تم مسلمان و مومن نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ تم اپنے ائمہ برحق پر ایمان نہ
 لاؤ اور ان کی اطاعت نہ کرو۔ امد اے جابرؓ کیا تم وہ جگہ دیکھنے کے خواہش مند
 ہو کہ جہاں حسینؑ قتل ہوگا۔ بس آنحضرتؐ نے ان کو امام حسینؑ اور دشمنوں کے
 مقامات آخرت دکھلائے جناب جابرؓ نے امام حسینؑ کے ارشادات کے سامنے
 تسلیم خم کیا اور خموش ہو گئے۔ حضرت امام حسینؑ نے زمین پر قدم مارا زمین شکستہ
 ہوئی اور جابرؓ نے دشمنان اہلبیت کے مقامات جہنم دیکھے ان میں ولید بن مغیرہ
 ابو جہل، معاویہ، یزید وغیرہ تھے۔ پھر حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے جابرؓ سے
 فرمایا کہ سر آسمان کی طرف بلند کر کے دیکھو۔ جابرؓ نے آسمان کی طرف سر بلند کیا دیکھا کہ
 دریا آسمان کھلے ہوئے ہیں۔ اور اعلیٰ مقامات بہشت نظر آ رہے ہیں آنحضرتؐ
 اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بہشت کی طرف تشریف لے گئے۔ جب آپ بلند
 ہوئے تو آپ نے صبحہ کیا اور فرمایا۔ یا بُحْتٰی الْحَقْرٰی۔ اے حسینؑ بلند

مور امام حسینؑ جلد تر ملحق ہوئے۔ اور داخل بہشت ہوئے۔ اس وقت آنحضرتؐ نے میری جانب دیکھا اور فرمایا اے جابرؓ:

هَذَا وَلَدِي مَعِيَ هِيَ هُنَا فَتَلِمُوا مَرَّةً وَلَا تَشْكُوا تَكُنْ مُؤْمِنًا۔

اے جابر یہ میرا بھٹے ہے اور میں اس سے ہوں۔ اس کے امر کو تسلیم کرو اگر مومن بننا چاہتے ہو۔ جابرؓ نے کہا۔ فَعُمِّيَتْ عَيْنَايَ اِنْ لَمْ اَكُنْ رَايْتُ مَا قُلْتُ مِنْ رَسُوْلٍ اللّٰهِ۔ یعنی کہ جابر کہتے ہیں کہ جو کچھ میں دیکھا

ہے اور ارشادات آنحضرتؐ سنے ہیں ان میں سے اگر ایک حرف بھی غلط ہو

تو میں اندھا ہو جاؤں۔ پس اے شیعیوں جابرؓ کی اس روایت سے ظاہر ہونا

ہے کہ شہادت امام حسینؑ کا مقصد ہی حفاظت دین ہے۔ اور اسی میں نجات

امت ہے نیز یہ بھی غور کرو کہ امام حسینؑ کا یہ عمل انتہائی قابل شکرگزاری ہے۔

اور ہم امام حسینؑ کی مصیبت کو یاد کر گئے روتے ہیں۔ اور تعزیر داری کرتے ہیں

نوحہ و ماتم کرتے ہیں یہ عزاداری امام حسینؑ کے ساتھ احسان ہے یعنی کہ ہم پر

فرض ہے کہ اقامہ عزاء بصورت استحسان کریں۔

فَيَا مَعْشَرَ الْاَحْبَابِ قُومُوا وَهَرَجُوا وَصَبُّوا صِيَا حَايِسْمَعْرِ الْقَمَمِ

يَا لَوْ عَلِمَا بِاَمْرَةِ النَّدَابِ دَلُّوْا وَحَتُّوْا اَصْمُوْا صَمَّا حِ الْخُلُقِ مِنْ شِدَّةِ اَوْقَا۔

یعنی کہ اے گروہ دوستداران اٹھو شور پر پا کر دو۔ اور مثل رعد تعریف ہو اور گریہ و

بکا کر و تاکہ دنیا سن لے۔

فَاَيُّ ابْنِ خَيْرٍ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدًا۔ صرّيعٌ مِنَ الْاَعْقَابِ قَهْرًا بَنِيْنَا۔

یعنی کہ فرزند رسولؐ خدا اپنے عزیز و اقارب و انصار کے ساتھ از روئے قہر و

ظلم زمین کر بلا پر وارد ہو چکے ہیں۔

الْهَفِيُّ يَقَوْمُ ذِيْ نَفْسٍ كَرِيْمَةٍ اُحْيِطُوْا بِاِخْوَانِ الْخَنَازِيْرِ وَالزَّرِيْ الْقَسْرِ
افسوس در پنج ہے ان نفوسِ مکرمہ پر کہ وہ اعداءِ دین میں گھرے ہوئے ہیں
ان لوگوں کے درمیان ہیں کہ جو چیز (سعد) ہیں۔

اَحَاطَ بِهِمُ الْبَاغُونَ يَبْعُونَ قَتْلَهُمْ رَحِمَ قَدِ قَدِيْمٍ كَانَ مِنْ صَدِ رِهْمَ غَلَا
دشمنوں کی جماعت نے ان کا خون بہانے کی غرض سے ان احاطہ کیا ہے۔

اور یہ بہ سببِ عداوتِ دیرنیہ ہے۔

لَقَدْ قَتَلُوْا ظُلْمًا وَصَارَتْ رَاْهُمْ - تَدُوْا عَلَى الْاَفَاقِ كَالْيَدِ فِي الْمُدْجَا
یعنی کہ گروہِ شتمکار نے ان کو بظلم و ستم قتل کیا۔ اور ان کے سر باغیہ کو نیزوں
پر بلند کر کے در بدر پھرایا گیا۔

فَهَآ تِلْكَ اَيْدَانُ خَوْفٍ دُوْنِ مَحِيْدَةٍ تِلْكَ رُؤْسٌ عَالِيَاتٌ عَلَى الْقَنَا
پس چشمِ بصیرت واکرؤ اور ان مظلوموں کو دیکھو کہ ان کے بدن باغیہ کو باوجودیکہ
بزرگ و بلند مرتبہ ہیں زمین پر پڑے ہیں۔ اور ان کے سر باغیہ میزوں پر بلند
ہیں۔

وَتِلْكَ الذَّرَارِيْ مِنْ سَلَالَةِ اَحْمَدٍ - بَقِيِيْنَ اُسَارَى لَا خَفِيْدٌ وَلَا مَصْطَا
یہ زمینِ آنحضرتؐ کی ذریتِ طیبہؑ کہ جسے اسیر کیا ہے اور کوئی فریاد رس نہیں
ہے۔

اُسَارَى لَاهِلِ الْهِنْدِ تَفْدَى تَطْلُقُ - اُسَارَى لَاهِلِ الْبَيْتِ تَبْقَى بَلَا فِدَا
آہ آہ اسیرانِ ہند و فرنگِ فدیہ دے کر رہائی پا جائے ہیں۔ لیکن اہلبیت کا کوئی فدیہ
نہیں کہ خلاصی پائیں۔

فَبَا حَرِّ اجْنَعْ مِنْ يَزِيْدٍ دَجَوسَا وَنَعْيِ اَهْلِي الصَّنِيْمِ وَالنَّعْيِ وَالزَّرِي

اَلتَّوَابُ اِمْرٌ لِّیْسَ یُعْهَدُ مِثْلُهُ وَ هُمُوْا بَنُوْا لِمَ یُکْنُ سَیِّئٌ یَّرٰی
یعنی کہ اے صاحبانِ یزیدِ پلید سے خوفِ کذا اور اس کے ان مظالم سے کہ جو اس
کے لوگوں نے کئے پناہ مانگ۔ اس ظالم نے وہ مظالم ڈھائے ہیں کہ جو اس
سے پہلے نہ سننے اور دیکھنے میں آئے ہیں اور یہ بد نہاد معصیت کا مترتب
ہوا ہے۔

اَبَاھُو اِحْمٰی قَدْ حَدَّ رَوٰمِنْ حَرِیْمِہٖ اَحْتَلٰوْا مَّا لَیْسَتْ تُکَا فِیْہُ
کہ یزید ملعون اور روم کا مترتب ہوا کہ اس نے امام حسین کا خون بہایا۔ حالانکہ تمام
عالمیں کا خون اس خونِ ناحق کی برابری نہیں کر سکتا۔

عَزِیْزٌ عَلٰی الْخَلْقِ الْمَعِیْشُ غَبِیْمًا مَّضٰی اَھْلُ بَیْتٍ لَا یُقَاسُوْنَ بِالْوَرٰی
امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد شیعیوں پر زندگی گراں ہوگی۔ کون سا
سینہ ایسا تھا کہ جس میں دردِ مظلومیت امام حسینؑ نہ ہو، کون سا ہاتھ ایسا تھا کہ
کہ جو صرف ماتم نہ ہو۔ کون سی آنکھ تھی کہ جو اس کبار نہ ہو۔ کافر لوگ اگرچہ امام حسینؑ
کی معرفت نہیں رکھتے۔ مگر پھر بھی مصیبتِ امام حسینؑ سے متاثر نہ ہوتے ہیں اور
روتے ہیں۔

خصوصاً ہندوستان کے کافر لوگ عزاداری کرتے ہیں اور بڑے بڑے
صاحبانِ صولت و شوکت ایامِ عزاء میں روزِ عاشورا کو اپنے تخت پر نہیں بیٹھتے
بلکہ زمین پر بیٹھتے ہیں کیونکہ اہلِ ہند کا عزاداری
امام حسینؑ کو نا اہمت مسک کے لیے باعثِ عبرت ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ
وہ فرزندِ رسول خدا کے غم میں سوگ نشین ہوں۔ کسی ثقہ نے بیان کیا کہ وہ ایک
مدت تک ہندوستان میں سکونت پذیر رہا۔ وہ وہاں کسی شہر میں گیا اس نے

وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ محرم میں عزاداری امام حسینؑ کیوں کرتے ہو۔ اور گریہ و ماتم کیوں کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس لیے ہم عزاداری کرتے ہیں کہ وزیر خدا کا فرزند ان دنوں میں قتل ہوا ہے۔ اے دوستو اگرچہ یہ چیز غلط ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کا کوئی وزیر نہیں ہے۔ لیکن امام حسینؑ پر ہر قوم گریہ کرتی ہے۔ حسینؑ سب کے ہیں۔

علی ابن عیسیٰ صاحب کشف الغمہ جو کہ ممتاز شیعہ میں سے ہیں اپنی کتاب کشف الغمہ میں لکھتے ہیں کہ امام حسینؑ اور آپ کے اہل محرم کی مصیبتیں ایسی ہیں کہ جن کا تصور بھی دل غراش سے فرماتے ہیں کہ

وَلَمَّا وَصَلَ الْقَلَمُ فِي الْمِيدَانِ إِلَى هَذَا الْمَقَامِ أَبْدَتْ الْآيَامُ مِنَ الْأَلَامِ مَا مَنَعَهُ مِنَ اِتِّمَامِ الْمَرَامِ عَلَى أَيْمِ الْأَقْسَامِ وَلَوْ بَرِخَوْ مِنْ نِظَامِ الْكَلَامِ دُونَ مَوْقِفِ الْاِخْتِثَامِ۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ پر جو مصائب گزرے ہیں۔ قلم رات دن لکھتے رہیں تب ہی تمام ضبط تحریر میں نہیں آسکتے۔ اور جو ہوش اہل ایمان و ولا کے دلوں میں ہے۔ وہ حرارت غم کی سرد نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ مصائب سن کر بے اختیار گریہ غالب ہو جاتا ہے۔ اور قاتلان امام حسینؑ پر دل و زبان لعنت کرتے ہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ امام حسینؑ پر گریہ و بکا سے مومن پہچانا جاتا ہے۔ حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہم السلام فرماتے ہیں کہ اَتَى قَلْبُ لَا يَتَصَدَّرُ لِقَتْلِهِ اَتَى قَوَّادٍ لَا يَحِشُّ اِلَيْهِ۔ اَتَى سَمْعٍ يَسْمَعُ هَذِهِ الثَّلَاثَةَ اَلْحَى ثَلَاثٌ فِي الْاِسْلَامِ۔ یعنی کہ کون سا

دل ہے کہ جو غم امام حسینؑ میں نہیں شکافتہ نہیں ہے۔ اور کون سا سینہ ہے۔ کہ جو اس مصیبت سے مجروح نہیں ہے۔ کون سے کان ہیں کہ آواز مصائب امام حسینؑ سننے اور بے تاب نہ ہوں۔ یہ ایک رختہ ہے۔ اسلام میں اور عظیم رختہ ہے۔ اصْبَحْتُمْ أَطْرُودِينَ مُشْرَدِينَ، شاسعین عن الامصار كَانُوا أَوْلَادُ تَرْكٍ وَكَأَبَا رَمِينَ غَيْرِ حُرِّمْ أَجْرَ مَنَاهُ وَلَا مَكْرُوهُ أَتَكْبَهُ وَلَا تُلْمَةُ فِي الْإِسْلَامِ سَلَمَتْنَا یعنی کہم نے صبح اس حال میں کی کہ ہم کو چلایا گیا۔ اور ہمیں وطن سے دور کیا گیا حالانکہ ہمارا کوئی قصور نہ تھا۔ اور نہ ہی کوئی امر قبیح و منافی اسلام سرزد ہوا تھا۔ اور ہم نے اسلام میں کوئی رختہ بھی نہیں ڈالا تھا۔

اے عزیز و اگر دلوں میں غم امام حسینؑ سے سوزش پیدا نہ ہوئی اور آنکھوں سے آنسو رواں نہ ہوئے۔ تو پھر کون سی مصیبت ایسی ہے کہ جس کا اثر ہوگا۔

فَلَا خَيْرَ وَاللَّهِ فِي دَمْعِ لِعَانٍ عَنْ سَادَاتِ الزَّمَانِ وَأَوْلِيَاءِ الرِّحْمَنِ قُوا اسْقَاهُ عَلَى تِلْكَ الْأَمْصَارِ الْمَرْمَلَةِ بَغِيرِ فَرَاشٍ وَلَا مَهَادٍ وَوَالْمَحْتَنَاهُ عَلَى الْأَبْدَانِ الْمَطْرُورِ بَغِيرِ وِطَاءٍ وَلَا وَسَادٍ جَسُومٍ طَالَ مَا اتَّعَبُوهَا فِي عِبَادَةِ الرَّحْمَنِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ فَيَا لَيْتَهُ قَدْ وَقَعَتْ فِي تِلْكَ الْأَلَامِ فَيَا لَيْتَنِي كُنْتُ تَرَابًا لِهَؤُلَاءِ الْأَقْدَاءِ۔

حضرت امام رضا علیہ السلام پر یان بن شیب سے فرماتے ہیں کہ یَا بَنَ شَيْبٍ اِنْ كُنْتُ بِالْكِتَابِ فَابْكْ عَلَى الْحُسَيْنِ فَإِنَّهُ دُبْحٌ كَمَا يُدْبَحُ الْكَدْبُ۔ اے پسر شیب اگر تو کسی شے پر روتا ہے تو تجھے چاہیے کہ امام حسینؑ پر گریہ کر کہ وہ جناب اس طرح فرج کئے گئے کہ جیسے گوشت ذبح کیا جاتا ہے۔

ومعه من اهل بیتہ ثمانیۃ عشر رجلاً ما لہم فی الارض شبیہون
یعنی کہ امام حسینؑ کے ساتھ اٹھارہ ایسے جوانان بنی ہاشم قتل کئے گئے۔ کہ جن کی نظیر
روئے زمین پر نہیں تھی۔ وہ حسن و جمال، صورت و سیرت، عبادت و ریاضت
خدا شناسی و معرفت دین اور اپنے امامؑ کی اطاعت میں بے مثال تھے چنانچہ
امام برحق علی بن موسیٰ علیہ السلام نے ان کی مدح سدا ہی فرمائی ہے۔ ان ہی اٹھارہ
جوانان بنی ہاشم میں حضرت قاسم علیہ السلام بھی ہیں جو امام حسنؑ کے نور نظر ہاشمی
سراج منیر، اور جوان رعنا ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام جناب قاسمؑ کو
بہت چاہتے تھے۔ وارد ہوا ہے کہ جب حضرت قاسم بن حسنؑ امام مظلوم کی خدمت
میں رخصت آخر کے لیے آئے اور امامؑ سے اذن جہاد مانگا۔ امام حسینؑ نے
ایک حسرت بھری نظر قاسمؑ پر ڈالی اور اس قدر روئے کہ غش طاری ہو گیا۔ ان
ہی جوانان بنی ہاشم میں حضرت عباسؑ علمدار بھی ہیں جن کی مثل و نظیر کوئی نہ تھا۔
آپ قمر بنی ہاشم کہلاتے ہیں۔ علیؑ کی تصویر، شجاعت میں بے نظیر، ثانی حمزہ و
جعفرؑ، سقائے سکینہ لکھا ہے کہ جب حضرت عباسؑ شہید ہو گئے۔ تو حضرت
امام حسینؑ نے درد بھرے لہجہ میں فرمایا کہ بھیا عباسؑ میری کمر ٹوٹ گئی۔ میرے
بازو کمزور ہو گئے۔ زندگانی بے کیف ہو گئی۔ ان ہی جوانان بنی ہاشم میں حضرت
علی اکبرؑ بھی تھے۔ جو نور نظر ام لیلیٰ راحت دل ثانی زہراؑ، بنی پاک کی پاک تصویر
صورت، سیرت، رفتار، گفتار میں شبیہ رسولؐ کو بیا دگار رسولؐ گھر کا چراغ
منیر، چہرہ پر نظر پڑے تو رسول خدا کی زیارت ہو جائے حبیبؑ آپ شہید ہو
گئے اور امام حسینؑ لاشیں پس پر پہنچے تو فرمایا اے بیٹا تیرے بعد زندگی کا کیا
لطف، اب حسینؑ کی نگاہ تیرے اندھیرا چھا گیا ہے۔ بہر حال جوانان بنی ہاشم

اپنی مثال آپ ہی تھے۔ جب تک انہوں نے جام شہادت نہیں پیا۔ حسینؑ زندہ تھے اور ان کی شہادت نے حسینؑ کو بے جان کر دیا۔ قوت ختم ہو گئی ایک دل اور اس پر اٹھارہ عزیزوں کی جدائی کا صدمہ، معلوم امام مظلوم کا کیا عالم ہوگا۔

شیخ حسن بن شیخ زین الدین صاحب معالم نے اپنے بعض قصائد میں فرمایا ہے کہ

خَطْبٌ أَقَامَ عَمُودَ الشَّرِّ - أَمْتَصِبًا وَشَدَّ أَعْصَادَ الْبُغْيِ وَالزُّورِ
یعنی کہ یہ ایک مصیبت ہے کہ شرک کے ستون قائم کئے جو کہ اہل ظلم اور گمراہی کے لیے باعث قوت ہوئے۔

خَطْبٌ تَضَعُضَعُهُ وَاضْطَرِبَتْ قَوَاعِدُ الْمَحْدِ فِي الْأَعْرَافِ وَالطُّورِ
انصاف طلب ہے کہ ارکان دین لرزے میں ہیں۔ اور مجد و بزرگی کے وہ اصول و قواعد کہ جو قرآن میں مقرر کیے گئے۔ اضطراب میں ہیں۔

خَطْبٌ تَزَلُّزَ مِنْهُ الْعَرْشُ الْطَّمَسَتْ - مَعَالِمُ الرَّشْدِ فِي الْأَحْقَافِ وَالنُّورِ
انصاف کہ عرش عظیم متزلزل ہے اور نشان باء ہدایت کہ جو خداوند عالم نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے۔ بربط کر دیئے گئے۔

يَا لِمُخْصَاتِ حِمَاتِ الدِّينِ مِنْ مُضَرٍ - وَيَا ذَوِي الْحِزْمِ وَالْبَيْضِ الْمَتَاتِيرِ
یعنی کہ کہاں ہیں حامیان دین مصطفویٰ کہاں ہیں بہادران و صاحبان تدبیر کہاں ہیں صاحبان نیزہ و شمشیر شاعر نے جو انان بنی ہاشم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آؤ مدد امام حسینؑ کرو

يَقْتُلُ السَّبْطَ ظَنَانًا عَلَى خَنْقٍ - وَالْمَاءُ يَشْرِبُهُ صَارِي الْعَاظِرِ

یعنی کہ آیا یہ روا ہے کہ سبط محمد مصطفیٰ تشنہ لب قتل کیا جائے۔ حالانکہ جانوروں کو وقت ذبح پانی پلاتے ہیں۔

وَرَأْسُهُ فَوْقَ غَسَّالٍ يُطَافُ بِهِ مِنْ كُلِّ قَاصٍ مِنَ الْبُلْدَانِ مَشْهُورٌ
یعنی کہ سر بریدہ امام حسینؑ نیزہ پر بلند کیا۔ اور دور و نزدیک شہر بشہر قریہ بقریہ پھرایا گیا۔

غَيْرِ كَاسٍ لَا يُكْفَتُهُ فِي مُرْدَةٍ غَيْرِ خَقَاقٍ مِنَ الْمَوْرِ
یعنی کہ ان کا بدن مبارک پر منہ و سر بران زمین پر پڑا ہے کفن و دفن بھی نہیں میسر ہے۔ مگر گرد و غبار جسم مجروح پر پڑا ہوا ہے۔ میرے ماں و باپ امام حسینؑ کی مظلومیت پر قربان ہوں۔

وَعِزَّاصْحَابِهِ صَرَخِيَ كَأَنَّهُمْ
اور امام مظلوم کے اصحاب نکو کار جام شہادت پئے ہوئے زمین پر سو رہے ہیں۔ اس طرح زمین پر پڑے ہیں۔ جیسے کسی درخت کی شاخیں کٹی ہوئی پڑی ہوں وَمَا نَسِيتُ وَلَا أُنْسِي كِرَامَتَهُ يَتَبَرَّهَا كُلُّ أَقَاكٍ وَمَعْرُورٍ۔

یعنی کہ الحرم امام حسینؑ کے سروں سے چادریں پھین لیں اور برتنہ کر دیا۔ وَتَسْتَعِثُّ إِلَهُ الْعَرْشِ صَارِخَةً۔ وَالذَّمُّ مَائِيْنَ مَنْظُومٍ وَمَنْشُورٍ
و ترفع الصوت ندباً وھی قائلة یا جدد قد راہنا عکس التقادیر
یعنی کہ اسیران کر بلا۔ بچشم گریان۔ بسوز جگر اور آہ و تالوں کے ساتھ فریادی ہیں اپنے خدا اور اپنے جد نامدار سے ظالموں کے ظلم کی شکایت کر رہے ہیں کہ اے جد بزرگوار ہماری مصیبتیں آپ کی نگاہ میں ہیں کہ دشمنوں نے ہمیں ہلاک کر دیا۔

يَا حَيْدَرُ قَدْ اصْبَحْتَ بِنَاءُ قَاطِمَةَ فِي كُلِّ اطْرَافٍ قَضِرٍ غَيْرِ مَحْبُورٍ
 اے نانا جان آپ کی بیٹی فاطمہ کی بیٹیاں اسیر کی گئیں اور در بدر پھرائی گئیں۔
 يَا حَيْدَرُ قَدْ اُحْرِقَتْ كُلُّ هَاجِرَةٍ وَفَاجِرَةٍ وَعَاهِرَةٍ ابْنِ حَرْبٍ فِي الْمَعَاصِيرِ
 اے نانا جان ہم آپ کی بیٹیاں ہیں۔ آفتاب کی تیش سے ہمارے بدن
 جل رہے ہیں۔ اور بنی امیہ کی بدکار عورتیں اعلیٰ قصر میں رہتی ہیں۔

آه آه يَا حَيْدَرُ قَدْ جَرَدَتْ نَاكُلٌ قَاصِرَةٌ وَخَائِنُ الطَّرَفِ عَتَا غَيْرُ مَقْصُودٍ
 اے نانا جان ہم کو برہنہ سر کر دیا اور تماشاں ہمیں دیکھ رہے تھے۔
 يَا حَيْدَرُ قَدْ هَتَكَتْ اَسْتَارُنَا عَصَبٌ يَقْتَادُهَا كُلُّ نَيْتٍ وَخَيْرٍ
 اے نانا جان آپ کی امدت نے ہمارے پردہ کا احرام نہیں کیا اور ہماری چادریں
 پھین لیں اور ہماری بے پردگی کرنے والے صاحبان فسق و فجور تھے۔

علماء اعلام مثلاً شیخ مفید، سید ابن طاووس اور محمد ابن ابی طالب الموسوی
 وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مختلف طور پر روایت کیا ہے کہ حبیبِ حضرت
 امام حسین علیہ السلام کے اصحاب با وفا اور انصار ان سعادت آثار جامِ شہادت
 نوش کر کے لب کوثر اپنی تشنگی بجھا چکے۔ تو امام علیہ السلام کے قربنداروں
 میں سے اس وقت پانچ گروہ ہاشمیہ کربلا میں ہمراہ امام عالی مقام تھے جو کہ
 یہ ہیں (۱) اولادِ عقیل (۲) اولادِ جعفر (۳) اولادِ امیر المومنین (۴) اولادِ حسن مجتبیٰ
 علیہ السلام اور اولادِ امام حسین علیہ السلام۔ جب ان سب نے دیکھا کہ اب
 وقت کم رہ گیا ہے اور اصحاب و انصار سب ہی بطرفِ جنت روانہ ہو چکے
 تو سب کے سب جمع ہوئے اور ایک دوسرے کو وداع کرنے لگے۔
 اور فرزندِ رسول خدا پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ پناہ

اہلبیت طاہرین میں سے جو سب سے پہلے عازم میدان قتال ہوا وہ حضرت
عبداللہ ابن مسلم ابن عقیل تھے۔ کہ ان کی ماں رقیہ دختر حضرت امیر المومنین علیہ
السلام تھیں اور بہت قضا ہے۔

وہ عبداللہ ابن مسلم بن عقیل تھے جو اپنے بابا اور دادا کی شبیہ تھے۔ الطوار
پسندیدہ، جوان خوب روتھے اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ان کی قتل و نظیر
کوئی دوسرا نہ تھا۔ امام حسینؑ سے افلاں جہا و لے کر عازم میدان کارزار ہوئے
اور رجز پڑھا۔

الْيَوْمَ أَلْفَيْ مُسْلِمًا وَهُوَ آبَىٰ وَفْتِيَّةٌ بَارُوعًا عَلَىٰ دِينِ النَّبِيِّ لَيْسُوا
بِقَوْمٍ عُدُوًّا بِالْكِدِّ وَكَرَامُ النَّسَبِ لَكِنْ خِيَارُ

یعنی کہ میں آج جاہم شہادت پی کر اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔
اور جنت اعلیٰ میں ملاقات کروں گا۔ اور ان اصحاب اور جو انان بنی ہاشم
سے ملوں گا جو اپنی زندگی میں دین نبوی کے قلعہ کی دیوار تھے۔ وہ امام حسین
پر قربان ہو گئے۔ وہ صادق الوعد، راست گو، اور عالی نسب تھے۔ ان کی
ہمتیں بلند تھیں۔ رجز کے بعد آپ نے تین حملہ کئے اور بیاسی ملعونوں کو واصل
جہنم کیا۔ آپ نے اسی اثناء میں اپنی پیشانی مبارک سے پین پوچھا کہ ایک
ملعون نے آپ کی پیشانی پر ایک تیر مارا جس سے آپ گھوڑے سے زمین
پر گرے اور عمر ابن صبیح ملعون بابر وایت اسد بن مالک کے ان کو شہید کیا۔

آپ کی شہادت کے بعد محمد بن مسلم بطلب خون برادر میدان قتال میں
آئے وہ بھی شہید ہوئے آپ بطن رقیہ سے نہیں تھے۔ آپ کے بعد جعفر ابن
عقیل میدان کارزار میں آئے۔ آپ روشن چال تھے رجز پڑھنے کے بعد حملہ آور

ہوئے پندرہ کافروں کو تہ تیغ کیا۔ آخر کار بشیر بن سوط ہمدانی یا بروایت عروۃ بن عبد اللہ خشخشی نے آپ کو شہید کیا پھر ان کے بھائی عبد الرحمن بن عقیل میدان قتال میں آئے اور رجز پڑھا۔ ابی عقیل، فاعر فوامکانی۔

ابی عقیلٌ فاعرٌ فوامکانی من ہاشمٍ و ہاشمٌ اخوانی
کہول صدق سادۃ الاقربانی ہذا احسین شامخ النبیا
و سید الشہید مع الشہبان

یعنی کہ میرے پندرہ بزرگوار عقیل ہیں میرا مقام پہنچا تو اور میرے خان دان کی معرفت موصول کرو میں ہاشمی ہوں اور ہمارے اسلاف اپنے زمانہ کے سید و سردار تھے۔ یہ حسین ابن علی ہیں جو سب سے ارفع و اعلیٰ ہیں۔ اور سردار جوانانِ جناب ہیں۔

پس آپ نے ظالموں کے نزدیک جا کر حمد کیا سترہ سواروں کو زمین پر گرایا۔ آپ کو عثمان بن خالد ملعون نے شہید کیا۔ اور بروایت ابو الفرج اصفہانی عبد اللہ بن عقیل کو بھی عثمان بن خالد ملعون نے شہید کیا ہے۔ اور عبد اللہ الاکبر بن عقیل، سعید بن عقیل، جعفر بن محمد بن عقیل۔ یہ سب کے سب روز عاشورا شہید ہوئے ہیں۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے اور زیارت شہداء میں ہے کہ دو نفر اولاد عقیل سے اور دو نفر اولاد مسلم سے شہید ہوئے ہیں۔ ہاں صاحبِ تنظیم الزہراء کہتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ تین شخص اولاد مسلم سے اور تین شخص اولاد عقیل سے روز عاشورا شہید ہوئے ہیں بعدہ، اولاد جعفر نے میدان کارزار کا رخ کیا۔ اور عبد اللہ بن جعفر کے دو صاحبزادے یا بقولے تین صاحبزادے تھے کہ جو کہ بلا میں روز عاشورا شہید ہوئے ہیں اور یہ حضرت

زینبؓ خاتونِ نبوت امیر المومنینؑ کے فرزند تھے۔ (از ترجمہ اور بنا پر مشہور حضرت زینب علیا کے ہی دو فرزند تھے عون اور محمدؑ، کہ جو کربلا میں شہید ہوئے ہیں)۔ روایت یہ ہے کہ جب امام حسینؑ نے مکہ سے کوچ کیا۔ اور مکہ سے ہر نکلے تو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو آپ کے ہمراہ کیا اور آپ خود مدینہ واپس آ گئے۔ روز عاشوراء محرم محمدؑ نے کارزار میں ابتداء کی اور باوجودیکہ کم عمر تھے مگر قلبِ شکر میں گھس کر حملہ کیا۔ اور دس ملعونوں کو قتل کیا۔ آخر الامر عامر بن نہشل تمیمی نے انہیں شہید کیا۔ آپ کے برادرِ غوثِ میدان کارزار میں آئے اور بنا پر ظاہر زیارت سید الشہداء پہلے ان ہی نے قتال کیا ہے اور اس طرح برجز پڑھا۔

اِنْ تَنْكَرُوْنِيْ فَاَنْ بِنِ جَعْفَرٍ شہیدِ صدقِ فی الجہانِ ازہر
یُطَيِّرُ فِيْهَا بَجْنَاحِ اخْضَرٍ کَفَىٰ بِهَذَا اَشْرَافِ الْمَحْشَرِ
یعنی کہ فرمایا اگر مجھے نہیں پہچانتے ہو تو پہچان لو۔ میں فرزندِ جعفر طیار کا پوتا ہوں کہ جن کو بعد شہادتِ خداوند عالم نے دو بال و پر عطا فرمائے ہیں۔ اور وہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ اور روزِ محشر ہمارے فخر کے لیے بس یہی چیز کافی ہے یہ کہہ کر آپ نے شکرِ باطل پر حملہ کیا۔ اور اٹھارہ پیادہ قتل کئے۔ آخر عبداللہ بن بطنہ ہمدانی نے ان کو شہید کیا۔ اور روحِ جنت اعلیٰ کو پرواز لگائی۔

بروایت ابو الفرج عبداللہ بن عبد اللہ بن جعفرؓ نے بھی اسی موقع پر شہادت پائی ہے۔ ان کے بعد چنتاں سبطِ اکبر کے گلِ نوشگفتہ کے بظاہر پژمردہ ہونے کا وقت آیا۔ یعنی حضرت امام حسن مجتبیٰ کے فرزندوں کے شہید ہونے کی باری آئی بنا پر مشہور ترین روایات یہ ہے کہ امام حسن علیہ السلام

کے دو فرزند عبداللہ اور جناب قاسم تھے، بعض روایات میں ہے کہ آپ کے تین فرزند تھے اور تیسرے فرزند کا نام ابو بکر بن الحسن تھا اور ان کی والدہ اُم ولد تھیں۔

بروایت عقبہ غنوی نے ان کو شہید کیا اور عبداللہ کو حرط بن کاہل اسدی ملعون نے تیر سے شہید کیا۔ اس طرح حضرت قاسم، امام حسنؑ کے تین فرزند کو بلا میں شہید ہوئے ہیں۔ ان میں سے حضرت قاسمؑ کی شہادت کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت گلوں قبائلی خونی کفن قاسم علیہ السلام کفن تھے۔
خو برود اجمال دیدہ زیب، صبح منتظر تھے۔

چہرہ ماہ تابانی تھا۔ ابھی آپ بحد بلوغ نہیں پہنچے تھے۔ اپنے غم نامدار امام حسینؑ کی خدمت میں اذن جہاد کے لیے آئے بعض روایات میں ہے کہ مادر قاسمؑ ساتھ آہی تھیں کہ اپنے فرزند کو امام علیہ السلام سے اجازت دلا لیں حضرت امام حسینؑ سے جناب قاسمؑ نے عرض کیا چچا جان اب میدان قتال کی اجازت دیجئے۔ آپ نے قاسمؑ کو پیار کیا۔
وَجَعَلَا بِيكِيَا حَتَّى غَشِيَا۔

اس قدر روئے کہ دونوں قریب تھا کہ بنے ہوش ہو جائیں۔ ہر چند کہ جناب قاسمؑ طلب رخصت میں مبالغہ کرتے تھے۔ مگر امام اجازت نہیں دیتے تھے جب حضرت قاسمؑ نے دیکھا کہ چچا جان اجازت جہاد نہیں دیتے۔ آپ نے اپنا سر امام حسینؑ کے قدموں پر رکھ دیا اور عرض کیا چچا جان اب تو اذن جہاد دیجئے امام علیہ السلام نے فرمایا بیٹا قاسمؑ جو میدان قتال میں جاتا ہے۔ وہ واپس نہیں آتا اے قاسمؑ تم ابھی کم سن ہو۔ کیونکہ چرنے کی اجازت دیوں

رازمترجم جب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام پر زہر نے اثر کیا تو ہنگام رحلت آپ نے قاسمؑ کو اپنے پاس بلایا۔ اور چھاتی سے لگایا اور ایک پرچہ قرطاس اپنے دست مبارک سے لے کر قاسمؑ کو دیا اور فرمایا اے پارہ بگلے میوہ دل اے قاسمؑ اس کو اپنے بازو پر باندھ لو۔ اور جس وقت تمہارے غم نامدار وارد کر بلا ہوں۔ اور ان پر زہر اعدا ہو۔ موت کا بازار گرم ہو۔ تو اس وقت اس تحریر کو کھول کر پڑھنا اور اس پر عمل کرنا۔ یہ دیکھ کر اہل حرم میں کہرام برپا ہو گیا۔ زور عاشورا و محرم حضرت قاسمؑ نے وہی خط امام حسینؑ کو پیش کیا۔ اور امام حسینؑ نے ناچار ہو کر اجازت جہاد دی بعض روایات میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا:

يَا وَلَدِي اَتَمْشِي بِرُوحِكَ اِلَى الْمَوْتِ -

اے بیٹا قاسمؑ تم خود اپنے قدموں سے موت کی طرف جا رہے ہو۔ اور چاہتے ہو کہ قتل ہو جاؤ حالانکہ تم تنہا ہو اور اوصرف دشمنوں کا اثر دہام ہے۔

رُوحِي لِرُوحِكَ الْفِدَاءُ وَنَفْسِي لِنَفْسِكَ الْوَفَاءُ -

امام حسینؑ نے اجازت دی بروایت آپ نے ان کا گریبان چاک کیا۔ اور لباس پارہ پارہ کیا۔ اور غماص کے دو حصہ کر دیئے اور دونوں گوشہ دائیں بائیں جانب کو لٹکا دیئے۔ لباس بصورت کفن کر دیا اور تنوار قاسمؑ کے زیر مکر کی اور جناب قاسمؑ نے خیمہ سے قدم باہر رکھا۔ اس وقت اہل حرم میں ایک کہرام برپا تھا۔ قاسمؑ کیا جا رہے تھے۔ پھر سے گھر سے جنازہ نکل رہا تھا۔ ام فزہ مادر قاسمؑ سکتے کے عالم میں تھیں۔ زیرب خاتون قاسمؑ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔ قاسمؑ میدان میں پہنچ کر وارث منبر سلونی کے فرزند نے رجز پڑھا

اعداء نے گھیرے میں لے لیا۔ اور چاروں طرف سے تیر برسانے لگے ایک ملعون نے سنگ باری شروع کر دی۔ جسم ناز میں پتھروں سے زخمی ہو گیا۔ اور حضرت قاسمؑ نڈھال ہو گئے۔ حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ میں شکر عمر ابن سعدؓ میں تھا کہ میری نظر حضرت قاسمؑ پر پڑی۔ دیکھا کہ آپ ذرہ پہنے ہوئے ہیں۔ باؤں میں نعلین ہیں۔ کہ آپ کا بندت سہ لٹ گیا۔ اس وقت عمر ابن سعد ازدی نے کہا اے لوگو کہ اس وقت حملہ کر دو یہ موقع ہے کہ قاسمؑ جنگ نہ کر سکیں گے۔ لشکر والوں نے تیر برسانے شروع کئے۔

لیکن آپ نے گھوڑے کو دوڑایا اور حملہ روکا۔ کہ ایک ملعون نے آپ کے سرد مبارک پر تلوار لگائی۔ اس ضرب سے سر شکافہ ہو گیا۔ اور فریاد کی یا عاہ اور کئی۔ اے چچا جان خبر لیجئے۔ حمید کہتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ادھر قاسم بن حسنؑ نے آواز دی اور ادھر امام حسینؑ مانند عقاب میدان میں پہنچے۔ اور شکر عمر بن سعد کی صفوں کو چیرتے ہوئے۔ حملہ آور ہوئے۔ اور آپ نے عمر بن سعد ازدی قاتل قاسمؑ پر ضرب لگائی اس ملعون نے بھی ہاتھ اٹھایا۔ مگر امام حسینؑ نے اس کا ہاتھ قطع کر دیا وہ شقی چلایا۔ لشکر بے حیاء چاروں طرف جمع ہو گیا۔ اور وہ ملعون اپنا دست بریدہ پھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اور جب چاروں طرف شکر بھاگنے لگا۔ تو حضرت قاسمؑ دشمنوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کے تلے آگئے۔ فَاسْتَقْبَلَتْهُ بِصَدْرِهَا وَجَرَحَتْهُ بِخَوَافِهَا وَوَطَّئَتْهُ حَتَّى مَاتَ الْعَلَامُ۔ آہ۔ آہ کہ دشمنوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کے تلے جسم ناز میں پاٹاں ہو گیا جب کسی گھوڑے کی ٹاپ میں آپ پر پڑیں تو آپ مادر گرامی کو پکارتے یا آماہ اور کئی لے اماں جان خیر لیجئے۔

اور فرمایا:

إِنْ تَنَكَّرُونِي فَأَنَا ابْنُ الْحَسَنِ سَبَطُ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى الْمُؤْتَمَنِ
هَذَا حَسِينٌ كَالْأَسِيرِ تَهَنَّنْ بَيْنَ أَتَانِ لَا سَقُوا صَوْبَ الْمَرْكَ

یعنی کہ اگر نہیں پہچانتے ہو تو مجھے پہچان لو۔ میں حسنؑ مجتبیٰ کا فرزند ہوں۔ کون
حسنؑ مجتبیٰ وہ جو دختر محمد مصطفیٰ (ص) کے بیٹے ہیں اور حسینؑ مظلوم میرے غم
نامدار ہیں کہ جنہیں تم لوگوں نے بے کسی و اسیر بنا دیا ہے۔ خدا تعالیٰ تم سے
اپنی رحمت دور رکھے اور تم پر بارش ہرگز نہ ہو۔ تم لوگ حرمت رسول خدا نہیں کرتے
ان کی آل پاک پر ظلم کرتے ہو۔ اور پھر بھی خدا اور رسولؐ سے جزاء خیر کے طالب
ہو۔ خدا تمہیں جزاء خیر نہیں دے گا۔

تَدْعِي الْإِسْلَامَ وَأَلَّ رَسُولُ اللَّهِ عَطَشًا نَاطِلًا قَدْ اسْتَوَى أَرِيَابُ غَيْبِهِمْ
اے قوم جفا کارو بے حیاء و دعویٰ اسلام بھی ہے اور اہلبیتؑ پیغمبر خدا پر
پانی بند کر دیا ہے وہ سب کے سب تشنہ لب ہیں بعض روایات میں
ہے کہ آپؐ پر پیاس نے غلبہ کیا اور آپؐ میدان سے خیمہ میں واپس آئے
اور اپنے چچا کی خدمت میں عرض کیا۔

يَا عَمَّالُ الْعَطَشِ الْعَطَشُ أَذْكَى بِشَرِبَةٍ مِنَ الْمَاءِ۔

اے چچا جان پیاس مارے ڈالتی ہے مدد فرمائیے اور ایک گھونٹ پانی
پلا دیجئے۔ امام حسینؑ نے تسلی دی اور تلقین صبر کی۔ اور فرمایا اے قاسمؑ اپنی انگشتی
اپنے منہ میں رکھ لو۔ تشنگی کم ہو جائے گی۔ حضرت قاسمؑ دوبارہ میدان قتال کو
روانہ ہوئے اور جنگ کرنا شروع کی۔ اور شکر عمر ابن سعد کی ہمت توڑ دی
ایسے حوصلہ شکن حملے کہ دیکھتے والوں کو علیؑ یاد آ گئے۔ اسی دوران آپؐ کو شکر

مَحْظُومٌ جِسْمٌ هُشِمَتْ أَضْرَاعُهُ وَكَسِيَتْ طَرَفُهُ مِنْ خِيُولٍ زِيَادٍ
 گھوڑوں کی ٹاپوں سے آپ کا جسم مبارک پس گیا۔ جب گھوڑوں کی آمد و رفت
 کا غبار کم ہوا اور جنگ رُکی تو امام حسینؑ قاسمؑ تک پہنچے۔ مگر لاش قاسمؑ پائمال
 ہو چکی تھی۔ اور آپؑ کی روح پرواز کر چکی تھی۔ امام حسینؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ
 بیٹا قاسمؑ! تمہارے چچا پر کس قدر گران ہے کہ تمہارا جسم نازمین پائمال سم اس پان
 ہو گیا نقشِ حسنؑ مجتنبہ بکھر گیا۔ آپؑ سے جس طرح ہوسکا مجروح لاشہ قاسمؑ کو اٹھایا
 اور گنج شہیدان میں رکھ دیا۔ پھر خیمہ میں آئے۔ اور فرمایا کہ اے بہن زینبؑ اور اے
 ام کلثومؑ، اور اے بھائی جان ام فروہؑ آپ کا بیٹا جنت کو سدھار گیا اب وہ
 بھائی حسنؑ کے پاس ہے۔ المجرم نے ماتم قاسمؑ کیا۔ بیبیاں مندر پر طمانچہ مار رہی تھیں
 و اقامہ کی صدا میں بلند تھیں۔ (از منبرج: یہ بھی روایات میں پایا جاتا ہے۔ کہ
 حضرت قاسمؑ نے ازرق نامی ملعون اور اس کے چار بیٹوں کو واصل جہنم کیا ہے)۔

اللعنة الله على القوم الظالمين

شہادت اولاد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّهِ الْعَظِيمِ
 الرَّحِيمِ وَرَسُولِهِ الْجَوَادِ الْكَرِيمِ مُحَمَّدٍ صَاحِبِ السَّيْفِ وَالْقَضِيمِ وَعَلَى
 آلِهِ الصَّرَافِيْنَ وَأَوْلَادِهِ الْهَادِيَةِ فِي الْعِلَاجِ خُصُوصًا عَلَى شَبْلِهِ
 الْكَرِيمِ وَنَحْلِهِ الْيَتِيمِ صَاحِبِ الْوَرَعِ الْجَسِيمِ وَالْبَلَاءِ الْغَمِيمِ الَّذِي
 بَكَى عَلَيْهِ الْكَافِرُ وَدَنِفَ فِي حُزْنِهِ الْخَلِيلُ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ وَكَانَ
 أَمْرُهُ أَتَجِبُ مِنْ أَصْحَابِ الْكَهْفِ الْمُنْقِطِعِينَ عَنِ الصِّدِّيقِ وَالْحَمِيمِ
 الْمَأْمُورِ بِأَيْدِي كُلِّ مُذْنِبٍ حَرِيمٍ وَكُلِّ فَاجِرٍ صَدِيمِ الْمَقْتُولِ
 بِالسَّهْمِ وَالسَّنَانِ وَالْمِجَارَةِ وَالْعَصَا وَالْقَضِيمِ وَالْمَمْنُوعِ مِنَ
 الْمِيَاهِ الطَّارِحِينَ الْمَطْرُوحِينَ عَلَى الْأَرْضِ كَالطَّخِيمِ الْمَرْمُوضِ
 أَعْضَاهُ مِنْ نَعَالِ أَحْقَابِ الْقَرَّاشِيَّةِ الْمُهْتَمِّ أَضْلَاعُهُ
 مِنْ حَوَافِرِ الْخَيْلِ الْأَضَائِيَّةِ الْمَطْرُوحِ عَلَى وَجْهِهِ

كَالْمُضْطَرِّبِ السَّيْلِ لَا بَلْ كَالْمُدْنِفِ السَّقِيمِ يَنْقَلِبُ عَيْنًا وَشِمَالًا
وَلَا يَسْتَطِيعُ جَوَابًا وَلَا سَوَالًا الَّذِي نَهَبُوا مَا وَابَعُوا أَطْفَالَهُ
وَأَسْرَفُوا عِيَالَهُ وَذَارَوْهُمْ وَيَرِاسِهِ فِي الْبِلَادِ بَيْنَ الْعِبَادِ نِيَا
لِلَّهِ رُزْعٌ عَظِيمٌ وَقَادِحٌ تَمِيمٌ لَمْ يُسْمَعْ مِثْلُهُ فِي الْأَقَادِمِ فَلَعَنَهُ اللَّهُ
عَلَى الْأَصَابَةِ الْمَلْحُونَةِ الْأَمِيرَةِ وَالْبَايَعَةِ وَالتَّابِعَةِ عَلَى هَذَا
الْأَمْرِ الْجَسِيمِ وَبَعْدَ فَقْدِ اللَّهِ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ الْمُبِينِ وَخَطَايِهِ
الْمُسْتَبِينَ -

(آیت) إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي
كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ
ذَلِكَ دِينُ الْقَيُّمِ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ
كَافَّةً كَمَا يَقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ
الْمُتَّقِينَ ۝

سورة التوبة آیت ۳۶

ترجمہ:

اس میں تو شک ہی نہیں کہ خدا نے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا اسی
دن سے خدا کے نزدیک خدا کی کتاب (لوح محفوظ) میں مہینوں کی گنتی بارہ
مہینے ہے ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں (یعنی ان کا احترام ضروری
ہے) یہی دین سیدھی راہ ہے تو ان چار مہینوں میں تم اپنے اوپر کشت و
خون کر کے ظلم نہ کرو۔ اور مشرکین جس طرح تم سے سب کے سب مل کر رہتے
ہیں تم بھی سب کے سب مل کر ان سے لڑو۔ اور یہ جان لو کہ خدا تو یقیناً پرہیزگار

کے ساتھ ہے۔

ان آیات کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے اور ان میں چار مہینے محترم ہیں۔ اور ان کی حرمت ضائع کرنا گناہ ہے۔ اور ان کی حرمت اس لیے ہے کہ یہ امن و امان کے مہینے ہیں۔ اور ان میں جنگ و جدال ممنوع ہے۔ اور ان کی حرمت اس وقت سے ہے کہ جب سے خدا نے آسمان و زمین خلق فرمائے ہیں۔ ان مہینوں میں ظلم و قتال منع ہے چونکہ اسلام کے شروع زمانہ میں کفار و مشرکین پر دعوت اسلام کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ بنائیں آنحضرتؐ نے جہاد شروع کیا۔ تاکہ لوگ اسلام قبول کریں۔

اس جہاد میں بھی بہت سی حکمتیں مخفی ہیں جن پر نبی و امام مطلع ہیں۔ ارباب فقہ نے جہاد کو دو صورتوں میں تقسیم کیا ہے۔ یہ کہ صورت واجب سال میں ایک مرتبہ ہے۔ اور وہ بھی بعد از تحقیق شرائط واجب ہے۔ اور زیادہ صرف ایک دفعہ مستحب ہے۔ اور سال میں چار مہینے ایسے ہیں کہ جن میں جہاد کرنا حرام ہے۔ یہ چار مہینے ذیقعد، ذی الحجۃ، محرم الحرام جو کہ مسلسل ہیں اور ایک مہینہ رجب کا ہے۔ کہ جس میں جدال و قتال حرام ہے۔ اس طرح یہ چار ماہ ہوتے ہیں۔ مسلسل تینوں مہینوں کا احترام اس لیے ہے کہ حج بیت اللہ ماہ ذی الحجۃ میں ہوتا ہے۔ لہذا جو لوگ حج کے لیے مکہ معظمہ آتے ہیں۔ وہ آسانی اور محفوظ طریقہ سے آسکیں۔ اور واپس بھی جاسکیں کیونکہ اگر جدال و قتال جاری رہے۔ تو صورت امن کے خراب ہونے سے واجب کی ادائیگی میں رکاوٹیں پیدا ہوں گی لہذا خداوند عالم نے ان تین مہینوں میں جدال و قتال پر

پر پابندی عائد کر دی چوتھا مہینہ رجب کا اس لیے محترم ہے کہ اس ماہ میں عمرہ کرنے کا حکم ہے۔

حج ہر مسلمان پر بشرط استطاعت صرف ایک مرتبہ واجب ہوتا ہے مگر زیارت قبر امام حسین علیہ السلام کے مناسطاعت کی شرط ہے اور نہ ہی یہ پابندی ہے کہ عمر بھر میں صرف ایک دفعہ زیارت کی جائے بلکہ جب بھی حالات سازگار ہوں زیارت کی جائے زیارت قبر مبارک امام حسینؑ مرتبہ میں حج و عمرہ سے افضل ہے بلکہ ہر قدم پر زائر کے لیے حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے لیکن خداوند عالم نے واجب قرار نہیں دیا ہے۔ (ازمشرکین زیارت کر بلا مستحب ہے اس لیے کہ اگر واجب ہوتی تو پھر مثل حج یہ بھی استطاعت کے دائرہ میں محدود ہو جاتی یہ کرم و عطاء ایزدی ہے کہ زیارت کو مستحب قرار دیا تاکہ ہر شخص خواہ مستطیع ہو یا نہ ہو زیارت کے ثواب سے محروم نہ رہے)۔ بہر حال چاروں مذکورہ مہینے محترم ہیں اور ان میں بدال و قتال کرنا ممنوع و حرام ہے۔ اسلام سے پہلے مشرکین و کفار بھی ان مہینوں میں جنگ و جدل نہیں کر سکتے تھے چنانچہ مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرفینہ بھیجا اور یہ اعتراض کیا کہ آپ حرمت کے مہینوں میں بھی جنگ و جدل کرتے ہیں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ محرم کے مہینے میں کفار و مشرکین خصوصیت سے جنگ و جدل بند رکھتے تھے۔

لیکن افسوس کہ امت رسول خدا نے محرم کی حرمت ضائع کر دی اور آنحضرتؐ کے فرزند امام حسینؑ علیہ السلام کو قتل کیا اور ان کی اولاد و اقربا قتل کئے الہرم اسیر کئے اور خیام امام حسینؑ عذت کئے۔

لَقَدْ قَتَلُوا فِي هَذَا ذَرِيَّتَهُ وَسَبُّو نِسَاءَهُ وَأَنْتُمْ هَبُوا ثِقْلَهُ
فَلَا غَفَرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَلِكَ أَبَدًا۔

اس امتِ شوم نے آلِ رسولؐ کو قتل کیا اور عذرات کو اسیر کیا۔ اور ان کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ خدا ہرگز اس قوم جھاکار نہیں بخشے گا۔ جانا چاہیے کہ بے شک مہینوں کی تعداد خدا کے نزدیک بارہ ہے اور کتاب خدا جو ظاہر و مخفی ہے اس میں بارہ ہے اور ان میں سے چار ماہ خاص طور پر ذی حرمت ہیں راوی یہی دینِ قیم ہے۔

اگرچہ اس آیت میں سال کے بارہ مہینوں کا ذکر ہے لیکن پھر بھی ایک جگہ ایسا ہے کہ جس کو دیکھ کر ذہن اس طرف متوجہ ہوتا ہے کہ سال میں صرف چار ماہ کو مہترم سمجھنے سے دینِ قیم کا کیا تعلق ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کہ ذلک الدین المقیم یعنی کہ یہی دین مستقیم ہے یہ ایک استعارہ ہے جس سے صاحبانِ بصیرت اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ دراصل اس آیت میں بارہ سے ایسے نفوس مراد ہیں کہ جو واقعی مدارِ اسلام اور دینِ قیم ہیں چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بارہ مہینوں کی تعداد سے معنوی طور پر ہم آٹھ اثناء عشر مراد ہیں۔ یعنی کردہ کہ جن کے اول حضرت علی ابن ابی طالبؑ اور آخری امام۔ حضرت مہدی العصر علیہ السلام ہیں کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا یا معاشرۃ المسلمین اعلیٰوا ان الله بآبائنا امن دخلها امن من النار ومن القرع الا کبیر یعنی کہ اے گروہِ مسلمین آگاہ ہو کہ خدا کے لیے دروازے ہیں کہ جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو آتشِ جہنم سے نجات دیتا ہے۔ اور وہ دروازے آٹھ اثناء عشر صلوات اللہ علیہم اجمعین میں مقصد یہ ہے کہ آٹھ کا نمبر خاصِ نجات ہے۔ ان دروازوں سے گزرنے والا

مول قیامت اور آتش ووزخ سے محفوظ ہے۔ البوسید خدری یہ سن کر اپنی جگہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ان دروازوں میں سے کسی کی نشاندہی فرمائے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْتَمْسِكَ بِالْعُرْوَةِ الَّتِي لَهَا الْإِنْعَامُ
لَهَا فَلْيَسْتَمْسِكْ بِوَلَايَتِي عَلَى عِلْيَةِ السَّلَامِ۔

اے لوگو! جو اس عروہ وثقی سے تمسک چاہتا ہے جو مضبوط ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ولایت علی ابن ابی طالب سے تمسک اختیار کرے۔ یعنی میرے بعد علیؑ کی اطاعت پیروی کرے۔ اس وقت جابر بن عبد اللہ انصاری کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صَاعِدَةً الْاِشْمَةِ - یعنی کراپ کے بعد کتنے ائمہ ہوں گے ان کی کیا تعداد ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سَسْأَلُنِي بِرَحْمَتِكَ اللَّهُ عَنِ الْاِسْلَامِ بِاجْمَعِهِ۔

اے جابر! خدا تم پر اپنی رحمت نازل کرے کہ تم نے ائمہ کے متعلق سوال کیا کہ اسلام میں کتنے امام ہوں گے۔ عِدَّةٌ تُلْهُمُ عِدَّةً الشُّهُورِ وَهِيَ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ۔ یعنی ائمہ کی تعداد اس قدر ہے کہ جس قدر سال کے بارہ مہینے ہیں اسی طرح میری امت کے بارہ امام ہیں خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ۔

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَا عَشَرَ نَبِئًا ۝

(سورة البقرة آیت ۲۴۵)

ترجمہ ۱۔

ازہم نے کہا اے موسیٰ! اپنی لاٹھی پتھر پر مارو لاٹھی راتے ہی اس میں بارہ چٹے

پھوٹ پڑے۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہوا ہے۔

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا

سورة المائدہ آیت ۷۴

یعنی کہ ہم (خدا) نے ان میں سے ان پر بارہ سردار مقرر کئے۔ پس جس طرح بنی اسرائیل کے بارہ سردار تھے اسی طرح اُنست مسلمہ کے بارہ امام ہیں صحیح بخاری اور مسلم میں ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب تک میرے بارہ خلیفہ نہ ہوں گے۔ دنیا قائم رہے گی اور اس حدیث کا مصداق ائمہ اثنا عشر ہیں جن کے اول حضرت علیؑ اور آخری حضرت امام مہدیؑ القائم ہیں۔

شیخ صدوق نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم بخدا کہ اس نے مجھے رسول خلق رسول بنا کر مبعوث کیا اور مجھے تمام مخلوقات سے برگزیدہ کیا اور میری بھی تمام ادھیاء انبیاء سے برگزیدہ ہے وہ مخلوق پر رحمت خدا ہے اور وہ خلیفہ خدا بھی ہے۔ اور اس کی اولاد سے انہوں گے جو میرے بعد مادیات برحق ہیں۔ بِہُمْ یَجْلِسُ اللّٰهُ الْعَذَابِ عَنْ اَہْلِ الْاَرْضِ وَبِہُمْ یُمْسِكُ السَّمَاۗءُ اَنْ تَقْعَرَ عَلٰی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وَبِہُمْ یُمْسِكُ الْجِبَالُ اَنْ تَمِیْدَ بِہُمْ وَبِہُمْ یُسْقٰی خَلْقُہُ الْغٰیثُ وَبِہُمْ یُخْرِجُ النَّبَاتَ یعنی کہ انہی کے سب سے خدا زمین و آسمان کو قائم رکھتا ہے۔ اور اہل زمین پر عذاب نہیں کرتا۔ انہی کی وجہ سے کوہ ساروں کی حفاظت ہوتی ہے۔ انہی کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ اور زمین سے سبزہ اگتا ہے۔ یہی اللہ کے اولیاء اور میرے خلیفہ و جانشین ہیں۔

عَدَّتُمْ عِدَّةَ الشُّهُورِ وَهِيَ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا یعنی کہ ان کی تعداد سال کے بارہ مہینوں کی ہے۔ یعنی سال کے چھ مہینے بارہ اور اٹھ مہینے بھی بارہ ہیں اور مثل نقیاء بنی اسرائیل بارہ میں پھر آنحضرتؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔
وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۝ (سورة البروج آیت ۴) یعنی کہ
برجوں والے آسمان کی قسم۔ پھر فرمایا اے ابن عباسؓ آسمان میں ہوں اور بروج
سے مراد اٹھ مہینے ہیں۔ جو میرے بعد ہوں گے اور اے ابن عباسؓ پہچان لو اور
ابھی طرح پہچان لو ان کا اول علی مرتضیٰ ہے۔ اور آخری مہدی القاسم ہیں۔ مؤلف
کتاب فرماتے ہیں کہ اٹھ اثناعشر کو جو بارہ مہینوں سے تعبیر دیا گیا ہے اس
کی وجہ شایع یہ ہو۔ تمام مخلوق کا نظام معاش، اور تمام عالم انہی سے مربوط
ہے۔ اگر امام کا وجود نہ ہو تو زمانہ نہ ہے نہ زمین و آسمان رہیں گے۔ اور دن
ورات کے بارہ ہی گھنٹے ہوتے ہیں۔ یہ بھی کلیہ ہے کہ امام منصوص من اللہ
کہ جن کے دم قدم سے دنیا و دین برقرار ہے۔ بارہ ہی ہیں چنانچہ کلمہ لا الہ الا
اللہ جو اصل اصول توحید ہے بارہ حروف سے مرکب ہے۔ (از مترجم لفظ
اللہ کے اعداد کا مجموعہ ۶۶ ہے جل صغیر بارہ ہے) محمد رسول اللہ کے حروف
بھی بارہ ہیں۔ پس آنحضرتؐ کے خلفاء بھی بارہ ہیں۔ پس ان کی ولایت کا
اقرار توحید و نبوت کے ساتھ مربوط ہے۔ عارفین نے بیان کیا ہے۔ کہ اثناعشر
عشر میں سے ہر ایک امام علیہ السلام ہر شخص پر ہزار باب رحمت کشاہ کرتے
ہیں۔ یعنی کہ وہ نزول رحمت و جود امام ہے۔

اس مقام پر ہم شجرہ طیبہ رسول خدا درج کرتے ہیں۔ علماء نسب نے کہا ہے کہ مرکز سیادت، برگزیدہ وجود حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ آنحضرت کے ابا و اجداد کی سیادت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہے۔ اور وجود نبوی مرکز دائرہ شرف و مجد ہے اور تمام کمالات آنحضرت پر ختم ہیں۔ ذات آنحضرت سے دو خط ظاہر ہوتے ہیں ایک خط جو کہ آپ سے اوپر آپ کے ابا و اجداد کی طرف جاتا ہے۔ اس طرح کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر اور دوسرا خط جو بطی ہے یعنی کہ جو آپ کی ذریت کی طرف جاتا ہے۔ اور خط نبوی میں سلسلہ امامت و ائودہ معصومین ہے۔ جس کی آخری فرد حضرت امام العصر قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ ہیں جب آپ پھور فرمائیں گے۔ اس وقت زمین خدا کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے

وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا۔

(سورة الزمر آیت ۶۰)

اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔ امام کی تعریف میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ رَبُّ الْأَرْضِ الْإِمَامُ الَّذِي نُورُ اللَّهِ فِي عِبَادِهِ وَبَلَادِهِ۔ یعنی کہ رب زمین امام ہے جو تمام مخلوق کے لیے اللہ کا نور جانا چاہیے کہ ان چار مہینوں کی حرمت برقرار رکھنا واجب ہے۔ اور ان مہینوں کی حرمت کو خداوند عالم نے دینِ قیم کا نام عطا کیا ہے۔ ان میں سے تین ماہ مسلسل ہیں یعنی کہ ذیقعد، ذی الحجۃ اور محرم الحرام ایک مہینہ طیبہ ہے یعنی کہ رجب اسی طرح

ائمہ اثنا عشر صلوات اللہ علیہم اجمعین میں سے تین امام، یعنی کہ حضرت امیر المؤمنین علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور ان کو خصوصی عظمت حاصل ہے۔ جس طرح کہ قرآن کی رو سے تین مہینے مسلسل طور پر مقرر ہیں اور اسی امامت کے سلسلہ کی آخری کڑی حضرت امام مہدی علیہ السلام علی اللہ فرجہ کہ جن پر عظیم تمام ہو گئیں ہیں۔ اور ان چاروں ماہ میں حکم ہے کہ فَلَا تَطْلُمُوا فِيهِمْ الْقُفُوسَ۔ بس ان مہینوں میں تم لوگ اپنے نفوس پر ظلم نہ کیا کرو کیونکہ ان کی بے حقی معصیت الہیہ ہے۔

خدا نے تعالیٰ نے تو حرمات ظاہر کی ہے۔ مگر امت مسلمہ نے محرم کے مہینے میں فرزند رسول خدا کو قتل کیا۔ ان پر پانی بند کیا۔ ان کے اولاد اور عزیزوں کو تہ تیغ کیا، انہیں کھلم کھلا قتل کیا۔ تو کیا قاتلان امام حسینؑ کا قرآن پر ایمان ہو سکتا ہے قرآن پر ایمان نہ ہو تو وہ شخص فاسق و فاجر ہے۔ اور اس پر اجماع امت ہے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ کسی زمانہ میں کسی نبی کی امت نے یہ کام نہیں کیا کہ نبی کا کلمہ پڑھیں اور اس نبی و رسول کی اولاد کو تہ تیغ کریں جیسا کہ بڑی بی ایمانوں نے کام کیا ہے۔ حدیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ عالم ذر میں جناب آدمؑ نے جب اس امت کو دیکھا۔ اس میں اختلاف، نفاق، حرص، خواہشات کی فراوانی پائی آپ نے خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کیا پروردگار اس امت آخری کا یہ حال؟ حالانکہ امت مسلمہ تمام امتوں سے افضل ہے۔ آواز آئی اے آدمؑ یہ سب جدا ہو گئے ہیں۔ یعنی کہ ان میں نفاق کا رفر ہے۔

وَسَيُظْهِرُونَ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ هُوَ كِفَارُ قَبِيلِ حِثِّي قَتَلَ
أَخَاهُ هَابِيلَ فَأَنَّهُمْ يَقْتُلُونَ فَزَحْرَ حِثِّي مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى۔

جلد تر زمین میں فساد کیا۔ مثل قابیل کے کہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا اور فرزند رسول خدا کو زید نے قتل کر دیا۔ پس خداوند عالم نے عالمِ ذریں حضرت آدمؑ نے اس گروہ جفا کار کی طرف دیکھا۔ تو ان کو سیاہ رو پایا۔ عرق کیا پرور و گارا ان سے انتقام لے کر ان ظالموں نے اپنے نبیؐ کی اولاد کو ذبح کر ڈالا۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا کے ساتھ بھی ظلم ہوا ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام سفر عراق ہیں حضرت یحییٰ بن زکریا کا اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ دنیا کی بے قدری و ذلت کے لیے یہ کافی ہے۔ کہ یحییٰ بن زکریا کا سر کاٹ کر ایک زن ناحشہ کو ہدیہ کیا گیا کہ وہ بدنہاد خوش ہو جائے۔ اسی طرح میرا سر بیدہ فرزند سمیہ کے پاس بھیجا جائے گا۔ اگر بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ واقعہ یحییٰ واقعہ شہادت امام حسینؑ کے مقابلہ میں بہت قلیل مشابہت رکھتا ہے۔ حضرت یحییٰ تشذب قتل نہیں کیے گئے۔ آپ کے اہل و عیال اسیر نہیں بنائے گئے۔ ان کا جسد بے روح غسل و کفن کے لیے نہیں پڑا رہا۔ ان کے بھائی بھتیجے اور اولاد قتل نہیں ہوئی جب حضرت یحییٰ کا سر بادشاہ کے پاس لے گئے تو سر یحییٰ نے خطاب کیا لے بادشاہ خدا سے ڈر۔ اور زنا مت کر اس طرح سر بیدہ امام حسینؑ علیہ السلام نے بھی خطاب کیا ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ جب سر امام حسینؑ ایک نیزہ پر بلند تھا۔ اور اسے بازار کوفہ میں بھرایا جا رہا تھا۔ تو آپ کے سر مبارک نے سورۃ کہف کی تلاوت کی۔ اور جب آپ اس آیت پر پہنچے۔

اٰتَمُّ قَبِيْٓئَةٍ اَمْتًاۙ يَدْرِيْهُمْ وَرِزْقَهُمْ هٰدِيْ۔

(سورۃ کہف آیت ۱۳)

وہ چند جوان تھے کہ اپنے سچے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی سوچ اور سمجھ زیادہ کر دی، جب اہل کوفہ نے سربریدہ کو قرآن کی تلاوت کرتے دیکھا تو شور برپا ہو گیا۔ زید ابن ارقم نے جو اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے، غم سے سر باہر نکالا کہ دیکھیں کہ یہ شور و غوغا کیا ہے۔ دیکھا کہ نیزہ پر سر مبارک ہے جو بہت نورانی ہے اور قرآن کی تلاوت کر رہا ہے۔ زید ابن ارقم باہر آئے اور نیزہ کے نزدیک پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ سر مبارک امام حسین علیہ السلام ہے۔ اس وقت سر مبارک نے اس آیت کی تلاوت کی

اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَصْحَابَ الْكُفْرِ وَالرِّفِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیَاتِنَا عَجَبًا۔

(سورۃ الکہف آیت ۷)

یعنی کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ اصحاب کہف اور رقیم (غار اور تختی والے) ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھے، جب زید ابن ارقم (غار اور تختی والے) ہماری (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھے، جب زید ابن ارقم نے یہ حال دیکھا تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور کہا۔ اَمْرُكَ اَعْجَبٌ وَاللّٰهِ يَا مَن رَّسُولَ اللّٰهِ یَعْنِی لے فرزند رسول تمہارا امر تو عجیب تر ہے۔ بلکہ اصحاب کہف کے قصہ سے بھی بالاتر ہے۔ کیونکہ آپ کا سر نیزہ پر بلند ہے اور جسد مبارک کہ بلا میں پڑا ہوا ہے حالانکہ یہ سر کبھی آغوشِ فاطمہ کی زینت ہونا تھا۔ اور کبھی آغوشِ رسولِ خدا کی زینت ہونا تھا۔ کاش کہ نبی و فاطمہ ہوتیں تو دیکھتیں کہ سرِ مطہر نیزہ پر بلند ہے۔

ذِیْعَ الْحُسَيْنِ فَاَنْیَ عَیْشٍ یُّصْطَفٰی اَوْ اَنْیَ نَفْسٍ بَعْدَ مُتَبَا شَرَّةٍ

حسینؑ کو ذبح کر ڈالا پھر کیا لطف زندگی و مظلوم کے قتل ہو جانے سے دل

پڑمروہ ہو گیا۔ لیکن اب اسی میں حیات ہے کہ حسینؑ پر گریہ دیجائیں۔

اَوْ يَرْتَضَىٰ غَيْرَ الْبُكَاءِ عَقِيبُهُ . یعنی آپ کے بعد غیر از بکا کوئی اور کام

نہیں۔ او بیہیتنی طیب البقا و مفاخرہ۔ کون ہے کہ جو آپ پر گریہ

نہ کر کے راضی ہو۔ اور کون ہے کہ جسے بغیر گریہ و بکا زندگی عزیز ہو۔

مَاتَ الْعَزِيزُ وَمَنْ يُّرْجَىٰ لِلْهُدَىٰ وَالْمَرْتَجَىٰ لِلثَّابِتِ الصَّائِرُ

وَالْخَيْلُ أَجْرُهَا عَلَيْهِ فَرَّقَتْ مِنْهُ يَوْمَاطْنُهُ وَوَضَتْ ظَاهِرُهُ

سردار زمانہ ہادی برحق اور عالم کو نجات دلانے والا قتل ہو گیا۔ اور اس کے بدن

مبارک پر گھوڑے دوڑا دیئے گئے۔

لَهْفَتِي لَزَيْنَبٍ وَالْيَتَامَىٰ حَوْلَهَا تَبْكِي عَلَيْهِمْ صَوْهِ فَاشْرَةً

تَدْعُو اِيْضًا طِفْلَةَ الْمَبْتُولِ بِصَوْتِهَا يَا اُمَّنَا يَا لَيْتَ حَسْبِنَاكَ بَاصِرَةً

وا حسرتا کہ زینب خاتون یتیم بچوں کو جمع کر کے حسرت و یاس کے عالم میں کھڑی

رورہی ہیں اور خطاب کر رہی ہیں کہ اے اماں جان آپ زندہ ہوتیں۔ اور

دیکھتیں کہ آپ کا حسینؑ خاک و خون میں غلطاں پڑا ہے۔ تو اب کیا حال ہوتا

لَتَرَىٰ حُسَيْنًا تَوَرَّعَيْنَاكَ مَا لَقَىٰ مِنْ بَعْدِ فَقْدِكَ مِنْ عَصَاةٍ عَادِرَةٍ

کاش آپ ہوتیں اور دیکھتیں کہ تمہارا حسینؑ نور دیدہ حسینؑ کے ساتھ اس غدار

اُمّت نے کیا ظلم کئے ہیں۔

ذُجُوهُ ذَبَحَ الشَّاةَ ظُلُمًا ظَالِمِيًّا تَسُدُّ عَلَيْهِ السَّافِيَاتِ اَتِ الْغَابِرِ

کہ امام حسینؑ کا سر شل گو سفند جدا کیا گیا۔ اور لاش کو زمین پر ڈال دیا ہے۔ اور

صحرای کی گرد آلود ہوا میں جسم مبارک پر چل رہی ہیں۔

وَسَيُؤْتِي ابْنَانَا جَهَنَّمَ يَا اُمَّنَا فَوْجُوهُمَا بَيْنَ الْاَعَادِي سَافِرَةً

اے مادر گرامی آپ کی بیٹیاں اسیر کی گئیں۔ اور ان کو دشمنوں میں تشہیر کیا گیا۔

فَبَنَاتُ هُنْدٍ فِي الْقُصُورِ أَعَزَّةٌ مَّجْنُونَةٌ تَحْتَ الْخَدِّ وَالسَّاتِرَةِ،
وَبَنُوكَ سَرَى فِي الْقَقَارِ أَذَلَّةٌ مِنْ غَيْرِ مَا سَتَرَ عَلَيْهَا سِرَّةٌ
واحسرتا کہ دختران ہندہ توقصر باء عالیہ میں ہوں۔ با عزت بیٹھی ہوں۔ اور
با پردہ ہوں۔ اور اولاد اور آپ کی بیٹیاں صحرائیں ذلت و خواری کے ساتھ
زمین پر بیٹھی ہوں۔ اور ان کے سروں پر مقنعہ بھی نہ ہو۔ واحسرتا واحسرتا۔
وَيَزِيدُ فِي تَحْتِ الْخِلَافَةِ حَالِ السَّحَابِ فِي السَّيِّئِ السَّاعَةِ
آہ صد آہ کہ یزید بن معاویہ تو تخت خلافت پر ہو۔ اسے بادشاہی حاصل ہو۔
اور حسینؑ و صوب میں زمین پر پڑا۔ سبحان اللہ عجیب عجیب و ابتلاء ہے
یعنی کہ عجیب و دردناک امتحان ہے۔

اس مصیبت سے شیعہوں کے دلوں پر داغ پڑ گئے ہیں۔ زمین و
آسمان کے درمیان ایک عجیب شور و غل برپا ہے۔ ابن فزولہ نے صفوان جمال
سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
کے ساتھ مکہ جا رہا تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا اے فرزند رسولؐ کیا وجہ
ہے۔ کہ آپ پر اس وقت اندوہ و غم طاری ہے میں آپ کو رنجیدہ دیکھ رہا
ہوں فرمایا: لَوْ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ لَشَفَاكَ عَنْ مَسَالَتِي۔ جو کچھ میں
سنتا ہوں اگر تم بھی سنتے تو میری طرح غمگین ہوتے ہیں سن رہا ہوں کہ ملائکہ
حضرت امام حسینؑ اور امیر المومنینؑ پر گزرنے والی مصیبتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اور
گریہ کرتے ہیں اور ان کے قاتلوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ پس ایسی حالت میں

اگر میں ملول ہوتا ہوں۔ اور آرام کرنا گوارا نہیں ہوتا۔

حارث بن اعور سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ بَابِي اَنْتَ اُمِّي الْحَسَّيْنِ الْمَقْتُولِ بِظَهْرِ الْكَوْفَةِ كَاتِي بِمِ وَالْوَحْشُ مَا وَدَّ اَعْنَاقَهَا يَدِ ثَوْنَهُ كَيْدًا حَتَّى الصَّبَاحِ۔

کہ میرے ماں باپ فدا ہوں حسین پر کروہ پشت کو فرقتل ہو گا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ صحرا کے جانور گم دہیں جھکائے ہوئے ان کی قبر پر آتے ہیں اور رات بھر تاصبح مرثیہ پڑھتے ہیں اور روتے ہیں۔ واللہ امیر المومنین کا ارشاد صبح سکلا اور امت رسول کے ایک گروہ نے حسین کو قتل کیا۔ وہ کام امت نے کیا کہ یہود و نصاریٰ آج تک ان کو مطعون کرتے ہیں۔

يُرحَبُ قَوْمٌ حَافِرَ اَرْعَمٍ اَنَّهُ لَمْ يَكُوبُ بَعْضُ الْاَنْبِيَاءِ الَّذِي مَضَى وَيَقْتُلُ قَوْمٌ ابْنَ بَنَتٍ سَيِّئَةٍ هُمْ تَأْمَلُ بِالْاَنْصَانِ تَرَى مَتَهَى الشَّقَا

مقام غور و تامل ہے کہ ایک گروہ اپنے پیغمبر کے گدھے کے سم کی تعظیم کرتے ہیں لیکن اس قوم جفاکار نے نبی کی ذریت کو قتل و غارت کر دیا۔ پس اس قوم شقاوت آثار یہود و نصاریٰ کا کردار اچھا ہے۔ مسلمانوں نے امام حسین کو قتل کر کے بنی آدم کو رسوا کر دیا۔ اسی رسوائی کی طرف ملائکہ نے بارگاہ خداوندی میں کہ جب خدا نے یہ فرمایا اَتَى جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيفَةً۔ کہ میں زمین ایک خلیفہ بنانے والا ہوں یا بناؤں گا عرض کیا۔ اَجْعَلْ فِيْهَا مَنْ يَفْسِدُ فِيْهَا وَيُقْسِدُكَ الدِّمَاءُ اَيَا تُوَا سَعَةَ خَلِيفَةَ بَنَائِي كَا جَوْزِ مِیْنِ مِیْنِ فَنَادَ اَوْ رَخَوْنَ رِیْزِیْ كَرِیْ۔ حالانکہ تَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ۔ کہ ہم تیری تسبیح و تقدیس بجالاتے ہیں۔ تو خداوند عالم نے جواب دیا۔

اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ - کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ہو۔ اشارہ یہ تھا کہ انسان حکم عدول خداوند عالم کرے گا اور یہ مصیبت دین میں مصیبت عظمیٰ ہے۔ اور سزاوار ہے کہ آسمان وزمین اس مصیبت کی وجہ سے سرنگوں ہو جائیں۔ لیکن خداوند عالم نے یہ منصب آدمؑ کو عطا کیا تاکہ آدمؑ نور نبوی اور ذریت نبوی کے نور کے حامل قرار پائیں۔ اور ان کے واسطے انسان مستحق رحمت قرار پائیں اور پیغمبر خدا ہی کی ذریت سے آخری حجت خدا دنیا میں قائم رہے گی۔

ابن قولوبہ حسین ابن علی صاعدی بربری رواق امام رضا علیہ السلام کے مجاور سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد کے بارے میں کہا کہ وہ امام علی رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ”یہ لوگ کیا کہتے ہیں“ انہوں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں میں آپ سے دریافت کرنے آیا ہوں امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ”ہوم“ (یعنی اُلو) کو دیکھا ہے کہ یہ ہمارے جد بزرگوار رسول خدا کے زمانہ میں لوگوں کے گھروں میں رہا کرتا تھا۔ جب لوگ کھانا کھاتے تو قرب آجاتا تھا اور لوگ اس کو آب و دانہ دیتے تھے۔ مگر جب دشمنان دین نے ہمارے جد بزرگوار حضرت حسین علیہ السلام کو شہید کیا اس جانور نے گھروں میں رہنا چھوڑ دیا اور دیر انوں میں رہنا اختیار کیا۔ اور انسانوں سے نفرت کرنے لگا۔ کہ اس امت نے پیغمبر خدا کے نواسہ کو قتل کیا پھر ہمیں ان سے امید امن و امان ہو سکتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اسی مضمون کی حدیث وارد ہوئی

ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آیا تم میں سے کسی شخص نے چند (اکوڑ) کو دن میں دیکھا ہے لوگوں نے کہا مولیٰ وہ تو دن میں ظاہر نہیں ہوتا۔ البتہ رات کے وقت نظر آتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ وہ پہلے عمارتوں میں رہتا تھا کہ جب حسین علیہ السلام کو ظالموں نے قتل کر دیا۔ اس نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ عمارتوں میں نہیں رہتا گا۔ اب اوجھل اور خراب میں رہتا ہے۔ پس دن میں وہ فاقہ سے رہتا ہے اور غمگین رہتا ہے اور صبح رات ہو جاتی ہے۔ تو امام حسینؑ پر گریہ کرتا ہے۔

سید محمد مہدی طباطبائی فرماتے ہیں۔

وَاللّٰهُ الْكَبْرُ مَاذَا الْحَوَادِثُ الْجَلَلُ فَقَدْ تَنْزَلُ مَهْلُ الْاَرْضِ وَالْجَبَلِ

یعنی کہ واقعہ کربلا ائمہ اکبر کس قدر عظیم ہے کہ جس نے تمام عالم میں اپنا اثر کیا زمین میں نزلہ لگایا۔ اور پہاڑ جنبش میں آگئے۔

هَذِهِ الزَّفَرَاتُ الصَّاعِدَاتُ اَسَى كَاثَمَهَا شُعْلٌ تَرَجَّى بِرَهَا شُعْلٌ

یعنی کہ یہ نالہائے دل سوز اور یہ آہیں بگڑ فراموش کیسی ہیں کہ چاروں طرف بلند ہو رہی ہیں۔

مَا لِلْعَيْنَيْنِ الدَّمْعَ بَارِيَةً مِنْهَا تَحْدُ وَخَدٌ وَرَاحِيْنِ تَبْنَهْلُ

آخر زمانہ کی آنکھوں نے کیا دیکھا ہے کہ آنکھوں سے آنسو زوال ہیں اور چہروں پر طمانچہ لگا رہے ہیں۔

مَاذَا السَّوَا حُرِّ الَّتِي عَطَّ الْقُلُوبَ دَمَا هَذَا الصَّبِيحُ وَذِي الصُّوْضِ وَالزَّجَلِ

یہ نوحے کیسے ہیں کہ دل شکافتہ ہو رہے ہیں۔ اور یہ نالہ و فریاد کیسی ہے کہ

اطراف عالم میں برپا ہے۔ اور یہ اضطراب کیسا ہے کہ زمانہ میں پیدا ہو گیا ہے

كَانَ نَفْحَتُهُ صُورَ الْحَشْرِ قَدْ هَجَاتِ وَالنَّاسُ سَكْرَى وَلَا سَكْرًا وَلَا تَمَلُّ

گویا صورتِ ماتم بھونک دیا ہے۔ اور بساطِ خوشی الٹ دی ہے۔ یاقیامت ظاہر ہو گئی ہے۔ اور محشر برپا ہے۔ کہ لوگ مدہوش ہیں۔

قَدْ هَلَّ عَاشِعُ دُؤْمٍ اِلْهَلالِہِمْ کَانَتْ اَھُو مِنْ شَوْمِہِمْ زَحَلْ
اے مادرِ گرامی ماتم حسینؑ چھڑنا زہ ہو گیا۔ کیونکہ محرم کا چاند پیغامِ غم لے کر افقِ عالم پر نمودار ہو گیا ہے۔ یہ چاند دنیا نہیں ہے ہر سال ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن اس کا شوم ہونا شوئی زحل ہے۔

شہرِ رُھٰی تَقْلِیْہَا مِنْہُ رَہِیَۃٌ
ثَقُلَ الْبَنٰی حَصِیْدُ فِیْہِ وَ الثَّقَل

یہ چاند تمام جن و انس کے لیے ایک ابتلاءِ عظیم ہے کیونکہ اس چاند سے غمِ امام حسینؑ میں ہر ایک شے متاثر ہوتی ہے۔ اور اظہارِ حزن و اندوہ کرتی ہے۔ کہ باخِ رسالت محرم ہی میں اُبڑ گیا۔ کلیاں مرجا گئیں نخل کٹ گئے پھول پامال ہو گئے یہ سب چیزیں اہل والا کے لیے پیغامِ غم ہیں۔

قَامَتْ قِیَامَۃُ اَھْلِ الْبَیْتِ وَ انْکَسَرَتْ
سُقُنُ الْجَنّٰۃِ وَ فِیْہَا الْعُلُوْ وَ الْعَسَل

اہلبیتِ رسولؐ خدا برپا ہو گئی۔ اور کشتیِ نجات اُمت کے جو علم و عمل سے پُر تھی۔ شکستہ ہو گئی۔

وَ اِنْجَبَتْ الْاَرْضُ وَ السَّیْبَعُ الشَّدَادُ وَ قَدْ اَھْلَ السَّمٰوٰتِ الْعَلٰی الْوَجَلُ
وَ اَھْتَرَضَ رَھْشَ عَرْشِ الْجَبَلِ نَلُوْ لَا اللّٰہُ مَہُ سُبُکَہُ اَھُوٰی بِہِ الْمَثَلُ
یعنی کہ آسمانوں اور زمینوں میں ترنزل پیدا ہو گیا ہے۔ اور اہل آسمان اس خیال سے کہ آپ اہل زمین پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔ سرگرداں ہیں۔ انتہا

یہ ہے کہ عرش رب جلیل بھی رزہ میں ہے۔ قرب تھا کہ سرنگوں ہو۔ لیکن خداوند عالم نے اسے ساکن رکھا۔

حَلَّ الْإِلَٰهَ فَلَيْسَ الْحُزْنُ بِالْغِيَةِ لَكِنْ قَلْبًا هَوَاهُ حَزْنُهُ جَلَلٌ
یعنی کہ اگرچہ خداے ذوالجلال کیفیات سے متبرہ و منزہ ہے یعنی کہ حوادثِ مَرَّت
و ملال اس پر طاری نہیں ہوتے لیکن چونکہ امام حسین علیہ السلام کی مصیبت سے
مومنین و مجاہدان آل رسول کے دل متاثر ہوتے ہیں اور دلول پر غم و اندوہ چھا جاتا
ہے۔ پس بصدیقِ حدیث قدسی لَا يَسْعِدُنِي اَرْضٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَكِنْ
يَسْعِي قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ میری سمائی زمین و آسمان
اور ان کی چیزوں میں نہیں ہے۔ البتہ قلبِ مومن میں میری سمائی ہے۔ یعنی کہ
قلبِ مومن منزلِ گاہِ قدرت ہے۔ پس اس جہت سے چونکہ قلبِ مومن غم
امام حسینؑ میں متاثر ہوتا ہے۔ گویا خدا پر غم امام حسینؑ کا اثر ہے۔ اذ متبرجم اس
کی یہ توجیح بھی ہو سکتی ہے کہ خداوند عالم مؤثرِ حقیقی ہے۔ اس نے غمِ حسین علیہ
السلام دائمی طور پر متاثر بنایا ہے۔ جب کہ دوسرے سارے غم جلد ہی اپنا اثر
ختم کر دیتے ہیں۔

تَقْضَى الْمَصَابِ بِأَن تَقْضَى النَّفْسُ لَهُ لَكِنْ قَضَى اللَّهُ أَنْ لَا تَسْبِقَ الرَّاحِلُ
اگرچہ غمِ امام حسینؑ ایسی مصیبت ہے کہ دلِ مومن پر اس کا جاگیزی اثر ہوتا ہے
وہ بے تابانہ گریہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ روتے روتے مر جائے لیکن وہ
جانتا ہے۔ کہ اجل آنے سے پہلے کوئی نہیں مڑتا اور از خود جان دینا منع ہے۔
پس وہ صبر کے ساتھ روتا ہے۔ انسانوں پر ہی کیا منحصر ہے۔ اس مصیبت میں
تمام عالم متاثر ہے۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ لوگ بعد از امام حسینؑ عورتیاں کس

کس طرح کرتے ہیں۔

حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ ایک روز حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں گئے۔ وہاں ابی بن کعب بھی موجود تھے۔ آنحضرتؐ نے امام حسینؑ سے فرمایا اے زینتِ سماوات وارض یعنی زمین و آسمان کی زینت اور ابی بن کعب نے کیا کہ آپ کے سوا آسمانوں اور زمینوں کی زینت کوئی اور بھی ہو سکتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا:

إِنَّ الْحُسَيْنَ مَصَاحِرُ الْهُدَى وَسَفِينَةُ الْمُنْجَاةِ یعنی کہ اے کعب مجھے اس ذاتِ اقدس کی قسم کہ جس نے مجھے رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا حسینؑ ابنِ علیؑ کا مرتبہ آسمانوں میں زمین سے کہیں زیادہ ہے۔ یعنی زمین والوں میں جو مرتبہ ہے اس سے بہت زیادہ آسمان والوں میں مرتبہ ہے۔ عرشِ الہی پر بجانبِ راست لکھا ہوا ہے کہ إِنَّ الْحُسَيْنَ مَصَاحِرُ الْهُدَى وَسَفِينَةُ الْمُنْجَاةِ۔ یعنی کہ حسینؑ ابنِ علیؑ چراغِ ہدایت ہیں۔ اور شتی نجاتِ اُمت ہیں۔ پس آنحضرتؐ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اے لوگو یہ حسینؑ ابنِ علیؑ ہیں۔ ان کو پہچانو۔ یعنی ان کے مرتبہ کو پہچانو۔ ان کی معرفت حاصل کرو۔ ان کے بارے میں شکِ شبہ نہ کرنا۔ ان کو اس طرح فیضیت دو جس طرح کہ خدا نے ان کو فیضیت عطا کی ہے۔ یعنی ان کی فیضیت کا اقرار کرو۔

خدا کی قسم حسینؑ کا نانا۔ یوسف بن یعقوب کے دادا سے بہتر و افضل ہے اور حسینؑ یوسفؑ سے افضل ہیں۔ انس بن مالک کا بیان ہے کہ امام حسینؑ علیہ السلام کے اصحاب میں سے کسی شخص کا انتقال ہو گیا۔ تھا۔ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے نکلے وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ابوہریرہؓ حسینؑ ابنِ علیؑ

کے پیروں کی خاک اٹھا کر اپنے آنکھوں سے لگاتے تھے۔ امام حسینؑ نے کہا اے ابوہریرہ یہ کیا کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے فرزند رسولؐ خدا مجھے اپنا کام کرنے دیں اس سے مجھے کیوں روکتے ہیں۔ فَوَاللّٰهِ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مِثْلَ مَا أَعْلَمُ مِنْ فَضَائِلِكَ تَحْمِلُوكَ عَلَى أَحَدٍ اِقْتَمَ فَضْلًا عَنْ اَعْتَا قَهْمًا۔

یعنی کہ ابوہریرہؓ نے کہا کہ جو فضائل آپؐ کے ہیں نے آنحضرتؐ کی زبان وحی ترجمان سے سنے ہیں اگر اور لوگ بھی سنتے اور وہ فضائل دوسرے لوگوں کو معلوم ہو جاتے تو وہ بھی آپؐ کی خاک پاؤ کو آنکھوں سے لگاتے۔ میں نے اکثر مرتبہ آپؐ کے نامہاجان سے سنا ہے کہ فرمایا اِنَّ هَذَا الْحُسَيْنِ سَيِّدُ اَشْيَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهُ يَمُوتُ مِنْ بَوْحِ اَظْلَمَانَا مَظْلُومًا۔

کہیے شک میرا یہ فرزند بسط اصغر، فاطمہؑ کا نور عین حسینؑ جو اناب جنت کا سردار ہے۔ اور یہ پیاسا اور مظلومیت کے ساتھ قتل ہوگا۔ میری امت کا ایک گروہ حسینؑ کی قتل کرے گا وقت ذبح پانی بھی نہ دے گا، واضح تر ہے

اگر گشتہ چراغِ آفتابش نکل دند
کفن بر جسمِ حدِ چاکش نکل دند۔
یعنی کہ اگر حسینؑ کو قتل ہی کیا تھا۔ تو اس کا جسد مجروح سپرد خاک کیوں نہ کیا۔ اور اس کے جسد مبارک پر کفن کیوں نہ ڈالا ہے

ترجم بریتیمیاں یا چہ بودی
کہ بر نیزہ سرپاکش نکل دند!

یتیمیاں حسینؑ پر رحم کیا ہوتا اور اس کے سرپاک کو نیزہ پر بلند نہ کیا ہوتا۔ اچھا اگرچہ سب کچھ ظلم کیے۔ کہ یتیموں کو طمانچہ لگائے۔ اور سر مبارک کو نیزہ پر بلند کیا۔ یہ سب کچھ سہی مگر بعد قتل حسینؑ خوشیاں نہ منائی ہوتیں۔ اور روز عاشورا

کو روز عید نہ بچتے۔ شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ ”بنی اُمیہ اور اس کے ہوا خواہوں نے یہ مننت مانی تھی کہ اگر امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ اور یزیدی لشکر فاتحانہ صورت میں واپس ہوا تو اس یوم قتل حسینؑ کو ہم یوم عید قرار دیں گے۔ چنانچہ صاحب مناقب لکھتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جِدِّدَاتِ اَرْبَعَةٍ مَسَاجِدَ بِالْكُوفَةِ فَرَحًا لِقَتْلِ الْحُسَيْنِؑ کہ کوفہ میں بعد شہادت امام چار مسجدیں بصورت ادائیگی نذر بنائی گئیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مسجد اشعث (۲) مسجد عجزیر (۳) مسجد سماک (۴) مسجد شبعت ابن ربیع
لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَوَاعِجْنَاهُ مِنْ مَصِيبَةٍ مَا اعْظَمَهَا وَبَلِيَّةٍ مَا فَحَّحَهَا
مَصِيبَةٌ لَمْ تَعْمَأْ اُذُنٌ فِي الْاَنَامِ وَلَمْ تَرَوْهَا عَيْنٌ فِي الْمَنَامِ وَ
ذُرِّيَّةٌ لَمْ يَتَّسِرْ لَهَا فِي الصَّفَحَاتِ اللَّيَالِي وَالْاَيَّامُ فَوَاحِشَرَتَا
عَلَى قَتِيلِ الْعِبْرَاتِ وَاسِيرِ الْكُرْبَاتِ وَالشَّهِيدِ الْمَطْرُوحِ فِي الْغُلُوبِ
وَوَاحِشَتَاهُ عَلَى الْاَجْسَادِ وَالْاَجْسَادِ وَالْاَعْضَاءِ الْمَقْطَعَاتِ وَالْهَفَاءِ
عَلَى النَّسْوَةِ الْمَاسُونَاتِ وَالذَّرَايِ اِمَامِ وَتَوَارِثِ وَوَاسْفَاهُ عَلَى الْاَيْدِي
الْمَعْلُولَاتِ وَالْاَعْنَاقِ الْمَكْبَلَاتِ فَهَلْ تَبْكُونُ لِقَوَاتِ الْحُسَيْنِ
وَلَا يَتَكُونُ لِقَتْلِ الْاِمَامِ الشَّهِيدِ الْغَرِيبِ هَلْ تَتَمَتَّعُونَ بِبَارِدِ الْمَاءِ
وَحُسَيْنُكُمْ قَتِيلُ الظَّمَاءِ هَلْ تَسْتَلِدُونَ بَلَدَ يَدِ الطَّعَامِ وَ
الْاِمَامِ وَاِمَامُكُمْ وَاصْحَابُهُ الْكِرَامُ عُنَاةُ اَيْدِي اللِّثَامِ وَسُقَاةُ
جُرْعِ كَوْسِ الْحَمَامِ وَهَلْ يَسْتَرْخُونَ عَلَى الْفَرَاشِ وَالْبُوسَادِ وَمَوْلِيكُمْ
وَمَوْلَى الْاِمَامِ مَطْرُوحٌ يَلَاوِطَاءِ وَلَا مَهَادٍ وَعَلَى الدُّنْيَا بَعْدَهُ الْعَقَا۔

رخصہ کلام یہ ہے۔ کہ خدا العزت کرے قاتلانِ امام حسینؑ پر کہ جنہوں نے ایسے مظالم کئے کہ جن کی نظیر صفحاتِ روز و شب میں کہیں نہیں ملتے حسرت ہے۔ ان بے کسوں پر اور ان شہیدوں پر کہ جن کے حیدرِ بابرِ مبارک ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور وہ بے غسل و کفنِ یگِ گرم پر پڑے رہے صحرا کی گرد و دھوپ ان کے لاشوں پر پڑتی رہی۔ اور ان بے کسِ اہلِ محرم پر گریہ کرو کہ جنِ مہذبات کے شانوں میں رسِ باندھی گئی۔ اور بیچارہ امام کو طوق پہنایا گیا۔ اور شتران بے کجاہ پر تشہیر کیا گیا۔

ان شہیدوں پر گریہ کرو کہ جنہیں بھوکا و پیاسا قتل کیا گیا۔ جن کے بعد دنیا بے کیف ہوگی) خدا کی رحمت ہو سیدِ مہدی طباطبائی پر کہ جن کا یہ کلام ہے
 کَیْفَ السُّلُوْ وَنَارُ الْقَلْبِ تَلْتَمِذُیْ وَالْعَیْنَ خَلَقَتْ قَدْ اَہَادَ مَعَهَا اَسْرَبُ
 ہم کیونکر آرام کریں حال یہ ہے کہ ہمارے دلوں اور ہمارے سینوں میں آتشِ غم و اندوہ بھڑک رہی ہے۔ اور ہماری آنکھوں سے بے ساختہ آنسو رواں ہیں۔

اَلْفَقِی الْمَصَابِ عَلَی الْاِسْلَامِ کَلْمَلَةً فَمِنْ مِّنْتَسِبِ الدِّیْنِ مُمْکَتَثَبُ
 یعنی کہ سینہٴ اسلام پر ایسی مصیبت ڈالی ہے اور اہلِ اسلام اس سے اس طرح متاثر ہیں کہ حزن و ملال آشکارا ہے۔ یعنی مقصد یہ ہے کہ مصیبتِ امام حسینؑ یاد رکھنے سے اسلام میں تازگی پیدا ہوتی ہے کیونکہ آپؑ نے اسلام کی بقاء کے لیے شہادت دی ہے۔ بس مظلومیتِ امام حسینؑ سے اگر کوئی متاثر ہے تو وہ اسلام سے قریب تر ہے اور اگر ظالموں کا ساتھی ہے تو وہ مزید سے قریب تر ہے کہ جو دشمنِ اسلام اور دشمنِ آلِ رسول ہے۔

اَصْبَرَ فِي فَاذٍ عَمَّتْ رَزِيَّتُهُ حَتَّى اعْتَرَى الصِّدْرُ مِنْهُ وَالْحَزَنُ اَوْسَدُ
وہ آنکھ ہرگز با وفا نہیں ہے کہ جو اشک ریز نہ ہو۔ غم و مصیبت امام حسینؑ میں
چشم تر نہ ہو۔ مصیبت امام حسینؑ ایسی مصیبت ہے کہ انسان کہتا ہے صبر کر
مگر پھر دل شکافہ ہو جاتا ہے۔

لَا تَقْدِرُ وَالْعَيْنُ حَقَّ الْقَدَرِ مِنْ صَدَبٍ
وَإِنْ جَرَتْ حَبْنٌ يَجْرِي دَمْعُهَا الصَّلْبُ

یعنی اگر آنکھ وہی وفا دار ہے کہ جو غم امام حسینؑ میں آنسو برسا ہے۔

يَسْتَحَقُّ الدَّمَاعِيْنَ قَدْ بَكَتْهُ دَمًا اَرْجَاءُهَا الْجَوْنُ وَالْخَضِرَاءُ وَالشَّهْبُ
امام حسینؑ کی مصیبت میں آنکھوں سے آنسوؤں کا ٹکنا کوئی کم مرتبہ نہیں ہے۔ بلکہ
زمین و آسمان اور دشت و جبل سب ہی نے گریہ کیا ہے۔ اور آسمان سے
خون برسا ہے۔

قَلَّ الْبُكَاءُ عَلَى رُزْءٍ يُقَلُّ لَهُ شَقُّ الْجُيُوبِ وَعَطَّ الْقُلُوبُ الْعَطَبُ

یعنی اگر گریہ کرنا کافی نہیں ہے یا بعض حالت میں جا مہ پہاڑنا جیسا کہ لوگ گریبان
چاک کرتے ہیں۔ یا دونوں کو شکافہ کرنا۔ بلکہ مصیبت امام حسینؑ میں ہلاک ہونا بھی
کم ہے۔

كَيْفَ الْعَزَاءُ وَجَمَّانُ الْحُسَيْنِ عَلَى الرِّمَضَاءِ عَارِ جَرِيحٍ بِاللَّيْلِ تَرَبُّ

اے مومنین تم کیسے آرام کر سکتے ہو۔ جب کہ لاش امام حسینؑ علیہ السلام رگ
کر بلا پر پارہ پارہ اور عریاں پڑا ہے۔

وَالرَّاسُ فِي رَأْسٍ مِثَالِ يُطَافُ بِهِ وَيَقْرَعُ السِّنُّ مِنْهُ شَاهِدٌ وَطَرَبٌ

سر منور نیزہ پر بلند کیا گیا۔ اور شہر شہر پھرایا گیا۔ اور یزید ملعون نے آپ کے

وہ زمان و لب ہا و مبارکہ پر پھڑکی سے بے ادبی کی۔ حالانکہ حضرت رسول خدا ان بول کا بوسہ لیتے تھے۔

وَأَهْلُ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ فِي نَصَبٍ
أَسْرَى التَّوَابِعُ قَدْ أَسْرَاهُمُ النَّصَبُ

آہ اہلبیت رسول اللہ عز و جل و طہارت رنج و ماندگی کی حالت میں اسیر کریں گی۔ ناصبی لوگ روز و شب ان کے قافلہ کو پلاتے تھے۔

وَالنَّاسُ لِأَهْلِ بَيْتِهِمْ وَلَا وَجَعُ وَلَا آخِرِينَ وَلَا مَسْتَرَجِعُ كَيْتٍ
اسیر ان کے بلا ایسی حالت میں تھے کہ نہ کسی شہید پر رو سکتے تھے اور نہ ماتم کر سکتے تھے اور نہ زبان سے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہہ سکتے تھے۔

فَلَيْتَ عَيْنُ رَسُولِ اللَّهِ نَاطِرَةً
کاش حضرت رسول خدا ہوتے اور دیکھتے کہ ان کے بعد امت نے ان کی عزت کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔

كَمْ مِنْ بَعْدَ هُمْ مِنْ خَطُوبٍ بَعْدَ خُطْبِ
لَوْ كَانَ شَاهِدُهَا لَمْ تَكُنْ تُكْثِرُ الْخُطْبُ

ہاں اگر رسول خدا ہوتے تو کس کی جرات تھی کہ اہلبیت کی طرف ظلم و جور کی نظر سے دیکھا۔ اگر علی مرتضیٰ ہوتے تو کس میں طاقت تھی کہ وہ اہلبیتؑ الہامی کی بے توقیری کرتا۔ اور ظلم و جور کرتا۔ حالانکہ آنحضرتؐ نے اپنے اہلبیت کی بابت بہت کچھ اپنی امت سے فرمایا تھا کہ ان کی اذیت میری اذیت ہے۔ اور مجھے اذیت دینا کفر ہے۔ شیخ صدوقؒ نے اپنی کتاب امالی میں لیث بن سلیم سے روایت کی ہے۔ کہ اس نے کہا کہ ایک روز حضرت علی مرتضیٰؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ اور آپ کے دونوں

صاحبزادے حسن و حسینؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اور ہر ایک یہ کہنے لگا کہ
 اَنَا أَحَبُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ۔ یعنی کہ رسول خدا مجھے سب سے زیادہ
 دوست رکھتے ہیں۔ پس اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اَنْتُمْ مَعِيَ اور اَنَا مِنْكُمْ
 کہ تم سب مجھ سے ہو۔ اور میں تم سے ہوں۔

حضرت زید بن علی بن الحسین اپنے ابا و اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ
 ایک شخص نے حضرت رسول خداؐ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آقُ
 الخَلْقِ أَحَبُّ إِلَيْكَ۔ کہ تمام مخلوقات میں آپ کے نزدیک محبوب تر کون ہے۔
 آپؐ نے حضرت علیؑ رضی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا هَذَا وَاَنْدَاهُ وَاُمَمُهُمَا
 یہ اور ان کے دونوں فرزند اور ان دونوں کی ماں۔ ایک اور حدیث میں مروی
 ہے کہ ایک روز حضرت رسول خداؐ جناب فاطمہ زہراؑ کے پاس سے گزر رہے
 تھے کہ ابام حنینؑ کے رونے کی آواز آئی۔ آپؐ اندر داخل ہوئے اور فرمایا اے
 بیٹی اس کو خوش کرواد تمہیں نہیں معلوم کہ اس بچہ کے رونے سے مجھے اذیت
 ہوتی ہے۔ اور پھر آنحضرتؐ نے امام حسینؑ کو باندا زنجبت و بسیار محوش کرایا
 پر دل چاہتا ہے کہ اس مقام پر حضرت رسول خداؐ سے خطاب کرو۔ یا رسول
 اللہ اس وقت آپؐ کہاں تھے۔ کہ حسینؑ کی شہادت کے بعد زینبؑ و اُم
 کلثومؑ آپؐ کی بیٹیاں فریاد کر رہی تھیں۔ سکہ خاتون رو رہی تھیں۔ اس وقت
 کہاں تھے کہ جب آپؐ کا لواک خاک و خون میں غلطاں زمین کر بلا پر پڑا تھا۔
 صاحب کشف الغمہ علی ابن عیسیٰ حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ
 انہوں نے کہا کہ ایک روز دوپہر کے وقت آنحضرتؐ میرے گھر تشریف لائے اس
 وقت ہر اگر مچل رہی تھی۔ میں نے جبرے کئے اندر آنحضرتؐ کے لیے چٹائی بچائی

جب آپ رونق افزہ ہوئے۔ اور آرام کرنے لگے میں نے حجرہ کا دروازہ بند کر دیا کہ اتنے میں حسین دروازہ کھول کر داخل ہوئے۔ اور آنحضرت کے پاس جا کر آپ کی سینہ سے لیٹ گئے اللہ اللہ ایک روز یہ شان کر سید رسول خدا آپ کی آرامگاہ اور ایک دن کربلا میں بیگ گرم پر لاش مبارک پڑی ہے ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ کچھ دیر بعد میں حجرہ میں گئی تو دیکھا کہ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اور آثار غم دالم نمایاں ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ شاید اس بچہ نے آنحضرتؐ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا ہے۔ لیکن ایسا نہیں تھا۔ آنحضرتؐ نے میری طرف دیکھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ گریہ کا کیا سبب ہے۔ فرمایا کہ ابھی جبرئیل امین آئے تھے اور مجھ سے کہا۔ اِنَّ وَلَدَیْ هَذَا سَیْقُلُ کہ آپ کا یہ فرزند قتل ہوگا۔ میں نے جبرئیل سے کہا کیوں اور کہاں قتل ہوگا اور کون اسے قتل کرے گا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس فرزند کے ماں اور باپ کے انتقال کے بعد زمین کو بلا پر آپ کی امت کا ایک گروہ اس کو قتل کرے گا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس فرزند کے ماں اور باپ کے انتقال کے بعد زمین کو بلا پر آپ کی امت کا ایک گروہ اس کو قتل کرے گا۔ اور اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ کو قتل کر بلا دکھا دیا جائے۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ پس آنحضرتؐ تنگاہوں سے غائب ہو گئے۔ اور جب واپس تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں خاک یعنی مٹی تھی جو تربت امام حسینؑ کی تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ اس مٹی کی حفاظت کرو اس کو دیکھنا جب یہ مٹی خون نازہ ہو جائے سمجھ لینا کہ حسینؑ کربلا میں شہید ہو گیا۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں رکھا۔ جب آنحضرتؐ اور علی مرتضیٰؑ اور فاطمہؑ و حسنؑ دنیا سے

رضعت ہو گئے۔ حسینؑ مدینہ سے بسوئے عراق روانہ ہوئے۔ امام حسینؑ نے جناب ام سلمہؓ کو وداع کیا۔ اور فرمایا اے نانی صاحبہ امید رکھو کہ جب یہ مٹی خون ہو جائے سمجھنا کہ میں شہید ہو گیا۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں روزانہ اس شیشی پر نظر ڈالتی تھی کہ۔

روز عاشوراء محرم ہنگام ظہر حجہ پر نیند غالب آ گئی۔ اور میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول خداؐ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرا فرزند حسینؑ اس کے اصحاب اور اولاد و بھائی سب کے سب شہید ہو گئے۔ اور ام سلمہؓ میں شب بھران سب کے لیے قبری کھودنے میں مشغول رہا۔ امام سلمہؓ خواب سے بیدار ہوئیں۔ اور فوراً اس شیشی کو دیکھا تو خون تازہ نظر آیا میں نے یقین کر لیا کہ حسین مارے گئے۔ پس میں فریاد کرنے لگی۔ وایناہ وافرہ عیناہ و احسیناہ و اضیعتہا بعدک یا اباجد اللہ کہ ہائے میرا فرزند حسینؑ مارا گیا جب میری گریہ کی آواز بلند ہوئی تو لوگ چاروں طرف سے آنے لگے اور مجھ سے دریافت کیا کہ کیا خبر ہے کہ تم نوحہ کر رہی ہو۔ میں نے مٹی کے خون ہو جانے کا سارا واقعہ بیان کیا۔ اس وقت ایک محشر برپا ہو گیا درود دیوار سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ پھر کچھ دنوں کے بعد جب غیر شہادت امام حسینؑ ملی تو وہ روز عاشوراء محرم تھا۔ کہ جس روز یہ مٹی خون آلودہ ہوئی تھی۔ اسی رات کی سحر کے وقت اہل مدینہ نے جنوں کی مرثیہ خوانی کی آوازیں سنی تھیں اور جنات یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

اَلَا يَٰعَيْنُ قَانِصِلِي بِجَهْدٍ فَمَنْ يَبْكِي عَلٰى الشَّهْدَاءِ بَعْدِي
عَلٰى قَوْمٍ تَقُوْدُهُمُ الْمَطَايَا اِنِّىْ مُتَكَبِّرٌ فِى الْمَلٰٓئِكِ وَغَدِ ۱۱

یعنی کہ اے آنکھ روئے کی طرف مائل ہو ان لوگوں پر گریہ کر کہ جنہیں موت کشتاں کشتاں کر بلا کی طرف لے گئی۔ اگر تو نے گریہ نہ کیا ان مظلوموں پر تو تجھے گریہ کرنا چاہئے۔

مُسَحَّرَ النَّبِيِّ حَيْنَهُ فَلَهُ بَرَقٌ فِي الْخُدُودِ
أَبَوَاهُ مِنْ عُلْيَا قَرْنَيْشٍ وَجَدُّهُ خَيْرُ الْجَدُّودِ

یعنی کہ پیغمبر خدا (ص) شہید کر بلا کی حین مبارک کو بوسہ دیتے ہیں اور اس وجہ سے کہ امام حسینؑ کی حین تائیدہ و نورانی ہے ان کے پدر و مادر قریش میں بلند مرتبہ ہیں اور حسینؑ کے نانا افضل و برگزیدہ عالم ہیں۔

نَحْفُوا عَلَيْهِ بِالْقَنَاطِرِ الْبُرِّيَّةِ وَالْوُفُودِ
مَمْلُوءَةً ظُلُمًا وَيَلْهَهُ سَكُونُ آبِهِ نَازِ الْخُلُودِ

بدترین انسانوں نے ان کا محاصرہ کیا اور آخر کار ان کو شہید کر ڈالا جب اہل مدینہ کو خبر شہادت امام حسینؑ ملی تو اسب نے اپنے سروں پر خاک ڈالی۔ اور واجینہا کہہ کر فریاد کرنے لگے۔ قبر مبارک رسول خدا پر گئے۔ اور حسینؑ کا پرہیز دیا۔ قبر مبارک پر ماتم کیا۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ جب رات ہو گئی نہ بند جاتی رہی تنہی۔ غم و اندوہ کا ہجوم تھا کہ ناگاہ میں نے کسی کی آواز سنی جو کہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

إِنَّ الزَّهَّاقَ الْوَارِدَاتِ صَدُودَهَا
فَكَأَنَّهَا بَاكٍ يَابِنَ بَدَنَتِ مُحَمَّدٍ (ص)
دُونَ الْحُسَيْنِ تَقَاتِلُ التَّنْزِيلَ
تَقْتُلُوا جِهَادًا عَامِدِينَ رَسُولًا

یعنی کہ یہ صبح ہے کہ فوج نابکار کے نیزے سینہ حسینؑ کی طرف تھے کشافہ کریں۔ اور وہ مقابلہ حسینؑ اور شکر بیدی کے درمیان حق و باطل کا تھا یعنی کہ تنزیل قرآن و تاویل قرآن کے لیے تھا اے فرزند نیت رسولؐ خدا تیرا قتل

ہونا ایسا ہے جیسے کہ خود رسول خدا شہید ہو گئے۔

فَسُبْحَانَ اللَّهِ أَيْ ظُلِمَ جِرَائِي عَلَى أَرْبَابِ الْمُنْبَرِ وَالْمَحْرَابِ وَ
أَمْنَاءِ الْكِتَابَةِ وَالْكِتَابِ فَلَعْنِي يَوْمَ عَلَيْهِمْ لِسَانُ الصَّلَاةِ
وَيُنَادُ بِهِمْ أَذْكَارُ الْخَلُوتِ وَيُنَكِّهِمُ الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالسَّنَنُ
وَالْأَحْكَامُ وَكَأَنِّي الْمَحْرُوحُ إِذْ هُمْ مَوْتُونَ حَدُّ وَمِنْ بَيْتِ
الْقُدْسِ يَسْتَنْصِرُونَ فَلَا يُنْصَرُونَ وَيَسْتَغِيثُونَ فَلَا يُغَاثُونَ
وَيَنَادُونَ فَلَا يُجَابُونَ فَكَلِمَةٍ فِدَاؤُ وَاحِدًا أَوْ ابْتَاةً وَآخَاةً قَدْ عَلَى
فِي الْأَرْضِ كَرَبْلَا وَكَمِنْ شُمُوسٍ مُنْكَسِفَةٍ وَبَدْرٍ مُنْكَسِفَةٍ وَخُجُومٍ
مُنْكَرِفَةٍ وَوُجُوهِ مُنْكَفِرَةٍ قَدْ حُشِرَتْ فِي تِلْكَ الْفَلَاحَاتِهَا أَقَامَتِ الْقِيَامَةُ
الْكُبْرَى فَقُلْ لِلْعَالِي بَعْدَهُ لَا حَيَاتِ فِي بَعْدِهِ تَبْتَغِي الْمَوْتِ لَا -

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ اللہ بے نیاز ہے کہ وارث منبر رسول خدا قائم
الصلوة، عابد و زاہد، اور عالم علوم کتب سماویہ پر ظلم و ستم ہوئے اور شکر عمر ابن
سعد نے امام علیہ السلام کو قتل کر ڈالا۔ زندگی بھر اگر امام مظلوم پر گریہ کریں تو کم
ہے۔ ان مظلوموں پر نماز، روزہ سنت رسول خدا اور مستحبات گریہ کنان ہیں
مقصد یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں امام ہی کے دم سے باقی تھیں۔ امام حسین اپنا سر
کٹوا کر ان کو زندہ جاوید بنا دیا۔ امام حسین یکے دوتنا میدان کربلا میں استغاثہ بلند کر
رہے تھے۔ مگر کوئی مدد کو پہنچنے والا نہ تھا۔ کیونکہ تمام انصار و اعزاء قتل ہو چکے
تھے۔ امام علیہ السلام پکار رہے تھے کہ اے تانا جان، اے بابا جان اور اے
بھائی حسن آئے اور دیکھئے کہ آپ کا حسین اکیلا رہ گیا ہے۔ میں پکار رہا ہوں
اور کوئی مدد کو نہیں پہنچا۔ امام حسین کے بعد بزرگی اور رفعت ختم ہو گئی۔

وَقُلْ لِلْمُحَادِمِ الْمَكْرَمَاتِ خُذْ فِي الْبُكَاءِ وَلَهُ قَاعٌ وَلَا

اخلاق اور خوبیوں سے کہو کہ اب وہ گریہ و بکا کریں کہ صاحب خلق عظیم اور ذوی مرتبہ اور صاحب مکارم مارا گیا۔

وَقُلْ لِلصَّلَاةِ وَقِيلِ الصَّلَاةِ تَعَطَّلْتُمْ أَبَعْدُ لَوْ تَعَقَّلُوا
نماز و رکوع، خیرات اور صدقات سے کہو کہ امام حسینؑ کے قتل ہو جانے سے تعطل پیدا ہو گیا ہے۔ اور ادا امر الہی ضائع ہو گئے ہیں۔

وَقُلْ لِلْفَضَائِلِ تُوْحَىٰ أَسَىٰ وَسُحِّي لَهُ دُمُوعُكَ الْمَبْلَا
فضائل و مناقب سے کہو کہ گریہ و بکا کریں آنسو برسائیں صاحب مجاہد شہید ہو گیا۔

آه يَحْطِئُهُ كُلُّ رِخْوِ الْعَنَانِ عَرَاهُ الْوَرَىٰ مَدْبَرًا مُّقْبِلًا
یہ بنائے خلق امام الوری شہید ہو گیا۔ گر و غبار کر بلا کفن کی جگہ پڑی ہوئی آہ یحطیہ

آه يَحْطِئُهُ كُلُّ رِخْوِ الْعَنَانِ عَرَاهُ الْوَرَىٰ مَدْبَرًا مُّقْبِلًا
آہ یہ صندوق علوم الہی کہ جس کو گھوڑوں کی ٹاپوں نے شکستہ کر رہا ہے

إِلَّا يَا غِيَاثَ الْوَرَىٰ وَالْمَلَاءِ إِذَا عَطَلَ الْأَمْرُ وَأَشْكَلَا
لَقَدْ غَتَّ فِي إِلَيْكَ الْمُلْجِدُونَ وَمَا أَنْتَ حَرَمَتُهُ حَدَلَا

یعنی کر اے فریاد رس عالمین، یا رسول اللہ آپ کی امت کے محمدوں نے آپ کے اہلبیت طاہرین کو عداوت کے سبب ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور جس چیز کو آپ نے حرام قرار دیا تھا۔ اسے حلال کر دیا۔

وَلَوْ كُنْتَ شَاهِدًا يَوْمَ الْهَفُوفِ لَشَهِدْتَ أَمْرًا بِهَامًا هَوَلًا

يَوْمَ الزَّعَامِ عَلَى رَغَمِ الْفِتَنِ الثَّقِيِّ وَالْعَدُوِّ

یا رسول اللہ اگر آپ اپنے فرزند حسینؑ کی شہادت کے وقت کربلا میں ہوتے تو اس ہولناک واقعہ کی بہر حال دیکھتے کہ آپ کا نور دیدہ آپ کا نور اس زمین پر پڑا ہے۔

آہ آہ۔ نَعْلُ الصَّوَارِمِ مِنْ جَسَدِهِ وَنُورُهُ سَمَرُهُ مِنْهَا لَآ۔
آہ صد آہ دشمنوں کی تلواریں خون حسینؑ سے سیراب ہوئیں۔ اور اس مظلوم پر چاروں طرف سے بارانِ نیر ہو رہی تھی۔

وَقَدْ رَفَعُوا رَأْسَهُ فِي الْقَتَا يُضَاهِي عَلَى سَمَكِهَا الْإِعْزَالَا
وَرَضُوا جَنَابَهُ وَجَاهَهُ بِجُرْدِ الْخِيُولِ وَقَتِ الْكِلَا
امام مظلوم کا سر مبارک نیزہ پر بلند کیا۔ سینہ اقدس پائمال کر دیا۔

أَمَّا وَالْمَشَاعِرُ يُولَا مَسْنَاهُ كَمَا دَتِ بِهِمْ غَضَبًا كَرِبَلَا
یعنی کہ میں شاعرِ امّی کی قسم کہا کرتا ہوں کہ اگر اے رسولِ خدا آپ کی ذریت اور امام زین العابدین علیہ السلام نہ ہوتے تو زمین زلزلے میں اگر تمام دشمنوں کو ہلاک کر دیتی۔

مگر زمین نایع امر امام علیہ السلام تھی۔ زلزلہ نہ کر خوش رہی۔ واضح رہے کہ جب اکثر عزیز و اقارب سید الشہداء اوجہ شہادت پی کر عازم جہاں ہو چکے اور حضرت قاسم ابن حسنؑ بھی شہید ہو گئے تو حضرت امیر المومنینؑ کے فرزند ان عازم میدانِ قتال ہوئے۔ بنا بر مشہور کربلا میں آپؑ کے چھ فرزند علاوہ امام حسینؑ کے شہید ہوئے ہیں ان میں سے چار فرزندوں کے نام یہ ہیں عباسؑ، عثمانؑ، جعفرؑ و محمدؑ۔ ان کی ماں جناب ام البنینؑ کا بیہ تھیں ان کا نام فاطمہ تھا۔

اور کنیت ام البنین تھیں اور اسی کنیت کے ساتھ آپ مشہور ہیں۔ ان کے والد حزام بن خالد تھے۔ باقی امیر المومنینؑ کے دو فرزند ابویحییٰ علیؑ کہ ان کی والدہ ام یحییٰ تھیں اور عمر بن علیؑ کہ ان کی والدہ کا نام کنابوں میں نہیں ملتا یہ دونوں بھی کربلا میں شہید ہوئے ہیں۔

حضرت عباسؓ علمدار اپنے حقیقی بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ اور حضرت علیؑ کی تمام میراث کے نگران تھے۔ اور آپ اپنے بھائیوں میں سب کے بعد شہید ہوئے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد جب جناب ام البنین کو خبر شہادت علیؑ تو آپ جنت البقیع میں چلی جاتیں اور اپنے بیٹیوں کو یاد کر کے اس درد انگیز طریقہ سے روتیں اور نوحہ و مرثیہ پڑھتی تھیں کہ ادھر سے گزرنے والے بھی روتے تھے یہاں تک کہ مروان بھی مرثیہ سننے جایا کرتا تھا۔

شیخ صدوقؒ نے مالی اور فضال میں ابوجزہ شمالی سے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز عبداللہؑ سپر عباسؓ حضرت سید سجاد علیہ السلام کے پاس آئے جیسے حضرت سید سجادؑ نے ان کو دیکھا بے ساختہ آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ اور فرمایا کہ رسول اللہؐ کے لیے وہ دن انتہائی غم انگیز تھا کہ جس دن حضرت امیر حمزہؑ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ اور اس دن کے بعد وہ دن سخت الم انگیز تھا کہ جس دن جعفر طیار شہید ہوئے ہیں۔

لیکن (لَا یَوْمَ کَیَوْمَ الْحَسَنِ) یعنی کہ روز عاشورا و سخت ترین الم انگیز ہے کوئی دوسرا دن روز عاشورا جیسا کہ الم انگیز نہیں ہے کیونکہ امام حسینؑ پر تیس ہزار

دشمنان دین کا نزع تھا جو سب کے سب یہ یقین رکھتے تھے۔ کہ سین دُشتر رسول خدا کے فرزند ہیں۔ لیکن پھر بھی قتل امام حسینؑ پر آمادہ تھے۔ بالاخر انہوں نے نصرت امام حسین علیہ السلام کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کہا۔ حتیٰ کہ ان کے دونوں بازو کاٹ گئے۔ خداوند تعالیٰ ان کو ان کے بازوؤں کے عوض دو پر عطا فرمائے ہیں۔ جیسا کہ حضرت جعفر طیار کو عطا کیے ہیں حضرت عباسؑ جنت میں مانجھ کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔ - وَإِنَّ الْعَبَّاسَ مَمْرُؤًا يُعْبِطُهُ رَبُّهَا جَمِيعَ الشَّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - یعنی کو قیامت کے دن ہمارے چچا عباسؑ کا وہ مرتبہ ہوگا کہ تمام شہداء راہ خدا ان پر رشک کریں گے۔ بہر حال آپ کے مدارج کا احاطہ کرنا طاقت بشریہ سے باہر ہے۔ آپ کے روضہ اقدس و اعلیٰ پر متواتر معجزات و کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ آپ کے القابات میں سے ایک لقب باب الحوائج ہے ”مترجم یہ لفظ اصل میں باب قضاء الحوائج ہے یعنی کہ ایسا دروازہ کہ جہاں حاجت روائی ہوتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشکل کشا کا لال بھی مشکل کشا ہے کوئی مصیبت کے وقت پکارے تو یہی اے عباسؑ مدد

علیہ السلام ہے

بابا تو تیرا شیر سے سلمان کو چھڑائے

بھائی تیرا اُمت کے لیے سر کوٹائے

اور چرخ کھن کوہِ الم مجھ پر گرائے

اور تو میری امداد کو یا شاہ نہ آئے

حل کر میری مشکل کو تو جیدؑ کا اسد ہے۔

یا حضرت عباسؑ علیؑیر وقتِ مدد ہے۔

مولف کتاب حسن یزدانی لکھتے ہیں کہ میں خود گزشتہ سال رجب ۱۳۶۶ھ میں جب زیارات عینات عالیہ کے لیے کربلاء معلی گیا میں وہاں روضہ حضرت عباسؑ پر حاضر تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص جس نے خیانت کی تھی۔ اس کی ایک اونگلی قطع ہو کر ضریح مبارکہ سے چپک گئی۔ اندر میں نے اس شخص کو بھی دیکھا کہ جس کو یہ سزا ملی تھی۔

پس حضرت عباسؑ کی شہادت پر جس قدر گریہ و بکا کریں کم ہے۔ اندازہ لگائیے کہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام کو حضرت عباسؑ باوقافی بدائی کا کس قدر رنج و صدمہ ہو گا۔ امام حسینؑ کی زبان مبارک پر وقت شہادت برادر یہ الفاظ تھے۔ کہ بھیا عباسؑ تیرے سرنے سے میری کمرٹ گئی۔

جب جنگ صفین میں حضرت عمار یا سر شہید ہو گئے۔ حضرت امیر المومنینؑ بوقت شنب الٰہ کی لاش پر پہنچے تو آپ نے ان کے سر کو اپنے زانوں پر رکھا۔ اور چشم پریم کے ساتھ یہ مرثیہ پڑھا۔

اَلَا اَيُّهَا الْمَوْتُ الَّذِي هُوَ قَاصِدِي اَرِحْنِي فَقَدْ اَفْنَيْتَ كُلَّ خَلِيلِي
اَرَاكَ بَصِيْرًا بِالَّذِيْنَ اُحِبُّهُمْ كَاَنَّكَ تَخَوُّوْا نَحْوَهُمْ يَدَلِيْلِي

اے وہ موت جو آنے والی ہے اب اگے مجھے راحت دے کہ تو نے میرے کل دوست فنا کر دیئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تو ان سب لوگوں سے واقف ہے

جن سے میں محبت کرتا ہوں۔ پس تو ان کی جانب گویا کسی رہنما کے ذریعہ رخ کرتی ہی رہتی ہے۔ بعدہ حضرت امیر المومنینؑ نے کلمہ استرجاع فرمایا۔ کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ فرمایا کہ جو شخص حضرت عمارؑ کے غم میں ٹپکیں و محزون نہیں ہے۔ وہ اسلام کے بے بہرہ ہے۔

جب حضرت امیر المومنین

علیہ السلام حضرت عمار کے غم میں اس قدر محزون تھے تو اندازہ کیجئے کہ امیر المومنین علیہ السلام حضرت امام حسینؑ اور شہیدان کربلا کی مصیبتوں میں کس قدر محزون و غمگین ہوں گے۔

بہر حال حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بیٹوں میں سب سے پہلے ابوبکر بن علیؑ جن کا اصلی نام ہمدان تھا۔ اور ان کی والدہ ام لیلیٰ دختر مسعود بن خالد قبیلہ بنی تمیم سے تھیں۔ میدان قتال میں آئے اور رجز پڑھا۔

شیخی عَلٰی ذَو الْفَخَارِ الْاَطْوَلُ مِنْ هَاشِمِ الصِّدِّقِ الْکَرِیْمِ الْمُفْضِلِ
هَذَا حُسَيْنُ النَّبِيِّ الْمُرْسَلِ نَفْسِي مِنْ اَخٍ مُنْجَاوٍ

یعنی کہ میرے پدر بزرگوار حیدر کار علی نامدار ہیں۔ جو ذریت ہاشم سے ہیں۔ اور ہاشم منبع صدق و صفا و راستی و خیر ہیں۔ اور میرے برادر عالیقدر حسینؑ فرزند رسول مختار ہیں۔ میں اپنی جان ان پر قربان کرنے آیا ہوں۔ پس اس رجز کے بعد آپ نے حمد کیا۔ اور اہل نفاق کو تہ تیغ کرتے ہوئے نزع اعداء میں گھر گئے۔ اور آخر کار رجز بن بدر نضی کے ہاتھوں بام شہادت نوش فرمایا۔ ان کے بعد ان کے بھائی عمر ابن علیؑ نے میدان رزم کا رخ کیا۔ عمر بن علیؑ جوان دلاور و شجاع اور نامور تھے۔ چنانچہ زیارت مقدسہ ناچیمیں سے مسبط ہوتا ہے کہ ان کا نام محمد تھا۔ امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور سلام کرنے کے بعد اذن جہاد مانگا میدان میں گئے اور رجز پڑھا۔

اَضْرِبْكُمْ وَلَا اَرٰی فِیْكُمْ زَجْرًا ذَاكَ الشَّقِیُّ بِالْنَبِیِّ قَدْ كَفَرُ
یَا زَجْرُ یَا زَجْرُ تَدَانِی مِنْ عُبُرٍ لَعَلَّكَ الْیَوْمَ تَبُوُّ مِنْ سَقَرٍ

یعنی کہ آج میں اپنی تلواروں سے تمہارے سر قلم کروں گا اور میں تمہارے دین کوئی ایسا جو انہر دہیں دیکھا کہ میرے مقابلہ میں نکلے اور جنگ کرے۔ جس نے میرے بھائی کو قتل کیا وہ پیغمبر خدا کے نزدیک کافر ہو گیا۔ اے میرے بھائی کے قاتل اے زبر ملعون میرے سامنے آکر مس تجھے ابھی داخل جہنم کروں۔ پس آپ نے زبر ملعون پر حملہ کیا اور اسے قتل کر کے مالک جہنم کی سپرد کیا اور پھر تیغ بکف شکر عمر ابن سعد کی طرف گئے اور حملہ کیا۔

اکثر کو فیوں کو واصل جہنم کیا اور آخر کار لوگوں نے آپ کو گھیر کر شہید کر دیا۔ ان کے بعد عثمان بن امیر المؤمنین میدان کارزار میں آئے اور مشیرے کر دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔

حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے ان کا نام اپنے دوست عثمان ابن مظعون کے نام پر رکھا تھا۔ کہ جو بزرگ ترین مذاہب تھے۔ اور اصحاب حضرت رسول خدا میں سے تھے اور ان کو بھی حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت تھی۔ سخت معرکہ ہوا بالآخر آپ کی پیشانی مبارک پر خونی بن یزید ابھی نے تیر مارا جس سے ذخی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گئے اور روح جنت اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔ آپ کے بعد حبیصر بن علی علیہ السلام میدان قتال میں آئے کہ جن کی عمر شریف ۱۹، بیس سال تھی۔

آپ نے میدان کارزار میں یہ رجز پڑھا۔ انی انا الجعفر ذوالمعالی ابن علی حیدرة النوال حسبی یعنی شرفاً و خالی۔ یعنی کہ میں ایک بلند خاندان کا جعفر ہوں میں علی کافر زندہ ہوں جو کہ ہر ایک کریم و جاوے افضل ہیں۔ میرے بچا اور ماموں کی خاندانی عزت میرے لیے کافی ہے۔ آپ نے قتال کیا اور آپ

کو خولی بن یزید اصبحی نے شیر مار کر شہید کیا۔ آخر میں عبداللہ بن علی علیہ السلام امام عالی مقام کی خدمت میں آئے اور اذن طلب کیا۔ بروایت ابوالفرج آپ کی عمر پچیس سال کے قریب تھی۔ حضرت عباس علیہ السلام نے ان سے فرمایا: تَقْدَمْ بَيْنَ يَدَيَّ حَتَّىٰ أَرَاكَ وَ اَحْتَسِبْكَ یعنی کہ آگے بڑھو تا کہ ہمیں آتے ہوئے سب دیکھ لیں۔ آپ نے ان کی ہمت بڑھائی اور جناب عبداللہ نے بڑھ کر فوج نابکار پر حملہ کیا۔ قتال کر رہے تھے کہ ہانی خنجر می نے ایک ایسی ضرب لگائی کہ جس سے آپ گھوڑے پر نہ سنبھل سکے اور زمین پر گر گئے اور روح القدس شہیدوں سے ملحق ہو گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباس نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ تم لوگ کوئی اہل و عیال نہیں رکھتے لہذا میرے سامنے تم شہید ہو۔ میں تمہاری جنگ دیکھوں اور تمہیں داد شجاعت دوں اور تمہارا فراق گوارا کروں۔

جب حضرت عباس کے بھائی شہید ہو چکے اور آپ چاروں بھائیوں کا داغ مفارقت اٹھا چکے۔ تو آپ نے سیدان کارزار میں جانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ حضرت عباس علیہ السلام پر اس دقت هجوم و الم تھا۔ ایک طرف بھائیوں کا داغ دوسری طرف امام حسینؑ کی مظلومی اور بے کسی نگاہ کے سامنے تھی آپ عجب دلیرانہ انداز میں میدان رزم میں جاتے کے لیے بے چین تھے۔ آپ امام مظلومؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا مولیٰ اب زندگی بے کیف ہو گئی ہے مجھے اجازت جہاد دیجئے۔ کہ دشمنوں کو آپ سے دور کروں۔ حضرت عباس علیہ السلام شکر امام حسینؑ تھے۔ اور شجاعت علیؑ کے وارث تھے آپ جب گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو رکاب قدم زمین پر خط دیتی تھی اور شجاعت علیؑ کے

وارث تھے۔ آپ جب گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو رکاب قدم زمین پر خط دیتی تھی آپ کے دم سے حضرت زینبؓ خاتون کا پردہ قائم تھا۔ اہرم کا آپ سہارا تھے۔ سکیہ کے پیار سے چپا تھے۔ اور کر بلا میں آپ سقائے سکیہ کے نام سے مشہور تھے۔ امام حسینؑ کی خدمت میں تشریف لائے۔ سوال اذن کیا۔ امام مظلوم نے فرمایا بھیا میں تمہیں کس طرح مقتل میں جانے کی اجازت دے دوں۔

یا اُخْتِی انت صاحبِ لوائی علامۃ عسکری۔ واذا مضیت تفرق عسکری بھائی تم تو عمار ہو اگر تم گئے تو میرا لشکر متفرق ہو جائے گا۔ اس وقت امام حسین علیہ السلام پر گریہ طاری ہو گیا۔ حضرت عباسؑ نے عرض کیا مولیٰ ان گروہ منافقین کو آپ سے درو کرنا ہے۔ بھائیوں کا صدمہ لیے چین کر رہا ہے کہ قاتلوں سے انتقام لوں۔ اس وقت امام حسینؑ نے فرمایا اچھا بھیا قاتلب لہو و الاطفال قلیل الامن الماء بچوں کے لیے تھوڑا سا پانی لاؤ۔ اے بھیا عباسؑ دیکھتے ہو کہ تشنگی سے اہرم اور بچوں کا کیا حال ہے۔ حکم امامؑ سے آپ خیمہ میں تشریف لائے کہ مشکیزہ لے کر فرات کا رخ کریں۔ پس جیسے ہی خیمہ کے اندر پہنچے اہرم نے آپ کو گھیرے میں لے لیا اور ایک کہرام برپا ہو گیا۔ آپ سب سے رخصت ہو کر باہر نکلے درخیمہ پر اسب و فادار موجود تھا۔

فرکب فرسہ واخذ رحمۃ و القربہ و قصد المقرات۔ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ نیزہ اٹھایا۔ مشک دوش پر رکھی اور فرات کا رخ کیا۔ میدان قتال میں جانا پانی لانے کے لیے تھا۔ اگر امام حسینؑ آپ کو اذن جہاد دے دیتے تو پھر کربلا کے واقعہ کا رخ ہی کچھ اور ہوتا۔ لیکن امام حسینؑ کی شہادت

منظور تھی لہذا اپنے علمدار شکر کو شجاعت دکھانے کا موقع ہی نہیں دیا۔ علاوہ ازیں مشکیزے دیکھ کر سکینہ خاتون یہ سمجھیں کہ چچا جان پانی لانے کے لیے جا رہے ہیں۔ ورنہ اس وقت تک کا مشاہدہ یہ تھا کہ جو میدان جنگ میں گیا وہ واپس نہیں آیا بلکہ اس کی آئی ہے۔ سکینہ خاتون کا دل قوی تھا۔ کہ چچا جان پانی لائیں۔ واپس خیمہ میں آئیں گے۔ بہر حال اس وقت لشکراعداء میں حضرت عباسؓ کی آمد سے یہ حال تھا کہ

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے۔

حضرت عباسؓ جیسے ہی میدان کارزار میں پہنچے تو آپ نے عمر بن سعد بد نہاد کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ اے ابن سعد حسینؑ پیارے ہیں۔ حسینؑ کے بچے پیارے ہیں۔ اہل مہم تشنہ دین ہیں۔ اور اطفال تو قریب بہ ہلاکت ہیں۔ انہیں ایک جام آب چاہتے۔ بعدہ آپ نے فرمایا کہ اگر پانی نہیں دیتے ہو تو ہمیں روم یا ہندوستان کی سمت جانے دو۔

حضرت عباسؓ کا یہ پیغام حسینیؑ سن کر لشکر عمر ابن سعد پر خموشی طاری ہو گئی۔ لیکن ان ظالموں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس وقت شمر ولد الحرام اور شدت بن ربیع سامنے آیا اور کہا اے سپر ابو تراب اگر تمام عالم کا پانی ہمارے قبضہ میں آجائے تب بھی ہم تمہیں ہرگز پانی نہیں دیں گے ہاں اگر حسینؑ بیعت یزید کر لیں تو پھر پانی مل سکتا ہے۔ حضرت عباسؓ علمدار خدمت امام حسینؑ علیہ السلام میں واپس آئے اور اس قوم جفا کار کے خیالات سے آگاہ فرمایا۔ امام حسینؑ نے اپنے شر زانو پر رکھا اور گریہ مضبوط نہ ہو سکا کہ خیمہ سے آواز العطش حضرت عباسؓ نے سنی ساقی کو تر کا بیٹھا۔ بچوں کی صدائے العطش سن کر بے قرار ہو گیا۔ آسمان کی طرف نگاہ

کی اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا پروردگار کو شش کرنا میرا کام ہے۔ اور
انعام تیرے ہاتھ میں ہے تو میری مدد فرما تاکہ میں تشنہ کاموں کے لئے
پانی لاسکوں۔

شیخ مفیدؒ اور سید بن طاووسؒ اور ابن نما فرماتے ہیں کہ جب حضرت
عباسؑ نے تشنگی کا مشاہدہ کیا ضبط نہ ہو سکا تو آپؑ نے نہر فرات کا رخ کیا
نہر فرات پر حفاظتی فوج نے راستہ روکا۔ اور مانع ہوئے کہ پرہیزگار اب نہر
میں نہ پہنچے پائے۔ فوج یزیدی چاہتی تھی کہ آگے نہ بڑھنے دیں مگر کیا کہنا حضرت
عباسؑ کا آپ کے بڑھتے ہوئے قدم کوئی نہ روک سکا۔ اس وقت تگران فوج
کے سردار نے کہا کہ اے لوگوں، عباسؑ اور نہر کے درمیان حائل ہو جاؤ ورنہ
حسینؑ یہ حالت درخیمہ سے ملاحظہ فرما رہے تھے۔ آپؑ نے ان ملائین پر نفس
کی حضرت عباسؑ علیہ السلام نے ان بزدلوں پر حملہ کیا۔ اور آپؑ نے رجز
پڑھا۔

لَا اَرْهَبُ الْمَوْتَ اِذَا مَوْتُ رَفَا حَتَّى اُوَارِيَ فِي الْمَصَالِيَتِ لِقَا
نَفْسِي لِنَفْسِ الْمُصْطَفَى الطَّهْرُوقَا اِنِّى اَنَا الْعَبَّاسُ اَعْدُوْا الْمَسْقَا
وَلَا اَخَافُ الشَّرَّ يَوْمَ الْمَلْتَقَا

یعنی کہ موت جب سر پر آجائے تو بھی میں مرنے سے نہیں ڈرتا۔ میرا یہ جذبہ نہ
خاک پہنچنے پر بھی دل میں رہے گا میں نے اپنی جان کو جان مصطفیٰؐ کی سپرد کر دیا
ہے جو کہ آیہ تطہیر کی منزل ہیں یعنی کہ اہل کساء ہیں میں شب تار میں آنے والی
مصیبتوں سے بھی نہیں ڈرتا۔ مجھے لوگ سقائے سکینہؑ کہتے ہیں۔ چنانچہ اس
کے بعد شیر شیبہ شجاعت نے فوج نابکار پر کہ جو سدراہ تھی۔ مثل حیدر کا حملہ کیا

سپاہ کو زیر و زبر کر دیا۔ فوج کے پرے درہم و برہم کر دیئے۔ یہاں تک کہ آپ نہر فرات پر پہنچ گئے۔ نہر میں داخل ہوئے۔ مشک پانی سے بھری۔ اور نہر سے نکلے اور خود پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پیا۔ یہ ہے مقام دفاع عباسؓ کی پیاسے ہیں۔ مگر حسینؑ اور بچوں کی پیاس کے مد نظر خود پانی نہیں پیا۔ پانی چلوئیں لیا اور بھینک دیا۔ اور فرمایا:

وَاللّٰهُ مَا اَذُوْقُ وَسَيَدِي الْحُسَيْنِ عَطَشًا نَّائِمٍ بِنَدَاهِ رُزْپَانِیْ هِنِیْ هِنِیْ هِنِیْ
کہ حسینؑ پیاسے ہیں میرا خیال ہے کہ اس وقت وفات پڑے کہ دست عباس چومے ہوں گے۔

يَا نَفْسُ هَوْنِي وَالْحُسَيْنِ مُعْطَشٌ وَبَنُوهُ وَالْحَرَمُ الْمَطْهَرُ اَجْمَعُ
اے نفس بڑی ذلت کی بات ہے کہ میں سیراب ہوں حسینؑ اور ان کے بچے تشنہ وین رہیں۔ وَاللّٰهُ مَا اَشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ قَطْرَةً۔ خدا کی قسم میں پانی سے ایک قطرہ بھی نہیں پیوں گا۔ وَ اَخِيْ حُسَيْنٌ فِي الْعِرَاقِ مَضِيْعٌ۔
اور میرا بھائی حسینؑ عراق کی سرزمین پر پیاسا ہے۔ اور زمین عراق پر حسینؑ قریب بہ ہلاکت ہوں۔ پس آپ مشک بھر کر نہر فرات سے نکلے۔ فرات کی پہرہ دار افواج نے مقابلہ کیا۔ لیکن اللہ نے ہدایت عطا کر دی۔

حضرت عباسؓ کی ہیبت کا عالم دیکھ کر
آئیں جب فوجیں مقابل میں ہر اسال ہو گئیں۔

(ماقہر لکھنوی ہندو شاعر)

جناب عباسؓ مشک و علم لیے ہوئے خیمہ کی طرف بڑھتے رہے کہ۔
فوج عمر بن سعد نے چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور آپ ترغوا اعداء میں گھر گئے۔

فوج جفا کار نے چاروں طرف سے تیروں کی بارش کر دی۔ آپ کی زرہ پر اس قدر تیر بویست ہو گئے تھے جیسے ساہی کے جسم پر کانٹے ہوتے ہیں۔ آپ حمد کر رہے تھے کہ زید بن ورقا ملعون نے کہیں گاہ سے آپ کی پشت کی طرف اگر حمد کیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابرش بن سنان نے حمد کیا۔ اور بعض کا یہ کہنا ہے۔ حکیم بن طفیل نے آپ پر حمد کیا یا دوسرے حمد کرنے والوں کی مدد کی بہر حال ان ملعونوں نے آپ کے دست راست پر ایسی مذب نگائی کہ وہ جسم سے جدا ہو گیا آپ نے اپنے بائیں ہاتھ میں تلوار لے لی۔

آپ نے فرمایا کہ ہے

وَاللّٰهِ اِنْ قَطَعْتُمْ يَمِيْنِيْ
اِنِّيْ اُحَارِئِيْ اَبَدًا عَذْبَ دِيْنِيْ
وَعَنْ اَمَامٍ صَادِقٍ اَلْيَقِيْنَ
نَجْلِ النَّبِيِّ الطَّاهِرِ الْاَمِيْنِ
یعنی کہ خدا کی قسم اگر تم نے میرا دایا ہنا ہاتھ کاٹ دیا تو۔ لیکن میں ہمیشہ دین کی مدد کرتا رہوں گا۔ اور سچے امام کی نصرت کروں گا۔ جو پاکیزہ نبی کا فرزند ہے۔

پس آپ مشک لے کر خیمہ کی طرف بڑھے۔ لیکن جب آپ پر ضعف طاری ہو گیا اور زخموں کی تاب نہ لاسکے کہ حکیم بن طفیل ملعون نے یا بروایت عبد اللہ بن یزید ملعون نے آپ کے دست چپ کو بھی قطع کر دیا۔ اس وقت آپ نے

فرمایا:

يَا نَفْسُ لَا تَخْشَى مِنَ الْكُفَّارِ
وَابْشِرِيْ بِرَحْمَةِ الْجَبَّارِ
مَعَ النَّبِيِّ السَّيِّدِ الْمُخْتَارِ
قَدْ قَطَعُوا يَبْعِيْهِمْ لِيْسَارِ
فَاَصْلَهُمْ يَا رَبِّ حَزَّ النَّارِ

یعنی کہ اے نفس تو دشمنوں کے تیرے خوف نہ کھا۔ تجھے خدا سے جبار کی رحمت کی

بشارت و خوشخبری ہو۔ کہ تو سید مختار حضرت رسول خدا کے ساتھ مختص ہے۔ ہم ظالموں نے میرا دست چپ بھی قطع کیا۔ پروردگار ان ظالموں کو آتش دوزخ کا مزہ چھکا۔ پس آپ نے مشک کا تسمہ دانتوں سے دبایا۔ کہ ایک میر مشک پر پڑا۔ اور پانی بہنا شروع ہوا۔ واقعہ نگار دوسرا دست مبارک قطع ہونے پر کہتے ہیں کہ جنگ قطع نہیں ہوئی اور دشمن ہلاک ہوتے رہے صاحب ریاض الشہادت لکھتے ہیں کہ بایاں ہاتھ قطع ہونے پر تلوار دانتوں سے روکی اور جنگ کی۔ لیکن گھوڑے پر سنبھلنا مشکل تھا کہ حکیم بن طفیل ملعون نے گزراہنی سہ مبارک پر لنگایا۔ سر شکافتہ ہوا۔ روایت میں ہے کہ ایک ملعون نے آپ کے سینہ مبارک پر تیر مارا جس سے آپ گھوڑے سے زمین پر گرے۔

فَهَوَىٰ لَهُ الْمَجْدُ الْأَثِيلُ وَنَزَعَتْ سَبْعُ الْمَشَادِ وَجَلَ الْمَصِيرُ
فَبَكَى لِمَصْرَعِ الشُّجَاعَةِ بِالذَّمَاءِ
وَمِنَ السَّمَاءِ بَكَتْ عَيُونٌ تَدْمَعُ

یعنی کہ اس صاحب مجد و بزرگی کے گھوڑے سے گرنے پر ایسا بزرگی منہم ہو گیا اور خانہ محترم زمین بوس ہو گیا۔ آسمان متزلزل ہو گیا۔ حضرت عباس گھوڑے سے کیا گرے کہ یا عرش اعظم زمین پر گر پڑا۔ اس شجاع و بہادر کے زمین پر گرنے اور قتل ہونے سے جو فردی خاک و خون میں غلٹاں ہو گئی۔ پس جیسے ہی آپ گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے۔ آواز دی یا ابا عبد اللہ علیک منی السلام یعنی اے ابا عبد اللہ پر سلام قبول فرمائے۔ یہ روایت آپ نے فرمادی۔

يَا أَخَاهُ أَدْرَاكَ أَخَاكَ يَبْنِي لِي بَهَائِي أَفْنِي بَهَائِي كِي تُبْرِئِي بِي بِي جَيْسِي آوَا
حضرت عباس امام مظلوم کے گوش زد ہوئی۔ آپ نے اسپ کو فرمت کی

طرف دوڑایا۔ اور لاش برادر پر پہنچے۔ دیکھا کہ دونوں ہاتھ قطع ہو گئے ہیں۔
سر مبارک شکافہ ہے۔ خون جاری ہے۔

کہ امام حسینؑ دیر تک روتے رہے۔ اور فرمایا اَلَا اَنْتُمْ ظَهَرْتُمْ وَ قُلْتُ حَسْبُكَ
اے برادر عباسؑ اے افضل الشہداء اے فرزند علی المرتضیٰ۔ میری کمراب ٹوٹ گئی
راہ چارہ مسدود ہو گئی۔ اے عباسؑ تم کیا قتل ہو گئے حسینؑ اکیلا رہ گیا۔ شیخ
فخر الدین کہتے ہیں کہ جب امام حسینؑ نے اپنے بھائی عباسؑ کو اس حال میں دیکھا تو فرمایا اے برادر
میری جدائی مجھ پر شاق ہے اس کے بعد آپ نے لاش عباسؑ گھوڑے کی پشت پر رکھا اور
خیمہ میں لائے لاش برادر کو درخیمہ کے سامنے رکھ دیا۔ اور اس قدر گریہ کیا کہ آپ
غش کو گئے۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ لاش برادر خیمہ میں نہیں لائے میں
(از مترجم: حضرت عباس علیہ السلام نے وصیت کی تھی۔ یا آخری بحق جدّ اک
رسول اللہ علیہ السلام لا تخملنی ودعی فی مکانی ہذا اے اے رسول خدا کا
واسطہ دیتا ہوں۔ مجھے اس جگہ سے نہ اٹھانا میری لاش یہیں رہنے دینا اور خیمہ
میں نہ لے جانا مجھے آپ کی بیٹی سکینہؑ سے شرم آتی ہے۔ میں نے اس سے
پانی لانے کا وعدہ کیا تھا۔ پس لاش حضرت عباسؑ اس جگہ رہی کہ جہاں آپ کا روضہ
مبارک ہے۔ امام حسین علیہ السلام علم اور خالی مشکیزہ لے کر اٹھے اور خالی علم لے
کر خیمہ میں پہنچے اہل ہرم نے عباسؑ باوفا کا ماتم کیا۔

خاک اڑاتی ہوئی جنگل سے ہوا آتی ہے۔
ہائے عباسؑ کی دریا سے صدا آتی ہے۔

شہادتِ شبیہ رسول خدا حضرت علی اکبر علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيمِ الْخَبِيرِ الَّذِي لَيْسَ لَهُ شَرِيكٌ وَلَا نَظِيرٌ
 وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْبَشِيرِ النَّبِيِّ السَّراجِ الْمُنِيرِ مُحَمَّدٍ الْمَبْعُوثِ
 فِي جَمِيعِ الصُّفُوفِ وَأَطْوَامِيذٍ وَعَلَى خُلَفَائِهِ وَأَوْصِيَاءِهِ الْمَصَابِيحِ
 فِي الدِّيَارِاجِرِ وَأَهْلِ التَّوْحِيدِ وَالْعَقِيدِ فِي جَمِيعِ الْأَزْمَتِ وَالذَّهَارِ
 خُصُوصًا عَلَى شَيْلَةِ الْمُظْلُومِ بِلَا حَافٍ وَلَا نَصِيرٍ وَبَجَلَةِ الشَّهِيدِ
 الرَّجِيذِ الْأَسِيرِ بِأَيْدِي الْكِلَابِ وَالْخَنَازِيرِ مَقْزَعِ كُلِّ مُضْطَرِ
 خَفِيرٍ وَمَلْجَأِ كُلِّ مَلْهُونٍ كَسِيرٍ مَقْطُوعِ الْأَعْضَاءِ مِنَ السَّيْفِ
 وَالسَّنَانِ وَالرِّمَاجِ مَرْضُوضِ الْأَضْلَاعِ مِنَ الْأَضْلَاعِ وَالْأَحْمَارِ
 وَالزَّنَانِيرِ مَسْتَبِي الْعِيَالِ الْأَمْوَالِ مَقْشُولِ الْأَعْوَانِ مِنَ الصَّغِيرِ
 وَالْكَبِيرِ مَقْطُوعِ الْكَلَامِ مِنَ النُّعَيْرِ وَالنُّفَيْرِ ضَعِيفِ الْكَلَامِ وَالْقَرِيرِ
 ذِي الشَّيْبِ وَالْجُنَيْبِ وَالْجَسَدِ السَّيِّبِ وَالْوَجْهِ الْعَصِيرِ وَالظَّهَرِ

الْكَسِيرِ وَالْخَيْرِ الْحَيْرِ وَالْقَلْبِ الْحَصِيرِ وَالْجَسَدِ الْمَطْرُوحِ كَالْوَعِيرِ وَ
الْجَسَمِ الذَّائِلِ مِنَ الْهَجِيرِ الْمَكْفَنِ بِالْعَشِيرِ الْمَضَلِّ بِمَاءِ جَرَى
مِنَ الْإِثْرِ مَزُورِ الْعِقَانِ وَالنُّسُورَةِ وَالْعَصَانِيرِ الذِّئْبِ الْيَتَمِّ
أَطْفَالَهُ وَنَهْبِوْا عِيَالَهُ فَمَحُوهُمْ عَلَى الْآخَارِ إِلَى الْفَسِيْقِ الْخَيْرِ
وَالْكُفُورِ الشَّرِيفِ بِأَعْيَالِهِ بِنَاةُ بَنَى بِنَاةُ سُفْيَانٍ فِي الْحُصُونِ الْمَقَامِيرِ
وَبَنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ أُسَارَى صَارَى بَيْنَ أَرْبَابِ الْقُحُورِ وَالْمَنَاقِيرِ
وَأَهْلِ الْقِيَسَةِ وَالْمَزَامِيرِ فَهَذَا إِذَا أَنْظَرَ إِلَيْهِ الْعَقْلُ كُلَّ خَاسِرٍ
وَهُوَ حَصِيرٌ فَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ اجْتَرَى عَلَى هَذَا الْأَمْرِ الْعَظِيمِ الْجَطِيرِ
وَبَعْدُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى -

آيَاتٍ : وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ
وَالْأَنْفُسِ وَالْعُرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ
قَالُوا إِنَّ اللَّهَ وَآتَا إِلَيْهِ رَاحِجُونَ ۝ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ
وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ (سورة البقرة آیات ۱۵۵ تا ۱۵۷)

ترجمہ :-

اور ہم تمہیں کچھ خوف اور جھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی
سے ضرور آزمائیں گے۔ اور (اے رسول!) ایسے صبر کرنے والوں کو کہ جب
ان پر کوئی مصیبت آپڑے تو وہ (بیباختہ) بول اٹھے ہم تو خدا ہی کے ہیں اور
ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ خوشخبری دے دو کہ انہی لوگوں پر ان
کے پروردگار کی طرف سے عنایتیں ہیں۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔
جاننا چاہیے کہ خداوند عالم۔ عالم الغیب ہے اور ہر ایک شے کی حقیقت

اس پر ظاہر و باہر ہے۔ ہر شے کا ظاہر و باطن اس کے لیے یکساں ہے اور اس کا علم کائنات کو محیط کئے ہوئے ہے۔ اس چیز سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انسان کی پوری زندگی آزمائش ہی آزمائش ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو فی الجملہ مختار خلق کیا ہے۔ پس ابتداءِ اطاعت و معصیت ابتلاء و امتحان پر منحصر ہے۔ عارفین خداوند عالم فرماتے ہیں کہ خدا نے انسان اپنی طرف سے آزمانے ہی کے لیے پیدا کیا ہے کہ آیا وہ خیر کی طرف رخ کرتا ہے یا خیر سے انحراف کر کے شر اختیار کرتا ہے۔ اور یہ بھی واضح سی حقیقت ہے کہ اس دنیا میں انسان پر پڑنے والی مصیبتیں خاص طور پر آزمائش و ابتلا کہلاتی ہیں جن پر صبر کر کے انسان اپنے ایمان کا ثبوت دیتا ہے اور آخرت میں بلند درجات کا مستحق قرار پایا ہے۔ کوئی شر امتحان سے خالی نہیں ہے۔ جیسا کہ سرنامہ آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم تمہیں ابتلاء میں ڈال کر آزمائیں گے۔

اس ابتلاء کی مثال اس طرح دی جاسکتی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ حلاوة الدنیا صرارة الاخرة و صرارة المدنیا حلاوة الاخرة۔ یعنی کہ دنیا کی مٹھاس یعنی وابستگی دنیا آخرت کی کڑواہٹ ہے۔

اور دنیا کی کڑواہٹ یعنی کڑواہٹ دنیا ہوتا۔ آخرت کی مٹھاس ہے ایک دوسری حدیث میں آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَتَعَاهَدُ وَلِيَّهٖ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَتَعَاهَدُ الْمَرِيضُ اَهْلَهُ بِالْاِثْمِ وَاللّٰهُ يَتَعَاهَدُ اٰيَةَ دُوتُوں کو بلاؤں سے اسی طرح نوازتا ہے۔ جیسے مریض کے گھروالے اس کو تلخ کڑوی

دو ایش دیتے رہتے ہیں جن کا انجام کار محول برصحت ہوتا ہے پس خداوند عالم اپنے دوستوں (اولیاء) کو لہذا دُنیا سے اس طرح بچاتا رہتا ہے جیسے کہ بیمار کے گھروالے اسے نقصان دینے والی غذاؤں سے بچاتے ہیں۔ اور خداوند عالم امتحان و اتباع کے ذریعہ اصلاح احوال فرماتا ہے۔ جس کا ثمر آخرت میں ملتا ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ **الْبَلَاءُ لِلظَّالِمِ اَدَبٌ وَ الْمُؤْمِنِ اِمْتِحَانٌ وَالْاَنْبِيَاءُ دَرَجَةٌ وَلِلْاَوْلِيَاءِ كَرَامَةٌ**۔ یعنی کہ بلاء ظالم کے لیے تادیب ہوتی ہے، مومن کے لیے امتحان ہوتی ہے انبیاء کے لیے بلندی درجات کا باعث ہوتی ہے اور اولیاء کے لیے کرامت کا باعث ہوتی ہے۔ پس جس قدر کہ ابتلاء عظیم ہوگی۔ اسی قدر درجات میں بلندی کا ہونا ضروری ہے۔ اور اسی قدر لطف و بزرگوں شامل حال رہتا ہے۔

پس اس جگہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بلا و مصائب جو انسان پر پڑتے ہیں ان میں بہت سی حکمتیں مخفی ہیں اور اس کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ سرزنش یعنی ابتلا افعال زشت کی وجہ سے ہے جو کہ اس کے افعال زشت کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ اور باقی وجہ وہ جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ **وَكُلُّ نَعِيمٍ دُونَ الْجَنَّةِ صَغِيرٌ وَكُلُّ بَلَاءٍ دُونَ النَّارِ كَبِيرٌ**۔ یعنی کہ بہشت کی ہر ایک نعمت مقابلہ بلاؤں کے حقیر اور کم تر ہوگی۔ خداوند عالم کو اپنے بندوں سے کوئی عداوت نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے بندوں کو مبتلاء مصائب رہے۔ بلکہ خدا چاہتا ہے کہ اس کے بندے میرے لطف و کرم کے مستحق ہوں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے کہ جسے مومن اپنے بدن پر پڑنے والی آفات کے بغیر نہیں پاسکتا۔ لہذا انسان کو ابتلاء و مصائب

پر صبر کرنا ضروری ہے۔ خداوند عالم دہائے شکستہ، بدن باوجود خستہ پرند
 ہیں۔ اِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا ۖ لَّيْلَةً جَعَلَ فِي قَلْبِهِ نَاحِيَةً مِّنَ الْحُزَنِ۔
 یعنی کہ خدا اس بندہ کو درست رکھتا ہے کہ جس کا دل محزون ہو۔ اور چشم آنسو سے
 تر ہو اور اس کے سینہ میں سوز محبت ہو۔ (عارفین نے فرمایا ہے کہ قلب انسانی
 منزل گاہ جلوتہ خدا ہے۔ یعنی قلب مومن میں جلوتہ وحدت ہے پس اگر خوف
 خدا یا محبت خدا میں انسان کی آنکھ سے کوئی آنسو نکلے تو اس شخص پر آتش دوزخ
 کو سرزد دیتا ہے۔ یعنی کہ اس پر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مودہ
 اہلبیتؑ ظاہرین کی جگہ قلب انسانی ہے۔ پس مودت اہلبیتؑ میں معرفت کی
 وجہ سے خوشحالی ان کی غمی میں کوئی آنسو نکلے تو وہ بھی آتش دوزخ کو بجھا دیتا ہے
 اسی لیے معصومؑ نے فرمایا ہے۔ کہ جو غم امام حسینؑ میں روئے تو اس پر جنت
 واجب ہے) پس انسان محب خدا پر جو مصائب پڑتے ہیں۔ وہ صرف اسی
 لیے اس کے مقامات جنت ارفع و اعلیٰ ہوں۔ یہاں تک کہ وارد ہوا ہے کہ
 وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّاتُ جَوْزٍ بِأَسْلَامٍ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ آیت ۷۵
 کہ اور ان کے صبر کے بدلے بہشت کے باغ اور ریشیں پوشاک خدا عطا فرمائے
 گا۔ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّاتُ جَوْزٍ بِأَسْلَامٍ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ آیت ۷۵
 یعنی کہ بہشت کے ہر دروازے سے فرشتے آئیں گے اور سلام کرنے سے
 بعد کہیں گے کہ دنیا میں تم نے صبر کیا یہ اس کا صلہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو یہ صلہ
 ہے۔ مصائب میں ثابت قدم رہنے کا یعنی صبر کرنے کا اور اس طرح اپنے آپ
 کو خدا کے واسطے سمجھے گا کہ ہم خدا کے ہیں اور خدا ہی کی طرف ہماری بازگشت
 ہے۔ اور اسی لیے وارد ہوا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے۔ اور خداوند عالم

نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَجَعَلْنَا صَبْرَهُمْ اٰيَةً يَهْتَدُوْنَ بِاَمْرِنَا الْمَاصِيْرُ وَا۔
 (سورۃ الحجۃ آیت ۲۲) اور ان میں سے ہم نے کچھ لوگوں کو چونکہ انہوں نے
 مصیبتوں پر صبر کیا تھا امام بنایا۔ جو ہمارے حکم سے (لوگوں کی) ہدایت کرتے تھے
 پس آنحضرتؐ اور ائمہ ہدی صلوات اللہ علیہم اجمعین نے مصائب پر صبر کا خدا نے
 کائنات کی پیشوائی ان کی سپرد کر دی چنانچہ بعد معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ
 السلام سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ معراج میں تشریف لے گئے۔ تو
 خطاب قدرت ہوا اِنَّ اللّٰهَ مُخْتَارٌ لِّكَرْبَلَاءٍ لِّيَنْظُرَ كَيْفَ صَبْرُكَ۔
 یعنی کہ خداوند عالم نے فرمایا کہ اے میرے حبیب میں تمہارا تین چیزوں کے ساتھ
 صبر دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ تم کس قدر درجہ صبر پر فائز ہو عرض کیا۔ پروردگار! جو
 تیری رضا وہ میرے لیے باعث تسلیم ہے۔ ارشاد ہوا کہ ان تین چیزوں میں سے
 اولایہ ہے کہ آیاتم اپنے اہل و عیال کے مقابلہ میں فقراء و مساکین کو ترجیح دیتے
 ہو یا نہیں یعنی اپنے اہل و عیال اور اپنی کسب کی گوارا کرتے ہو اور بھوکے کھانا
 کھاتے ہو یا نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پروردگار! میں اس پر راضی ہوں دوم
 یہ کہ تیری قوم تیری تکذیب کرے گی اور تجھے شدید خوف و ہراس پیدا کرے
 گی۔ تو ان خوف و ہراس میں صبر کرو گے یا ان سے مقابلہ کرو گے۔ آپ
 نے عرض کیا پروردگار! میں صبر کروں گا تیسرے یہ کہ جو مصائب تیرے الہیت
 پر گزریں گے اور تیرے بار پر مظالم ہوں گے حتیٰ کہ لوگ اس کی شان میں
 ناروا الفاظ کہیں گے اور آخر کار وہ سب شہید ہو گے عرض کیا پروردگار!
 سب کچھ قبول ہے۔ میں صبر کروں گا۔ پھر ارشاد ہوا کہ تیری دختر فاطمہؑ پر تیری
 امت کے لوگ مظالم کریں گے۔ تیرے درخت سے محروم کریں گے اس کے

پہلو پر دروازہ کراہیں گے۔ جس نے اسے اذیت پہنچے گی بے اذن اس کے گھر میں لوگ دراندہ داخل ہو گئے، شکم مادر میں بچہ شہید ہو گا اور اسی صرب سے وہ معصوم دنیا سے رخصت ہوں گی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پروردگار مجھے قبول ہے۔ پھر خطاب قدرت ہوا کہ تمہاری دختر کے دو فرزند ہوں گے اور وہ دونوں شہید ہوں گے ان میں سے شہید زہر دغا ہو گا اور دوسرا خنجر سے شہید ہو گا۔ اور انہوں تیری امت کے لوگ شہید کریں گے یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ میں نے تیرا حکم قبول کیا دوسرے فرزند کے متعلق یہ بھی خبر دی کہ تُمَّ یَقْتُلُوْنَهٗ صَدْرًا وَّیَقْتُلُوْنَ وَلَدَہٗ مِنْ مَعَہٗ مِنْ اٰہْلِیْنِیْہِ ثُمَّ یَسْلُبُوْنَ حَرَمَہٗ۔

پس اس کو تیری امت کا ایک گروہ قتل کرے گا۔ اس کی اولاد کو بھی قتل کرے گا۔ اور اس کے اہلیت کو اسیر کرے گا اور سبوں سے چادریں اتار لے گا۔ وہ مجھ سے استغاثہ کرے گا۔ مگر چونکہ شہادت مقدر ہو چکی ہے۔ وہ شہید اور المحرم اسیر ہوں گے۔ اور زمیں و آسمان اس پر گریہ کرے گا۔ یہ حدیث بہت طولانی ہے۔ مگر ہم اس قدر تحریر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اے شیعو! امتحان آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت عظیم ہے لیکن جس شان سے امتحانات اپنے اختتام کو پہنچے۔ اس کی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ آنحضرتؐ کو جو اذیت قوم جفا کار سے پہنچی ہے۔ وہ احاطہ بشری میں نہیں آسکتی۔

امام حسین علیہ السلام فرزند رسولؐ خدا شہید ہوئے۔ تیرا قہر اور تلواروں کا نشانہ بنے یہ ہی آنحضرتؐ کے لیے اذیتیں ہیں۔ ابن قلوبیہؒ کا مل الزیارة

میں بسند متبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب عالم بچپن میں امام حسین علیہ السلام اپنے نانا کی خدمت میں آئے تو آنحضرت امیر المومنین علیہ السلام سے فرماتے تاکہ اے علی اس بچہ کی میری خاطر خاص طور پر حفاظت کرو۔ آنحضرت امام حسینؑ کو اٹھا کر پیار کرتے اور گلے دیتے حسینؑ کے بوسہ لیتے تھے۔ امام حسینؑ نے آپ سے دریافت کیا نانا جان کیا میں قتل کیا جاؤں گا۔ فرمایا واللہ یُقتلُ و یُقتلُ ابوک و اخوک کر اے بیٹا تو قتل کیا فرمایا اے بیٹا تو شہید ہوگا۔ تیرا پدر بھی شہید ہوگا۔ تیرے بھائی بھی شہید ہو گئے۔ حسینؑ نے پوچھا نانا جان کیا کوئی ہماری قبروں کی زیارت کو آئے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہاری قبر کی زیارت وہی لوگ کریں گے۔ جو صدیقیں میں سے ہوں گے۔

علامہ سید مرتضیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

لَوْ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُحْيِيْ بَعْدَهُ وَحَدَّ الْيَوْمَ عَلَيْهِ الْعَزَاءُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ عَايَنْتَهُمْ لَمَّا بَيْنَ قَتْلِيْ وَ سَبَا

اگر بعد شہادت امام حسینؑ حضرت رسول خدا بشری لباس میں زندہ رہتے تو اپنے فرزند حسینؑ کی صف عزا پر پا کرتے۔ یا رسول اللہؐ فریاد ہے کہ آپ دیکھئے کہ حسینؑ کو پارہ پارہ کر دیا۔ آپ کافر زند خون خاک میں غلطان ہے اور الحرم کو امیر کیا ہے۔

مِنْ وَ مِیْضِرِّ مِیْضِرُّ الظِّلِّ وَ مِنْ عَاطِشٍ یَسْقٰی لِنَابِیْتِ الرِّدٰی
یا رسول اللہؐ آپ کے اہلبیتؑ بعد شہادت ریگ گرم پر پڑے ہیں اس شان سے کشتگی کی دیر سے لب خشک ہیں انہوں نے آب تھوڑا سے

پایس بجائی ہے۔

لَيْسَ هَذَا الرَّسُولُ اللَّهُ يَا أُمَّةَ الطُّغْيَانِ وَالنَّعْيِ جَزَاءِ -

اے امت جفا کار اے گروہ ستم شمار کیا یہ امر رسالت ادا کیا جا رہا ہے

کہ تم نے آنحضرتؐ کی ذریت کو نشا نہ ظلم بنایا ہے۔

عَارِسٌ لَمْ يَأَلْ فِي الْغَرَسِ لَهُمْ قَاذِقُوا أَهْلَهُ مَرَّ الْجَنَّا -

آنحضرتؐ نے اپنے اہلبیتؑ کے حق کے ظاہر کرنے میں کوئی دقیقہ دوگذاشت

نہیں کیا۔ رعایت حقوق اہلبیتؑ کی نشاندہی فرمائی ہے کہ امت اہلبیت

ظاہرین سے تمسک رہے لیکن واسعتر اہلبیتؑ پر امت نے پانی بند کیا

اور مردوں کو نشا تر تیغ و نیزہ بنایا۔ اور ہولے مخالفت نے جن رسالت کو شرموہ

کر دیا۔

جَزَوْا جَزْرًا وَارْضَا جِي نُسْكُهُ ثُمَّ سَاقُوا نَسْلَهُ سَوْقًا لِإِطَاعٍ -

غلاموں نے آنحضرتؐ کی اولاد کو اس طرح قتل کیا جیسے کوئی قربانی کے اونٹوں

کو ذبح کرتا ہے۔ اہل عزم امیر کیا اور اس طرح در بدر پھرایا۔ جیسے کوئی غلاموں

اور کیزوں کو پھرتا ہے۔

مُجَلَّاتٌ لَا يُؤَارِيْنَ ضَحِيَّ سَتَنَ الْأَوْجِهَ أَوْ يَبْقِيْنَ الطَّلَا -

اہل عزم اور محدثات عصمت و طہارت کو امیر کر کے بجلت تمام لے گئے۔

حالانکہ ان کے سروں سے چادریں اتار لی تھیں۔ ان کے پردہ کا کوئی خیال

سیک نہ تھا۔

هَاتِفَاتٌ بِرَسُولِ اللَّهِ فِي بَهْرَجِ السَّجَى وَعَثْرَاتِ الْخَطَاءِ -

اہل عزم اپنے سوز دل کی وجہ سے اپنے چدر گوار کو بچار رہے تھے۔ کبھی کھڑے

ہوتے اور کبھی گریہ کنان بیٹھ جاتے
 يَا قَتِيلًا قَوْصَ الدُّهْرِ بِهٖ عَمَدُ الدِّينِ وَأَعْلَامُ الْهُدَى
 اے مظلوم کربلا تیرے قتل ہو جانے سے ارکان دین منہدم ہو گئے۔ اور علم ہدایت سرنگوں ہو گئے۔

قَلْبُوهُ بَعْدَ عَلِيمٍ مِنْهُمْ اِنَّهُ خَاصُّ اصْعَابِ الْكَسَاءِ
 اے گروہ جفا کار جسے تم نے قتل کیا پہچانتے ہو کہ وہ آل عباس سے ہے
 خاص آل عباس ہے۔ پختن پاک میں سے پانچویں فرد ہے۔

وَصَرِيْعًا عَالَجَ الْبَوْتِ بِلَا شِدِّ الْحُسَيْنِ وَرَاهِدِ دُرَى
 غَسْلُوهُ بِدَمِ الطَّعْنِ وَمَا كَفَّوْهُ غَيْرَ لَوْعَاءِ الْمَثَرَى
 اے شہید کہ جو زمین پر پڑا ہے۔ اور وقت مروں نہ کسی نے اس کے چہرہ پر
 کپڑا ڈالا نہ غسل دیا بلکہ خاک کربلا مثل کفن جسم مطہر پر پڑی تھی۔

حَمَلُوْا اَرَاْسًا يَصْلُوْنَ عَلٰى حِدَّةِ الْاَكْرَامِ طَوْعًا وَاِیَّآ
 اس کے سر پریدہ کو نیزہ پر آویزاں کیا گیا۔ جب کہ تمام لوگ ان کے ناتا اور
 خود ان پر ورود و سلام بھیجتے ہیں۔

كَيْفَ لَمْ يَسْتَعْجِلِ اللهُ لَهُمْ بِالْقَلَابِ الْاَرْضِ اَوْ رَحِمَ السَّمَاءِ
 یعنی کہ اگرچہ مقربان خدا مصائب دینی پر صبر کرتے ہیں۔ لیکن رضاء و دوست
 میں ان محکالیف و مصائب کو بشوق برداشت کرتے ہیں۔ اے شیعہ و ذرا
 انصاف تو کہو کہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے مصائب بھی حد سے
 بالاتر ہیں اور اس طرح آپ کا صبر بھی عظیم و بالا تر ہے۔ شہیدان کربلا اور
 اسیران کربلا سے کبھی کوئی امر خلاف رضاء خدا و رسول خدا و انہیں جبراً حضرت

سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کو فرمایا کہ تم نے دقت ایک خطبہ میں فرمایا ہے کہ اَنَا بَنُ مَنْ قُتِلَ صَبْرًا وَكُفِيَ بَذَالًا فَخْرًا۔
یعنی کہ میں اس کافر زندہ ہوں کہ جسے قتل کیا گیا بلاؤں پر صبر کے ساتھ۔ یعنی کہ اس نے بلاؤں اور مصائب پر صبر کیا۔ اور یہی صبر عارے لیے موجب فخر ہے۔
پہنچا حضرت امام محمد تقیؑ جو اعلیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ کہ بلا میں جیسے جیسے مصیبتیں بڑھتی جاتی تھیں۔ امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کرام کے چہروں کا رنگ شگفتہ ہوتا جاتا تھا۔ یعنی کہ ان پر بشاشت بڑھتی جاتی تھی خوف و ہراس مطلق نہ تھا۔ بلکہ گل و نوش گفتم کی طرح تروتازہ تھے۔ انہیں موت کی کچھ پروا نہ تھی۔

معصومؑ فرماتے ہیں کہ دنیا مومن کے لیے زندان ہے اور کافر کے لیے بہشت ہے۔ اور کافروں کے لیے موت ایک پل ہے کہ جس پر گزر کر وہ داخل جہنم ہوتا ہے۔ اسی طرح مومن کی موت اس کے لیے پل ہے کہ جس کے ذریعہ وہ داخل بہشت بریں ہوتا ہے۔ یہ بھی معصومؑ نے فرمایا کہ جب وقت وفات حضرت رسولؐ خدا نزدیک پہنچا تو آپ کا سر مبارک حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے زانوں پر تھا۔ حضرت امیر المومنین پر وقت نزع گریہ طاری ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے آنکھ کھولی اور فرمایا اے بھائی کیوں روتے ہو۔ حضرت امیر المومنینؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے علی! تمہیں درجہ شہادت نصیب ہوگا تم شہید ہو گے۔ یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے قتل ہوں اور درجہ شہادت ملے۔ آپ کا وقت وفات قریب ہے اور میں شہادت سے محروم ہو رہا ہوں۔ آنحضرتؐ

وَأَصْبِرْ كَمَا صَبَرْنَا وَلَوْ الْعَزَمَ مِنَ الرَّسُولِ صبر کرو کہ جس طرح انبیاء اور لو العزم نے صبر کیا ہے۔ اور اس میں شک نہیں ہے۔ کہ یہ سب کے سب بشری توفیق اور محنت و مصیبت پر رونا اور خوشی و مسرت پر خوش ہونا لازم بشریت ہیں جیسا کہ بھوک و تشنگی کو لازم بشریہ میں لہذا بھوک کے وقت بھوک محسوس کرنا اور پیاس کے وقت پیاس محسوس کرنا بشری صورت میں ضروری ہے لیکن ان صورتوں میں اگر اظہار شکایت خدا زبان پر آجائے تو البتہ پھر انسان صبر و رضا سے باہر ہو جاتا ہے۔ در نہ گریہ ہرگز منافی صبر نہیں ہے حضرت یوسفؑ زندان میں اس قدر روتے کہ بینائی متاثر ہو گئی۔ پس حضرت سید الشہداءؑ

امام حسین علیہ السلام ایک طرف اپنے شہداء پر، دوسری طرف ابھر کر کی غریبی و بیکسی پر ایک طرف بچوں کی تشنہ دہانی پر۔ اگر نہ روتے تو کیا کرتے ایسے موقعوں پر نہ رونا قساوت قلبی کی نشانی ہے۔ امام کا دل قساوت سے پاک و تہرا ہوتا ہے۔ لہذا رونافطری امر ہے۔ مگر اس کے باوجود امام حسینؑ کی زبان پر ہمہ وقت یہی حمد رہتا تھا کہ **اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ**۔ کہ ہم خدا کے ہیں اور اسی کی طرف ہماری بازگشت ہے۔ مگر مصائب پر گریہ فرمانا گویا ظالموں کے ظلم کی خدا سے شکایت کرنا ہے اور اس کا حق مظلوم کو حاصل ہے۔ امام حسینؑ کے صبر پر تو ملائکہ تعجب کرتے تھے زیارت نامیہ مقدسہ میں وارد ہوا ہے کہ **قَدْ عَجَبْتُ مِنْ صَبْرِكَ مَلَائِكَةُ السَّمَوَاتِ** کہ امام العصر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے جید مظلوم آپ کے صبر پر ملائکہ تعجب کرتے ہیں۔ کیونکہ ملائکہ سموات نازل ہوئے ہیں اپنی آنکھوں سے انہوں کے مصائب دیکھتے۔ امام علیہ السلام سے اذن جہاد مانگا۔ مگر امام حسین علیہ السلام نے ان کو اذن جہاد نہیں دیا۔ ان کو اذن جہاد نہ دینا ہی امام حسینؑ کے صبر کی نشاندہی کرتا ہے۔ اگر معاذ اللہ امام حسینؑ صابر نہ ہوتے تو اذن دے دیتے۔ جنوں کی ایک جماعت بھی آواز استغاثہ سن کر مدد کے لیے آئی ہے۔ مگر آپ نے ان کو بھی اذن جہاد نہیں دیا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ جنوں کی ایک جماعت کافضاء کو بلائیں گزرا ہوا انہوں نے امام حسینؑ کو زعفران اعدا میں دیکھا۔ ان کا سردار امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اذن طلب کیا۔ مگر امام حسینؑ نے فرمایا کہ میں اپنے نانا کے قول کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ۔ **يَا حُسَيْنُ اِنَّ اللّٰهَ قد شَهِدَ اَنْ يَرَاكَ مَقْتُولًا دِيْكُهُ رِيْحُ لَيْلٍ** حسینؑ خدا کی مشیت میں یہی ہے کہ وہ تمہیں دین حق

کی نصرت میں مقتول و مذبح دیکھئے۔ لہذا میں ہر حالت میں صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا امر جاء سے فرمائے خیر الحاکمین ہے۔ وہی میرے اور اس گروہ نابکار کے درمیان حکم جاری کرے گا۔ واللہ امام حسینؑ نے صبر کیا۔ اور آخر کار اپنے خون میں غلطان ہو کر خاک کر بلا کو خاک شفا بنا دیا۔ جو ہر ایک مرض کی دوا ہے مگر عارفان امام عالی مقام کے لیے۔ یوں کہ آپ کے خون کا قطرہ جہاں گرا۔ اپنا اثر کیا ہے۔ ایک یودی کی بیمار لڑکی پر گرا اسے صحت و شفا دے دی اور ایک قطرہ خون ابن زیاد کی ران پر گرا۔ ناسور بنا دیا۔ یہ اس چیز کی دلیل ہے کہ قطرہ خون میں فرماں دہاں مظلوف مظلومی اس کے مطابق اثر مرتب ہوتا تھا۔

لَقَدْ دَمَوْكَ سَهْمًا لِّحَدٍّ مِّنْ صَلاٰهَا يَوْمَ السَّقَاوَةِ شَلَّتْ وَكَفَّ دَامِيكَ
تیروں کی بوجھاڑ آپ کے بدن اقدس پر ہو رہی تھی۔ تیرے جسم مہر میں پیوست ہو رہے تھے خدا قطع کرے۔ ہاتھ ان ظالموں کے کہ جنہوں نے امام عالی مقام پر تیرے

ایّا طَعَيْنَ الْعَوَالِي امْتَهَا كُسْرُ لَّيَارِكَ اللَّهُ فِيهَا كَيْفَ بَرَدِيكَ
اے کشتہ تیرے تیر و تیر و نیزہ۔ کاش کہ تیرے کی رانی قوت گئی ہوتی۔ اور لو ہا غلق ہی نہ ہوتا کہ اس سے تیر بننے اور امام مظلوم کے جہاز نہیں پر گئے۔

وَيْلُ الْمَوَاضِي وَوَيْلُ الْحَامِلِينَ لَهَا عَجَبْتُ مِنْهَا ظَبَاهَا كَيْفَ تَذْهَبُ
افسوس ہے کہ ان تلواروں پر کہ جنہوں نے جسم امام حسینؑ کو مجروح کیا تیرے جسم کا رنج کیا اور تجھ پر حملہ آور ہوئی۔

يَا رُوحَ أَحْمَدَ يَا رِيحَانُ مَهْجَتَهُ لَهْفِي عَلَيْكَ سَمُومُ الرِّيحِ يَدْرِيكَا
اے خوشبودار روح احمد مرسل اور اے باغ و بہار چمن مرتضوی۔ افسوس صد افسوس

ہے کہ تیرا جسم مجھ کو زمین گرم پر پڑا رہے۔ اور گرم ہوا میں اس پر گزر رہی ہیں۔
 بَعْدَ الْحُسَيْنِ أَيَّامَاءَ الْفِرَاتِ فَلَا تَجْرِي سَوَاقِيكَ لِأَزَاقَتِ مَسَا فَيَكَا۔
 کاش کہ اے نہر فرات کے پانی حسین مظلوم و تشنہ لب کی شہادت کے بعد
 خشک ہو جاتا اور تیری روانی ختم ہو جاتی۔ کہ تو جاری رہا اور حسین تشنہ لب
 دنیا سے چلے گئے مگر اے فرات تجھے افسوس نہیں ہوتا۔

يُهِيجُ الشَّحْرَ فِي قَلْبِ حَزِينٍ إِنَّا ذَكَرْتُ يَنْتُ عَلِيٍّ إِذْ تَنَادَى بِكَ
 تَطُوفُ حَوْلَكَ فِي الْأَرْضِ الطَّوْفِ وَقَدْ تَجَمَّعَتْ حَوْلَهَا الْإِتْيَامُ يَبْكِي كَا۔

یعنی کہ مجھے جوش آتا ہے اور میرا رنج و اندوہ اور زیادہ ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنین
 علیہ السلام کی بیٹیاں فریاد کر رہی ہیں۔ ان کے گرد یتیم دور رہے ہیں اور اے
 امیر المومنین آپ کو یاد کر رہے ہیں۔

وَتَارَةً عَطَشُ الْأَطْفَالِ يُحْرِقُهَا أَوْ دَمْعُهَا كَادِيرٌ وَبَهَا وَيُويْكََا۔

کبھی بچوں کی تشنگی سے ان کی ماں کے دل جلتے ہیں۔ پس ان کی آنکھوں سے
 آنسو برستے ہیں۔ اور وہ بچوں کو سیراب نہیں کر سکتی۔

وَنَادَى تَسْعَبُ الذَّلِيلَ الْعَضِيفَ إِلَى، نَحْوِ الْخِيَامِ إِذَا صَاحَتْ ذَرَارِيكََا۔

کبھی دامن کمزور ہوتی بنیام کی طرف جاتی جاتی ہیں۔ اور یتیموں اور بچوں کی فریادوں
 فغان سنتی ہیں۔

وَتَارَةً تَنْدُبُ الْإِخْوَانَ إِذْ صُرِعُوا وَأَسْوَكَ بِالرَّوْحِ إِذْ عَزَّتْ مَوَاسِكَا۔

اور کبھی جناب زینب اپنے برادران عباس و جعفر اور دوسرے بھائیوں پر
 نوحہ کرتی ہیں کہ تم نے نصرت و یاری ہیں اپنی جائیں قربان کر دیں اور تم خاک
 و خون میں غلطان پڑے ہو۔

تَارَةً تَدْفَعُ الشَّمْرَ اللَّعِينُ عَنِ الْحَسَنِ الشَّرِيفِ وَبِالزَّاهِدَاتِ
خَمِيكًا، تَهْجُرُ يَأْشُمُو حَاذِرَانِ تَوَلَّمَهُ، فَإِنِّي لَطَرِيقِ الْخَيْرِ أَهْيَلُ سَا-
اور کبھی شمر ولد الحرام کو تجھ سے دور کرتی ہیں اور کہتی ہیں اے شمر ملعون کیا تو تکلیف
دینا چاہتا ہے۔

يَا شَمْرُ لَا تَبْرَأَنَّ السَّبْطِ إِنَّ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ لَشَأْنًا ائْتِشْ بَارِيكَ-
اے شمر خدا سے دُرا اور اس کو ہماری خاطر چھوڑ دے۔ کہ خدا کے نزدیک اس
کا عظیم مرتبہ ہے۔

إِن تُثَبِّتَ نَفْسِي بِهِ بِالْأَرْوَاحِ دُونَ كَمَا أُوشِثْتُ مَا لَاقَاتِ الْيَوْمَ نُفْسِيكَ-
اے شمر ملعون اگر تو میری جان چاہتا ہے تو مجھے اس کے عوض قتل کر دے۔ اگر
مال چاہتا ہے تو ہم تجھے مال دے دیں گے۔ اور تجھے غنی بنا دیں گے
مَا رَأَى نَفْعًا أَوْ شَفِيقَةً مَا رَأَى عِلْجًا الصَّبَابِي لَوْ رَأَى عِيَا
لیکن اس ولد الحرام نے امام مظلوم کے بچوں اور الحرم پر ذرا بھی رحم نہ کیا۔

مسمع ابن عبد الملک سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے مجھ سے پوچھا اے مسمع۔ تم تو اہل عراق میں سے ہو کیا تم زیارت قبر حسین
سید الشہداء کے لیے جاتے ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ کیونکہ میں بصرے کا ایک
معروف آدمی ہوں۔ میرے پردوس میں ایسے لوگ رہتے ہیں کہ جن سے یہ خوف
رہتا ہے کہ اگر میں زیارت کو گیا تو وہ وائی بصرہ سے میری شکایت کریں گے۔
اور مجھے ضرر پہنچائیں گے۔ حضرت صادق آل محمدؑ نے یہ سن کر فرمایا کہ افسس
تذکرہ صانع۔ آیا کیا تم امام حسینؑ کی مصیبت یاد کر کے غلگین و طول ہو۔ میں نے
کہا جی ہاں میں جب بھی مونی کو یاد کرتا ہوں تو اس قدر روتا ہوں اور مجھ پر اس

اس قدر جو رنج و الم ہوتا ہے۔ کہ میں کھانا پینا بھی ترک کر دیتا ہوں۔ اور میرے گھر والوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ میں غمِ امام حسینؑ میں رنجیدہ ہوں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ رَحِمَ اللّٰهُ دَمْعَتَكَ يَا مَسْمُوعُ یعنی کر اے مسمع تم ان لوگوں میں سے ہو کہ جو ہمارے غم میں روتے ہیں اور ہماری خوشی سے شاد ہوتے ہیں۔ خداوند عالم تمہارے آنسوؤں پر رحم فرمائے۔ (از مہتر جم اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ زیارتِ قبرِ امام حسینؑ کو نہیں جاسکتے ان کا امام مظلوم پر گریہ کرنا زیارتِ قبرِ امام حسینؑ کرنے کا مرادف ہے) اور اے مسمع جب تمہاری موت کا وقت آئے گا تو تم ہمارے ابا و طاہرین کو اپنے سر ہانے پاؤ گے اور وہ ملک الموت سے تمہاری سفارش کریں گے تو پھر ملک الموت تم پر تمہاری مادر مہربان سے زیادہ مہربان ہوں گے۔ یہ فرما کر امام علیہ السلام پر گریہ طاری ہوا اور امام علیہ السلام کے ساتھ میں بھی رونے لگا۔ امام علیہ السلام نے حمدِ خدا اور کی اور پھر فرمایا اے مَسْمُوعُ اِنَّ الْاَرْضَ وَالسَّمَاءَ لَتَبْكِيَا هَ مَنَّدٌ قَتَلَ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَحْمَةً لَّنَا۔ اے مسمع زمین و آسمان ہم پر اس وقت سے روتے ہیں کہ جب سے حضرت امیر المومنین شہید ہوئے ہیں۔ اور فرمایا اے مسمع ہمارے جد مظلوم پر گریہ کیا کہ خدا تجھ پر رحم کرے۔ اور ملائکہ بھی ہم پر گریہ کرتے ہیں اور ان کے آنسو بھی تک خشک نہیں بھرے ہیں چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ جب حضرت سید الشہداء علیہ السلام وشت کر بلا۔ لشکرِ اعداء میں محصور ہو گئے۔ تو پچاس ہزار ملائکہ نصرت کے لیے آئے مگر جب انہیں امام عالی مقام نے اذن نہ دیا تو وہ واپس چلے گئے خداوند عالم نے ان پر وحی کی کہ مَرَرْتُ مَعَ بَابِ حَبِيبِي وَهُوَ يَفْشِلُ فِلْمٌ تَصْرُودُهُ كَرْمِيں نے تمہیں

اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کے پاس چھوڑا اور وہ قتل ہو گا۔ اس کی تم نے مدد نہیں کی۔ پس تم بسوئے زمین جاؤ اور قبر حسینؑ مظلوم تا قیامت رہو۔ اور قبر مطہر کی نگرانی کرو۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب امام حسینؑ شہید کر دیئے گئے۔

تمام کائنات امام حسینؑ کے غم میں گریاں ہوئی ہے۔ اور چار ہزار ملائکہ قبر مطہر پر موکل قرار دیئے گئے۔ تاکہ وہ روز قیامت تک مظلومیت امام حسینؑ پر گریہ کریں۔ (از ترجمہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ غم امام حسینؑ علیہ السلام میں گریہ کرنا ایسا ہے جیسے کہ امام عالی مقام کی معیت میں جہاد کیا ہو کیونکہ ملائکہ کو اذان جہاد نہیں ملا تھا) زمین و آسمان سب نے گریہ کیا۔ روز سوئم ماہ شعبان کو جو کہ روز ولادت حضرت سید الشہداء علیہ السلام ہے۔ دعاؤں کی کتابوں میں اس طرح وارد ہوا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ الْمَوْلُوْدِ فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ بِشَہَادَۃٍ قَبْلَ اِسْتِہْلَاوِ وَلَادَتِہٖ بِکُنْہِ السَّمَاوٰتِ وَفِیْہَا وَالْاَرْضِ وَمَنْ عَلَیْہَا دَمًا یَطَآءُ وَلَا یَبْتَیْہَا یعنی خداوند عالم سے اس طرح سوال کرو کہ اس ذات اقدس کا واسطہ کہ جو اس تاریخ میں پیدا ہوئی۔ اور اس نے وعدہ شہادت جو کیا تھا پورا کیا۔ قبل اس کے کہ وہ پیدا ہو اس پر زمین و آسمان نے گریہ کیا اور جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ وہ سب کے سب گریہ کنیں ہوئے۔

پس مصیبت امام حسینؑ علیہ السلام عجیب مصیبت ہے کہ جس نے واقعہ کو بلا روئے ہونے سے پہلے دل عالم کیا اب کر دیا۔ آنکھیں آنسو برسائے لگیں ان تمام امور کی خبر سن کر آپ کی نادر گرامی فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا پر کیا دالت گزری ہوگی۔ اور آپ کے پدر بزرگوار علی مرتضیٰ کے دل کا کیا حال ہو گا جب آپ کی

نگاہ امامت میں واقعہ کربلا مستحضر رہتا تھا۔

ابن قولیہ نے ابو عبد اللہ جدی سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام حسینؑ ان کے پہلو میں بیٹھے تھے۔

آپ نے فرمایا:

إِنَّ هَذَا يُقْتَلُ وَلَا يَنْصُرُهُ أَحَدٌ۔ یعنی کہ یہ شہید ہوں گے اور کوئی ان کی نصرت نہیں کرے گا۔ مقصد یہ ہے کہ گروہ قاتلان میں سے کوئی نصرت نہیں کرے گا۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ کہ ایسا کسی زمانہ میں واقع ہوگا آپ نے فرمایا ایسا ضرور ہوگا مگر تم صبر کرو۔ اس وقت حضرت امام حسینؑ کم سن تھے۔ اور واقعہ رونما بھی نہیں ہوا تھا۔ لیکن اندازہ کیجئے کہ جب امام حسینؑ شہید ہو گئے اور عزیز و اقارب سب ہی قتل ہو گئے۔ تو حضرت سید سجاد علیہ السلام کے دل پر کیا گوری ہوگی کہ آپ نے شہیدوں کی لاشوں کو بے گور و کفن پڑا ہوا دیکھا اور چھوٹی زینبؑ و ام کلثومؑ اور بہنوں کو برہنہ سر دیکھا۔ لیکن صبر کیا اور بہ صبر سید سجاد عجیب صبر ہے۔

لَهَيْفَى لِيْ زَيْنَبُ وَالْيَتَامَى حَوْلَهَا
قَدْ أَيْرَزْتُ مِنْ حَزَنٍ وَرَهَا وَخَبَلُهَا
وَعَدَّتْ تُنَادِي وَهِيَ حَرَى تَا كُلَّ
وَالْحَزَنُ مُشْتَمِلٌ عَلَى أَعْضَاءِهَا
واحسرتا کہ حضرت زینبؑ غارتون بحال پریشان خیمہ سے باہر نکلیں۔ اور یتیم و یتیموں
بچے گرد و پیش ساتھ ساتھ تھے۔ آپ نے انتہائی درد و حزن کے ساتھ اس قوم جفا پیشہ سے خطاب کیا۔

يَا قَوْمَ مَا أَذْنَبُ الصِّغَارِ لِيَتَزَلُّوا بِهِمُ الصِّغَارُ وَتَعْلُوْا أَبَادًا هَا۔

اے قوم نابکار، ان بچوں کی کیا خطا ہے کہ تم ان کو علانیہ سنا رہے ہو اور ان کو ذلیل و خوار کر رہے ہو۔

يَا وَيْلَكُمْ لَعَلَّيْشَفِ غُلْ صُدُّوْكُمْ قَتْلَ الْمَوَالِي الْيَوْمَ مِنْ كِبَرِ اَرْهَابِ -
و لئے ہو تم پر کیا تمہارے ستنے ہماری عداوت سے ابھی تک پر میں کہ تم دشمنی پر اترے ہوئے ہو۔ کیا ہماری مردوں کو قتل کرنا کافی نہیں ہے۔

مَا وَتَعِبْ طَوْرًا بِالنَّوْصَى وَتَارَةً مَّا جَرَى تَشْكُوْا اِلَى زَهْرَاءَ هَا
کبھی حضرت زینب خاتون اپنے دل میں اپنے پر سے فریاد کرتی تھیں۔ کبھی اپنی مادرِ فاطمہ زہراؑ سے خطاب کرتی تھیں۔

يَا اُمِّي قَوْمِي مِنْ تَرَاكَ وَشَاهِدِ اسْنَاكِ فِي اَشْرَاكِ ذُلِّ عِدَا اِمْهَابِ -
اے مادرِ گرامی ذرا قبر سے باہر تشریف لائے اور اپنے قیدیوں کو دیکھئے کہ دشمنوں نے ان کو اپنے جالِ عداوت میں ایسے کیا ہے۔ اور ذلیل و خوار کیا ہے۔

قَدْ قَبِدْ وَهَابِ بِالْحَدِيدِ كَاثَرَهَا ، شَرُّ الْعَبِيدِ ابْقَنَ مِنْ اَمْرَا عَهَا
اے مادرِ گرامی ہمارے بچوں کو ایسے کیا ہے سیدِ سجاد کو ملوک و زنجیر پہنا یا ہے یا ضیعة الدنیا و ضیعة اہلہا یعد الحسین و ما یفنا رُہَا -

اس قوم جفاکار نے حسینؑ کو کیا ہلاک کیا دنیا و اول کو ہلاک کر دیا۔
اَضْحَى یَزِیدُ ذُو لُحْنَا وَ ابْنُ الزُّنَا فِیْ دَوْلَةِ بِالْعِزِّ مِنْ اَمْرَا رُہَا
وَ ابْنُ الرَّسُولِ مُرَّ مِلًّا بِدِ مَاعِہِ مُلْقَى عَلٰی بَوَا رُہَا
یزید ملعون پسرِ زنا نے دولت و عزت بادشاہی کے نش میں فرزندِ رسول خدا کو قتل کیا اور ان کی لاش متحدہ کوزمین کر بلا پڑا رہنے دیا۔

وَلَسَاءَ اِلَ اُمِّیْہِ فِیْ صَوْتِہَا حَصَوْنَهَا مَسْرُوْرَةً یَغْنَا رُہَا

وَبَنَاتُ أَحْمَدَ فِي السَّبَائِنِ الْوَرَى قَدْ أَبْرَتْ مِنْ خَدِّهَا وَخِجَامَهَا
آہ عورات بنی اُمیہ محلات میں رہیں ان کو قصر میسر ہوں اور مہینہ کنیزیں ان کے
سامنے محفل غنا آراستہ کریں اور دختران احمد مختار کو برہنہ سرخیوں سے باہر
نکالا جائے۔ امیر کے لوگوں میں تشہیر کیا جائے۔

وَيَزِيدُ يَشْرِبُ فِي الْقُصُورِ زَالِهَا وَالسَّبَطُ يُسْقَى مِنْ تَجْعِرِ دِمَائِهَا
آہ کہ زید بن معاویہ قصر اعلیٰ ہیں رہے اور آپ خوشگوار پیئے۔ اور فرزند
پیغمبر خدا پانی کے عوض اپنے خون سے سیراب ہو۔

جاننا چاہیے کہ جو کچھ احادیث سے مستفاد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جو مصائب
انبیاء و اولیاء اللہ پر پڑتے ہیں۔ ان سے انبیاء و اولیاء خدا کے درجات میں
بلندی عطا ہوتی ہے اور وہ تقرب خدا میں اور بھی آگے بڑھے ہوئے ہوتے
ہیں۔ اور جیسا کہ سابق میں ذکر کیا جا چکا کہ ابتلاء سے درجات میں اضافہ ہوتا ہے
یہ چیز بھی مد نظر رہے کہ خداوند غلیل کے نزدیک دنیا کوئی وقعت نہیں ہے اور
نہ ہی قابل اعتبار ہے اسی لیے خداوند عالم نے اپنے دوستوں اور مقررین کے
لیے دنیا جاور راحت قرار نہیں دی ہے بلکہ ان کے لیے دنیا صرف ایک سرے
کی حیثیت رکھتی ہے۔ کہ جہاں مسافر ایک دو شب قیام کرتا ہے اور چلا جاتا
ہے۔ اسی طرح دوستداران خدا کے لیے دنیا منزل کی حیثیت رکھتی ہے نہ کہ
دائم قرار کی جگہ ہے۔ پس دوستداران خدا ہمیشہ اپنی زندگی میں تکالیف و تعب
میں رہتے ہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ
بِعَزَلَةٍ كَفَّةِ الْمِيزَانِ كُلَّمَا زِيدَ فِيْ اِيْمَانِهِ زِيدَ فِيْ مَلَائِكِهِ -
یعنی کہ مومن بمنزلہ پلہ ترازو ہے کہ اگرچہ ایمان کتنا ہی قوی ہو۔ اسی اعتبار سے

بلاؤ محنت یعنی ابتلا قوی تر ہوتی ہے۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آکر وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں خدائے تعالیٰ کو دوست رکھتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اِسْتَعْدَّ لِلْبَلَاءِ کہ مصائب و امتحان کے لیے تیار ہو جا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں ارشاد فرمایا کہ اِسْتَعْدَّ الْفَقْرَ کہ فقر واد کے لیے آمادہ ہو جا۔ اس نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ کہ میں علی مرتضیٰ کو دوست رکھتا ہوں فرمایا کہ اِسْتَعْدَّ لِدَكْرَةِ الْاَعْدَاءِ کہ اس امر پر آمادہ ہو جا کہ تیرے دشمن بہت کثیر ہوں گے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی جلالت و منزلت و مرتبہ کس قدر زیادہ ہے (از ترجمہ پس اسی اعتبار سے آپ کے دشمن کی کثرت کس قدر ہوگی اس کا اندازہ لشکر کو فوج و دشنام سے لگایا جاسکتا ہے کہ افواج اعداء کو کم سے کم بیس ہزار اور بروایت تین لاکھ تک بتلائی جاتی ہے اور آج بھی ان کے ہمنوا کثرت میں ہیں اور آج اگرچہ امام حسین علیہ السلام نہیں ہیں مگر ان کی عزاداری پر کس قدر لوگ مخالفانہ زبان کھولتے ہیں)

اسی اعتبار سے امام حسینؑ کا درجہ شہادت عظیم تر ہے۔ اگر کوئی دوسرا مرتبہ شہادت میں بلند تر ہے تو وہ انہی کے جد و پدر ہیں۔ باقی دوسرے اولیاء اللہ کی ابتلاء و شہادت ان کے اعتبار سے ہے۔ مگر حضرت امام حسینؑ سید الشہداء ہیں۔ اور ان بزرگوار کے مقابلہ میں مبتلاء و مصائب کوئی دوسرا شخص نہیں ہے۔ جد ہو گئی۔ کہ ظالموں نے آپؑ کو مبارک تن سے جدا کیا اور شراب غوار کی محفل میں نذر کیا۔ اور یزید ملعون چوب خزان سے مبارک کے ساتھ بے ادبی کر رہا تھا۔

محشم فرماتے ہیں :-

کو تہ کن سخن کہ دل سنگ آب شد
کباب باد صبر و خانہ طاقت خراب شد
خاموش محشم کہ فلک بسکہ خون گریست
در دیدہ اشک مستعدان خون تاب شد
خاموش محشم کہ ز ذکر غم حسینؑ
جبریل را ز روی پیغمبر حجاب شد
تا چرخ سفلیہ بود خطائی چنین نکرد
با یسج آفریدہ جفائی چنین نہ کرد

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اولیاءِ ائمہ پر جو مظالم گزرے ہیں ان کو سن کر پتھر کا دل بھی پانی پانی ہو جاتا ہے یعنی کتنا ہی انسان سنگ دل ہو مگر اس کا دل بھی متاثر ہوتا ہے۔

بادۂ صبر ماتھے سے چھوٹ جاتا ہے اور طاقت جواب دے دیتی ہے۔
آسمان خون کے آنسو روتا ہے۔ اور مصائب سختے والے خون کے آنسو روتے ہیں۔ اشک خونی میں بھرے دیدہ تر بار ہیں۔

اے محشم خاموش ہو جاؤ کہ غم حسینؑ سن کر جبریل امین بھی غلگین ہیں اور ان کو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شرم آئی ہے۔ کہ چرخ کہن نے امام حسینؑ پر ایسا ظلم و ستم کیا کہ کسی پر اس طرح کا ظلم نہیں ہوا۔ جانتا چاہیے کہ انبیاء و مرسلینؑ سب سے زیادہ مظلوم حضرت یحییٰؑ تھے ان کے قتل کا واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ کے بادشاہ کے پاس ایک عورت تھی اور اس عورت کے پہلے شوہر سے ایک

لڑکی بھی اس کے ساتھ آئی تھی۔ جب وہ عورت بوڑھی ہو گئی۔ اور اس نے بادشاہ کی توجہ اپنی طرف کم پائی تو اس لڑکی کے ذریعہ بڑھانا چاہی۔ مگر جیب بادشاہ نے حضرت یحییٰ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ تجھ پر حرام ہے ایک دن بادشاہ نشت کی حالت میں تھا کہ اس فاحشہ عورت نے لڑکی آراستہ و پیراستہ کر کے بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ بادشاہ نے اس لڑکی کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس عورت نے کہا کہ اس لڑکی کا تہہ بیچلی کا سر ہے۔ اگر تو بیچلی کا سر اس کو پیش کرے۔ تو اس کو مہر مل جائے گا اور یہ تیرے تصرف میں آجائے گی۔ بادشاہ بدبخت نے حضرت یحییٰ کے قتل کا حکم دے دیا۔ جیب علماء کو خبر ہوئی تو انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ اگر ان کا خون زمین پر گرے گا۔ تو کوئی دانہ زمین پر نہ اُگے گا۔ بادشاہ نے کہا کہ بیچلی کو قتل کر کے سر میرے پاس لاؤ اور ان کی لاش کو میں میں گرا دو غرض کہ آپ کو قتل کرنے کے بعد سر بریدہ طشت میں بادشاہ کے پاس لایا گیا۔ اور لاش کو کنوئیں میں ڈال دی گئی۔ خون ناحق نے کنوئیں میں سے جوش مارا۔ لوگوں نے مٹی ڈالنا شروع کی۔ یہاں تک کہ کنوئیں سے خون کا جوش مارتا بند نہ ہوا سب نے مل کر اس قدر مٹی ڈال کر اچھا خاصا ٹیلہ بن گیا۔ یہاں تک کہ بخت النصر بادشاہ نے اس بادشاہ اور اس کے ساتھ ستر ہزار لوگوں کو قتل کیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ بادشاہ کے ہر چند کہ متعدد ازواج تھیں اور اس زن پر نے اس لڑکی کو پیش کر کے یحییٰ کا سر بعض مہر طلب کیا تھا۔ چنانچہ ۲۲ ھ اس لڑکی کو پیش کیا گیا۔ بہر حال حضرت یحییٰ ایسے مظلوم نبی ہیں کہ ان کے قتل ہونے پر زمین و آسمان نے گریہ کیا ہے۔ ملائکہ آسمان

نے گریہ کیا ہے۔ واضح تر کہ حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کبھی سے بہت ہی زیادہ درجہ مظلوم تھے۔ بلکہ امام حسینؑ پر جو مظالم ہوئے ہیں ان کا حضرت یحییٰؑ سے تقابل کرنا بالکل مناسب نہیں ہے۔ امام حسینؑ کا سر مبارک قطع کیا گیا انگشتی کی خاطر آپ کی انگشت مبارک قطع کی گئی۔ لاشیں مہر پر گھوڑے دوڑا دیئے گئے لاشیں مبارک بائٹھال سم اسپان ہوئی۔ اور ظرفیہ کہ آپ کی لاش ریگ گرم پر خاک و خون میں غلطی پڑی رہی۔ آپ کے المہر میں تین دن سے پیاسے ان مظالم کو دیکھتے رہے۔ آپ پر آسمان رویا۔ زمین روئی۔ ملائکہ اور قوم جن نے ماتم کیا اور قیامت تک دنیا میں ماتم ہوتا رہے گا۔

صف انبیاء میں حضرت ابراہیمؑ ایک ایسے ہی ہیں کہ جن کو آتش میں ڈالا گیا۔ مختصر سا واقعہ یہ ہے کہ (از ترجمہ) کہ جب ابراہیمؑ نے بتوں کو توڑ کر چکنا چور کر دیا۔ اور قوم نمرود کو خیر ہوئی تو لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کو گرفتار کر لیا اور دریافت کیا کہ ایاتم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے۔ تو آپ نے فرمایا قَالَ بَلْ فَعَلُوا كَمَا يُحَدِّثُكَ هَٰذَا۔ یعنی ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ان بتوں (خداؤں) کے بڑے (خدا) نے یہ حرکت کی ہے۔ یہ بت بول سکتے ہوں تو انہی سے دریافت کر لو۔ اور چونکہ انبیاء کے ہدایتی کام منجانب خدا ہوتے ہیں پس آپ نے سچ کہا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دو یہ آگ میں ڈالنے کی تجویز ایک شخص نے پیش کی تھی اور وہ فارس (ایران) کا رہنے والا تھا یہ جلد اس کی زبان سے نکلا ہی تھا کہ وہ شخص زمین دھنس گیا بہر حال نمرود نے ایک ٹیلہ پر ایک ماہ تک لڑکیاں جمع کرائیں اور اس میں آگ روشن کر کے جب وہ آتشکدہ آگ بن گیا ابراہیمؑ علیہ السلام کو ایک گوجن میں رکھ کر پھینکا گیا

لیکن جیب غلیل خدا آگ کی طرف ہوا میں جا رہے تھے۔ تو ملائکہ میں ایک شور و غوغا برپا ہو گیا۔ جبرئیل آئے اور عرض کیا یا غلیل خدا کوئی حاجت ہے تو آپ نے فرمایا کرتم سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ آخر کار خدا نے آگ کو حکم دیا۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۶۹) ملاحظہ ہو کہ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا۔ بس آگ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی۔ نبرد نے اپنے محل کی چھت پر جا کر ٹیلہ کی طرف نگاہ کی تو آگ سرد ہو گئی تھی۔ اور ایک چمن بن گئی تھی اس نے دیکھا کہ ابراہیم بیٹھے ہیں اور ان کے سامنے ایک خوب رو جوان بیٹھے مسکرا رہے ہیں۔ اور دونوں کے درمیان ایک طلائی تنوار کھی ہوئی ہے۔ یہ حیران رہ گیا اور بے ساختہ بولا کہ ابراہیمؑ خدا کو پسند ہیں۔ اس طرح خدا کے حقیقی کالے علم ہوا۔ لیکن وہ بد بخت اپنی خدائی کے دعویٰ سے دستبردار نہیں ہوا۔ (اس مقام پر سوال ہو سکتا ہے کہ وہ کون تھا کہ جو ابراہیمؑ کے سامنے بیٹھا تھا۔ خداوند عالم تو جسم و جسمانیات سے مبرا و پاک ہے اور کسی ایک جگہ سے وہ متحد نہیں ہو سکتا۔ پس خدا تو نہ تھا جبرئیل بھی نہ تھے کیونکہ ابراہیمؑ نے ان کی مدد قبول نہیں کی تھی۔ پس وہ ولی کائنات حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے کہ جو اس عالم میں بھی انبیاء کے مددگار تھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ۔ از منہم

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسمعیل کو ذبح بھی کرنے کے لیے لٹایا اور گویا اپنے نزدیک ذبح کر ڈالا مگر ان کی جگہ دینہ ذبح ہو گیا اور اسمعیل قربانی سے بچ گئے۔ اور حقیقت ذبح عظیم امام حسین علیہ السلام میں کہ جو خود بھی ذبح ہوئے اور بہتر قربانیاں اپنی شہادت کے ساتھ پیش کیں۔

حضرت ایوب یغیرہ خدا نے بھی ابتلا میں قدم رکھا ہے۔ آپ کے جس قدر

زخم تھے سب مرہم پذیر تھے۔ لیکن حضرت سید الشہداءؑ کے جسم مبارک پر ایک ہزار نو سو اکیاون زخم لگے تھے جسم اطہر زخموں سے چور چور مختار۔

صف انبیاء میں حضرت یونسؑ ایسے نبی ہیں کہ جن کا خداوند عالم نے امتحان لیا ہے۔ (از ترجمہ حضرت یونس بن متیؒ) شہر موصل کے قریب مینو اوع کے رہنے والوں پر تیس برس کی عمر میں نبی مبعوث ہوئے۔ آپ کی تیس سالانہ تبلیغ کے نتیجہ میں دو شخص ان کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ آخر کار تنگ ہو کر آپ نے ان لوگوں کے حق میں بددعا کی اور خدا سے ان کے لیے عذاب مانگا۔ آپ نے خدا کے حکم سے عذاب کے نازل نہ ہونے پر کچھ عرصہ صبر کیا آخر کار حکم خدا ہوا کہ ماہ شوال میں عذاب ہوگا۔ جناب یوسفؑ نے اس کا اعلان کر دیا۔ روہیل نے قوم سے کہا کہ یونسؑ پر ایمان لاؤ ورنہ تم سب کے سب تباہ ہو جاؤ گے لوگ گریہ وزاری میں مشغول تھے کہ آخر وقت عذاب آیا مگر توبہ کرنے سے ٹل گیا۔ جناب یونسؑ پہلے ہی گھر سے باہر چلے گئے تھے۔ دوسرے دن یونسؑ اس خیال میں واپس ہوئے کہ سب لوگ تباہ ہو چکے ہوں گے۔ لیکن شہر میں داخل ہوتے وقت لوگوں کو چلتے پھرتے دیکھا اور سمجھے کہ عذاب نہیں آیا ہے۔ یہ خیال کر کے کہ میری قوم مجھے کاذب کہے گی۔ شہر کی راہ چھوڑ کر دریا کی طرف چلے گئے۔ تو اس وقت روہیل نے کہا کیوں میری رستے صحیح نکلی کہ تیری۔ اس نے جناب یونسؑ کو یہ رستے دی تھی کہ عذاب کے نازل ہونے کا اعلان کرنے میں جلدی نہ کریں۔ جناب یونسؑ اس سے الگ ہو کر کشتی میں بیٹھے۔ کشتی عتھڑی دیر کے بعد گرد آب میں پھنسی اور ڈوبنے کے قریب ہو گئی۔ ناخدا نے کشتی بولا کہ اس میں کوئی غلام اپنے مالک سے ناراض ہو کر سوار ہو گیا ہے۔ یہ اس کا اثر ہے۔ جناب یونسؑ نے فرمایا کہ ہاں میں وہ غلام

ہوں۔ بعدہ ان ہی کے نام پر قمر بھی مکمل آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے کشتی سے چھلانگ لگائی اور ایک مچھلی کے شکم میں مقید ہو گئے۔ کئی روز آپ اس کے شکم میں رہے یہ بھی وارد ہوا ہے کہ تین یا سات دن چالیس دن شکم ماہی میں رہے آپ نے تسبیح خدا پڑھی اور پھر مچھلی کے شکم سے نجات ملی اور چالیس روز کے بعد اپنی قوم گئے جنہوں نے ان کی تصدیق کی اور پھر آپ وہاں رہنے پہنچے۔

آپ کے جسم مبارک کی کمال ختم ہو گئی تھی آپ سورج کی حدت نہیں برداشت کر سکتے تھے۔ خداوند عالم نے کدو کی بیل پیدا کی اور چشمہ آب جاری کئے۔ اور سایہ درخت اور ان چشموں کے پانی سے صحت ہوئی اور چالیس روز کے بعد اپنی قوم میں واپس آئے پھر سب نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی۔

واسترا۔ امام حسینؑ کا امتحان عجیب تر تھا کہ زخموں کی حالت میں زمین کو بلاریک گرم پر لاشیں مہر نشان رہی۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے جد بزرگوار نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اِنَّمَا مِثْلُكُمْ مِثْلُ يُونُسَ اِذَا اُخْرِجَ اِلَٰهُ مِنْ بَطْنِ الْحُوتِ تمہاری مثل یونسؑ کی مثل ہے کہ خدا نے تعالٰی نے اس کو بطن ماہی سے نجات دی اور اس کے لیے درخت کدو اور پانی کے چشمے جاری کئے۔ پانی بھوٹ پڑا۔ مگر امام حسین علیہ پر پانی بند تھا اور شمشیر و تلوار زینے اور تیر کے زخموں سے نہ ہال تھے۔

اَسْفَى لِعَارِ شِلِّ يُونُسَ بِالْعَرَاءِ يَقْطِنُهُ فِيهِ جَنَاحُ الْاَنْسَرِ
افسوس ہے کہ بر مظلومی حضرت سید الشہداء علیہ السلام کہ آپ کا لباس تار تار ہو گیا تھا۔ اور لاشیں مہر زمین پر پڑی تھی۔ حضرت یونسؑ پیغمبر خدا برہنہ تھے لباس

سے خالی تھے۔ اور درخت کدو کی ڈالیاں اور پتے چم پوش کر رہے تھے۔

فَايْكُوا قَيْدًا مِّثْلَ بَيْحِي مَالَهُ أَحَدٌ سَجَىٰ فِي قَدِيمِ الْأَعْصَرِ
پس گریہ کرو اس مظلوم پر کہ جو مثل کجی مظلومیت کی حالت میں شہید ہوا۔ اور ایک
بھی مثل سید الشہداء مظلوم نہیں گزرا؛

اَيْكُوا حُسَيْنَ الطُّهْرِ مَنْ قَدْ شَمَّتْهُ فِي تَحْرَةِ مَا لَيْسَ شَمُّ الْعَنْبَرِ
حضرت امام حسینؑ مظلوم کہ بلا کی مصیبت میں گریہ کرو کہ حضرت رسولؐ خدا ان مظلوم
کے گلوئے مبارک کے ہوسہ لیتے تھے ان سے اور مثل غیر خوشبو آئی تھی۔

اَيْكُوا شَهِيدًا بِالْذِّمَاءِ مَرْمَلًا دَمًا يَكْتُهُ اَعْيُنُ الْمَدَنِيِّ
گریہ کرو شہید نینوا پر کہ جس کا بدن مبارک لہو لہان تھا۔ اور اس پر آیات قرآنی

برساتی ہیں۔

اَيْكُوا حَيِّدًا لَا حَوْلَ لَهُ الْاَيَّتَامُ مِنْ مَمْسَاكِ فِي عُصْرَةٍ وَمَعْقَرٍ
اس مظلوم گریہ کرو کہ امام حسینؑ مظلوم کا زمین پر پڑے ہیں۔

اَيْكُوا الْحُشَمَانَ الْحُسَيْنِ كَصُحُفٍ فِيهِ جُودُ نَجْمِ السَّيْفِ مِثْلُ الْأَسْطَرِ
آہ آہ رُو اس امام مظلوم پر کہ جس کا بدن مبارک زمین پر مثل اوراقِ قرآن بکھرا

پڑا تھا۔ اور ان کے جسد مبارک پر اس قدر زخم تیر و تلوار تھے کہ جیسے سطور کتاب
ہوں۔

لَوْ يَنْطِقُ لِقُرْآنُ سَاعَةٍ ذِيحِهِ لَمَعَاهُ خَيْرًا نَّابِصَاتِ جَهْدِي
خدا اگر قرآن کلام کرتا۔ بولتا تو یقیناً لوگ اس کو بھی قتل کرتے اور قرآن باوازا

بلند خبر قتل امام حسینؑ دیتا۔

اَيْكُوا لَهُ دِيْنَاتُهُ كِبَنَاتِ نَعِشٍ لَدُنْ قَبِيهِ مِنْ بَنَاتِ الْاَوْيَرِ
گریہ کرو کہ اس کے دیناں کبناں نَعِش کے دیناں کی طرح تھیں۔

وہ اس حالت کا تصور کر دے کہ حسینؑ کی یتیم لڑکیاں لاشیں مطہر کے گرد جمع ہیں۔ اس طرح جیسے نبات النعش آسمان پر جمع ہیں۔ لاشیں امام مظلوم مثل قطب ہے۔ جو سر کر رہی ہوئی ہے اور یتیم بچے چاروں طرف بالہ بنائے ہوئے ہیں۔

ابکوا بخیر اصحابہ بعد المتأخر خذوا فکوضعا یا بالمنتحر یعنی کہ اشک خونی برساؤ اپنے ویدہ تر سے امام حسینؑ پر کہ آپ کے اصحاب مانند شتر ہاؤ قربانی تحر کر دیئے گئے۔ اور وہ مقتل میں پڑے ہوئے ہیں۔

ابکوا الظالم مدحہ کفر محض لو کاننہ لہ جرامیاہ الا یجر اس تشنہ کام پر گر رہے کہ وہ بیاسا شہید ہوا۔ اگر تمام دریا سیاہی بن جائیں اور اس مظلوم کی مدح و ستائش رقم کی جلائے۔ تب بھی اس محدود حق کے فضائل رقم نہیں کئے جاسکتے۔

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو غرو نے آگ میں ڈالا مگر یہ بھی ابتلاء ابراہیمؑ کی ایک صورت تھی۔ اس کے علاوہ آپ اپنے فرزند اسمعیل کو حج کے موقع پر ذبح کرنے پر مامور کیسے گئے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ (سورۃ الصفت آیات ۱۰۱ تا ۱۰۹ ملاحظہ ہوں) ایک دفعہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند اسمعیل سے کہا کہ میں خواب میں (وحی کے ذریعہ) کیا دیکھتا ہوں کہ میں خود تمہیں ذبح کر رہا ہوں تو تم بھی خود غور کرو تمہاری اس میں کیا رائے ہے۔ اسمعیلؑ نے کہا بابا جان جو آپ کی حکم ہوا ہے اس کو (یے تامل) بجالائیے اگر خدا نے چاہا تو مجھے آپ صبر کرنے والوں سے پامیٹی گے۔ پھر جب دونوں نے یہ مصمم ارادہ کر لیا تو حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسمعیلؑ کو اسے کہہ کر مقام منیٰ میں لے گئے۔ حضرت اسمعیلؑ اس وقت تیرہ برس کے تھے۔ مگر حضرت اسمعیلؑ نے بھی ایسا صبر دکھلایا

کہ ملائکہ بھی حیران رہ گئے۔ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے فرزند کو لے کر جا رہے تھے تو راستہ میں ابلیس ایک مروپیر کی شکل میں آیا اور حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ اے ابراہیمؑ تم اپنے فرزند کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے لے جا رہے ہو اور کیا تم خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرو گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں نے جواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنے فرزند اسمعیلؑ کو خدا کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔ وہ بولا یہ خواب خیال ہے۔ اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب ابراہیمؑ نے فرمایا کہ دور ہو جاؤ تو ابلیس ہے۔ میرا خواب بنظر لدی ہے کیونکہ نبی کی خواب وحی کے حکم میں ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وہ چلا گیا پھر حضرت اسمعیلؑ کی پاس پہنچا ان کو بھانپنے کی کوشش کی مگر حضرت اسمعیلؑ پر بھی اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ ابراہیمؑ و اسمعیلؑ دونوں ہی اللہ کے مخلصین بندے تھے۔ اور مخلصین بندوں پر اغواءِ شیطانی کا اثر نہیں ہوا۔ پھر ابلیس مایوس ہو کر جناب اسمعیلؑ کی والدہ ہاجرہ کی طرف گیا۔ وہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھیں۔ اس نے ان سے کہا کہ ابراہیمؑ تمہارے بیٹے کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے لے گئے ہیں۔ اور عنقریب ذبح کر ڈالیں گے۔ اس پر جناب ہاجرہ نے کہا کہ ابراہیمؑ رحم ترین انسان ہیں یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ اپنے ہاتھ سے اپنے فرزند کو ذبح کر دیں گے۔ اور اگر ایسا ہی ہے تو وہ نبی اللہ ہیں ان کا ہر کام وحی الہی کے تحت ہوتا ہے۔ لیکن آپ نے طوائف تمام کیا اور جلدی سے مٹی کی طرف گئی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں

فَكَانِي أَنْظُرُ إِلَيْهَا مُسْرِعَةً فِي الْوَادِي رَاضِعَةً يَدُهَا عَلَيَّ رَاسُهَا۔

یعنی گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ مادر اسمعیلؑ اپنے ہاتھ سر پر رکھے ہوئے فریاد کنان
دور تھی جا رہی ہیں۔ اور کہتی جاتی ہیں۔ رَبِّ لَا تُؤْخِذْ بِنِي بِمَا عَمِلْتُ۔
خدا یا میرا مواخذہ میرے اعمال کے بارے میں نہ کر مقصد یہ تھا کہ میں امتحان
دینے کے قابل نہیں ہوں کیونکہ ابراہیمؑ نئی درسگاہ میں پہنچیں تو
فرزند کو صحیح و سلامت پایا اور اسمعیلؑ کی جگہ ایک گوسفند (دنبہ) فروج کیا ہوا دیکھا
حضرت اسمعیلؑ نے سارا واقعہ سنایا آپ نے بیٹے کو گلے سے لگایا۔ لیکن
جب اسمعیلؑ کے گلے پر نظر پڑی تو آپ کی گردن پر پھری کی خراش دیکھی پس
یہ خیال کر کے کہ اگر کہیں اسمعیلؑ ہی کی گردن پر پھری چلی ہوتی اور دنبہ نہ آتا تو کیا
ہوتا۔ جناب ہاجرہ پر اس قدر صدمہ ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا سے رخصت
ہو گئیں۔ ہوا یہ تھا کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے اسمعیلؑ کو ذبح کرنے لٹایا اور
ان کے گلے پر پھری پھری تو حضرت جبریلؑ نے خدا کے حکم سے چھری پلٹ دی
تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ تو آواز آئی کہ قَدْ صَدَّقَ الرَّؤُوسُ ج۔ یعنی کہ
اے ابراہیمؑ تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا اب تم دونوں کو بڑے مرتبہ ملیں گے
ہم نیکوں کو یوں ہی جزا دیا کرتے ہیں اور بے شک یہ بڑا اور سخت امتحان تھا
اور ہم نے اسمعیلؑ کا فدیہ ایک ذبح عظیم قرار دیا ہے۔ (از مترجم۔ بظاہر دنبہ
ذبح ہوا۔ اگرچہ یہ بہشتی دنبہ تھا مگر حیوان مطلق حیوان ناطق یعنی انسان سے افضل
نہیں ہے تو پھر حضرت اسمعیلؑ تو نبی امم ہیں ان سے افضل ہونا کیا معنی ؟
پس وَقَدْ يَنْبَغُ بِذِئْبٍ عَظِيمٍ ۝ سے امام حسینؑ کا شہید ہونا مراد ہے
گویا کہ خواب ابراہیمؑ کی تعبیر شہادت امام حسینؑ علیہ السلام ہے اور اسی لیے آنحضرت
کی ذریت میں امامت برقرار ہے) بہر حال حضرت اسمعیلؑ ذبح ہونے سے پنج

گئے مگر مادر اسمعیل گلوے نازنین پر محض نشان خراش دیکھ کر بے چین ہو گئیں اور ضبط نہ کر سکیں دامن صیر ماٹھ سے پھوٹ گیا۔ تو اندازہ فرمائے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا کیا حال ہوا ہوگا کہ جب آپ نے اپنے نوجوان فرزند شبیہ رسول خدا کو خاک و خون میں تر پٹے دیکھا ہوگا۔ اور حضرت زینب خاتون کی کیا حالت ہوتی ہوگی۔ حالانکہ اسمعیل وقت ذبح کفن پہننے نہ تھے اور حضرت علی اکبر کو امام حسینؑ اور حضرت زینب خاتون نے وقت رخصت کفن پہنایا تھا۔ اور مقتل کی طرف روانہ کیا تھا۔

روایت کیا گیا ہے کہ جب حضرت عباس علمدار علیہ السلام ہر فرات کے کنارے شہید ہو گئے۔ تو سوائے علی اکبر کوئی دوسرا نہ تھا۔ کہ جو میدان قتال میں جاتا صرف امام حسینؑ کی اولاد باقی بچتی۔ بنا پر مشہور امام حسینؑ علیہ السلام کے تین فرزند تھے۔

(۱) علی اکبر

(۲) علی اوسط

(۳) علی اصغر

لیکن علی اکبر کہ وہ سید الساجدین امام زین العابدینؑ ہیں جو کہ روز عاشورا محرم سخت علیل و بیمار تھے۔ میدان جہاد میں جانے کی طاقت نہ تھی۔ اور علی اصغر ہی وہ طفیل شیر خوار ہیں کہ جو حرمہ کے تیر نظم سے شہید ہوئے۔ یہ سب علی اوسط نے (جو علی اصغر کی نسبت سے علی اکبر مشہور ہیں)

میدان قتال میں جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ علماء کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ علی فرزند امام حسینؑ جو کہ بلا میں شہید ہوئے حضرت امام زین العابدینؑ سے

بڑے تھے یا ان سے چھوٹے تھے۔ مگر قول مشہور یہ ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کہ جن کا نام علی تھا۔ جناب علی اکبرؑ (شہید کربلا) سے بڑے تھے۔ ابن ادریس جو کہ علماء شیعہ میں سے ایک مشہور عالم ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ حضرت علی اکبرؑ بڑے تھے بہر حال یہ متفقہ حیثیت ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ہی اولاد امام حسینؑ میں سب سے بڑے تھے حضرت علی اکبر علیہ السلام نوجوان تھے اور حسن و جمال میں شبیہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جب کبھی لوگ زیارت رسول خدا کے مشتاق ہوتے تو اس شہزادہ کی زیارت کیا کرتے تھے۔ بروایت محمد ابن ابی طالب الموسوی حضرت علی اکبرؑ اٹھارہ سالہ جو ان رعنا تھے خاۓ امام حسینؑ میں مثل ماہ کامل تھے۔ اور یہی مشہور تر تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی لیلیٰ تھا۔ جو ابی مرثد بن عروہ بن مسعود ثقفی کی بیٹی تھیں۔ اور لیلیٰ کا کوئی بھائی نہ تھا۔ بعض روایات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی اکبر علیہ السلام بنی ہاشم میں پہلے شہید ہیں یعنی روز عاشورا ہاشمیوں میں سب سے پہلے علی اکبرؑ شہید ہوئے ہیں۔ اس روایت کی تائید زیارت حضرت امام حسینؑ سے ہوتی ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَوَّلَ قَتِیلٍ مِنْ نَسْلِ خَیْرِ سَلِیلٍ بنا بریں ابوالفرج اصفہانی تحریر فرماتے ہیں کہ بنی ہاشم میں حضرت علی اکبرؑ پہلے شہید ہیں لیکن یہ مشہور تر ہے کہ آپ آخری شہید ہیں کیونکہ یہ بات ناممکن معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عباس علیہ السلام اور دوسرے جان نثاروں نے آپ کو اپنی موجودگی میں میدان قتال میں جلنے دیا ہو۔ لہذا حضرت علی اکبرؑ حضرت علی اصغرؑ سے پہلے شہید ہوئے ہیں اور بعدہ حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے ہیں۔ اس طرح حضرت علی اکبرؑ آخری شہید ہیں۔

ایک مرتبہ معاویہ ابن ابی سفیان نے اپنی خاص مجلس میں اپنے ماحضرین سے پوچھا کہ بتاؤ اس وقت امر خلافت رسول خدا کا سب سے زیادہ سزاوار اور مستحق ترکون شخص ہے۔ لوگوں نے جب ادھر ادھر کی باتیں کیں۔ تو معاویہ نے خود کہا کہ اَوَّلَى النَّاسِ بِهَذَا الْأَمْرِ عَلِيٌّ ابْنُ الْحُسَيْنِ عَلِيٌّ جَدُّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَفِيهِ شِجَاعَةُ بَنِي هَاشِمٍ وَسَخَاوَةُ بَنِي أُمَيَّةٍ وَذُو ثَقِيفٍ کے لیے لائق ترین شخص علی اکبر بن الحسین ہیں۔ ان کے جد رسول خدا ہیں اور بنو ہاشم کی شجاعت بنو اُمیہ کی سخاوت، اور بنو ثقیف کی وجاہت، یہ تمام صفات ذات حضرت علی اکبرؑ میں پائی جاتی ہیں۔ پس آپ امر خلافت کے مستحق ہیں۔ ابو العزج اصفہانی کہتے ہیں کہ اس سے معاویہ کی مراد حضرت علی اکبرؑ ہیں کہ جو کہ بلا میں شہید ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت علی اکبرؑ کی انہیال بنی ثقیف ہیں نہ کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا۔ یہ بھی مروی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے اس پوتے سے خصوصی محبت رکھتے تھے۔ ابن ادریس حلی نے لکھا ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس شہزادہ کی شان میں فرمایا تھا۔ لَمْ تَرَ عَيْنٌ نَظَرَتْ مِثْلَهُ مِنْ خُتَفٍ مِيشِيٍّ وَلَا نَاعِلٍ کہ کسی آنکھ نے اس کا مثل نہیں دیکھا۔ آپ کی شہادت کا احوال جو تمام روایات سے مستفاد ہوتا ہے یہ ہے کہ جب حضرت علی اکبرؑ نے اپنے پدر بزرگوار کی بے کسی و بے یاری دیکھی تو آپ حاضر خدمت ہوئے۔ سلام آخر بجالائے عرض کیا بابا جان، اب تو بیکسی اہل حرم ہمیں دیکھی جاتی۔ دل سوختہ ہو رہا ہے۔ جگر شاق ہو رہا ہے۔ بچوں کی صدائے العطش نہیں سنی جاتی اے بابا جان اب مجھے بھی اذن جہاد عطا ہو۔ بعض کتب مقاتل میں ہے کہ جب ستم زدہ اور بیکسی اہل حرم

کو ایہ خبر ہوئی کہ نور نظر حسین علی اکبرؑ زینبؑ کی گود کا پالا علی اکبرؑ ام لیلیٰ کا نور دیدہ علی اکبرؑ مرنے جا رہا ہے۔ ایک کہرام برپا ہو گیا۔ نار و شیون کا شور اٹھا۔ اعلیٰ اکبرؑ کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ و امجدہ کی فریاد ہونے لگی۔ ہنسیں ٹپنے لگیں۔ اہل ہجرؑ نے علی اکبرؑ کے گرد اگر دھلقہ بنالیا اور دل بھر کے زیارت شبیر رسولؐ کرنے لگے ذرا اندازہ کیجئے کہ اہل ہجرؑ کی طرف کیا داپس نہیں آیا جیئن لاسنس لے کر آئے ہیں۔ علی اکبرؑ کو اہل ہجرؑ نے وداع کیا۔ آخر کار حضرت علی اکبرؑ خیمہ سے نکلے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے بھرے گھر سے جنازہ نکلتا ہے۔ امام حسینؑ کی خدمت میں آئے۔ امام نے چہرہ علی اکبرؑ پر نظر کی۔ یہ رسول خدا کی آخری زیارت تھی۔ علی اکبرؑ عقاب پر سوار ہوئے۔ امام حسینؑ نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور بارگاہ خدا میں اس طرح عرض کیا۔ اللّٰهُمَّ اَشْهَدُ عَلٰی هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَقَدْ بَرَزَ اِلَيْهِمْ غُلَامًا شَبَّهَ النَّاسَ خَلْقًا وَخُلُقًا وَمَنْطِقًا بِرَسُولِ اللّٰهِ یعنی کہ خدایا تو گواہ رہے ان لوگوں پر کہ اب ان کی جانب میرا وہ نور نظر میرا وہ فرزند جا رہا ہے کہ جو تمام لوگوں میں خلق و اطوار، صورت و سیرت، رفتار و گفتار میں میرے رسولؐ کی شبیہ ہے۔ کُنَّا اِذَا اسْتَقْنَدْنَا اِلٰی نَبِيِّكَ نَظَرْنَا اِلَيْهِ۔ یعنی کہ اے خداوند! میں جب تیرے نبیؐ کی زیارت کا مشتاق ہوتا تھا تو میں اپنے اس فرزند کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ آج میرا یہ بیٹا مرنے جا رہا ہے۔

اس کے بعد آپؑ نے عمر بن سعد ملعون کو پکار کے کہا اے پسر سعد جس طرح تو نے قطع رحم کیا ہے۔ اُمّہ تنائے تجھے اس کی سزا دے تو نے خاندان رسالتؑ کی حرمت ضائع کر دی اور کوئی رعایت نہیں کی۔ پھر امام مظلومؑ نے ان آیات مجیدہ تلاوت کی۔

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّتَهُ ۚ بَعْضُهُمْ أَمْرٌ بِبَعْضٍ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔

(سورۃ آل عمران آیات ۳۳، ۳۴)

بجے شک خدا نے آدم اور نوحؑ اور خاندان ابراہیمؑ اور خاندان عمرانؑ کو سارے جہاں سے برگزیدہ کہا ہے۔ بعض کی اولاد کو بعض سے اور خدا سب کی سنا اور سب کچھ جانتا ہے) آپ کا ان آیات کی تلاوت کرنے کا مقصد یہی تھا کہ ہم وہ ہیں کہ ہمیں سارے عالمین میں برگزیدگی حاصل ہے۔ اور میرا فرزند اس لیے اور زیادہ برگزیدہ ہے کہ شبیر رسولؐ خدا حضرت علیؑ کو میدان جہاد میں پہنچے جب لشکر عمر ابن سعد ملعون نے شہزادہ کا جمال اور حسن دیکھا نحویرت رہ گئے اور انگشت بدندان تھے کہ حسینؑ نے اس فرزند کو بھی مرنے کے لیے بھیج دیا۔

حضرت علیؑ کو کبر نے ریز پڑھا:

عَنْ وَبَيْتِ اللَّهِ أُولَىٰ بِالنَّبِيِّ

أَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ

بیت اللہ کی قسم ہم ہی رسولؐ خدا نبیؐ کیے اولاد ہیں

میں حسین ابن علیؑ کا فرزند ہوں،،

أَضْرَبُكُمْ بِالسَّبِيفِ أَحْمَىٰ عَنْ أَبِي

أَطْعَمُكُمْ بِالزَّمِيعِ حَتَّىٰ يَنْثَنِي

میں تم لوگوں کو اپنے نیزہ سے مارتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ وہ ٹیرھا ہو جائے۔ اور

میں تمہیں اپنی تلوار سے مار مار کر اپنے بابا کی حمایت کر دوں گا۔

ضَرْبَ غُلَامٍ هَاشِمِيٍّ عَلَوِيٍّ

وَاللَّهِ لَا يَخِيكُهُمْ فِينَا ابْنُ الدَّعِي

میں تم لوگوں کو ہاشمی علوی جوان کی طرح مار۔ ماروں گا۔ خدا کی قسم پھر زیاد و لد الحرام

ہم پر اپنا حکم نہیں چلا سکتا۔ اور ہم ایسا نہیں کر سکتے کہ اس کو حاکم مان کر ذلیل و رسوا

ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اس قوم بے جہاد پر حملہ کیا اور ابن سعد کے لشکر کے

ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اس قوم بے جہاد پر حملہ کیا اور ابن سعد کے لشکر کے

مہینہ اور میسرہ میں ہل چل ڈال دی۔ بعض روایات میں ہے۔ **كَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ يَتَّقُونَ قَتْلَهُ**۔ یعنی کہ اہل کوفہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کو قتل کریں۔ لہذا وہ وہ گریز کر رہے تھے۔ حمید بن مسلم واقعہ نویس لشکر ابن سعد لکھتا ہے کہ **مَا رَأَيْتُ أَشْبَهَ رَسُولِ اللَّهِ** یعنی کہ میں نے علی اکبرؑ سے زیادہ رسول اللہؐ سے مشابہت رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ جناب علی اکبرؑ کے حملوں نے عمر ابن سعد کے لشکر کے مہینہ اور میسرہ میں ہل چل بچادی تھی۔ اور تین دن کی پیاس کے باوجود آپ نے ایک سو بیس منافقوں کو واصل جہنم کیا۔ اور دشمن کی فوج کو پسا کر دیا۔ جب پیاس اور تیز دھوپ اور زخموں نے نڈھال کر دیا تو ایک مرتد آپ نے گھوڑے کی لگام کو خیمہ کی طرف موڑا۔ آپ خیمہ میں تشریف لائے۔ اور اپنے بابا جان سے عرض کیا **يَا آيَةَ الْعَطَشِ قَدْ قَتَلُوا وَتَقُلُّ الْحَيَاةُ أَجْهَدَنِي فَهَلْ إِلَى شَرِيَةٍ مِّنْ مَّاءٍ سَبِيلٍ أَتَقَوِّي بِهَا عَلَى الرَّعْدِ**۔ یعنی کہ اے بابا جان پیاس مجھے قتل کر رہی ہے اور اسلحہ کی پیش اور بھی زیادہ پریشان کر رہی ہے۔ آیا ممکن ہے کہ ایک جام آب مل جائے تاکہ میں بھی دشمن کے مقابلہ میں قوت کا مظاہرہ کر سکوں۔

لیکن افسوس کہ امام حسین علیہ السلام اپنے صبر کا امتحان دے رہے تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ **يَا غوثاً يَا بَیَّتاً رَاحِلاً قَلِيلًا لِّسَقِيكَ جَدًّا شَرِيَةً لَا ظَمَاءَ بَعْدَ هَا**۔ یعنی کہ اے علی اکبرؑ تجھ جی دیر اور صبر کرو پھر تمہارے جد بزرگوار ساقی کوثر آب کوثر سے میرا ب کریں گے۔ اور پھر کبھی تم پیاس نہیں ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے فرزند تمہارے باپ پر یہ کس قدر گران و سخت ہے کہ تم سوال آپ کر رہے ہو اور میں نہیں سیراب

جی نہیں کر سکتا۔ تم اپنی زبان میرے منہ میں ڈال دو۔ حضرت علی اکبرؑ نے اپنی زبان امام کے دینی مبارک میں رکھی تو محسوس ہوا کہ امام علیؑ السلام کی تشنگی کچھ زیادہ ہی ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا اچھا بیٹا اس انگوٹھی کو اپنے منہ میں رکھ لو تشنگی کم ہو جائے گی۔ حضرت علی اکبرؑ نے وہ انگوٹھی اپنے منہ میں رکھی۔ قدرے سکون آگیا۔

امام حسینؑ نے فرمایا کہ علی اکبرؑ پھر میدان میں جاؤ تمہارے دادا علی حوض کوثر پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ شہزادہ علی اکبرؑ پھر میدان میں گئے۔ اور پھر باہر م نے علی اکبرؑ کو وداع کیا۔ اور درخیمہ پر منتظر رہے کہ علی اکبرؑ دوبارہ واپس آئیں۔ امام حسینؑ نے دوسری مرتبہ بھی علی اکبرؑ سے فرمایا تھا۔ کہ اے علی اکبرؑ خدا جہاد مبارک کرے جاؤ اور پوری قوت سے جہاد کرو۔ نزدیک ہے کہ تم اپنے دادا کی خدمت میں پہنچو۔ تمہارے دادا تمہیں جام کوثر سے سیراب کریں گے۔

حضرت علی اکبرؑ میدان قتال میں پہنچے اور فوج اعداء سے مخاطب ہو کر فرمایا:

الْحَرْبُ قَدْ بَانَتْ لَهَا الْحَقَائِقُ وَظَهَرَ ثَمَنُ يَعْدُهَا مَصَادِقُ
وَاللَّهِ رَبُّ الْعَرْشِ لَا لِفَارِقُ جُوعَكُمْ أَرْتَعِدُّ الْبَوَارِقُ

پس حضرت علی اکبرؑ نے جنگ شروع کی۔ جلد پر جلد کیا۔ یعنی پے درپے حملے کئے۔ ایسا قتال کیا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اسی ملعونوں کو واصل جہنم کیا۔ آپ کے مقتولین کی تعداد دو سو تک بتلائی جاتی ہے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ منتقد ابن مرقہ عیدی ملعون نے عہد کیا کہ اگر فرزند حسینؑ میرے پاس سے گزرا تو میں اس کے غم میں حسینؑ کو دلاؤں گا۔ وہ ولد المزم کیلین گاہ میں کھڑا ہو گیا۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ شہزادہ علی اکبرؑ جب ادھر سے گزرے تو اس نے ان کے سینہ

پرنیزے سے وار کیا۔ نیزہ ایک طرف سے دوسری طرف تک چھو گیا۔ شہزادہ نے گھوڑے کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈال دیئے۔ اور اس پر بھیک گئے۔ اور گھوڑا جدھر سے گزرتا شکر بندھا دیا آپ پر تلواروں سے وار کرنا۔ یہاں تک کہ آپ گھوڑے سے زمین پر گئے۔ آپ نے باواز بلند فریاد کی یا ابتاہ اینک جدم لے بابا جان جدنا مدار بھی موجود ہیں۔ اے بابا جلد آئیے کہ علی اکبر تمام ہوا چاہتا ہے بامداد کو پہنچے۔ حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ جب حضرت علی اکبر گھوڑے گرے۔ تو آزادی یا تباہ عینک منی السلام یعنی کہ اے بابا جان آپ پر میرا سلام ہو۔ اے بابا العجل، العجل اے بابا جلد تشریف لائیے۔ امام حسین نے جب علی اکبر کی آواز سن اُنٹاں و خیزان علی اکبر کی طرف چلے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ امام حسین کی یہ حالت تھی کہ کبھی زمیں پر بیٹھ جاتے تھے اور کبھی کھڑے ہونے اور علی اکبر کی طرف چلے۔ علی اکبر کے پاس پہنچ فرما رہے تھے۔ یا بُنّی علی الدُّنیا بعدک العقی یعنی اے بیٹا تیرے بعد زندگی دنیا پر خاک ہو۔ جب علی اکبر کے پاس پہنچے دیکھا کہ ریزب خاتون کی گود کا پالا رام ملی کا نور نظر خاک و خون میں غلطاں ہے۔ علی اکبر اڑیاں رگڑ رہے ہیں (از ترجمہ امام حسین نے دیکھا کہ علی اکبر سینے پر ہاتھ رکھے ہیں۔ اے شیعہ کوسینہ میں برہمی کا پھل تھا۔ بنا بر مشہور حضرت امام حسینؑ نے شہزادہ علی اکبر کے سینہ سے برہمی کا پھل نکالا کیوں کر نکالا۔

یکے معلوم اپنی یا پسر کی بندگی آنکھیں :-
سناں شبیرؑ نے یکے نکالی قلب اکبرؑ سے

(نویں سید غمناوی صاحب (محرّم) سرسوی)

حضرت امام حسینؑ نے حضرت علی اکبرؑ کا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا۔
 متہ پر منہ رکھ کر کہنے لگے اے جان پدر قتل اللہ قوماً قتلواک ما اجر اھم
 علی اللہ وعلی ائمہ اکھرمۃ رسول اللہ ان لوگوں کو اللہ نے جہنم میں بھیج دیا ہے کہ
 جنہوں نے تمہیں قتل کیا ہے۔ ان لوگوں نے اللہ و رسول کی حرمتوں کو توڑنے
 میں کسی قدر بے باکی سے کام لیا ہے۔ اے نورِ نظر اب تو آنکھوں تلے اندھیرا
 چھا گیا ہے۔ کچھ نظر نہیں آتا۔ نورِ نظر دم توڑ رہا ہے۔ اور حسینؑ سزا نے بیٹھے ہیں
 کہ علی اکبرؑ کو موت کی سچی آئی اور روح جنت اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔ امام مظلوم نے
 فرمایا:

تَدْبِقُ أَبْوَلَکَ فَمَا اسْرَعَ لِحُوقِہٖ یَاکَ ۔

اے بیٹا علی اکبرؑ تم اپنے بابا کو تنہا چھوڑ گئے۔ اب حسینؑ کیلارہ گیا۔ لیکن میں
 عنقریب تم سے ملتی ہوں گا۔ ناگاہ امام حسینؑ کے کانوں میں زینب دامِ کفنم کے
 رونے کی آواز آئی۔ اہرم کے نوحہ و شیون سنا دیکھا کہ سارے اہلِ ہرم خیمہ کے باہر
 نکل آئے ہیں۔ اور واعلیاہ کی صدا میں بلند ہیں۔ اور مقتل کی طرف آ رہے ہیں۔
 زینب خاتون کہتی ہوتی آرہی ہیں۔ یَا لَیْتَنِّیْ کُنْتُ قَبْلَ هٰذَا الْیَوْمِ عَمِیَاءَ
 اَوْ کُنْتُ وَشَدَّتْ تَحْتَ اَطْبَاقِ الذِّیْ یعنی کہ اے پیارے علی اکبرؑ اے
 میری گود کے پالے علی اکبرؑ میں زندہ ہوں اور تم دنیا سے جدا ہو گئے۔ اے میرے
 بھائی کے نورِ نظر یہاں تک کہ آپ لاش علی اکبرؑ پہنچ گئیں۔ فریاد کر رہی تھیں۔
 بیٹا علی اکبرؑ تم کہاں ہو اے شبیہ رسولؐ آج نانا کی زیارت کہاں ہوگی۔ چھوٹی لال
 کو رونے کے لیے چھوڑ گئے۔

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے زینب خاتون کو خیمہ سے نکلے ہوئے دیکھا

وہ مقتل کی طرف آرہی تھی۔ مگر قدم اٹھتے نہ تھے۔ واعلیاہ کی فریاد کر رہی تھی۔ اور فرما رہی تھی۔

يَا لَيْتَنِي كُنْتُ قَبْلَ هَذَا الْيَوْمِ عَمِيَاءَ اَوْ كُنْتُ وَشَدَّتْ تَحْتَ اَطْبَاقِ الدَّرَى

اے نور نظر اے عزیزم کاش میں اس سے پہلے نور چشم ہو جاتی اور تمہیں اس حال میں نہ دیکھی۔ یا مردہ ہوتی اور آغوش قبر میں سوتی تمہیں اس حالت میں نہ دیکھی جب آپ لاش علی اکبر پر پہنچیں۔ تو زینب بیگم نے خود کو لاشہ علی اکبر پر گرادیا اس وقت حضرت امام حسینؑ نے زینب خاتون کے سر پر اپنی ردا ڈال دی۔ اور ان کا بازو تھام کر خیمہ میں لائے۔ شیخ مفیدؒ لکھتے ہیں کہ بابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب شہزادہ علی اکبر شہید ہو گئے۔ حسینؑ خیمہ میں آئے فرزند کی لاش مقتل میں چھوڑی اور آپ خیمہ میں آئے۔ جناب سکینہؑ نے دریافت کیا اَیْنَ اَخْبَحْ عَلَیْ؟ بابا جان میرے بھائی علی اکبر کہاں ہیں۔ امام حسینؑ کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ کہ جب سکینہؑ نے سوال کیا کہ بابا بھائی علی اکبر کیا ہوئے۔ امام مظلوم نے ایک آہ سرد بھری۔ اور فرمایا اے بیٹی سکینہ وہ قتل ہو گئے شہزادی روتی ہوئی خیمہ سے نکلی داخا، واعلیاہ کی آوازیں بلند تھیں۔ امام حسینؑ اس کے حقیب میں گئے۔ اور سکینہ کو خیمہ میں واپس لائے۔

(از مترجم۔ بنا پر مشہور۔ امام حسینؑ جب حضرت زینب خاتون کو لاش پسر سے خیمہ میں واپس لائے اور زینب کو خیمہ میں پہنچایا۔ سوچا کہ اگر لاش علی اکبر مقتل سے نہ لایا تو بہنوں کو شکوہ رہے گا علی اکبر کی چھو پھیاں کف افسوس ملیں گی۔ ام ایلیا ماتم کرے گی کچھ سوچ کر امام حسینؑ مقتل میں آئے اور لاش علی اکبر کو اٹھایا۔

جوان کی لاش کو شہ نے اٹھایا۔ یا علی کہہ کر

بحر شہیر اے ایوب دیکھو کس میں یہ دم ہے

(از سرخوش سرسوی)

لاش علی اکبر کو قبر بوس زین پر رکھا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت علی اکبر کے قدم
زین پر خط دے رہے تھے۔ امام حسین لاش پسرے کو درخیمہ پہنچے آواز کہہ کر
اپنے بھائی کی لاش لے جاؤ۔ بروایت تمام بچے خیمہ سے نکلے لاش علی اکبر خیمہ
میں لے گئے اور سند پر لاش رکھ دی۔ انحرام نے ماتم کیا۔ فضہ ام یسلی کے پاس
گئیں اور کیا بی بی اٹھواٹھو علی اکبر کی لاش مقتل سے آتی ہے۔ ام یسلی فرماتی ہیں۔
فضہ جب سے علی اکبر کے مرنے کی خبر سنی ہے میرے گھٹنوں کا دم نکل گیا ہے۔
سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝

شہادت حضرت علی اصغرؑ اور جہاد و شہاد امام حسین علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى الْمَنَاصِبِ فَادِحَةِ الْحَادِيَةِ وَالنَّوَابِطِ الْحَارِ
 الْحَارِجَةِ الطَّاحِيَةِ وَالصَّلَوةِ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ نَاحِدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ
 الْمَسْمُومِ الضَّاحِيَةِ وَالْبَدُورِ صَائِبَةِ سَمَاءٍ عَلَى سَبْطِهِ الْمَعْصُومِ وَشَبْلِهِ
 الْمَظْلُومِ ذِي النَّفْسِ الْمُطْمَئِنَّةِ الْمُرْضِيَةِ صَاحِبِ الْمُصِيبَةِ الْهَائِلَةِ وَ
 الْبَلِيَّةِ الْوَائِلَةِ الَّتِي لَمْ تُسْمِعْ مِثْلَهَا فِي الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ وَقُرُونِ الْخَالِيَةِ
 صَاحِبِ الدِّمَاءِ الْحَارِيَةِ وَالْأَجْسَادِ الْعَاوِيَةِ وَالْعَيُونِ الْبَاكِئَةِ وَ
 الدُّمُوعِ السَّائِلَةِ وَالتَّجُورِ الدَّائِمِيَةِ وَالْقُلُوبِ الصَّارِيَةِ وَ
 الْجُرُوحِ الصَّاهِيَةِ وَالْبُطُونِ الطَّوِيَةِ وَالْأَفْوَاهِ الْيَابِسَةِ
 الظَّامِيَةِ وَالْأَيْدِيَنِ الْمَكْدُوتَةِ الضَّامِيَةِ وَالْبُيُوتِ الْمَهْدُودَةِ
 الْهَاجِمَةِ الْحَيْرَانِ فِي الْأَرْضِ الْمَارِيَةِ وَالْأَسِيرِ بِأَيْدِي
 الْفِتَنِ الْبَاغِيَةِ الَّذِي قَدْ أَحَاطَ عَلَيْهِ الْكَابُ الْعَاوِيَةُ
 وَالْدَّابُّ لِنَارِيَةِ السَّيُوفِ الْقَاطِعَةِ وَالسَّامِ النَّافِذَةِ
 وَالرِّمَاحِ الْبَاطِرَةِ فَجَادَ لَهُمْ مِدَى الْفَقَارِ كَأَنَّهُ عَلَى الْكِرَارِ

بَنِيَّةٍ صَادِقَةٍ وَنَفْسٍ صَائِرَةٍ وَكَبِدٍ صَارِيَةٍ وَدِمَاءٍ فِي
 جَوَانِبِهِ حَارِيَةٍ وَدُمُوعٍ عَلَى عِيَالِهِ سَالِكِيَةٍ فَتَاوَةٌ تَشُدُّ
 عَلَيْهِ الْفِرْقَةَ الرَّامِيَةَ وَآخِرَى الطَّاعِيَةِ وَآخِرَى الصَّارِيَةِ
 وَهُوَ التَّنَادُ عَلَيْهِمْ كَاللَّيْتِ الْمَكْفَهْرِ فَحَاطُوا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ
 نَاحِيَةٍ وَآخِذُوهُ مَا خَذَتْهُ رَأْيِيَّةٌ وَحَمَلُوهُ حَمْلَةً وَآخِذَةً
 يُجْبِئُهُ حَاشِيَةً وَعَيْنٍ دَائِيَّةٍ وَنَفْسٍ إِلَى رَيْهَا فَارِغَةٍ
 فَوَقَعَتِ الْوَأَقِعَةُ وَقَامَتِ الْقِيَامَةُ وَيَغْنَى نَاعِيَةً فِي كُلِّ
 نَاحِيَةٍ وَانْضَدَعَتْ إِلَى الْجِبَالِ الرَّاسِيَةِ وَاضْطَرَبَتْ
 بِهَا الْأَرْضُ الدَّاحِيَةَ فَوَاسَقَاهُ عَلَى الدِّمَاءِ الشَّائِلَةِ
 وَالْأَبْدَانِ الْعَارِيَةِ وَالشَّفَا الدَّائِلَةَ وَالرُّؤُسِ السَّامِيَةَ
 الْعَالِيَةَ وَالشَّيْبَاتِ الْخَاضِبَةَ وَالْأُفُوقَ الْهَامِيَةَ
 وَالنَّبَاتِ الْمَحَاسِرَةَ وَالشَّعُورَ النَّاشِرَةَ وَالْعُيُونِ السَّاهِرَةَ
 فَيَأْلِيَتُهَا كَانَتْ الْقَاضِيَةَ وَجَاءَتْ الظَّامَةُ وَقَامَتِ الْقِيَامَةُ وَبَعْدُ
 فَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ الْمُبِينِ وَخُطَابِهِ الْمُسْتَبِينِ :
 آيَاتُ - يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَى
 رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝
 وَادْخُلِي جَنَّاتِي ۝

ترجمہ :

یعنی کہ اے اطمینان پانے والی جان اپنے پروردگار کی طرف چل تو اس سے
 خوش اور وہ تجھ سے راضی، تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا۔ اور

میری جنت میں داخل ہو جائے۔ کنز العمال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے شیعہوں سے فرمایا کہ انچی فرض اور مستحب غا زول میں سورۃ الفجر کو پڑھا کرو کیونکہ یہ سورۃ الحسین ابن علیؑ ہے تاکہ خدا تم پر رحمت کرے۔ اور تم سے راضی ہو۔ ابواسامہ جو اس وقت وہاں حاضر تھے۔ امام عاتق نام سے سوال کیا۔ کہ اے فرزند رسول خدا سورۃ الفجر سورۃ الحسینؑ کیوں کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سورۃ میں خدا فرماتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ** اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ نفس مطمئنہ راضیہ، مرضیہ ہیں اور خدا کے خاص اور مقرب بندے محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں جو پہلے ہی سے عند اللہ راضیہ و مرضیہ ہیں۔ (از ترجمہ اس آیت میں لہذا امام حسینؑ ہی مراد کیوں ہیں اس کا جواب یہ ہے۔ جس طرح کہ حدیث کسا میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ جب چادر تیری اوڑھ کر امام فرما ہوئے تو باجائز رسول خدا علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ داخل ہوئے ان کی منزل حقیقت میں چادر تطہیر تھی۔ مگر بطور سبند آنحضرتؐ کی اجازت کے بعد داخل کسا ہوئے ہیں۔ اسی طرح بے شک امام حسینؑ اور ان کے برادر اکبر سردار جوانان جنان ہیں۔ مالک بہشت ہیں اور ان کے پدر عالی قدر قائم جنت و نار میں۔ لیکن اس آیت میں اس لیے امام حسینؑ مراد ہیں کہ آپ نے کربلا کے خولی متقل میں جس شان سے اپنے اطمینان قلب کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ از آدم تا عیسیٰ ابن مریم کوئی نبی و مرسل مظاہرہ ایسا نہ کر سکا۔ پس خداوند عالم نے امام حسینؑ کو نفس مطمئنہ کا خطاب دے۔ کہ اطمینان نفس کی تصدیق فرمادی) پس یہ سورۃ مبارکہ جہان امام حسینؑ کے لیے سند جنت ہے۔ بشرطیکہ کوئی شخص امام حسینؑ کا عارف اور محب ہو۔ واضح رہے کہ اگر کوئی شخص جلال و جمال

عظمت الہیہ پر غور کرے اور عرفان کی منزل میں طے کرے تو جس قدر معرفت ہوگی۔ اس قدر اس کو محبت ذات الہیہ ہوگی۔ اور جس قدر محبت ہوگی اسی قدر اسے بقاء الہی کا شوق و امن گیر ہوا۔ لقاء الہی سے مراد راضی الہی ہے کہ اس کی رضا کے بغیر کوئی کام نہ ہو۔ چنانچہ وارد ہوا ہے کہ حضرت یونسؑ پیغمبر خدا محبت الہیہ میں اس قدر رویا کرتے تھے کہ دو تے دو تے بنیائی متناثر ہوئی۔ اور آپ اس قدر عبادت خدا کرتے تھے کہ بہت لاغر ہو گئے تھے کمر حمیدہ ہو گئی تھی۔ اور کہا کرتے تھے۔ وَعِزَّتْ لَكَ وَجَلَّ لَكَ لَوْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بَحْرٌ مِنْ نَارٍ لَخُضْتُهِ إِلَيْكَ شَوْقًا مَتًى۔ یعنی کہ اے خداوند اتیری عزت و جلال قسم اگر میرے اور تیرے درمیان آتش کا ایک سمندر بھی حامل ہو جائے تو میرا شوق بقاء ایزدی اس قدر ہے کہ وہ آگ سرد ہو جائے گی۔ یعنی کہ میں تیری رضا پر راضی ہوں۔ اور یہ ایک ایسا مقام ہے کہ جب عارف خدا اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ تو آخرت کو اختیار کر لیتا ہے اور دنیا کو نگاہ میں نہیں لاتا اور اس کی نگاہ میں محبوب حقیقی ہی رہتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

الدُّنْيَا حَرَامٌ عَلَى أَهْلِ الْآخِرَةِ۔ وَالْآخِرَةُ حَرَامٌ عَلَى أَهْلِ الدُّنْيَا
وَهُمَا حَرَامَانِ عَلَى أَهْلِ اللَّهِ شَرَكْتُ لِلنَّاسِ دُنْيَاهُمْ وَدِينَهُمْ شُغْلًا بِذِكْرِكَ يَا ذِي النُّجَى
یعنی کہ اہل آخرت پر حرام ہے اور آخرت اہل دنیا پر حرام ہے۔ اور یہ دونوں اہل اللہ کے لیے حرام ہیں کیونکہ اہل اللہ نے دنیا کو ترک کر دیا ہے اور ان کا مشغلہ ہی ذکر خدا ہے چونکہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام مقام معرفت الہیہ میں سب سے اعلیٰ و ارفع ہیں اور آپ سے زیادہ معرفت ان کے ابا و

ابا و اجداد کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہے اور نہ کوئی نئی و مرسل ان پر سبقت لے جاسکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی کے طائر بلند پرواز کے بازوؤں میں اس قدر دم ہے کہ فضائے معرفت میں پرواز کر سکے یا حد معرفت کو پاسکے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی معرفت عظیم درجہ رکھتی ہے۔ لیکن ہم اس معرفت کی عظمت کا ادراک نہیں کر سکتے آپ کے پدر بزرگوار نے فرمایا تھا کہ لو کشف العطاء لم ازودت یقیناً۔ یعنی اگر پردے اٹھا دیئے جائیں تو بھی علی کی معرفت یقین میں اضافہ نہ ہوگا۔ امام حسین کو یہی درجہ علی طور پر حاصل ہے۔ بنابرین معصوم علیہ السلام نے فرمایا ہے بنا عرف اللہ کہ ہمارے ہی ذریعہ سے لوگوں نے خدا کو پہچانا ہے۔ یہیں سے ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ معرفت اور محبت لازم و ملزوم ہیں۔ پس امام حسین کو جو مقام محبت الہیہ حاصل ہے وہ ان کی معرفت کے اعتبار سے ہے۔ آپ عشق الہی کے درجہ پر فائز ہیں۔ امام عالی مقام نے خود فرمایا ہے یہ

تَرَكْتُ الْخَلْقَ طُرّاً فِیْ هُوَاكَ وَ اَکَيْتُمُ الْعِیَانِ لَکِیْ اَرَاکَا !

یعنی کہ میں نے سوائے تیرے ساری کائنات کو ترک کر دیا ہے اور میرے دل میں نہ کوئی خواہش ہے نہ آرزو بس ہے تو صرف تیری بقا کی خواہش تنگاری، بلکہ میں نے تو تیری راہ میں اپنی جان سے بھی ہاتھ نہ پھینچ لیا ہے۔

فَلَوْ قَطَعْتَنِیْ بِالْحَبِیْ اِسْمًا لِّمَاحِقِ الْفَوَادِ اِلٰی سِوَاكَ

یعنی کہ اگر تیری راہ محبت میں ہزاروں ابتلاء اور مصائب ہوں تو بھی میں اپنے بدن کو تیری محبت میں پارہ پارہ کر دوں گا اور راہ محبت میں ثابت قدم رہوں گا اور تیری دوستی اپنے دل سے نہیں نکال سکتا۔ اور فرمایا کہ یعقوب ملاقات یوسف کے لیے کسی قدر بے چین تھے اور کس قدر شوق و امن گرفتار تھا۔ پس تیری محبت

مقتضیٰ ہے کہ تیری رضا حاصل کی جائے۔ کہ تیری رضا حاصل کی جائے۔ یعنی میں راضی
 برضائے الہی رہوں۔ چنانچہ آپ نے رضا خدا کے لیے سب کچھ تیار کر دیا اور
 اس کی مرضیان خرید لیں۔ پس درہائے رحمت و ملامت آپ پر کشادہ ہو گئے
 اور آوازِ نبی آئی۔ اَرْحَمِیْ اِلٰی رَبِّکَ یعنی اپنے پروردگار کی طرف آجا۔ اور
 جنت میں داخل ہونے کی بشارت ہو۔ یہ بشارت حسین علیہ السلام کے ثبات
 قدم کو ظاہر کرتی ہے۔ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ لیکن ایک فرزند یعنی
 یوسفؑ نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے تھے۔ یوسفؑ صرف نگاہوں سے غائب
 ہو گئے مگر نہیں تھے بلکہ جناب یعقوبؑ نے ملک الموت کو بلا کر دریافت کر
 لیا تھا کیا میرے یوسفؑ کی روح قبض کی ہے یا نہیں ملک الموت نے کہا کہ میں
 نے یوسفؑ کی روح قبض نہیں کی ہے۔ لیکن حضرت امام حسینؑ نے نہ صرف اپنی
 جان کا نذرانہ دیا بلکہ اٹھارہ جوانان ہاشمیؑ کو راہِ خدا میں قربان کیا۔ یہ وہ جوان تھے۔
 کہ جن کا مثل و نظیر جسمِ فلک نے کاہے کو دیکھا ہوگا۔ اصحاب و انصار سب ہی راہ
 خدا میں قتل ہوئے۔ اور آخر خود بھی راہِ خدا میں تیر و تیر، تلوار و نیزے اور بگڑتھروں
 کا نشانہ بن گئے۔ اور خداوند عالم نے راضی و مرضیہ کے خطابات سے نوازا۔
 اور مالکِ جنت بنا دیا اگرچہ تمام انبیاء و مرسلینؑ بہشتی ہیں۔ مگر جس شانِ امام حسینؑ
 کو خدا نے بہشت عطا فرمایا ہے۔ وہ شانِ سب سے نرالی ہے۔ اسی لئے
 امام حسینؑ تمام شہیدوں اور تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور امام حسینؑ کے مرتبہ کو
 نبی و مرسلؑ نہیں پہنچ سکتا۔

اور آپ کیوں افضل نہ ہوں آپ مراکبِ دو شمسِ رسولؐ ہیں۔ آپ کے لیے
 دنیا میں ہی نعماتِ بہشت آئی ہیں چنانچہ ام سلمہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں

کہ روزِ جہد میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوں دیکھا کہ آپؐ کے سامنے دو طہاء نفیس رکھے ہیں۔ ان جاموں کی وضع قطع دنیاوی لباس جیسے نہ تھی میں نے رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ کیسے لباس ہیں کہ میں نے ایسے لباس نہیں دیکھے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ هَذِهِ هَدَايَا اَهْلِ الْاِيَارِ لِلْحُسَيْنِ وَانْ لِحَمَّتْهَا وَانْ لِحَمَّتْهَا مِنْ رَغَبٍ جُنَاحِ جَبْرِئِيلَ بَعْنِي كَرِيهِ خَدَا وَنَدَامِ كِي طَرَفِ سَيِّئِ كِي لِي تَحْفَہِہ اور اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اور یہ لباس پر پلاہ جبرئیل کے ریزوں سے بنا ہوا ہے۔ لے دو ستور ذرا غور و فکر سے کام لو کہ وہ بدن نازنین کہ جس پر پر پلاہ جبرئیل کا لباس رہا ہو۔ کیا اس قابل تھا کہ اس کو پارہ پارہ کیا جائے اور اس کی لاش کربلا میں ریگ گرم پر پڑی رہے اور ہوالے گرم اس پر گزرے اور خاک دٹی اس لاشِ مطہر پر پڑی رہے۔

أَجْسَمُ يُرَبِّهِ الرَّسُولُ وَلَعْتِيدِي بِشَدَى الْيَتُولِ مَرَضِصُ الْوَجَاتِ
هَمَّا سَنَهُ قَدْ غَيَّرَ الشَّمْسُ حُسْنَهَا وَأَبْلَتْ قَوَاهُ الْحَيْلِ بِالْوَطَاتِ
واستراودہ بدن مبارک کہ جو آنحضورؐ رسول خداؐ میں پلا ہوا اور جس بدن کی نشوونما آپؐ وحی اور شیرِ زہر ہو۔ کیا اس قابل تھا کہ کربلا میں روزِ عاشوراء خاک و خون میں غلط ہو۔ آفتاب کی حرارت میں تپیاں ہو اور پائمال مٹم سپاں ہو۔

بَلَا كَفَنٍ يَسْفِي عَلَيْهِ تَوَدُّ لَهَا وَأَنْصَارُهُ ضَرَعِي بِأَرْضِ فَلَاتِ
وَنَسْوَةً مَكْشُوقَةً الرِّاسِ فِي الْمَلَا يُشْتَمُونَ فِي الْبِلَادِ انْ مَشْتَهَرَاتِ
اس المہم اور محذرات کو قیدی بنایا گیا۔ اور ہجوم عام میں تشہیر کیا گیا۔

أَفَاطِمُ قَوْمِي مِنْ سُوْرِكَ وَأَنْظُرِي حَسْبَتِكَ مَنِبُودًا بِأَرْضِ فَلَاتِ
اے فاطمہ زہراؑ آپؐ سے اٹھ کر باہر آئیے۔ اور دیکھیے کہ آپؐ کا حسیہ کون

کا نور دیدہ حسین صحرا میں مقتول پڑا ہے۔ اَفَاظِمُ عُودِي مِنْ لَحْدٍ وَلِيٍّ وَاجْمَعِي
يَتَامَاكِ فِي ذُلِّ السَّبَا وَشَتَاتٍ۔ اے فاطمہ زہرا لحد سے باہر آئے۔ اور دیکھتے
کہ آپ کے یتیموں کو قیدی بنایا ہے۔ جو پر اگندہ و منتشر ہیں ان کو جمع کیجئے۔
اَفَاظِمُوْا نَوْحِيْ لِلْغَرِيْبِ مُعَقَّرًا عَلٰی وَجْهِهِ مَلْفًى عَلٰی الْوَهْدَانِ
اے فاطمہ اٹھئے اور گریہ و زاری کیجئے نوحہ پڑھیے اپنے فرزند کی غریبی پر کہ جس کا
چہرہ مبارک خاک و خون میں غلطاں ہے۔

عَزِيْزٌ عَلٰیكَ الْحَالُ يَا بِنْتَ اَحْمَدٍ وَقَتْلَ الْحُسَيْنِ خَيْرَةٌ الْخَيْرَاتِ
اے سیدہ کوئین آپ پر حسین کا قتل ہوتا کس قدر گراں ہے بلکہ نیزہ قہر کی انی سے
زیادہ دل خراش ہے۔

فَكَمْ لَيْلَةً اسْتَعْرَتِ فِيْهَا وَاطَالَ مَا تَجَرَّعَتْ فِيْهَا عَصَّةَ الْوَصْلُوْتِ
اے فاطمہ زہرا آپ نے کس قدر تکلیف و زحمت اپنے فرزند کی پرورش میں
اٹھائی ہوگی۔ دیکھئے کہ وہ مقتول حالت میں زمین کر بلا پڑا ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے
تو معلوم ہوگا کہ امام عالی مقام نے یہ تمام مصیبتیں عشق الہی میں برداشت کی ہیں۔ اور
خداوند عالم نے حسین سید الشہداء کی تربت کی خاک کو خاک شفا بنا دیا ہے۔
اور محنت قبر یعنی آپ کے مزار پر سرہانے کی طرف جو دعا مانگی جائے وہ مستجاب
ہوتی ہے۔ محل استجاب دعا ہے۔ اور خداوند عالم نے آپ کی نسل میں امامت
اور خلافت تا قیامت قرار دی ہے۔ اور امام حسین کی اولاد طاہرہ عاصیے
سفینہ نجات ہے۔

ملائکہ مقررین زیارت کے لیے نازل ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کی قبر مبارک
کی زیارت ایمان کی نشانی ہے آخرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

إِنَّ الْحَسَنَ مَعْرِفَتَهُ مَكْتُوبَةٌ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ کہ بے شک خداوند عالم نے مؤمنین کے نقوش لوح دل پر کشیدہ نہ ہوں تو ہزاروں بار کاسنا ہوا واقعہ کس طرح اثر پذیر ہوتا کہ ادھر مصائب سننے اور درد دیوار سے گریہ کی آوازیں بلند ہو جاتی ہیں۔ اور یہ اعتبار انہیں اٹک ہوئی برسانے لگتی ہیں۔ ہچکی گلوگیر ہو جاتی ہے۔ آہ سوزان دل سے نکلتی ہے۔ آرزو انگڑائی لیتی ہے کہ کاش ہم بھی کر بلا میں ہوتے تو امام مظلوم کے ساتھ جام شہادت پیتے۔ اور امام حسینؑ نے اس محبت کی بنا پر استغاثہ بلند کیا تھا۔ اَمَّا مَنْ يُحْيِي مُجْدِرًا۔ اَمَّا مَنْ رَاحِمٌ يُّرْحَمُ۔ آیا ہے کوئی جو ہماری مدد کرے اور مجھ کیسی و مظلومی پر رحم کرے۔

پس جسے معرفت امام حاصل ہے وہ کہتا ہے کہ کاش میں بھی ساتھ تھا فوز عظیم حاصل کرتا۔

صاحب مناقب لکھتے ہیں کہ ایک روز ایک جماعت حضرت امام حسینؑ کے پاس آئی اور عرض کیا یا بن رسول اللہ حَدَّثْنَا بِفَضْلِكَ۔ اے فرزند رسولؐ خدا ذرا اپنے فضائل سنائیے تو آپؐ نے فرمایا کہ لَا يُطِيقُونَ کہ تم لوگ سننے کی تاب نہیں لا سکتے تنہم لوگ ذرا دور چلے جاؤ۔ ایک گوشہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں چلے جاؤ۔ بس وہ لوگ دور چلے گئے۔ اور ان لوگوں میں سے ایک شخص نزدیک رہ گیا۔

امام حسین علیہ السلام نے اس سے اپنے فضائل بیان کرنا شروع کئے آپؑ نے ابھی قدرے اپنے اسرار و فضائل بیان فرمائے تھے کہ وہ شخص حیرت زدہ ہو گیا اور وہاں سے اٹھا اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے بات نہ کر سکا۔ بلکہ سحر الیٰ لیل چلا گیا۔ اور وہ لوگ بھی مختصر ہو گئے۔

صاحب مناقب نے حضرت امام حسینؑ کے چند اشعار اپنی کتاب میں درج کئے ہیں ان میں چند ایک یہ ہیں

سَبَقْتُ الْعَالَمِينَ إِلَى الْمُعَالَى، بِمُحَسِّنِ خَلِيقَةٍ وَعُلُوِّ هِمَّةٍ -

یعنی کہ تمام عالمین سے سبقت لے گئے اور بیش تر درجات عالیہ حاصل کئے اور معالی امور سے مجاسن اخلاق، یعنی اخلاق کی پاکیزگی۔ اور بلند ہی ہمت مراد ہے۔

وَرَأَى بِحِكْمَتِي تَوْرًا يُهْدَىٰ فِي لَيَْالٍ فِي الصَّلَاةِ مُدَّ لِهَيْمَةٍ -
یعنی کہ آپ کی حکمت بالغہ نورانی کی وجہ سے تاریکی ضلالت کا فور ہو گئی ہے جہاں دور ہو گئی علیٰ نورانیت جلوہ خلق ہے۔

يُرِيدُ الْمَجَاهِدُونَ لِيُطْفِئُوا دِيَارِيَّ اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّهُ -

یعنی کہ باوجود جاننے کے انکار کرنے والے چاہتے ہیں کہ ہولے دین سے نور کو بجھا دیں۔ مگر خدا اس کے سوا کچھ ماننا ہی نہیں کہ اپنے نور کو پورا کر کے ہی رہے نور سے بناتے نور ہدایت مراد ہے۔ اور ہدایت کسی ذات میں پائی باقی ہے پس وجود امام علیہ السلام ہدایت کلی ہے۔ اور ہر زمانہ میں وجود بادی برقرار ہے۔ امام حسینؑ کو لوگوں نے شہید کر کے یہ سمجھ لیا کہ انہوں نے نور ہدایت کو خاموش کر دیا ہے حالانکہ نور باقی رہے گا۔ لوگوں نے قبر مبارک کو سمار کرنے کی سعی کی مگر قبر باعجاز ذات باقی ہے اور باقی رہے گی۔ اعداؤ دین نے قبر مبارک پر ہل چلائے۔ مگر خدا کی شان کوئی دشمنی نشان قبر نہ مٹا سکا

امام حسینؑ کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہیں اور امام حسینؑ خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتے ہیں اُمُّ الْمُؤْمِنِينَؑ بی بی عائشہؓ سے ریت ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھوک غالب ہوئی مگر کہا بھلی کوئی چیز موجود نہ تھی بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میری بدالادہ میں نے دریافت کیا کہ ایسی حالت میں کہاں جائے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ فاطمہؑ کے گھر جاؤں اور حسن و حسینؑ کو دیکھ کر مجھے تسلی و اطمینان حاصل ہو اور مجھے سکون ملے چنانچہ آنحضرتؐ وہاں تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ حسنؑ و حسینؑ باہر گئے ہیں۔ رسول خداؐ ان کی تلاش میں نکلے راستہ میں ابودرداءؓ مل گئے۔

آپؐ نے ان سے بچوں کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسحٰق و حسینؑ اپنی جڑواں کی دیوار کے سایہ میں سو رہے ہیں۔ آنحضرتؐ ان کے ہمراہ وہاں پہنچے اور بچوں کو گود میں لے لیا بچے بھی بھوک سے بے تاب تھے رونے لگے۔ آنحضرتؐ نے ان کے آنسو پوچھے ابودرداءؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں ان کے آنسو صاف کر دوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا **قَوْلَا لَيْ بَعَثْنِي بِالْحَقِّ يَنْبِئًا لَوْ قَطَرُ قَطْرَةٍ فِي الْأَرْضِ لَيَقِيَّتِ الْمَجَاعَةُ فِي أُمَّتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ** یعنی خدا سے برحق کی قسم کہ جس نے مجھے مبعوث پر نبوت فرمایا ہے کہ اے ابودرداءؓ اگر ان کی آنکھ کا ایک آنسو بھی زمین پر گرا۔ تو میری امت میں ہمیشہ زمین پر قحط سال رہے گی۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا **حُسَيْنٌ مَتْنِي وَأَنَا مِنْ الْحُسَيْنِ أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا** یعنی حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں خدا وندا تو دوست رکھ اس شخص کو جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے اور دشمنی رکھ اس کو جو حسینؑ کا دشمن ہے۔ اسی اثناء میں جبرئیلؑ اس نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ خداوند عالم نے حضرت یحییٰؑ کے قتل ہونے پر ستر ہزار دشمنان یحییٰؑ کو غارت کیا۔ اور اے رسول اللہؐ آپ کی بیٹی کا فرزند حسینؑ جب قتل ہوگا تو خدا فرماتا ہے کہ میں

ستر ہزار اور ستر ہزار منافقین کو قتل کروں گا اور ظالمان حسین کو آگ کے تابوت میں رکھوں گا اور تمام اہل جہنم کے عذاب کا نصف عذاب ان پر ہوگا۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک روز آنحضرتؐ اپنے دو لنگدہ سے باہر نکلے اور ان کے ساتھ حسین تھے ایک کو اپنے دامنے دوش پر اور دوسرے کو بائیں دوش پر بٹھائے ہوئے تھے اور دونوں کو پیار کر رہے تھے جب آنحضرتؐ میرے نزدیک پہنچے تو فرمایا اے ابو ہریرہؓ کیا تم ان کو دوست رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں ان کو دوست رکھتا ہوں تب ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے وہ میرا دوست ہے۔ جناب ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز حسنؑ و حسینؑ داخل خانہ ہوئے اور آنحضرتؐ کے پاس بیٹھ گئے اس وقت جبرئیل امین بصورت وحیہ کلی موجود تھے۔ دونوں شہزادے ان کے نزدیک آئے۔ اور ان کی جیب و استین میں ہاتھ ڈالنے لگے اور ان سے ہدیہ طلب کیا۔ جبرئیل امین نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا۔ اور جنت کے میوے سیب و ہوی اور انار ان دونوں کو ہدیہ کئے۔ اور حسنؑ و حسینؑ خوش خوش اپنے نانا کے پاس آگئے۔ آپ نے ان کو پیار کیا اور فرمایا کہ ان کو نہ کھانا جب تک کہ میں نہ آجاؤں۔

آنحضرتؐ کچھ دیر بعد خانہ سیدہ میں تشریف لائے۔ اور پھر سب نے مل کر وہ میوے کھائے۔ اور کھانے کے بعد وہ میوے پھر اپنی حالت پر سالم رہے۔ اور حضرت رسولؐ خدا کی وفات کے بعد بھی باقی رہے۔ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب ہماری مادر گرامی قدر فاطمہ انتقال فرم گئیں تو انار غائب ہو گیا لیکن یہی اور سیب بحال خود برقرار رہا۔ اور جب میرے پدر بزرگوار امیر المومنین علیہ السلام

شہید ہو گئے۔ تو وہ بھی غائب ہو گئی اور سید باقی رہا۔ امام حسینؑ فرماتے ہیں۔
 کہ جب میری اہل قریب ہوئی۔ فَلَمَّا دَنَىٰ أَجَلِي رَأَيْتُهُمَا قَدْ تَغَيَّرَتَا
 فَاَيَقُنْتُ بِالْفَنَاءِ۔ یعنی کہ جیسے ہی میری اہل قریب ہوئی میں نے دیکھا کہ وہ
 سید متغیر ہوا۔ پس میں نے اپنی شہادت کا یقین کر لیا کہ اب میں شہید ہو جاؤں
 گا۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بابا کی شہادت سے ایک
 گھنٹہ پیشتر سید موجود تھا۔ اور جب آپ شہید ہو گئے تو قتل گاہ میں سید کی
 خوشبو بستی ہوئی تھی۔ میں نے ہر چہد کو شش کی سید مل جلے مگر یہ ملا۔ اور اس
 کی خوشبو برابر آتی رہی اور اب وہ خوشبو میرے بابا حسینؑ کی قبر مبارک سے آتی
 ہے۔ اور جب میں نے زیارت قبر حسینؑ کی تو خوشبو آ رہی تھی۔ مولف کتاب
 فرماتے ہیں کہ صالح اور زکوٰۃ کار شیعین علیؑ کا یہ کہنا ہے کہ بوقت سحر قبر مبارک
 امام حسینؑ سے اس سید کی خوشبو آتی ہے۔ بشرطیکہ کوئی نجس غصص ہو تو وہ بھی
 خوشبو محسوس کرے گا۔

سید محمد مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔
 يَوْمَ يَبْزُقُ الْمُصْطَفَىٰ الْمَهَادَىٰ ذَبَابُهَا وَالْفَاطِمِيَّاتُ أُسْرَاءُ نَوَاحِيهَا۔
 یعنی کہ روز عاشورا دشمنان دین نے اولاد رسولؐ خدا کو ذبح کر ڈالا۔ اور دختران
 فاطمہؑ کو اسیر کیا۔

وَسَيْطُ أَحْمَدَ عَلَىٰ الْعَرَاءِ لَقِيَ مُزْمَلٌ بِاللَّيْلِ مَا جَرَحِي جَوَارِحُهُ
 افسوس کہ سبط رسولؐ خدا اور فرزند حیدر کرار کی لاشیں بے کفن پڑی ہوتی ہیں
 اور اعضاء مبارکہ ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔

فَوْقَ الْقَنَارِ اسُهُ يَهْدِي لَكَ شَحْمَهُ فَتَالَ أَقْصَىٰ مَنَاهُ مِنْهُ كَاشِحَهُ

فریاد ہے کہ ایک روز سرقر زندیغیر خدا نیزہ پر بلند کیا گیا۔ اور چونکہ اعدا و دین کو امام حسینؑ اور ان کے خاندان سے پُرانی دشمنی تھی۔ کہ سر امام مظلوم نیزہ پر بلند کیا اور تشہیر کیا گیا۔

كَمْ هَامِ عَزَّ وَ اِيْدٍ لِّلْسَمَاحِ وَ كُنْهٖ اَقْدَامُ سَبَقِ بَهَا طَاحَتْ جَوَانِحُهِ
افسوس کہ شہیداء کے سراپائے ان کے بدلون سے جدا کیے گئے اور بدن ہا و میاد کہ کو تلوار دل سے ٹکڑے ٹکڑے کر ہا عزیزین پر پڑے ہیں۔

وَكَمْ حَرِيْمٍ لَّا اَهْلَ الْبَيْتِ هُتِّمَ قَدْ اسْتَعْلَ وَ كَمْ صَاحِبَتْ صَوَاحِحُهِ
وا حسرتا ملا عین نے کس قدر حرمت و تقدیس لایلیت رسول خدا ابراہام کی ہے کہ دختران رسول خدا کو ایسر کیا۔ حالانکہ امیر ان کر ملا فوج و ناتم میں مشغول تھے۔
وَكَمْ اَهْلُ الْعَزَّاءِ بِهَمْ خَلَّتْ قَوَادِحُهِ
یعنی کہ یہ مصیبت قاسم آل عیسا ہے کہ جو باعث تسلی عالم تھی۔ اور گویا امام مظلوم کے شہید ہونے کے بعد یعنی دنیا سے رخصت ہونے کے بعد کہ ان کی آخری نہ شان تھی۔ تمام عالمین کی شان ختم ہو گئی۔ یعنی مصیبت امام سے عالمین پر مردہ ہو گیا۔

لَمْ يَنْسَ قَطُّ وَلَا الذِّكْرَى يَحْدُوهُ اَوْ رَى بِرَمْدِ الْاَسَى لِلْعَشْرِ قَادِحِهِ
امام مظلوم کی مصیبت ہرگز فراموش نہ ہوگی اور کبھی فرسودہ نہ ہوگی۔ جیسا تصور کرو۔
مصیبت کے آثار تازہ ہیں بلکہ دائمی طور پر تازہ ہیں۔ اور اہل ایمان کے دل میں حرارت محبت حسینؑ علیہ السلام کی وجہ اثر مصیبت ہمہ وقت برقرار ہے اور مصائب سننے ہی آنسو ٹپکتے ہیں۔

كَيْفَ الْكُفُّونَ عَنِ الْكُفُورِ مِنْ غَيْرِ تَسْوِيَةٍ خَلَوْا مَطَارِحَةَ

ہم کیونکہ امام حسینؑ کو فراموش کر سکتے ہیں اور ہم کو بحر آرام و سکون سے بیٹھ سکتے ہیں جب کہ ہمارے مظلوم امامؑ کے یاد و انصار زمین پر فریخ کئے ہوئے پڑے ہیں۔ اور امام مظلوم کی بہنیں اور بیٹیاں پریشان حال ہیں۔

يَلْقَى الْإِعَادَى يَقْلِبُ مِنْهُ مُنْقَسِمٌ بَيْنَ الْخِيَامِ وَأَعْدَاءِ تُكَافِيهِ
یعنی جب امام حسینؑ کا کوئی نامزد مددگار نہ رہا تو خود میدان قتال تشریف لے گئے۔ لیکن چونکہ اہل محرم کا کوئی ٹکرانہ نہ تھا اور سید سجاد بیمار تھے کہ جو دشمنوں کو خیمہ تک پہنچنے میں حائل ہوتے۔ پس امام حسینؑ دل کبھی میدان قتال میں اور کبھی خیمہ کے تصور میں رہتا تھا۔

وَاللَّحْظُ كَالْقَلْبِ عَيْنٌ تَرْنُوَا وَعَيْنٌ لِقَوْمٍ لَا تَبَارِحُهُ !!
امام مظلوم کی آنکھیں شل دلِ اجنبات و طرف متوجہ تھیں کبھی مشاہدہ اہلبیت کیس و مجبور کہ دشمن قیام تک اور کبھی نہ پہنچ جائیں اور کبھی دشمنوں پر نظر پڑتی تھی کہ ان کو دور کریں جو چاروں طرف سے گھیرے میں لیے ہوئے تھے اور نیزہ و تیر برسا رہے تھے۔

لَهْيفِي عَلَيْهِ وَقَدْ مَالَ الطَّعَاةُ إِلَى خَوْفِ الْحِيَامِ وَخَاضَ الثَّقَرُ سَاعَهُ
وا حسرتا کہ گروہ جفا شمار نے خیمہ اہلبیت کا رخ کیا اس وقت امام حسینؑ کتاب ضبط نہ رہا آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں۔

قَالَ أَقْصِدْ وَفِي بَهْ تَفْسِي وَأَتْرُكُ أَحْرَمِي ، قَدْ حَانَ حَيْثِي وَقَدْ رَأَيْتُ لَوَائِحَهُ
فرمایا اے قوم بے حیا ابھی تو حسینؑ زندہ ہے کون ہے کہ جو خیمہ اہل محرم کی طرف دیکھ سکتا ہے اے قوم بے حیا اب میرا وقت انتقال قریب ہے میرے بعد خیول کا رخ کرتا۔ کون ہے کہ جو نہیں دفن کرے گا۔

جانتا چاہیے کہ حضرت محمد و آل محمد علیہم السلام تمام مخلوق کی عالم عدم سے عالم شہود میں آنے کا واسطہ ہیں۔ اگر خداوند عالم محمد و آل محمد کو خلق نہ کرتا تو دنیا اور دنیا کی کوئی شے پیدا نہ ہوتی۔ غرض و غایت تخلیق عالم یہی حضرت محمد و آل محمد ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی نعمات اور رحمت کا نزول ان پر ہوتا ہے۔ کیونکہ نور محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اول مخلوق ہے۔ اور ذریت طیبہ اسی نور محمدی کے اجزاء ہیں چنانچہ خدا نے آنحضرتؐ کے نور سے علیؑ کے نور کو خلق فرمایا اور ذریت طاہرہ کے انوار خلق فرمایا۔ پس ساری کائنات ان کے بعد خلق ہوئی ہے۔ لہذا ساری کائنات میں ان کا نور جلوہ فگن ہے۔ آفتاب و ماہ تاب آسمان میں انہی کا نور ہے۔ اور تمام کائنات مظاہر اسماء الہی ہے اور کائنات کا وجود بسم اعظم ہے۔ اس لیے وارد ہوا ہے۔ **بِئِی اَوُجُوْدُ عَلٰی اِسْمِ الرَّعْطِمْ فَاِذَا اَحْوَلَکَ جَمِیْعَ الْعَالَمِ**۔ کہ جیسے ہی اسم اعظم حرکت میں آیا۔ یعنی مشیت الہی میں اسم اعظم گزرا، جمیع عوام پیدا ہو گئے۔ اور یقیناً پاک اسماء اعظم پروردگار عالم میں اور کر بلا میں حضرت امام حسینؑ منظر اسم اعظم خدا تھے۔ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاِسْمِکَ الَّذِیْ اَشْرَفَتْ بِہِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَبِاِسْمِکَ الَّذِیْ یُصَلِّحُ بِہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ**۔ یعنی کہ انہی کا نور ہے کہ آسمان و زمین ان ہی کے نور سے عدم سے وجود میں آئے اور انہی کے نور کی وجہ سے عالم میں صلاح یعنی خیر عمل میں آیا اور ان ہی کے دم سے رحمت اللہ کا نزول ہوتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

یہی انوار خمسہ نجباء طاہرین اللہ کے کلمات نامہ الہی ہیں **فَمَا اٰیۃُ اللّٰہِ اَکْبَرُ**

فَمَا آيَةً لِلَّهِ أَكْبَرُ مِنْهُمْ !! فَهَوَايَةٌ مِنْ دُونِ كُلِّ آيَةٍ
وَمَا نِعْمَةٌ إِلَّا دُوْنَهُمْ أَوْلِيَاءُ هَا فَهوَ نِعْمَةٌ مِنْهَا اتَتْ كُلُّ نِعْمَةٍ
لَهُمْ خَلَقَ اللَّهُ الْعَوَالِمَ كُلَّهَا وَحُكْمُهُمْ فِيهَا بِهَا مِنْ خَلْقِيَّةٍ
سَرَّحْنِي سِرَّهُمْ فِي السَّكَاةَاتِ جَمِيعَهَا فَمِنْ سِرِّهِمْ لَمْ يَحُلْ مُتَقَالُ ذَرَّةٍ

انہی کار از دینی باطنی احکام جاری ہیں اور کائنات ان کے احکام سے خالی نہیں ہے مقصد یہ ہے کہ جب تک دنیا باقی ہے قائم آل محمد قائم رہیں گے۔ اگر آپ نہ ہوں تو نظام زمین و آسمان ورم برہم ہو جائے۔ اور اس کا ایک مظاہرہ اس وقت ہوا کہ جب حضرت امام حسینؑ شہید کر دیئے گئے۔ تو قتل حسینؑ کر بلا کی آوازیں آنے لگیں اور قضا کر بلا میں سیاہ آندھیاں چلیں۔ فرات کے پانی میں تلاطم پیدا ہوا۔ موجیں ساحل سے سر ہونے لگیں۔ آفتاب و ماہ تاب گرہن لگا۔ آسمان سے خون برسا۔ دشت و صحرا سے نوحہ و بکا کی آوازیں آنے لگیں۔

خاک اڑاتی ہوئی جنگل سے ہوا آتی ہے

ہائے عباس کی دریا سے صدا آتی ہے

آوازیں قتل حسینؑ سے تمام انبیاء و مرسلین کی رو میں تڑپ گئیں۔ حضرت آدمؑ نے جب یہ آواز سنی تو گریہ فرمایا نوحؑ نے نوحہ و زاری کی۔ یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے ملکوت آسمان پر نظر کی تو دیکھا کہ عرش اعظم پر پانچ نور احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ سوال کیا پروردگار یہ کس کے نور میں جواب ملا کہ محمد بن عبدالمند اس کے وحی علیؑ مر تفضی اس کی دختر فاطمہؑ زہرا اس کے دونوں نواسہ حسنؑ و حسینؑ کے انوار مقدسہ جلوہ فگن ہیں پھر حضرت ابراہیمؑ نے کیا پروردگار۔ ان میں کے چار نام نور دیکھ کر مسرت و خوشی محسوس ہوتی ہے

لیکن پانچویں نور کو دیکھ کر دل ہبر آتا ہے ررنے کو جی چاہتا ہے یہ کیا راز ہے اس سے مجھے آگاہ کر۔ خداوند عالم نے واقعہ کر بلا سے آگاہ کیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ مجیدہ
فَنظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝ فَقَالَ اِنِّي سَقِيمٌ
(سورۃ والصفۃ آیات ۸۸، ۸۹)

ترجمہ:

تو ابراہیمؑ نے ستاروں کی طرف ایک نظر دیکھا اور کہا میں غنقریب بیمار پڑنے والا ہوں۔

اس کا اگرچہ مطلب یہ بھی لیا جاتا ہے کہ میں تمہارے (یعنی اپنی قوم) کفر و ضلالت سے اس قدر دل تنگ ہوں گویا کہ میں بیمار ہوں۔ لیکن امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابراہیمؑ نے یہ جو کہا کہ میں بیمار ہوں، اس کے معنی یہ ہیں کہ ابراہیمؑ نے ستاروں کو دیکھ کر حساب علم نجوم واقعہ کر بلا دیکھا۔

ان پر امام حسینؑ کی مصیبت ظاہر ہو گئی۔ اور آپؑ نے نور حسینؑ پر نظر ڈالی اور آپؑ غمگین ہوئے اور آپؑ کا رنج و اندوہ یہ سبب شہادت امام حسینؑ علیہ السلام تھا بس آپؑ نے فرمایا کہ اِنِّي سَقِيمٌ لِمَا يَجْلُ يا حسنین یعنی کہ میں تو بیمار ہو گیا یہ سبب ان مصائب کے کہ جو فرزند رسولؐ خدا حسینؑ پر پڑیں گے۔ ہاں غم امام حسینؑ دوستوں پر اس قدر اثر انداز ہوتا ہے کہ دوست نڈھال ہو جاتے ہیں اور طبیعت غم انگیز ہو جاتی ہے حضرت ابراہیمؑ نے بیماری سے تعبیر دی ہے اسی طرح حضرت زکریاؑ کو جب خداوند عالم نے عالم مثال میں واقعہ کر بلا دکھایا تو فرمایا

کھیلے۔ یعنی کہ ان میں واقعہ کر بلا مضمربہ (از منہ جزم۔ ان الفاظ کی تفسیر میں حضرت ولی العصر۔ عالم کلام ربانی امام العصر علیہ السلام عجل اللہ فرجہ تشریف نے فرمایا ہے کہ "کاف" سے کر بلا مراد ہے۔ "ہ" سے ہلاکت عترت رسول خدا مراد ہے۔ "ی" سے قاتل امام حسینؑ۔ یزید ملعون مراد ہے۔ "ع" امام حسینؑ اور الطہم واصحاب کی تشذوہائی مراد ہے۔ اور اس سے آپ اور آپ کے اہلبیتؑ کا صبر کرنا مراد ہے) جب حضرت ذکریا کو حضرت رسول خدا انرا زمان کے نواسہ حسینؑ کی شہادت کی خبر سنی۔ تین دن تک آپ اپنے گھر سے باہر نہ نکلے برابر مغوم و مخزون رہے۔ اور گریہ و زاری کے علاوہ اور کوئی کام نہ تھا۔ پس جناب ذکریا نے دعا کی کہ پروردگار! مجھے ایک فرزند عطا کر مجھے اس کی محبت عطا کر اور اس کو مجھ سے وہی نسبت ہو کہ جو حسینؑ کو ان کے جد و پدر سے ہے۔ اور میرے دل میں میرے فرزند کی مصیبت کا اثر ہو تاکہ ذائقہ مصیبت چھک کر مصائب حسینؑ یاد کروں اور رویا کروں۔

پس خداوند عالم نے آپ کو فرزند عطا کیا جن کا نام یحییٰ تھا۔ اور امام حسینؑ اور یحییٰ میں مشابہت پائی جاتی ہے دونوں کا انجام مصیبت ایک ہی ہے دونوں کے سر قلم کیے گئے۔ یحییٰ کا ایک زانیہ عورت کو ہدیہ کیا گیا اور سر مطہر امام حسینؑ ابن زیا و ملعون و لہ الحرام کو کوفہ میں پیش کیا گیا۔

حضرت اسمعیل اپنے قول و فعل میں صادق و امین تھے۔ ان کا سر مبارک اور چہرہ مبارک پر خراشیں ڈالی گئیں۔ اس وقت سطا طائل ملک جو عذاب کرنے پر مامور ہے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے فریح اللہ اگر آپ حکم دیں تو میں تیری قوم عذاب میں مبتلا کروں کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ آپ نے

فرمایا کہ اے سلاطین میں اس مصیبت و ابتلاء میں فرزند رسول اخرا زمان یعنی حسینؑ فرزند فاطمہؑ دختر رسول خدا کی پیروی کروں گا تا کہ میرا نام بھی مظلوموں میں شامل ہو۔ حضرت موسیٰ عمران جب حضرت خضرؑ کے پاس گئے۔ سلام کیا حضرت خضرؑ نے دریافت کیا کہ تو کون ہے شخص تو فرمایا کہ میں موسیٰ کلیم امّ ہوں اور عمران میرے باپ کا نام ہے آپ نے دریافت کہ اے موسیٰ میرے پاس کس عرض سے آئے ہو عرض کیا کہ وہ علم مجھے بھی تعلیم کریں جو آپ کو حاصل ہے حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ اِنِّیْ دُوْکِتْ بِاَمْرِ لَا تُطِیْقُهُ اے موسیٰ بعض ایسے امور ہیں کہ جن پر تم قائم نہ رہ سکو گے۔ جہیز کر سکو گے پس حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

قَدْ ثَبَّهَ عَنْ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَنْ بِلَادِهِمْ وَبِعَمَّالِیْنِیْہِمُ حَقِّیْ اسْتَدْبَکْتُہُمَا
پس حضرت خضر علیہ السلام نے مصائبِ الہیت رسول خدا اور ان کی عمرت پر کہ وہ مصائب کا ٹوٹنا بیان کیا۔ اور ان کے فضائل بیان کئے اور ان کے اسماء بتلائے یعنی محمد و علی و فاطمہ حسن اور حسین کے اسماء مبارک بتلائے اور فرمایا کہ اس کے عوٰنی خدا نے مجھے یہ مرتبہ عطا کیا ہے۔ بس موسیٰ نے دعا کی کہ خدایا تو مجھے امت محمد مصطفیٰ اصلی امّ علیہ و آلہ وسلم میں گردان۔ (تا کہ میں غم سین سے متاثر نہ ہوں)

روایت ہے کہ حضرت مرثیہؑ نے اپنے بیٹے عیسیٰ کو ایک رنگین (صباغ) کے پیر دیکھا کہ کپڑے رنگا کریں۔ جناب عیسیٰؑ نے جب اس کی دوکان پر کام کیا تو ایک روز تمام سوئی کپڑے اور غلاف وغیرہ جو مختلف رنگوں میں رنگنے چاہتے تھے۔ ان سب کو ایک ہی نیلے رنگ میں رنگ دیا۔ آپ نے ایسا اس لیے کیا کہ غم

ورج حضرت سید الشہداء علیہ السلام کہ جو عیسیٰ کو تھا ظاہر ہو جائے۔ ورنہ کہ آپ کو تو گوارہ ہی میں کتاب و نوت مل چکی تھی۔ ایسا سفیدمانہ کام نہ کرتے کہ مختلف رنگوں کے پڑے سب ہی ایک رنگ میں رنگ دیئے۔ عیسیٰ پر ہی کیا منحصر ہے کائنات کی ہر ایک شے غم امام حسینؑ میں متاثر ہوتی ہے۔ (از مترجم ہماری "الیف المومنین" مخطوطات عزائم مطالعہ کریں۔ چونکہ کائنات کی ہر ایک شے بواسطہ وجود محمد و آل محمد خلق ہوتی ہے۔ اور انہی کے سبب سے وجود عطا ہوا ہے اسی لیے سب نے محمد و آل محمد کی ابتلا و مصائب پر توجہ نام کی ہے۔ اور حسب مراتب گریہ کیا ہے۔ شیخ العارفین شیخ احمد احسانی فرماتے ہیں۔ کُلُّ اَیْکَسَا رٍ وَّ خَضُوْعٍ بِہٖ و کُلُّ صَوۡۃٍ فِہٖ و لَوْحُ الْہُوۡا بِہٖ یعنی کہ ہر ایک شے پر تغیر کا جاری ہونا ضروری ہے۔ پس جب کوئی شکستگی دنیا میں کسی شے کو پہنچتی ہے۔ اور ہر ایک عاجزی و انحرار کی شے پر عارض ہوتی ہے۔ اور ہر ایک آواز کہ وہ اس کے اعتبار سے اظہار غم ہے۔ ہوا میں پہنچتی ہے وہ نوحہ ہوا سے کہ وہ امام حسینؑ کی مصیبتوں میں نوحہ کنان ہے مَا فِی الْوُجُوۡدِ مَعۡجَمٌ لَّمْ یَکُنْ اِلَّا عَرۡقَہٗ حَبِیۡرَۃٌ فِی اسْتَوۡۃٍ یعنی کہ اس دنیا میں خواہ کوئی چیز ناطق ہو یا مامت۔ مگر مصیبت امام حسینؑ میں ان کے ماتم نے ہجرت زدہ کر دیا ہے۔

فَطَبَقَ الدُّنْیَا مَصَابٍ هَوٰی لِمَا سَبَّاقِیْ اَبَدًا اَوْ اَتٰی

یعنی کہ حضرت امام حسینؑ کے مصائب سے تمام عالم متاثر ہوا ہے۔ اور متاثر رہے گا۔

و کُلُّ رَطَبٍ یَنْتَہٰی ذَا یَلَا وَ ذٰی قَوَامٍ یَعْتَبِرُ بِہِ السَّوٰی۔
یعنی کہ ہر ایک چوب تازہ (بزرگدہی) غم امام حسینؑ میں خشک ہو گئی ہے اور لاغر

ہو گئی ہے یہ گویا کہ ایک استعارہ ہے کہ لکڑی کی سرسبزی اور تازگی، ایک حسن ہے۔ مگر وہ غم امام حسینؑ سے متاثر ہو کر پژمردہ ہو گئی ہے۔ اور پیچیدہ ہو گئی ہے۔
 اَمَّا تَرَى الْخَلَّةَ فِي قُبَّةِ ذَاتِ الْاُفْطَارِ وَالْمَشَقِّ خَتَّى
 یعنی کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ درخت خرماء کہ جو تمام اقسام کے درختوں میں ہوشیار ہے اس کے سر پر جو سوغندہ ہے یعنی کہ گنچ ہے وہ بمنزلہ موئے پریشان ہے۔
 یعنی کہ اس نے بھی غم امام حسینؑ میں بال پریشان کئے ہیں۔

مَا سَعَفَتْ فِيهَا اَنْتُمْ هَبْتَ اِحْرَتِ اِلَّا لَهُ خُونِ اِمَامِي شَوَى
 یعنی کہ درخت خرماء کی شاخیں ابھی اپنے کمال کو نہیں پہنچیں مگر وہ مصیبت امام خیر الامام کی مصیبت کی نشاندہی کرتی ہیں۔

اَمَّا تَرَى الْاَثَلِ وَاهْدَابَهُ عِنْدَ الزِّيَاحِ زَا ضِيْنٍ عَلَا
 کیا تو نہیں نے دیکھا کہ جب شاخیں ہوائ سے ہلتی ہیں تو ان سے مدائے نار نکلتی ہے۔

اَمَّا تَرَى الْاِفَاقَ مُغَيَّرَةً وَالشَّمْسُ حُرّاً يُكَوِّرُهُ اَوْ مَسَاءً
 کیا تو نہیں دیکھتا کہ تمام عالم اور کوہ و صحرا کہ ان میں کس قدر غبار ہے وہ غم ہے تو آفتاب کہ نہیں دیکھتا کہ صبح و شام برہنہ سر، سرخ ہو رہا ہے۔

اَمَّا سَمِعْتَ الرَّعْدَ يُبْكِي لَهُ وَالْبَرْقَ وَالسَّحَابَ يَقْطُرُ هُمًى
 کیا تو آسمانی بجلی کا گریہ و نالہ نہیں سنتا اور آتش خیز بجلی نہیں دیکھتا کہ برق قطرات اشک برساتا ہے۔

اَمَّا تَرَى الْغُلَّ زَنَّةً فِي طَيْرِ اَيْنِهِ شَدَّ بِالْبُكَا
 کیا تو نے شہید کی کمی کو نہیں دیکھا کہ اس کا حال پرانگندہ ہوتا ہے اور اس کی آواز

کی گونج اس کا غم امام حسینؑ میں ناکرنا ہے۔

فَكُلُّ بَقْعَةٍ بِهَا قَبْرُهُ وَكَرْبِلَا كُلِّ مَكَانٍ تَرَى
یعنی کہ کل زمین اس کی قبر کی جگہ ہے کہ اس کے غم میں روتی ہے اور تمام عالم اس کے غم میں کربلا ہے۔

وَكُلُّ يَوْمٍ يَوْمُهُ دَائِمًا تَقْصُ شُرْبُ الْمَاءِ عَلَى مَنْ وَعَى
مصیبت امام مظلوم سے عالم کی ہر ایک شے متاثر اس قدر ہے کہ گویا ہر روز روز عاشوراء ہے یعنی کہ غم امام حسینؑ ہر وقت تازہ ہے۔ اور ہر وقت آبِ خشک غم امام علیہ السلام میں تلخ معلوم ہوتا ہے۔

يَضْرِبُ حَجْرَهُ يَا كِيَا وَالرَّمْعُ يَنْحَى قَائِمًا وَانْتَحَى
خبر کہ گلوئے نازنین امام حسینؑ پر ہر اہم وقت گریہ کنان ہے نیزے کے جواہر امام مظلوم کے پہلو پر چلے گریہ کرتے ہیں اور خیر شہادت مولیٰ دیتے ہیں۔
تَبْكِيهِ جُرْدٌ جَارِيَاتٌ عَلَى جِثَامِهِ وَإِنْ تَدْنُقُ الْقُرَى
آہِ نَحْسِ گھوڑے امام مظلوم کے بدن پر ڈورائے گئے۔ گریہ کنان ہیں۔
وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا يَدُّ فِي الْكَوْنِ إِلَّا يُبْكَاءَ تَلَا

بخدا میں نے دیکھا کہ اس عالم کون و فساد میں ہر ایک شے کہ جو موجود ہے وہ امام مظلوم پر گریہ کرتی ہے۔ اور اخبار صحیحہ سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔ البتہ چشم بصیرت کا ہونا ضروری ہے کہ مشاہدہ کر کے۔ خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَأَنَّ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ
تَسْبِيحَهُمْ۔ (سورۃ نئی الزلزلہ آیت ۷۵)

یعنی کہ ہر ایک سے خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ (جب کہ ہر ایک شے میں خداوند تعالیٰ نے تسبیح کرنے کی قوت و دریت فرمادی ہے تو غم امام حسینؑ میں گریہ کرنے کی قوت کا نہ ہونا کیا معنی بلکہ ہر ایک شے گریہ و بکا کی قوت رکھتی ہے اور گریہ کرتی ہے) اور عادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ زمان شہادت امام حسینؑ میں ہر ایک شے سے گریہ ظاہر ہوا ہے آسمان سے خون برسا ہے۔ شجر و حجر سب ہی نے گریہ کیا ہے۔

چنانچہ ایک درخت سے جو کہ قزوین کے قریب ہے ہر سال روز عاشورا محرم خون کے آنسو روان ہوتے ہیں۔ (از مترجم) اگر اس درخت کی طبیعت نامیہ میں خون کا جاری ہونا صغیر ہوتا تو موسم بہار میں جب شجر سبز و شاداب ہوتے ہیں خون جاری ہوتا۔ پس روز عاشورا محرم کو ہر سال خون کے قطروں کا ٹپکنا بلاشبک و شبہ غم امام حسینؑ کے اظہار میں ہے) اور ثقہ حضرت بیقرمانتے ہیں کہ یہ درخت بہت ہی زیادہ کہنہ ہے۔ اور زمان شہادت امام حسین علیہ السلام میں بھی یہ درخت موجود تھا۔ اور جب سے اب تک بقرار ہے اور روز عاشورا محرم ۱۱ میں بھی بمطابق خبر مصدقہ اس درخت سے خون کے آنسو جاری ہوئے تھے۔ ابن شہر آشوب سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے میرے دادا نے خبر دی ہے کہ کہ بلایں جو لوگ موجود تھے۔ ان میں سے کسی ایک شخص کے پاس زعفران تھا۔ لیکن بعد شہادت امام حسینؑ جب اس شخص نے کسی ضرورت سے زعفران کو دیکھا تو وہ خون میں تبدیل ہو گیا تھا۔ اور زمین گر بلا پر پر جگہ جگہ گھاس اُگی تھی۔ وہ خون آلودہ تھی اور اہل عام اسلام میں بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ جو سرخی آسمان پر وقت طلوع و غروب آفتاب ہوتی ہے وہ قبل

شہادت امام حسین علیہ السلام نہیں تھی یہ سرخی اس وقت ظاہر ہوتی ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں۔ روز عاشورا و محرم جب کوئی نگرینہ اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے خون تازہ نظر آتا تھا اور آسمان سے اس دن خون کے قطرے رہے ہیں۔ یہاں تک جس جگہ خون کے قطرے گرے وہاں کی ہر چیز خون سے رنگ گئی تھی۔ ابن ہشام آشوب نے بھی تحریر کیا ہے کہ روز عاشورا آسمان خون کے آنسو دیا ہے۔ یعنی کہ آسمان سے خون برسا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فاطمہؑ کا ہے نعرہ زن ہوتی تھیں کبھی نوحہ کنان۔ میں سے آتش جہنم میں جوش پیدا ہوتا تھا۔ اگر ملائکہ اس کے جوش کو ٹھنڈا کرتے تو آتش جہنم کی سوزش سے زمین متاثر ہوتی اور اہل زمین جل کر خاک ہو جاتے۔ اور یہ فرما کر حضرت صادق آل محمدؑ دیر تک گریہ فرماتے رہے اور اگر سیدہ عالم ایک اور ہے آواز استغاثہ بصورت آہ و نوحہ بلند کرتیں تو اہل زمین فنا ہو جاتے۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا اے فرزند رسولؐ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَذَا الْاَمْرُ عَظِيمٌ۔ کہ یہ امر تو امر عظیم ہے آپ نے فرمایا کہ غَيْرُهُ اَعْظَمُ مَا لَمْ تَسْمَعْهُ۔

ابھی تو میں نے تم پر ظاہر نہیں کیا۔ اس سے بڑھ کر بھی ایک اور امر عظیم ہے فرمایا اے ابوبصیر اَمَّا نَحْبُ اَنْ نَّكُوْنَ فِیْمَنْ یَّسْعُدُ فَاطِمَةَ اَیَا تُوْنِیْ جَابِلًا کہ ہمارے جدِ نبیؐ پر برباد از بلند گریہ کر کے فاطمہ کو تسلی دے کہ آنسو زخم ہائے خاتونِ جنت کے مرہم ہوں گے۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ مجھ پر گریہ کا جوش ہوا میں روتے روتے بیتاب ہو گیا۔ اور آپ اپنے مصلہ پر تشریف لے گئے۔ میں باہر چلا آیا۔ اے شیعو۔ مصیبت امام حسینؑ پر گریہ کرو۔ اور باوازا بلند گریہ کرو۔

حضرت امام العزیز الزمان علیہ السلام فرمے زیارت ناحیہ میں فرماتے ہیں کہ
 وَأُقِيمَتْ لَكَ الْمَائِمَةُ فِي أَعْلَى عِلِّيِّينَ ، وَلَطَمَ عَلَيْكَ حُورُ الْعِیْنِ
 یعنی کراے حسینؑ مظلوم آپ کا ماتم اعلیٰ علیین میں کہا جابا رہا تھا اور آپ کے غم میں حوران
 جنہاں اپنا مسہ پیٹ رہی تھی زیارت مخصوصہ میں کہہ کر اول رجب اور نصف شعبان میں
 پڑھی جاتی ہے وارو ہوا ہے کہ اَشْهَدُ لَقَدْ أَقْشَعْتَ لِدِمَائِكُمْ أَظْلَمَ الْغُرُثِ
 مَعَ أَظْلَمَةِ الْخَلَائِقِ وَسُكَّانِ الْجَنَانِ وَالْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔

یعنی کراے میں گواہی دیتا ہوں کہ اے مظلوم کہ بلا آپ کے خون پاک کے زمین پر جاری
 ہونے والے عرش اعظم الٰہی لرز گیا۔ اور تمام مخلوقات کانپ گئی۔ تمام اہل بہشت، ساکنان
 صحر اور دریا اور اظلمہ عرش، اور اظلمہ خلایق متاثر ہوئے واضح رہے کہ اظلمہ سے عالم
 تجرد مراد ہے یعنی کہ وہ مخلوق جو عالم فریبی ہے وہ بھی غم امام حسینؑ سے متاثر ہوتی
 ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ مَا أَظْلَمَ لُ۔ کہ ظلال کیا چیز ہے مضموم
 علیہ السلام نے فرمایا کیا تو اپنے سایہ کو نہیں دیکھتا کہ آفتاب کی روشنی میں ہوتا ہے
 اور وہ کوئی شے نہیں ہے۔ ہاں اہل بہشت عزا امام حسینؑ پر پا کرتے ہیں حالانکہ
 بہشت جاو غم و الم نہیں ہے۔ مگر چونکہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بہشت اور
 بہشت کی چیزیں اور عوریں سب نور امام حسینؑ سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس ان کا وجود
 اور جن سب کچھ حسینؑ سید الشہداء کی بدولت ہے لہذا لہذا راحت امام حسینؑ ان
 کے لیے خوشی و مسرت کا باعث ہے۔ اور غم امام حسینؑ ان کے لیے غم و اندوہ کا
 باعث ہے۔ پس امام حسینؑ کی پشہ مردگی ان کی پشہ مردگی ہے۔ لہذا جب کہ امام حسینؑ
 زمین پر بلا پر خاک و خون میں غلطاں پڑے رہیں اور ساکنان بہشت اس غم میں
 شریک نہ ہوں۔ ایسا کیوں کہ ہر کتا ہے۔

مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شب معراج میں داخل بہشت ہوا تو میں نے سارے بہشت کی سیر کی اور قصر باہر جنت دیکھے جبرئیل اس نے سیب کے ایک درخت سے ایک سیب توڑا۔ اور مجھے دیا جب میں نے اس کو توڑا تو اس میں سے ایک حور نکلی جس کی آنکھیں سیاہ تھیں میں نے اس سے دریافت کیا لَعْنُ أَنْتَ - کہ خدانے تجھے کس لیے خلق فرمایا ہے پس یہ سنتے ہی اس حور پر گریہ طاری ہو گیا۔ اس نے کہا لَا بِنَاكَ الْمَظْلُومِ الْحَسْبَيْنِ کہ خداوند عالم نے مجھے آپ کے فرزند حسین مظلوم کے لیے خلق فرمایا ہے مختتم بارگاہ قدس میں کہ جو جوارح مال نہیں ہے تمام قدسیان ملک کے سرِ غم امام حسین میں ان کے زانوؤں پر چپکے ہوئے ہیں۔ یعنی سب غمگین ہیں اور تمام جن و ملک شرف ترین اولاد آدم پر گریان کنان ہیں یعنی امام حسینؑ خردم ہیں ان کے غم میں فرشتے اور جن سب ہی نوحہ کنان ہیں۔ امام حسینؑ کی مصیبت کوئی کم نہیں ہے۔

هَذَا مُصَابِ الَّذِي جَبَّيْتُ لَهُ خَادِمَهُ نَاغَاهُ فِي الْمَهْدِ اذْ يَنْطُتُ تَمَامُهُ
خدا یا یہ کیسی مصیبت ہے کہ جبرئیل جس کی خدمت گزاری کرے اور اس کے خادم ہونے پر فخر کرے۔ یہ کیسی مصیبت ہے کہ جس کا گہوارہ جبرئیل جھلائے اور لوریاں دیتا ہے۔

سَبَطُ النَّبِيِّ ابْوَالَاطِمَارِ وَالِدُهُ الْكُؤَارُ مَوْلَا اَقَامِ الدِّينَ صَارِمُهُ
صَنُو النَّبِيِّ جَنَاقَلْبِ الْبَشَوِلْ لَهُ اَقْسُومَةُ لَيْسَ فِيهَا مَنْ يُقَارِ سَمُهُ
یہ مصیبت سبط رسولِ مختار و نور نگاہ حیدر کرار، اور قوت یازو سے حسن باوقار

اور قلب حضرت خیر النساء ہے کہ وہ اعتبار حسب و نسب، نجابت و شرافت تمام اہل عالم میں ایام حسینؑ بے مثل و بے نظیر ہیں۔

مَطَهَّرٌ لَيْسَ يَفْتَشُ الرَّيْبُ سَاحَتَهُ وَكَيْفَ يَفْتَشِي مِنَ الرَّحْمَنِ صَارِمُهُ
 ۱۔ آپ معصوم و پاک و پاکیزہ ہیں ہر قسم کے ریب سے ہر قسم کی نجاست سے بڑا
 ہیں۔ آپ کی طہارت کی یہ حد ہے کہ خدا نے آپ کو پاک و پاکیزہ کیا ہے۔
 اللَّهُ طَهَّرُ تَوَلَّى اللَّهُ عَصَمَتْهُ أَرَادَ الْأَرْجَسُ عَظِيمَاتٍ جَبَّارِمَةً
 اس کی طہارت کی بلندی کا کیا کہنا کہ جس کو خدا اپنے ارادہ سے پاک و پاکیزہ کرے۔
 جب کہ ارادہ خدا عین امر اور عین فعل ہے کہ ہر قسم کے جس سے پاک رکھے۔ پس
 امام حسینؑ چونکہ خاص آل عیامیں لہذا ان کا قتل اور قتل میں شریک لوگ سب کے سب
 جس میں ناپاک ہیں یعنی بے دین ہیں۔

لِلَّهِ مَجْدٌ سَمَا الْأَمْلاكَ رَفَعَتْهُ
 مَاذَا الْعُلَى عِنْدَ مَا رَدَّتْ دِعَائِمُهُ

یعنی کہ یہ مرتبہ و بزرگی کس قدر عظیم و اعلیٰ ہے۔ کہ آپ کی رفعت افلاک سے بھی بالاتر
 ہے۔ اس لیے کہ جب امام حسینؑ شہید کر دیئے گئے تو نمود ہائے رفعت منہدم
 ہو گئے۔

ضَيْفٌ أَلَمْ يَرْضَ وَرَدَهَا شَرُّهُ قَفَى يَمْدًا وَهُوَ ظَائِمُ الْقَلْبِ هَائِمُهُ
 مہمان تازہ کو جب کہ پانی بکثرت موجود ہو کون ہے جو پانی پینے سے روکے لیکن
 قوم جفا شعار نے یہ خیال نہ کیا کہ حسینؑ مہمان تازہ ہیں پانی بند نہ کریں۔ امام علیہ السلام
 کو پانی تک نہ دیا اور تشنگی و بے رغبتی ہوئے۔

لَكِهِيَ عِىَ عَلَى مَا حِدٍ أَرَيْتُ أَنَا مَلَهُ عَلَى السَّحَابِ عَدَا سَقِيَاهُ خَائِمُهُ
 و احسن آنکہ جس کا دست کم زمانہ کے لیے ابر بہار سے زیادہ سودمند ہو زمانہ بھر کے
 لیے عام ہو وہ حیف و حیف کہ پانی کے لیے نہ رہے۔

لَهُمَّ عَلَى الْأَصْرَعِ فِي الطُّفُوفِ قَاءَ عَيْدِ الْعَلِيلِ بِذَاكَ الْيَوْمِ سَائِعَةً
اس دن سے پناہ طلب ہے کہ ہم روزِ امام حسینؑ اور آپ کے عزیز و انصارِ بزرگوار
و اولادِ سب کے سب قتل ہو گئے۔ اور صرف ایک فرزندِ علیل و ناتواں سیدِ بجاو
باقی رہ گئے۔

أَقَمْتُ يَوْمَ مَبِيتِهِ حَجَّتَ مَلَأَ حُمْهُ ثُمَّ انْجَلَى وَبِهِ قَتْلَى غَنَائِمُهُ
تمام عالم۔ کوہِ صحرانِ شجر و حجرِ غبار آلودہ ہو گئے تھے۔ اس روز جب کہ امام حسینؑ شہید
ہوئے۔ اور جب غبارِ ختم ہو گیا تو معلوم ہوا۔ کہ کون کون زمینِ مقفل میں سو رہا ہے
کون کون خاک و خون میں غلطاں پڑا ہے۔ روزِ مصیبتِ امام حسینؑ بدترین روز
ہے۔ ایسا سخت دن خاصانِ خدا میں سے کسی پر نہیں گزرا۔ حضرت امام رضا علیہ
السلام فرماتے ہیں کہ اِنَّ يَوْمَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ أَقْرَحُ جُفُونَنَا وَ أَسْبَلُ دُمُوعَنَا
وَ أَذِلَّ عِزَّنَا بَارِضٌ كَرَبِلَا۔ یعنی کہ شہادتِ امام حسینؑ نے ہماری آنکھوں
کو زخمی کر دیا۔ ہمارے آنسوؤں کے چشمے بہہ گئے۔ اور زمینِ کربلا پر ہماری حرمت
و عزت کو پامال کیا گیا۔ ہمارا یہ غم قیامت تک رہے گا۔ یہ بھی آپؑ نے فرمایا کہ
کہ جب حرمِ کاچاند فلک پر نمودار ہوتا تھا تو ہمارے پدرِ بزرگوار کو کس نے ہنسنے ہوئے
تہیں دیکھا۔ بلکہ حزن و اندوہ میں دیکھا ہے۔ اور خصوصاً روزِ عاشورا حرمِ برابرِ گریہ
و راری اور نوحہ و ماتم میں گرتا تھا۔ کیونکہ اس دن حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں
جنابِ کلینیؑ نے ابان بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلامؑ کو اور دسویں محرم کے روزے کے متعلق سوال
کیا ابخنا ب نے فرمایا۔ تَا سَوْعَا يَوْمَ حَوْصَرْنِيهِ الْحُسَيْنِ وَ أَصْحَابَهُ بَكْرَبِلَا
وَ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ خَيْلُ أَهْلِ الشَّامِ وَ اتَّخَذُوا عَلَيْهِ يَمْحَى كَرَبِ بْنِ مَحْمُودٍ وَ تَارِيخُ

جس دن امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کو یزیدی افواج نے گھیر لیا تھا اور خیام اہلبیت کے گرد اپنے لشکر کو بٹھادیا تھا۔ اور اس دن ابن زیاد بد نہاد اور عمر ابن سعد نے اپنے لشکر کی کثرت و زیادتی پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ و احسرتا ہمارے جد مظلوم بکہ و تنہا رہ گئے تھے۔ اور دسویں مرم اَمَّا یَوْمُ عَاشُورَا قِیَوْمٌ اُصِیْبَ فِیْہِ صَرَیْعَا بَیْنِ اَصْحَابِہِ وَ اَصْحَابِہُ حَوْلَہُ صَرَیْعَی عِرَاۃَ یَعْنِیْ کہ دسویں محرم کا وہ دن ہے کہ جس دن حسین مظلوم اپنے عزیز و انصار و اصحاب کے ساتھ بظلم و جور شہید کیے گئے بخدا یہ دن روزے کی نہیں ہیں۔ بلکہ گریہ و زاری اور غم و اندوہ کے دن ہے یہ دن زمین و آسمان اور مومنین کے لیے غم و اندوہ کے دن میں اور ابن زیاد ملعون اور پسر سعد بد نہاد کے لیے خوشی کے دن تھے۔ خداوند عالم اپنا قہر و غضب نازل فرمائے۔ ان پر اور ان کی اولاد پر کہ جو عاشورا و محرم کو خوشی مناتے ہیں جو شخص ان دنوں کو خوشی کا دن قرار دے گا یا اپنے اہل و عیال کے لیے غذا کی فراوانی کرے گا یا ذخیرہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا شر مزید کے ساتھ کرے گا۔

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میں اپنے مولیٰ و آقا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ امام عالی مقام کے چہرہ کا رنگ متغیر ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے عرض کیا فرزند رسول خدا، اللہ تعالیٰ آپ کو ہر ایک غم سے بچا ہے۔ یہ کیا عالم ہے کہ آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہے۔ اور آنکھوں سے ہل اشک رواں ہے۔

حضرت صادق آل محمد نے فرمایا کہ اَوْفِیْ عَقْلَہُ اِنَّتَ اَمَّا عَلِمْتَ اَنْ اَلْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ اُصِیْبَ فِیْ حَتْلِ ہَذَا الْیَوْمِ اَیَا غَا فِلِیْ تُو

یعنی کر کیا تم آج کے دن کی اہمیت سے غافل ہو۔ یہ آج ہی کی تاریخ تھی کہ ہمارے جد مظلوم امام حسینؑ تین دن کے بھوکے پیاسے قتل کیے گئے۔ اے عبد اللہؑ روزے کی نیت کے بغیر دن میں فاقہ رکھو۔ اور بعد عصر فاقہ شکنی کرو۔ کیونکہ بعد ہنگام عصر جنگ ختم ہو گئی تھی اور تین افراد اولاد اصحاب والنصار و اقرباء سب ہی قتل ہو چکے تھے۔ اگر رسولؐ خدا اس وقت زندہ ہوتے تو وہی سب سے زیادہ سوگوار اور پرہیزگار بننے والے ہوتے۔ پس صادق آل محمدؑ اس قدر روئے کر ریش مبارک انسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور اگر رسولؐ اللہؑ زندہ ہوتے تو آپؐ ہی عزاداری امام حسینؑ پر پا کرتے اور نالہ و اسیناء بلند فرماتے۔

فَوَاعِجِبَاهُ مِنْ مَّصِيبَةٍ مَا أَحْفَظَهَا وَبَلِيَّتٍ مَا أَمَرَهَا وَاجْعَلَهَا
وَأَقْدَحَهَا مِثْلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَعَتْرَةٍ وَسَبِيٍّ نِسَاءً وَصَبْتُهُ وَ
دَارٍ وَبِرَاسِهِ فِي الْبُلْدِ إِنَّ مِنْ فَوْقِ عَامِلِ السَّنَانِ فَيَا لَيْتَ رَسُولَ
اللَّهِ عَيْنَا تَنْتَظِرُ إِلَى بَنَاتِهَا وَبَنِيهَا وَهُمْ مَا بَيْنَ مَقْتُولٍ يَجْرِي عَلَيْهِ الصَّدِيدُ
وَأَسِيرٍ مُكَبَّلٍ بِالْحَدِيدِ وَيَبْنِ مِنْ تَحْمُشٍ وَجْهَهَا بَيْدٍ هَا وَمِنْ يُنْزَعُ
قُرْطُهَا مِنْ أَذُنَيْهَا وَيَبْنِ مِنْ لَيْسْتَجِيرُ فَلَا يَجَارُ وَوَيْسْتَعِيْثُ فَلَا
يُسْتَعَاثُ وَمَنْ يَسْتَنْصِرُ فَلَا يُنْصَرُ وَيَسْتَعِيْثُ فَلَا يُعَاثُ فَكَمْ مِنْ
بِدَاءٍ وَاحِدَةٍ وَوَالِئَا عِلْيَاةٍ وَوَحْسِينَاةٍ قَدْ عَلِيَّ فِي الْأَرْضِ
كَرْبَلَا وَكُوْمِنْ اسْتَعَاثَهُ وَأَمْفِيَّتَاهُ وَوَالْمُجْبِرَاةُ وَوَالْهَاشِمِيَّةُ
قَدْ رَفِيعَتْ فِي أَرْضِ بَيْنَوَاعٍ قُوا اسْفَاهُ ابْنِ الْحُسَيْنِ وَابْنِ
أَبْنَاءِ الْحُسَيْنِ وَابْنِ أَخَوَاتِ الْحُسَيْنِ عَزِيْرُ عَلِيٍّ يَا أَبَا عَبْدِ
اللَّهِ إِنْ تُكُوْنُ عَطْشَانًا فَلَا تُرَوِّى وَنَظْرُكَ بِالْحُسْرَةِ

عَلَى بَنَاتِكَ الْعَطَشِي وَسَكَبَ دَمْعَتِكَ عَلَى ذُرَارِيكَ
الْقَتْلَى فَرَمَقْنَاكَ بِعَيْنِكَ إِلَى ذُرَارِيكَ بِلَا حِمَى أَلَمْ يَكُنْ
لِصَوْتِكَ رَاحِمًا وَلِتَضُرَّكَ سَامِعًا أَقْلَمُ يَبْقَى لِمَكَ
حَبِيبًا وَيَدْعُوْتَكَ مُجِيبًا نِيَا مُؤْمِنًا فِي زَعِيمِهِ
مُتَشَبِّعًا وَلَا مُؤْمِنٍ إِلَّا الَّذِي قَدْ تَشَبَّعًا
أَتَفَرَّحُ فِي يَوْمٍ بِهِ ذَبَحَ الْهَدْيَ إِمَامَكَ
فَاغْفِرْ غُفْرَةً يَكْ لَا كَعَا۔

خلاصہ یہ ہے کہ روز عاشوراء محرم حضرت امام حسینؑ اور ان کے انصار و مددگار بھائی بھتیجے بھانجے اصحاب دیاور سب ہی نشانہ تیر و تلوار و سنگان ہو گئے۔
الحرم ایہ و مقید ہوئے اگر رسول اللہؐ زندہ ہوتے اور وہاں تشریف لاتے تو
دیکھتے کہ ان کی بیٹیوں پر کیا کیا مظالم ہوئے۔ سن بتم ہوئیں۔ چادریں پھینکی گئیں
اور آپ کے فرزند علی زین العابدینؑ کو طوق و زنجیر پہنایا گیا اور ان کے چہروں پر
خراشیں پڑی ہوئیں تھیں۔ وہ مدد کے لیے پکار رہے تھے اور کوئی مددگار نہ تھا وہ
استغاثہ کر رہے تھے اور کوئی فریاد رس نہ تھا۔ واہ و اعلیٰ واہ
حسیناہ و الحمد واہ۔ کی صدائیں بلند کر رہے تھے کوئی ان کی فریاد سننے والا نہ تھا
افسوس کہ امام حسینؑ اور ان کی اولاد ان کے بھائی۔ ان کے قریب تدارک کہاں
ہیں وہ زمین نینو پر سو رہے ہیں خاک و غن میں غلطان ہیں اے مومن کیا تو
یہ گمان کرتا ہے کہ شیعہ بیان اور دوستداران اہلبیتؑ اطہار کے لیے وہ دن کہ
جس روز امام حسینؑ اور عزیز و اقربا و اصحاب حسینؑ قتل کئے گئے۔ عید اور خوشی
کا دن ہے۔ جو ایسا خیال کرتا ہے۔ وہ احمق ہے وہ نہ اہلبیتؑ کا دوست تدارک

اور نہ خدا و رسول کا۔ بات غیبی نے روز عاشورا ندادی ہے کہ۔

وَهَاتِفٌ فِي عَاشُورَ حَبْنِكَ مَضْمَعًا وَتَرِبَ الْقَلْبُ أَصْحَى لِمَوْلَاكَ مَضْمَعًا

اے مومن کیا تو روز عاشورا فرشتے اعلیٰ اور تکیہ پر آرام کرے گا حالانکہ تیرا مولیٰ و آقا حسینؑ مظلوم کی خواب گاہ اور بستر خاک کر رہا تھے۔

أَيُّضًا مِنْكَ الْمُتَغَرِّمِينَ بَعْدَ أَنْ غَدَايَ بِهِ تَغَرُّ مَوْلَاكَ الْحُسَيْنِ فِيهِ رَحْلُ آلِ مُحَمَّدٍ وَبَيْتِكَ فِيهِ لَا يَزَالُ مُؤَسَّعًا۔

کیا اے مومن کیا اس روز کہ جب منازل آل محمدؐ کو غارت کیا اور خیام اہلبیتؑ کو تاراج و برباد کیا۔ تو اپنے گھروں کو آرام نہ کرے گا۔ اپنی منزلوں کو سجادے گا۔ اور اپنے اہل و عیال اور اپنی آپ کو آرام پہنچائے گا یہ تو شیوہ محبت کے خلاف ہے۔

فَيَا لَيْتَ سَمِعْتِ صَوْرَةَ ذِكْرِ قِتْلِهِ
وَيَا لَيْتَ لَمْ يَجْلُو لِي اللَّهُ مُسْتَسْعَا

کاش کہ میں نہ ہوتا یا میرے کان نہ ہوتے میں بہرہ ہوتا اور میں قتل امام حسینؑ کی خبر نہ سن سکتا۔

سَابِقِي دَمًا بَعْدَ الدُّمُوعِ لِقَدِّهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ يَتَرَكُ الْحُزْنَ مَدْمَعًا

یہی بڑا غم ورنہ ہے آنکھوں کے آنسو تکھ ہو گئے ہیں۔ لیکن ہانا چاہئے کہ روز عاشورا عزم اہل اسلام پر عجیب مصیبت تھی بلکہ تمام پر عجیب مصیبت کا وقت تھا۔ خدا کی قسم غم شہیدان کہ بلا کا داغ اہل ایمان کے دلوں سے ہرگز محو نہ ہو گا۔ بلکہ روز عاشورا اگر یہ و بکا کا دن ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا اگر کوئی شخص روز عاشورا محرم اپنی حاجات کے پورا ہونے کی سہی کرے گا۔ تو خدا اس میں برکت عطا نہ کرے گا۔

اور اس سے روز قیامت باز پرس ہوگی کہ وہ تزن و ملال کا دن تھا اور تو نے اپنی حاجات پورا کرنے کی سعی کی بس اس شخص کا حشر بیزید بن معاویہ، ابن زیاد اور عمر بن سعد کے ساتھ ہوگا۔ تعجب ہے اس دل پر کہ جو روز عاشورا، محضوں و مغموم نہ ہو۔ حسین ابن خارجہ نے روایت کی ہے کہ ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے۔ پس ہم نے امام حسینؑ کو یاد کیا اور ہم پر گریہ طاری ہوا۔ اس وقت امام علیہ السلام پر بھی گریہ طاری ہوا۔ اور فرمایا کہ ہمارے جد مظلوم نے فرمایا تھا: **أَنَا قَتِيلُ الْعَبْدَةِ لَا يَذْكُرُنِي صَوْمِنُ إِلَّا بَيْكِي** یعنی کریں کشتہ گریہ و زاری ہوں ایسا شہید ہوں کہ مجھ پر جس قدر بھی رویا جائے کم ہے۔ مجھے نہیں یاد کرے گا مومن مگر یہ کہ وہ روئے گا۔ چنانچہ ابن قولیہ سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک روز امام حسینؑ سے فرمایا: کہ اے میرے فرزند مجھ پر ادائیں بھی اٹھا کر بار ہوئے اور آخرین بھی روئیں گے۔ امام حسینؑ نے عرض کیا **جُعِلَتْ فِدَاكَ**۔ یعنی کریں آپ پر فدا یہ فرمائے کہ مجھ لوگ کیوں روئیں گے۔

فَدَا الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيْسَ فُكْنٌ بَنَوَامِيَّةٍ دَمْعَكَ ثُمَّ لَا يَذْكُرُنِي عَنْ فَيْدَاكَ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اس ذات گرامی کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بنو امیہ نہ ہارا خون بہا دیں گے مگر وہ تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ نہیں کر سکیں گے یہ سن کر حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ بخدا میرے لیے یہی کافی ہے۔ کہ میں خدا اور سولؐ کی تصدیق کرتا ہوں اور اپنے پدر بزرگوار کی تکذیب نہیں کرتا مطلب یہ ہے کہ امام حسینؑ نے جو کچھ کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا۔ وقت آنے پر لفظ بلفظ تصدیق کی۔ اور آپ اپنے دین پر قائم رہے

502

چنانچہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دن اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہوئے پوچھا پروردگار! تو نے امت محمدیہ کو دوسری امتوں پر کس لیے فضیلت دی ہے۔ ندا آئی۔ انہیں دس چیزوں کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔ موسیٰؑ نے عرض کیا وہ دس چیزیں کون سی ہیں جو وجہ فضیلت ہیں۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ وہ چیزیں نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد جمہ جماعت قرآن، علم اور عاشورا ہے۔ پھر موسیٰؑ نے خداوند عالم کی بارگاہ میں سوال کیا پروردگار! عاشورا کیا ہے۔ پھر ندا آئی اے موسیٰ۔ وہ سب سے پیغمبر آخر الزمان پر رونا اور رُلانا ہے کیونکہ عاشورا سب سے بڑا روز ہے جس کی شہادت کا روز ہے اس زمانہ میں کوئی ایسا بندہ نہ ہوگا کہ جو اس کی شہادت اور مصیبت پر نہ روتے اور یا دوسرے کو نہ رلایا یعنی سب اس پر گریہ کریں گے اور اس کی صف عزابریا کریں گے۔ اور اسے موسیٰؑ میں ان کے لیے بہشت کو مخصوص کروں گا اور جو شخص اس کی محبت ہی مال خرچ کرے گا خواہ وہ ایک درہم ہی کیوں نہ ہو میں اس کے مال میں برکت دوں گا۔ وَعَرَفْتِي وَجِلَالِي مَاهِنْ اِمْرَةً اَوْ رَجُلٍ سَال دَمْعَ عَيْنِيهِ فِي يَوْمِ عَاشُورَا عَوْنِيهِ قَطْرَةً وَاحِدَةً الْاَوَّلَا وَكُتِبَ لَهُ اَجْرُ اِمَانَةٍ شَهِيدٍ یعنی کہ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے جس عورت یا مرد کی آنکھ سے اس کی مصیبت پر آنسو ٹھک کر اس کے رخساروں پر آئیں گے میں اُسے سو شہیدوں کا ثواب مرحمت کروں گا۔ فَتَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَعَيْنٍ لَا تَدْمَعُ يَتِ الْعَيُونُ اِنْبَاخِلَاتٍ بِدَمْعِهَا يَوْمًا عَلَيْكَ اَهَا الْوَمَوْجُودُ۔

یعنی کہ وہ آنکھ جو غم امام مظلوم میں آنسو نہیں برساتی تو کدو ہے میں نہیں چانتا کہ پھر وہ

آنکھ کب آنسو برسائے گی کون سی ایسی عظیم مصیبت ہوگی کہ جس میں وہ آنکھ گریہ کرے گی۔ جو شخص غم امام حسینؑ میں گریہ نہیں کرتا وہ خاکِ مذلت اپنے سر میں بٹکا ہے اور جو شیعہ نہیں روتا ہے۔ اس نے پوری قوم کو ذلیل کر دیا۔ یہ نہیں سمجھتا کہ شیعہ کی ذلت و رسوائی مولیٰ کی ذلت و رسوائی ہے اور مولیٰ کی عزت و غلام کی عزت کا سبب ہے۔ پس ہمیں ہکا علیؑ الحسنؑ کے ذریعہ اپنی عزت کی حفاظت کرنی چاہئے بشرِ بعدانی نے حضرت امام مولیٰ ابن جعفر علیہما السلام سے پوچھا کہ لوگ کب سے ذلت میں مبتلا ہوئے۔ فرمایا: جِئِن قُتِلَ حُسَيْنٌ بِنُ عَلِيٍّ۔

کہ جب سے حسینؑ ابن علیؑ شہید کیے گئے اور ابن زیاد عاملِ عراق مقرر کیا گیا۔ اور حجر بن عدی کو تاحق قتل کیا گیا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ جس دن حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے اس دن اہل مدینہ نے یہ غلیبہ آواز سنی کہ الْيَوْمَ نَزَلَ الْبَلَاءُ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ۔ کہ آج کے دن اس امت پر بلائے عظیم نازل ہوئی پس ہرگز روزِ عاشورا غوثی نہیں کرنی چاہئے تاکہ جانا شمار ان لوگوں میں نہ ہو کہ جو قاتلانِ امام حسینؑ اور ان لوگوں نے روزِ عاشورا محرمِ نوشی کی تھی۔

عبداللہ بن عبد الطیف تفسیسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے کہ جب روزِ عاشورا محرمِ امام حسینؑ کے جسمِ مطہر پر متواروں کے وار ہونے لگے اور آپ مجروح ہو گئے دشمنوں نے چاہا کہ آپ کا سر مبارک تن سے جدا کریں تو یطینِ عرش سے ندا و رب العزت اٰی الْاٰیٰتِہَا الْاُمَّةُ الْمُتَّحِبَّةُ الظَّالِمَةُ بَعْدَ نَبِیِّہَا لَا وَفَقَکُمْ اللّٰهُ لِاَرْضِیْ وَلَا فَطَرَ۔ یعنی کہ اے حیرت زدہ عالمِ امت! اب تو اپنے نبی کے بعد عیدِ اشقی اور عیدِ فطر

کی سعاد توں سے محروم رہے گی خداتم کو عید فطر کی توفیق عطا نہ کرے۔ اے اہل عاشورا اور اے مصیبت زدگان فرزند شافع محشر لباس غم پہنو اور گریہ کرو کہ دشمنان دین نے اہلبیت رسول خدا کو مثل ایمران ترک و ولیم ایسر کیا ہے۔

الْيَوْمَ شَقُّوْا حَبِيْبَ الدِّيْنِ وَ اَتَمَّهَبْ بَنَاتُ اَحْمَدَ نَفْيَ الدُّوْمِ وَ اَلْجَبِيْنِ

آج کے دن یعنی روز عاشورا حضرت گریبان چاک میں اہل آسمان وزمین اہلبیت طاہرین کی حرمت برقرار رکھتے ہیں لیکن اس قوم جفا شعار نے اہلبیت رسالت کو ایسر کر کے بے دینی کا ثبوت دیا ہے اور اس طرح ایسر کیا ہے جیسے کوئی ترک و ولیم کے لوگ ایسر ہوتے ہیں۔

الْيَوْمَ شَقُّوْا اَهْلِي الزَّهْرَاءِ كُلَّتْهَا وَ سَاوَرَهَا بَتْنُ كَيْبٍ وَ تَحْزَنِي

اہل کین نے تاج فاطمہ غارت کر دیا ہے اور آپ کو غم و اندوہ میں محصور کر دیا ہے یعنی کسیدہ عالم انتہائی غم و اندوہ میں ہیں۔

الْيَوْمَ زُعْزَعُ قُدْسٌ مِنْ جَوَانِبِهِ وَ طَاحَرَ بِالْجَيْلِ سَادَاتِ الْمَبَادِيْنِ

آج ارکان قدس لرز رہے ہیں۔ آج بڑے بڑے نامدار بہادر اپنے اپنے مکرکوں سے گر پڑے ہیں۔ یعنی زخمی ہو کر زمین پر پڑے ہیں۔

الْيَوْمَ قَامَ بِاَعْلَى الطُّفِّ نَادِبُهُمْ يَقُوْلُ مَنْ لِيْتَيْتُمْ وَمَنْ الْمُسْكِيْنِ

آج زینب خاتون نوحہ کنان بلندی پر کھڑی ہوتی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ ہے کوئی جو یتیم اور یتیموں کی فریاد کو سنے۔

الْيَوْمَ خَضِبَتْ حَبِيْبُ الْمُصْطَفٰى اِيْدَمَ اَمْسٰى عَجِيْرُ تَحْوَرِ الْحَوْرِ وَ اَلْعَيْنِ

آج کے دن حضرت رسول خدا املاک اعلیٰ کے ساتھ اپنے فرزند حسین کی لاش پر تشریف لائے ہیں۔ اور آنحضرت نے اپنے کپڑوں اپنے فرزند کے خون سے رنگین

کیا ہے اور اس خون پاک سے خوشبو بہشت آرہی ہے خوشبو عبیر آرہی ہے کہ جو رانِ جنان لگاتی ہیں۔

الْيَوْمَ خَرَجْتُمْ الْفَجْرَ مِنْ مُضَرَ عَلَى مَنَاخِرٍ تَذَلُّ لَيْلٍ وَتَوْهِيْنِ
آج وہ دن ہے کہ فلک عزت و جلال کے تابندہ ستارے افق سے زمین پر گر پڑے ہیں یعنی شاہِ سوارانِ حسینی زخمی حالت میں یگ کر بلا پر پڑے ہیں ذراتِ بیتِ ان کی تابانگی کے سامنے ماند ہو رہے ہیں۔ گویا ذرات نے چمک چھوڑ کر شاملِ عرا گلے میں ڈلی۔

الْيَوْمَ هَيْتَكَ اَسْيَابُ الْهَدْيِ مَرْقَا وَبُرَقَتْ عُرَّةُ الْاِسْلَامِ بِالْهُيُونَ
آج کا دن وہ دن ہے کہ آثارِ ہدایت ختم ہو گئے ہیں کفر و منکالت حاوی ہو رہا ہے اور اسلام جو دینِ ہدایت ہے ذلیل و خوار ہو رہا ہے۔

اطْفَالُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ قَدْ قُطِمُوا . مِنَ الشَّيْءِ بِاَنْيَابِ الشَّعَابِينِ
حضرت فاطمہ زہراؑ کے اطفال یعنی بچوں کو شیر پیسہ نہیں ہے اور تیرہ ڈتیر کے ذریعہ فہم آلود بانیؑ یعنی آبِ تیر و نیزہ ان کو پلایا جاتا ہے عروہ بن قیس سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوذرؓ کو غلیقہ ثالث نے یدینہ سے ریزہ کی جانب جلا وطن کر دیا تو اہلِ ایمان نے ان کی دلجوئی کرتے ہوئے ان سے کہا کہ تمہیں اس پر مطمئن ہونا چاہیئے کہ تم نے اب تک جو کام کیے ہیں وہ سب کے سب خدا کی راہ میں انجام پذیر ہوئے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ وَلَكِنْ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ قَتَلَكَ يَهُودِيٌّ كَرِيمٌ درست ہے لیکن جو مصیبت اس امت پر قتلِ حسینؑ سے نازل ہوگی وہ سب مصیبتوں کے عظیم ہے اور اس کے بعد اس امت میں شمشیرِ انتقام ہمیشہ نیام سے باہر رہے

کی یہاں تک کہ خدا سے تعالیٰ ان کی ذریت میں سے اس کو ظاہر کرے گا کہ جو پور پورا
 انتظام لے گا۔ اے شیعو اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ناصران امام حسینؑ بنو تو تمہیں چاہیے کہ
 مصیبت امام حسینؑ غیب گیر کرو۔ اس قدر گریہ کرو کہ روتے روتے روح پرواز کر جائے
 اَلْبَلَاءُ الْحَشِرُ لَا بِلَیَوْمِ عَاشُورِ اَلْفَتْحَةُ الصَّوْرُ لَا بِلَیَوْمِ نَفْتٍ مَّصْدُورِ
 کیا قیامت برپا ہو گئی۔ کیا روزِ حشر آگیا۔ کہ تمام عالم منزلِ ازل ہے آسمان وزمین مضطرب
 ہیں۔ کیا صور بھونکا جا چکا کہ عالم پر آشوب ہے یہ سب کچھ اضطرب قتل امام حسینؑ
 کا وجہ سے برپا ہے کہ روزِ عاشورا امام حسینؑ شہید ہو گئے اور ان کے اہلِ محرم اسیر
 و اسیر تارہ و امصیبتاہُ کَیْسَفَتْ شَمْسُ الْهَدٰی اَسْفَا
 وَاصْبَحَ الدِّیْنُ فِیْہِ کَاسِفَا النَّوْرِ

آج کے دن آفتابِ ہدایت گہن میں آگیا۔ بوجہ اظہارِ افسوس آفتابِ فلک بھی گہن
 آلود ہو گیا ہے اور عالم میں دوہری تاریکی چھائی ہوئی ہے۔

یَوْمَیْہِ ذَہَبَتْ اَبْنَاءُ فَاطِمَۃَ لِّلْبَیْنِ مَا بَیْنَ مَقْتُولٍ وَمَآسُورِ
 آج کا دن وہ دن ہے کہ اولادِ فاطمہؑ زہر کو بعض تلواروں اور نیزوں نے پارہ پارہ
 کر دیا ہے اور آپ کی بیٹیوں کو اسیر کر کے در بدر بھرا یا گیا ہے۔

یَا وَقْعَةُ الطَّفِیْ خَلَدَتْ لِقُلُوبِ اَسٰی کَاثَمًا کُلَّ یَوْمٍ یُّوْمِ عَاشُورِ
 واقعہِ بلا و سوز اور غمِ اندوز ہے گویا اہلِ ایمان کے لیے ہر روز روزِ عاشورا ہے
 یعنی کہ غمِ امام حسینؑ ہمہ وقت تازہ اور ہمہ وقت ماتم ہے۔

یَا وَقْعَةُ الطَّفِیْ هَلْ تَدْرِیْنَ اَیَّ قَتٰی اَوْ قَعْتِہِ رَہْنِ تَعْقِیْرِ وَ تَعْقِیْرِ
 اے زمین کہ بلا وہ دن دیکھ کہ جب تیری سرزمین پر بزرگ کائناتِ بلا مصیبت میں
 تھا کہ اس کو پارہ پارہ کر دیا اور اس کے چہرہ مبارک پر گردِ پڑی ہوئی تھی۔

مُصَلِّدٌ بِدَمٍ مَوْعٍ مِنْ أَجْتِهْ وَدِمٍ
شہید بے غسل کہ جس کا غسل آنسوؤں سے ہوا اور اس خون پاک سے ہوا کہ جو وقت
ذبح جاری ہوا تھا۔

مَا عَمَّصَتْ عَيْنُهُ أَيْدِي أَحَبِّتِهْ
دل اجنازتہ شیلدت بتوقیر
ہائے آنسو کئی وقت ذبح اتنا بھی نہ تھا کہ امام مظلوم کی آنکھیں بند کرتا اور نہ کوئی آپ
کا جنازہ اٹھانے والا تھا۔

فَيَا تُهَامُ بَعْرِي مِثْلُ هُنْدِي الْأُمُورِ عَلَى
مِثْلِ الْحُسَيْنِ نَوْرِي يَعْدُهُ مَوْرِي
آیا یہ مظالم حسین علیہ السلام پر اور یہ ستم جگر گوشہ قبول عذر پارے آسمان تو کیوں نہ
متزلزل ہو کر خراب نہ ہوا۔

أَنْتِ يَا أَرْضُ صَبْرِي يَعْدُهُ قَطْعًا
وَيَا جِبَا عَلِيٍّ وَجْهَ الثَّرَاسِيْرِ
اے زمین امام حسینؑ کے شہید ہونے کے بعد تو کیوں پھٹ نہ گی۔ اور اے پہاڑ واپنی جگہ
کیسے بقرار رہ گئے کہ فرزند رسول خدا زین کربلا پر شہید ہو گیا۔

اب ہم مجدلاً مبارزت (جنگ) حضرت امام حسین علیہ السلام سپرد قسط اس کرتے
ہیں چنانچہ علماء اعلام نے لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کے تمام اصحاب
جائ بھتیجے، بھانجے اور اولاد قتل ہو گئی اور سب نے نصرت حسین علیہ السلام نہ لگے
کوٹوا دیئے۔ سین لیکر و تنہا رہ گئے۔ خدا نہ کرے کہ کوئی لشکر والا بغیر عذر ارہ بلے۔

نے فوج نے علم نہ عذر ارث کراست

درد حسین ابن علیؑ بے برادر است

جب کوئی نہ رہا تو امام مظلوم نے حسرت یاس کے عالم میں دائیں بائیں جانب نظر کی۔
اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَرَى مَا يُصْنَعُ بِوَلَدِ نَبِيِّكَ خداوند! تو دیکھ رہا

ہے کہ تیرے بنی آخر کے فرزند سے یہ گودہ جفا کار کیا سلوک کر رہا ہے۔ بس امام مظلوم نے اتمام حجت کے لیے آواز استغاثہ بلند کی۔

هَلْ مِنْ رَاحِمٍ يَرْحَمُ آلَ رَسُولِ الْمُخْتَارِ هَلْ مِنْ يُنْصِرُ الدُّرِيَّةَ الْأَطْهَارَ
آیا ہے کوئی رحم کرنے والا کہ عزت رسول خدا پر رحم کرے۔ اور ان کی نصرت دیا وری کرے۔

هَلْ مِنْ يُجِيرُ لِإِبْنَاءِ الْبَتُولِ هَلْ مِنْ ذَابَّ يَدُ بَعْثٍ عَنْ حَرَمِ رَسُولِ
آیا کوئی ہے کہ جو فرزند فاطمہ کی فریاد سے اور مدد کرے اور دشمنوں کے شر سے عزت رسول خدا کی حفاظت کرے

هَلْ مِنْ مُوَحِّدٍ يُخَافُ اللَّهَ فِيمَنَا هَلْ مِنْ مُصْغِيَةٍ يَرْجِعُ اللَّهُ فِي أَعْلَتِنَا
آیا ہے کوئی خدا پر ایمان رکھنے والا۔ خدا کی عبادت کرنے والا۔ کہ ہمارے حق میں خدا سے ڈرے اور ہمیں نشانہ ظلم نہ بننے دے۔ غرض کہ حضرت امام حسین کی آواز

استغاثہ اہل حرم تک پہنچی ایک شور و غوغا برپا ہو گیا۔ نئی زادیاں گریہ و زاری کر رہی تھیں کہ سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے آواز استغاثہ من کہ پدر بزرگوار یکس و تنہائی کے عالم میں استغاثہ کر رہے ہیں۔ آپ خیمہ سے باہر نکلے۔

مزدوری اور ضعف کے باوجود ایک تلوار اٹھائی اور مقتل کی طرف رخ کیا حضرت ام کلثومؑ نے عقب سے آواز دی کہ اے بیٹا سجاد، اے بیکسوئل کے وارث، اے حسینؑ کی نشانی ہمیں چھوڑ کہاں جاتے ہو۔ ادھر امام حسینؑ نے خیمہ کی طرف رخ کیا دیکھا کہ سید سجاد میدان کی طرف آ رہے ہیں آواز دی ہیں زینبؑ ہمیں ام کلثومؑ سجاد کی موت آنے دو۔ ایسا نہ ہو کہ نسل امامت منقطع ہو جائے۔ بیسوئل نے سید سجاد کو روکا

بعض روایات میں ہے کہ جب ام مظلوم کی آواز استغاثہ اہل حرم نے سنی تو چارویں

اڑھ کر امام کی نصرت کے لیے خیموں سے نکلیں مگر امام حسینؑ نے یہ کہہ کر ان کو روکا کہ
 عورتوں پر جہاد واجب نہیں ہے۔ سید ابن طاووس لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ
 خود خیمہ میں تشریف لائے۔ اور حضرت زینبؑ سے فرمایا۔ نَاوَلِيْنِيْ وَلَدِيْ صَغِيْر
 حَتّٰى اُوَدِّعَهُ لے خواہر طفل صغیر کو لاؤ کہ اس کو وداع کروں پس حضرت
 زینبؑ نے شیر خوار کو لا کر امام حسینؑ کو دے دیا۔ (از ترجمہ یہ بھی مشہور ہے۔ آواز استغاثہ
 سن کر اس ششما سے بچے کو خود کو چھوٹے سے گرا دیا تھا۔ بہر حال بچے کے تپنے سے
 ابھرم میں گریہ وزاری کا شور بلند ہوا۔ اور امام حسینؑ نے میدان سے اگر اس بچہ کو اپنے
 ہاتھوں پر لیا ہے۔ یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ جناب ام کلثوم اور جناب زینب خاتون
 بچے کو لے کر خدمت امام حسینؑ میں آئیں اور فرمایا کہ اس شیر خوار کو تین دن سے نہ دودھ
 ملا ہے۔ اور نہ پانی اس کی مال کا دودھ بھی خشک ہو گیا ہے یہ شیر خوار تین دن سے
 تشنہ لب ہے۔ آپ اس گروہ نابکار سے ایک گھونٹ پانی طلب کریں۔ شاید
 کمریہ ظالم لوگ ترس کھا کر پانی پلا دیں۔ پس حضرت امام حسینؑ علیہ السلام اس شیر خوار
 کو لے کر فوج اشقیاء کے سامنے آئے۔ اور عمر ابن سعد ملعون کے نزدیک پہنچ کر فرمایا
 لے پسر سعد تو نے اور تیرے لشکر نے میرے تمام عزیز و انصار اور اولاد کو قتل کر دیا۔
 یہ بچہ تو جنگ کرنے کے قابل نہیں ہے یہ میرا بچہ پچھ ماہ کا ہے اور پیاس سے
 جان بلیب ہے اے ایک گھونٹ پانی پلا دو۔ وَیْلَکُمْ اَسْفَوْاْ هٰذَا الرِّضِیْعَ
 اَمَا تَرَوْنَہُ یَتَلَمَّحِیْ عَطْشًا مِنْ غَیْرِ ذَنْبٍ اِنَّہُ الْیَکْمُ کو لے ہو تم پر اے گروہ اشقیاء۔
 اس طفل شیر خوار کو تین دن سے پیاسا ہے ایک گھونٹ پانی دے دو۔ اس بچہ
 کا کیا قصور ہے کہ جو اس پر پانی کی بندش کی ہے۔ بنا پر مشہور۔ امام حسینؑ بھی گفتگو
 فرما رہے تھے کہ عمر ابن سعد کے لشکر میں بنی ہاشم کی گئی۔ اور دشمن کی فوج کے اکثریت

متاثر ہوئی اور بہت سے لوگ اس ننھے مجاہد کی پیاس کو سن کر اور پشیمرد کی کو دیکھ کر رونے لگے۔ عمر ابن سعد ملعون نے جب یہ حالت دیکھی تو حرمہ بن الکاہل اسدی ملعون سے کہا کہ تیرے اس بچہ کا کام تمام کر دے۔ اس ملعون نے اپنی کمان میں ایک تیسرہ شمشیر جوڑا اور امام کی طرف تیسرا ایک تیسرا بچے کی گردن پر اس طرح لگا کر بچہ ایک کان سے دوسرے کان تک ذبح ہو گیا۔ علی اصغر تیرہ سال کا امام حسینؑ کے ہاتھوں پر الٹ گئے۔ علی اصغرؑ شہید ہو گئے اور امام حسینؑ علیہ السلام نے بچہ کا خون اپنے ہاتھوں پر سے کراپے روئے مبارک پر لے لیا۔ اور روایت شیخ مفیدؒ آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ شَهِدَ عَلٰی قَوْمٍ قَتَلُوْا شَبَابَةَ النَّاسِ بِهٖ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ۔

خدا یا تو گواہ رہتا اس قوم پر کہ اس نے میرے اس شیر خوار کو قتل کیا کہ جو تیرے نبی محمدؐ کی شبیہ تھا۔ بس آپ نے گلوئے نازنین کے نیچے اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔ اور خون علیؑ اصغرؑ چلو میں لے کر آسمان کی طرف پھینکا۔ اور فرمایا یہ میرے لیے ہل تھا کہ خون آسمان کی طرف پھینک دوں۔ پھر چلو میں دوبارہ خون لیا اور خود اپنے دل سے خطاب کیا کہ اے دل تو صبر کر خدا صابروں کو درست رکھتا ہے۔ بنا پر شہور آپ نے وہ خون ناستی اپنے چہرہ مبارک پر لے لیا۔

ابو مخنف روایت کرتا ہے کہ امام حسینؑ علیہ السلام نے علی اصغرؑ کے شہید ہونے کے بعد فرمایا خداوند! میرا بچہ ناقہ صالح سے کم نہیں ہے خدا یا تو ہمارے لیے اجر آخرت قرار دے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ میں لشکر ابن زیاد میں تھا کہ اس طفل شیر خوار کو میں نے دیکھا کہ جیسے ہی وہ نشانہ تیر حملہ بنا ایک لابی درخیز سے باہر نکلی وہ مجسمہ شرم دیا معلوم ہو رہی تھی ایک قدم کہیں پڑتا تھا۔ تو دوسرا قدم کسی یا، کہہ رہی تھی واولد اکواقیتلہ واصلتہ قلبا ہ۔ ہائے میرے فرزند، ہائے میرے بیگناہ۔

شہید، ہائے میرے قلب کو محضوں کرنے والے مقبول یہ کہتی ہوئی وہ مغفکہ بچہ کے نزدیک پہنچیں اور زمین پر گر پڑیں چند لڑکیاں ان کے ہمراہ تھیں۔ اور سب نے غور کو لاش علی اصغر پر گرا دیا جب امام حسینؑ نے یہ حال دیکھا تو ان سب کو تلمیق بصر کی اور سمجھاتے ہوئے خیمہ میں پہنچایا۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے کسی سے دریافت کیا کہ یہ کون بیسیاں تھیں مجھے بتلایا گیا۔ کہ ان میں امام حسینؑ کی بہن ام کلثوم اور آپؑ کی بیٹیاں فاطمہؑ اور سکینہؑ اور رقیہ تھیں۔ بروایت صاحب احتجاج امام حسینؑ علیہ السلام اپنے گھوڑے اترے اور تلوار خلافت سے نکالی اور ایک ننھی سی قبر کھود کر بچہ کو سپرد خاک کیا۔

مونس کھنوی مرعوم فرماتے ہیں :-

ننھی سی قبر کھود کے اصغرؑ کو گاڑ دے
شبیرؑ اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو بھاڑ کے

بروایت صاحب منتخب امام حسینؑ جب دفن علی اصغرؑ سے فارغ ہو گئے تو آپؑ نے اسلمہ جنگ جیم پر سجاوے اور ذوالفقار زیب کمر کی اور ذوالجناح پر سوار ہوئے اور درخیمہ پر آکر آواز دی۔ یا سَکِیْنَةُ یا فاطمَةُ یا ام کلثومُ یا زینبُ عَلَیْکُنَّ مَعِ السَّلَامُ اے میری بیٹی سکینہؑ! اے فاطمہؑ! اور اے بہن ام کلثومؑ! اور اے بہن زینبؑ! تم سب پر میرا سلام آخر ہو اے میرے اہل عمر میرا سلام ہو اور اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں قریب ہے کہ میں شہید ہو جاؤں جب اہل عمر نے یہ سنائیں تو ان سے سب محذرات باہر نکل آئیں۔ جناب سکینہؑ دختر امام حسینؑ کی ماں ربابؑ دختر امراء القیس تھیں امام حسینؑ سکینہؑ اور ان کی ماں کو زیادہ دوست رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؑ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ

لَعَمْرُكَ إِنِّي لَأَحِبُّ دَايِمًا تَكُونُ بِهَا سَكِينَةً وَالتَّوْبَابُ
 کہ ہیں اس گھر کو دوست رکھتا ہوں کہ جس میں سکینہ اور رباب ہو۔
 أُحِبُّهُمَا وَأَيُّدِلُ حُبِّ مَالِي وَلَيْسَ لِعَاتِي عَبْدِي عَنَابُ
 کہ میں انہیں دوست رکھتا ہوں اور میرے لیے آسان ہے کہ ان پر اپنا مال صرف
 کروں۔ پس آپ نے سکینہ خاتون کو اپنی گود میں لیا پیا رکھا۔ دونوں کی آنکھوں
 سے آنسو جاری ہوئے لیکن امام مظلوم نے سکینہ کے آنسو پونچھے اور فرمایا کہ۔
 سَيَبْطُلُ بَعْدِي يَا سَكِينَةُ فَاعْلَمِي مِنْكَ الْبِكَاءُ إِذَا الْحَمَامُ دَهَانِي
 اے بیٹی سکینہ! ابھی تو تمہیں بہت روتا ہے کہ میں جب موت کی آغوش
 میں جا چکوں گا۔

لَا تَحْرِقِي قَلْبِي بِدَمْعِكَ حَسْرَةً مَا دَامَ صِنِّي الرُّوحُ فِي جُثْمَانِي
 پس جب تک میرے جسم میں روح باقی ہے میرے دل کو رو رو کر مت جلاؤ۔
 فَإِذَا أَقْتَلْتُ فَأَنْتِ أُولَى بِالَّذِي تَارَيْتَنِي يَا خَدِيجَةَ النَّسَوَانِ
 البتہ میں جب قتل کر دیا جاؤں تو اے تمام عورتوں میں بہتر تم آنسو بہانے کی
 سب سے زیادہ حقدار ہو یہ سن کر سکینہ نے عرض کیا کہ بابا! ہمیں ہمارے جد کے
 روضہ پر پہنچا دیجئے۔ امام مظلوم نے فرمایا کہ بیٹی سکینہ تمہارا بابا مجبور ہے۔ اعداء
 دین گیرے ہوئے ہیں۔ ان طاغوتوں نے فرماتے ہیں کہ اسی آٹناویں شرمیلوں اپنے فوجی
 دستہ کے ساتھ خیام اہلبیت کے نزدیک آگیا۔ اور اس نے ایک خیمہ میں نیزہ چھو
 کر کہا کہ ان خیموں میں جس قدر عورتیں اور بچے یا مرد ہیں۔ ان سب کو خیموں میں آگ لگا
 کر جلا دو۔ اس ملعون کی آواز سن کر امام حسینؑ خیمہ سے باہر آئے اور آپ نے شمر
 ملعون سے فرمایا کہ اے پسر ذی الجوشن کیا تو چاہتا ہے کہ میرے اہل گھر کو خیموں میں

آگ لگا کر چلا دے پس اس وقت ثابت بن ربیع نے شمر ملعون کو سرزنش کی اور آگ لگانے سے روکا۔ اور کہا ان عورتوں کا کیا قصور ہے جو تو ایسا کرتے پر آمادہ ہے شمر ملعون باز رہا پھر امام حسینؑ نے اپنی بہن زینبؑ خاتون سے حسرت بھری آواز میں کہا۔

مَهْلًا فَإِنَّ الْبُكَاءَ أَمَّا مَكْنٌ كَمِيرَةٍ طَيِّبَةٍ أَوْ كَمِيرَةٍ يَدُودَةٍ أَوْ كَمِيرَةٍ لَبَّاسٍ لَا ذِكْرَ لِي فِي سَبِّ كُفْرٍ لَكِ فِي نِيحٍ بَيْنَ لَوْنٍ تَاكُ بَعْدَ قَتْلِ كَوْنٍ اس لباس کو لینے کی رغبت نہ کرے یہ سن کر اہرم میں کھرام برپا ہو گیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا

یعنی کہ ابھی ٹھہرو۔ رونے کے لیے بڑا وقت آئے والا ہے۔ گریہ کرنے میں تمہیں نہ کو۔ پس جناب زینبؑ ایک پوشیدہ لباس لائیں بروایت ابن شہر آشوب آپؑ نے فرمایا کہ ایسا پوشیدہ لباس تو اہل ذمہ پہنتے ہیں اس سے وسیع تر لباس لاؤ۔ آپ پھر دوسرا پوشیدہ اور وسیع تر لباس لائیں۔ اور وہ آپؑ نے سب کپڑوں کے نیچے پہن لیا۔

ابن طاووس فرماتے ہیں کہ جب لباس حضرت زینبؑ خاتون نے آپؑ کو لا کر دیا اسے بھی امام مظلومؑ نے پارہ پارہ کر لیا اور پہن لیا۔ قَلَمًا قَتَلَ جَوْدَ وَمِنْهَا۔ آہ آہ جب امام حسینؑ کو قتل کر دیا تو ملعونوں نے لاش مبارک سے لباس اتار لیا۔ اگر سیدہ عالمینؑ ہوتیں اور لاش کو لباس پوشیدہ کے ساتھ دیکھیں تو کیا حال ہوتا مِّنْ مُّخْبِرِ الزَّهْرَاءِ إِنَّ حُسَيْنَهَا بَيْنَ الْوَرَى عَارٍ عَلَى تَلْهَاتِهَا کون ہے کہ پوشیدہ فاطمہ زہراؑ کو خبر کرے کہ آپؑ کا قہر زندہ کین خاک کر بلا پر پڑا ہے اور لباس تازہ ہے۔

وَرَوْسُ أَبْنَاهَا عَلَى سَمْرِ الْقَيْنَا وَبَنَاتُهَا تَهْدِي إِلَى سَامَاتِهَا

اے سیدہ عالم آپ کے بیٹوں کے سر نیزوں پر رکھے گئے اور آپ کی بیٹیوں پر نہ
سہ تہسیر کی گئیں۔

بہر کیف جب امام حسینؑ نے وہ بوسیدہ لباس زیب تن کر لیا تو آپ نے
اہلبیتؑ کو وداع کیا اور بیگنوں میں شور و فراق بلند ہوا۔ (از مترجم) یہ بھی وارد ہوا ہے
امام حسینؑ نے بیاہر فرزند سید سجاد کو بھی وداع کیا ہے۔ اور امر امامت پر روکنے
میں اور بھی مشہور ہے کہ امام حسینؑ نے آپ کے ذریعہ اپنے شیعیوں کو سلام بھیجا ہے
اور فرمایا ہے کہ اے شیعیو جب تم آب سرد پیو تو میری پیاس یاس یاد رکھنا) بعض
روایات میں ہے کہ امام حسینؑ نے اپنے نانا رسول اللہ کا عامہ سر پر رکھا اپنے
نانا کی زرہ زیب تن کی۔ ذوالفقار عاقل کی۔ اور اپنے نانا کے گھوڑے پر کبھی ذوالجناح
کہتے ہیں۔ سوار ہوئے۔ اور میدان قتال کا رخ کیا۔ میدان قتال میں پہنچ کر اپنے
فرمایا۔ یا اھل الکوفۃ انشدکم باللہ هل تعرفونی یعنی کہ فرمایا کہ
میں تمہیں خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم مجھے پہانتے ہو۔ کیا میرے
سر پر عامہ رسول خدا نہیں ہے کہ کیا یہ زرہ پیغمبر خدا نہیں ہے کیا ذوالفقار علیؑ میرے
پاس نہیں ہے کیا تم کو یاد نہیں کہ میرے نانا نے میرے اور میرے بھائی حسنؑ
مجتبے کے بارے میں فرمایا ہے الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ کہ میں اور
میرے بھائی ہم دونوں جو انان بہشت کے سردار ہیں۔ اور اب میرے سوا تمام
کائنات میں فرزند رسولؐ خدا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ فہم تستحلون دحی
میرا خون کرتا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے۔ جب امام علیؑ سلام کا خطبہ تمام ہو چکا تو وہ
قوم بھٹا کر کہنے لگی کہ جو کچھ آپ نے کہا ہم سب باتیں جانتے ہیں۔ لیکن ہم کو ہرگز نہ
جھوڑیں گے یہاں تک کہ قتل کریں۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میرے پدر بزرگوار نے اپنا کلام ختم کیا اور اس قوم بدشمار کا جواب سنا خیمہ میں واپس آئے آنکھوں سے جاری تھے درخیمہ پر میری چھوٹی زینب خاتون منتظر تھیں امام حسینؑ پر نظر پڑی عرض کیا بھیا میں نے تمہارا کلام اور فوج اعداء کا جواب سنا۔ **يَا اُنْحَ هَذَا الْكَلَامُ مَنْ اَيَقُنُ بِالْقَتْلِ**۔ اے بھائی اس گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ یقیناً آپ قتل کر دیتے جائیں گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا **كَيْفَ لَا يُوقِنُ بِالْمَوْتِ بِالْقَتْلِ مَنْ لَا مَعِيْنَ لَهُ وَلَا مُجِيرًا**۔ اے غلام کہوں کہ تعین قتل نہ ہو جب کہ کوئی موس و یاور نہیں رہا۔ اس وقت امام حسینؑ پر گریہ طاری ہوا۔ اور زینب بیکیں نے بھائی کی مظلومت دیکھ کر فریاد و احمداہ و علیاہ و فاطماتاہ و احساناہ و احسیناہ۔
ہائے بھائی تم خود اپنے قتل ہونے کی خبر دے رہے ہو۔ شیخ مفیدؒ اور دوسرے علماء اعلام نے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ سلام میدان قتال میں پہنچے تو آپ نے لشکرِ عمر بن سعدؓ پر حملہ کیا۔ اور یہ رجز پڑھا۔

كَفَرَ الْقَوْمُ وَقَدْ مَارَ عَبَّوَا عَنْ ثَوَابِ اللَّهِ رَبِّ الثَّقَلَيْنِ
اے قوم کافر تم دین سے برگشتہ ہو چکے ہو۔ اور آخرت کے ثواب کو بھلا دیا ہے
قَتَلَ الْقَوْمُ عَلِيًّا وَابْنَهُ حَسَنَ الْحَبِيزِ كَرِيمَ الْاَبْوَيْنِ
حقاً انہوں نے کہا **وَقَالُوا اَجْمَعُوا وَاحْشُرُ النَّاسِ اِلَى حَرْبِ الْحُسَيْنِ**

یعنی کہ اس قوم نے میرے بابا علیؑ و مرتضیٰؑ کو شہید کیا۔ میرے بھائی حسنؑ کو شہید کیا۔ اور میرے پدر اور بھائی کو اس لیے قتل کیا کہ ان کی طرف سے اس قوم بجا کار کے دلوں میں دشمنی تھی۔ اور جب ان کے قتل سے فارغ ہو گئے تو اب میرے قتل پر آمادہ ہیں۔ اور جنگ کے لیے جمعیت کی ہے۔

يَا قَوْمٍ مِنْ أُنَاسٍ رُزِّلَ جَمْعُوا الْجَمْعَ لِأَهْلِ الْحَرَمَيْنِ
ثُمَّ صَارُوا وَاتَّصَوْا كُلُّهُمْ بِاجْتِمَاعِي لِمَوْضِعِ الْمُتَحِدِينَ

وے اس شکر و ذلیل پر کہ انہوں نے اجتماع کیا ہے یہ جمع ہوئے ہیں کہ صاحبِ حرم
خداوندی کو قتل کر دیں۔ اور ملحدوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی ہے اور عمارت
قتل میں اجتماع کیا ہے۔

يُخَافُونَ اللَّهَ مِنْ سَعْيِكَ دَهِي لِعَبِيدِ اللَّهِ نَسْلُ الْكَافِرِينَ
وَأَبْنِ سَعْدٍ قَدْ رَمَى عَيْنُوهُ يَجْنُو لَوْ كُوفِ الْهَاطِلِينَ

یعنی کہ ابن زیاد میرا خون بہا نے پر خدا سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ وہ قومِ کافرین سے ہے
اور ابن سعد مجھ سے جنگ کرتے پر آمادہ ہے اور بے شمار شرکے کر آیا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَانَ مَتًى قَبْلَ ذَا غَيْرِ فَرَزِي بِضِيَاءِ النَّيِّرِينَ
بِعَلَى الْخَيْرِ مَنْ بَعْدَ النَّبِيِّ وَالنَّبِيِّ الْقُرَشِيُّ الْوَالِدِينَ

یعنی کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے کہ میں تمہارے نزدیک اس عقوبت کا مستحق ہوں
اور نہ کوئی تقصیر کی ہے۔ سوائے اس کے کہ میں اپنے خاندان پر فخر کرتا ہوں۔ میں علی کا
فرزند ہوں۔ جو بعد نبی پاک سب سے افضل ہیں۔ اور قریشی ہیں سید العرب ہیں ان
کے نور سے شمس و قمر روشن ہیں میں فخر کرتا اپنے پدر و جد پر کہ وہ سارے عالمین میں
برگزیدہ ہیں۔

ثُمَّ أَمَحِي فَا نَابْنِ الْخَزِيْبِ خَيْرَةُ اللَّهِ مِنَ الْمَخْلُوقِ إِلَى
فَا نَا الْفَضَّةُ وَأَبْنُ الْذَهَبَيْنِ فَضَّةٌ قَدْ خُلِصَتْ مِنْ ذَهَبٍ
وَالْجَيْنِ فِي الْجَيْنِ فِي الْجَيْنِ ذَهَبٌ فِي ذَهَبٍ

یعنی کہ میرے پدر عالیقدر اور میری والدہ ذی قدر بہترین خلقِ خدا ہی ہیں ان کے

دونوں فرزند برگزیدہ ہیں۔ خالص چاندی ہیں۔ اس کا یہ بھی مقصد ہے کہ بے عیب ذات ہے یعنی کہ دونوں صرف عصمت کے گوہر تابندہ ہیں۔ یہ بھی مطلب ہے کہ دونوں کی تخلیق نور سے ہوتی ہے۔

وَالِدِی شَمْسٌ وَأُمِّی قَمَرٌ
فَإِنَّا الْكُوكَبُ وَإِبْنُ الْقَمَرِ
جَوْهَرٌ مِنْ قِطْعَةٍ مَكْتُونَةٍ
فَإِنَّا الْجَوْهَرُ وَإِبْنُ الدُّرَّتَيْنِ
مَنْ لَهُ جَدٌّ كَجَدِّی فِي الْوَرَى
أَوْ كَشَيْخِی مَانَا بَيْنَ الْعَالَمِینِ
فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ أُمِّی وَآبِی
قَاصِمَةُ الْكَفْرِ بَدْرٌ وَحَنِینِ

یعنی کہ تمام روزگار عالم میں میرے جد کی مثل کوئی نہیں ہے۔ میرے پدر بزرگوار کی نظیر کوئی نہیں ہے۔ میری ماں فاطمہ زہرا ہیں کہ جو تمام عورات عالمین کی سردار ہیں میرے بابا علیؑ کی تیغ ابدار کی بڑش سے بدر و شبنم کے کفار آشنا ہیں۔ اور علیؑ ہی کی تلوار نے کفر کو قطع کیا ہے کافروں کو سترنگوں اور ذلیل کیا ہے۔ عِبَادَ اللَّهِ غُلَامًا
يَا نِعْمًا وَثَرِيشًا يَعْبُدُ وَنَا الْوَشْتَيْنِ، يَعْبُدُ وَنَا اللَّاتِ وَالْعَزَّى مَعَاوِی
كَانَ صَلَّی الْقِبْلَتَيْنِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ سَبْعًا كَامِلًا مَا عَلَى الْأَرْضِ مُصَلَّى غَيْرَ زَيْنِ۔

یعنی کہ میرے پدر بزرگوار علیؑ جبر کرار ایمان میں سب سے زیادہ ہیں یعنی ایمان کل ہیں۔ وہ عابدوں میں اول ہیں اس لیے کہ انہوں نے عبادت خدا کی ہے جب کہ وہ بچے تھے کہ سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔ جب کہ دوسرے تمام قریش بت پرست تھے وہ لوگ لات و عزری کی پرستش کرتے تھے۔ میرے پدر عالیقدر کہ جن کے چہرہ پر نظر کرتا عبادت ہے۔ ایسے عابد میں کہ جنہوں نے ایک ہی نماز دو قبلوں کے درمیان پڑھی ہے۔ اور سب لوگوں سے سات پہلے سے انحضرت کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی ہے۔ اور پڑھتے رہے ہیں۔

صَحْرًا اَصْنَامَ لَمْ يَعْبُدْهُمْ مَعْرِشٍ لَا وَلَا طَرَفَةَ عَيْنٍ
 مَنْ لَهُ عَمَّ كَعْبِي جَعْفَرٌ خَلَقَ اللَّهُ لَهُ اَجْنَحَتَيْنِ
 یعنی میرے والد ماجد کے سوا اور کون ہے جس نے پاک چھپکنے کی برابر بھی غیر اللہ
 کی عبادت نہیں کی۔ میرے غم نامدار جعفر طیار وہ ہیں کہ جنہیں خداوند عالم نے جنت
 میں دو پر عطا کئے کہ جس سے وہ پرواز کرتے ہیں۔

نَحْنُ اصْحَابُ الْعِيَا حَمَلًا خَمَصْنَا قَدْ مَلَكْنَا شَرْقَهَا وَالْمَعْرِبَيْنِ
 نَحْنُ جَبْرِئِيلُ كُنَّا سَادَسْنَا وَلَنَا الْكَعْبَةُ ثُمَّ الْحَرَمَيْنِ
 یعنی کہ ہم پنجتن (محمد و علی و فاطمہ حسن و حسین) آل عبا ہیں خدا کی طرف سے ملک شرق و
 غرب ہیں۔ تمام دالم ہماری زیر نگین ہیں ہم تمام مخلوقات سے پہلے خلق ہو کر گئے
 ہیں۔ جبرئیل این آل عبا میں شریک ہو کر سادس (پچھٹے) کہلاتے ہیں۔ یعنی سید
 الملائکہ ہمارے ساتھ شریک ہو کر سب پر فیضیت رکھتا ہے۔

حَدَّثَنَا الْمُرْسَلُ مُضْبَاهُ الدَّجَى بِأَبِي الْمَوْئِيَّاهُ بِالْبَيْعَتَيْنِ
 وَالِدِي خَاتِمُهُ خَبَا دَبِهِ حَيْنٌ وَ إِنِّي رَأَيْتُهُ لَلزَّكَعَتَيْنِ
 قَتَلَ الْإِبْطَالَ لَمَّا يَرَدُّوهُ يَوْمَ أَحَدٍ وَ يَبْدُرُ وَ حَتَيْنِ
 أَظْهَرَ الْإِسْلَامَ رَغْمًا لِّلْعَدَى بِحَسَامٍ صَارِمٍ ذِي شَفَرَتَيْنِ
 آگاہ ہو کہ اشعار و جز حضرت امام حسین علیہ السلام بہت مشہور و معروف ہیں اور اکثر
 کتب مقاتل میں لکھے ہیں۔ یس امام حسین علیہ السلام نے اس فوج ستم شمار کے
 روبرو کھڑے ہو کر ذوالفقار بیتام سے نکالی۔ اور ہاتھ میں لی کہ حملہ کریں۔ اگرچہ امام علی
 مقام کو خود زندگی بے کیف معلوم ہو رہی تھی۔ عازم مرگ تھے۔ مگر پھر آپ نے یہ
 شعر پڑھا۔ اَنَا ابْنُ عَلِيٍّ الْخَيْرِ مِنْ حَيْنٍ الْخَيْرِ۔ کہ میں فرزند علی ابن ابی طالب

ہوں جو تمام عالم میں بہتر و افضل ہیں۔ یہی فخر عین کافی ہیں اور اگر فخر یہ طور پر یہ کیوں کہ
وَحَبَدَى رَسُولُ اللَّهِ أَكْرَمُ مَنْ قَبَى
وَحَنُ سِرَاجُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ تَزْهَرُ
وَعَمَى ذَوَا الْجَنَاحَيْنِ جَعْفَرُ
وَفِينَا الْهُدَى وَالْوَحَى بِالْخَيْرَيْنِ كَرُ
وَحَنُ أَمَانُ اللَّهِ لِلنَّاسِ كُلِّهِمْ
وَحَنُ وَلَا تُلُ الْخَوْضُ تَسْقَى وَلَا تَنَّا
وَشَبِعْتَنَا فِي النَّاسِ أَكْرَمُ
فَطَوْبِي لِعَبْدٍ نَارَنَا بَعْدَ مَوْتِنَا
وَمُبْعَضْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْسِرُ
بِحَنَّةٍ عَدْنٍ صَفْوَهَا لَا يَكْدَرُ

خلاصہ جزی ہے کہ امام حسینؑ نے اپنے خاندانی فخر و مباہات کو اس طرح پیش فرمایا ہے
کہ میرے جد نامدار احمد مختار رسولؐ کو گواہ تمام عالمین میں برگزیدہ ہیں اور انہیں خدا
تعالیٰ نے برگزیدہ قرار دیا ہے۔ ہم دنیا میں اہل دنیا کے لیے روشن چراغ ہیں
یعنی کہ ہم سراجا منیر ہیں میری والدہ ماجدہ خاتونہ نور مصطفویٰ ہیں۔ میرے چچا جعفر طیار
ہیں جن کو خدا نے دو پر عطا کئے ہیں کہ جنت میں پرواز کر سکیں۔ کتاب خدا ہمارے
ہی گھر میں نازل ہوئی ہے۔ مہبط وحی الہی ہمارا ہی گھر ہے۔ ہماری ہدایت و وحی
کا ذکر خیر ہر جگہ ہوتا ہے۔ ہم اہل عالم اور تمام انسانوں کے لیے باعثِ امان ہیں
یعنی کہ جو ہمارے ہاتھ پر اسلام لائے آخرت میں اس کے لیے امن و امان ہے ہم
وارثِ حق کو کوثر ہیں۔ ہم ہی ساتی کوثر ہیں۔ ہمارے جد مالک کوثر ہیں ہمارے شیعہ
تمام لوگوں میں مکرم ہیں۔ اور ہمارے دشمن روزِ آخرت خسارے میں رہیں گے۔
اور ہمارے دوستوں کو مرنے کے بعد جنت کی بشارت ہے۔ محمد ابن ابی طالب
الموسوی روایت کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے لشکرِ بدنہا دے مبارز

طلبی کرتے ہوئے پڑھتے ہوئے لشکرِ عمر ابن سعد کے مہینہ پر حملہ کیا۔ اس وقت آپ فرما رہے تھے یہ

الْمَوْتُ خَيْرٌ مِنْ رُكُوبِ الْعَارِ وَالْعَارُ خَيْرٌ مِنْ دُخُولِ النَّارِ
یعنی کہ موت بہتر ہے ذلت و غواری اٹھانے سے مگر ذلت و غواری جہنم میں جانے سے بہتر ہے بعدہ امام مظلوم نے لشکرِ عمر ابن سعد ملعون کے پیسہ پر حملہ کیا تو آپ نے فرمایا یہ

أَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ أَيْتُ أَنْ لَا أَتَشَنَّى أَحَدٌ عِيَالَاتِ بَنِي أَهْضَى عَلَى دِينِ النَّبِيِّ
میں علی کا فرزند حسین ہوں میں نے عہد کیا میں اپنے بابا کی آل و اولاد کی جانب سے
ہے کہ منہ نہیں موڑوں گا ان کا دفاع کر رہا ہوں میں دین رسول خدا پر دنیا سے گزر جاؤں گا۔

بعض کتب متغیرہ میں اس طرح مرقوم ہے کہ آپ نے اس قوم جفا کار پر حملہ کرتے ہوئے صحیحہ بلند کیا ایسا صحیحہ جیسا کہ حضرت امیر المومنین علی حیدر کرار وقت صحیحہ بلند کرتے تھے۔ فَاقْلَبَ مَيْمَنَتَهُمْ عَلَى الْمَيْسِرَةِ وَمَيْسَرَتَهُمْ عَلَى الْمَيْمَنَةِ۔

یعنی کہ جب وہ لوگ سپاہ ہو گئے تو آپ نے قلبِ لشکر پر حملہ کیا اور ان حملوں میں چار سو سواروں اور پیادوں کو فی النار کیا۔ حمید ابن مسلم واقعہ شکارِ لشکرِ عمر ابن سعد کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا سوائے حضرت حسین ابن علیؑ کے کہ باوجودیکہ آپ کے دل پر اصحاب و اقرباء اور اولاد کے داغِ مفارقت تھے اور پھر بھی آپ بھوک و پیاس کے عالم میں پیے در پیے حملہ کر رہے تھے اور لشکرِ عمر ابن سعد کو پسا کر دیا تھا۔ جدھر نگاہ جاتی ادھر لاشیں پڑتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ امام حسین علیہ السلام نے ان لوگوں پر اپنی خداوندی فقر سے حملہ کیا۔

فَتَكشَفُ عَنْهُ انْكَشَافُ الْمَعْرِى اِذَا شَدَّ عَلَيْهِ هَا الذَّئِبُ
یعنی کہ امام مظلوم نے جب ان پر حملہ کیا تو لشکر عمر ابن سعد کے لوگ اس طرح بھاگ رہے
تھے جیسے بھیڑ بکریاں حملہ کے وقت بھاگتی ہیں۔ شیریدیشہ شجاعت حیدری کے سامنے
وہ بڑکھڑکیا ٹھہرتے۔ حالانکہ اس وقت لشکر عمر ابن سعد میں تیس ہزار سپاہی اسلحہ
پرورش کھڑے تھے۔ پس امام حسین علیہ السلام ان کو چوٹیوں کی طرح پٹیتے ہوئے حملہ
کرتے جاتے تھے۔ اور حملہ کر کے پھر اپنی جگہ واپس آجاتے تھے اور فرماتے کہ سوائے
خداوند تمناؤں کے کوئی اور وقت نہیں ہے اِذَا شَاءَ يُفْعِلْنِي كَانَ عَزْرِيْلُ
خَادِمًا لَهُ صَادِرًا مِنْ أَمْرِهِ يَالْمُخَافِقُ۔ یعنی کہ میں کس طرح
بیان کروں بدھر حملہ کیا لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ موت تلوار کیف تھی۔ ملک الموت
خادموں کی طرح ساتھ تھے

وَأَمَّا دَعَا الْإِرَاحَةِ لَبَّتْ مُطِيعَةً وَتَحَرُّكُهُمْ عَنْهُ بِحُكْمِ الْوُثَائِقِ
اگر ان کافروں کی ردعمل کو طلب کیا جاتا تو سب حاضر ہوتیں۔ کیونکہ روز اول سب
روں کی حرکت وغیرہ آپ کے امر کے تابع تھی۔ بعض کتب مقاتل میں ہے کہ حضرت
امام حسین علیہ السلام ان حملوں کے بعد خیمہ میں تشریف لائے ہیں اور جیب اپنے
ابھرم کی آواز گریہ دیکھا سنی تو آپ نے جناب سکینہ سے پکار کے فرمایا اے میری
بیٹی سکینہ میں تیرا رونا بدواشت نہیں کر سکتا۔ اور پھر آپ نے میدان قتال کا
رنگ کیا۔ اور ان پر اس طرح حملہ کیا کہ دشمن کی اگلی صفوں کو پچھلی صفوں پر الٹ دیا۔
اس طرح آپ کے حملہ سے ڈر کر فوج اعداء کے قدم اوکھڑ گئے اور راہ نہر فرات
کھل گئی۔ ساحل فرات فوج سے خال ہو گیا۔ اور امام مظلوم وراثت کام ساحل فرات
پر گئے۔ اور گھوڑے کو فرات میں ڈال دیا۔ وَكَارَتْ اَنْ تَطْلُعَ رُوحُهُ

مِنْ شِدَّةِ الْعَطَشِ اسلمہ جسم مبارک پر تھے جو مدت آفتاب سے تپ رہے تھے۔ تشنگی زیادہ غالب ہوئی۔ نزدیک تھا کہ جسم مطہر سے روح نکل جائے۔ آپ کا گھوڑا بھی پیاسا تھا۔ امام تشنگام نے گھوڑے سے خطاب فرمایا کہ اے میرے اسپ وفادار تو پیاسا ہے پانی پی لے۔

پانی اور میں بھی پانی پیتا ہوں۔ پس آپ نے چوس پانی لیا۔ دہانی پینا تو منظور نہ تھا کیونکہ اہل حرم پیاسے تھے۔ لیکن یہ دکھلا نا مد نظر تھا کہ پانی ہمارے قبضہ میں ہے اسی اثنا میں حصین بن نمیر ملعون نے آپ کی طرف تیر رہا کیا۔ جو آپ کی ران مبارک پر لگا۔ پانی پھینک دیا۔ اور فرمایا۔ یَا رَبِّ اَلَيْكَ اَسْتَكُوْا مِنْ قَوْمٍ اَرَاخُوْا تَحْرِیْ وَمَنْعُوْنِیْ فِیْ شَرْبِ الْمَآءِ۔ یعنی اے خداوند! میں تیری بارگاہ میں اس قوم جیفا کار کی شکایت کرتا ہوں کہ یہ قوم میرا خون بہا رہی ہے اور مجھے ایک جُلُو پانی نہیں دیتی ہے۔ ادھر عمر ابن سعد ملعون نے شکر والوں سے کہا دے دے ہو تم پر اگر حسینؑ نے پانی پی لیا تو تم کو قتل کئے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ بعد اس بے حیائے کہا کہ اے حسینؑ فوج نے خیام پر حملہ کر دیا ہے اور تم یہاں موجود ہو۔ امام حسینؑ حملہ کرتے ہوئے خیمہ کی طرف واپس ہوئے مگر دیکھا کہ خیام اہلبیتؑ صبح و سالم ہیں اور ان پر کوئی حملہ نہیں ہوا ہے۔ جب حضرت سید سجادؑ نے امام حسینؑ کو دیکھا تو عرض کیا یا باذر اٹھریں میں آپ کو وادع تو کر لوں۔ اس وقت امام حسینؑ کے عقب میں سب اہل حرم۔ آپ کی بیٹیاں خیموں سے باہر نکل آئیں۔ اور شور و اداع بلند ہوا امام حسینؑ نے سب کو تلقین صبر فرمائے۔ اور خصوصاً حضرت زینبؑ خاتون کو تمام اہل حرم اور اپنے بچوں کے بارے میں وصیت فرمائی کہ ہمیں تم ان کی خبر گیری کرنا۔

وَاِنْ تَفَرَّقْتَ اِلَیَّیْنَا مَ خَافَتْ سِیِّئُیْ جَمْعُهَا فَاَجْزَا عُرْفِی الْبَعَثِ عُنْفَانٌ

اور اے بہن جب یتیم بچے ان ملائین سے ڈر کر بیابان میں منتشر ہو جائیں تو تم ان سب کو جمع کرنا۔

وَإِنْ يُشَقِّ عَلَيْهِمْ أَصْرُ فَاصْدُقْهُمْ وَأِنْ عَازَتْكَ رَحْمَتُكَ

اے خواہر وقت ایسی ہی ان یتیموں کی دلداری کرنا۔ اور ان ظالموں سے کہنا کہ ذرا نرمی اور ہربانی کریں اگرچہ مجھے ان سے رحم کی توقع نہیں ہے۔ وَأَسْتَسْقِي مِنْ خَصْمِكَ الْمَاءَ أَنْ شَكَتَ عَطْشًا فَدَعْهُ يَمْرُقْ إِنَّ الشَّطْرَ مَلَرٌ۔

یعنی کہ اگر پانی نہ ملے اور بچے تشنہ دہی ہوں تو ان ظالموں سے پانی طلب کرنا شاید کہ ان کے دل میں رحم پیدا ہو اور پینے کے لیے پانی دے دیں۔ پانی اس محرا میں نایاب نہیں ہے بلکہ نہ فزرت جاری ہے۔

هَذَا عَلَى أَبِي هَانٍ أَنْ دَعَتْ بَابٍ وَالْمُؤْمِنُونَ لَهَا فِي اللَّهِ إِخْوَانٌ

یہ میرا فرزند علیؑ (امام زین العابدینؑ) ان پر بھائے باپ ہے اور تمام مومنین بھائی بھائی ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ

شَيْعَتِي أَنْ شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَادْكُرْنِي

أَوْ سَمِعْتُمْ بُعْرِيْبٍ أَوْ شَهِيدٍ فَأَنْدُبُونِي

اے میرے شیعیو جب تم ٹھنڈا پانی پیتو تو میری یاد رکھنا کہ میں باتشہ زب قتل کیا گیا ہوں۔ اور اگر سنو کہ کوئی بے گناہ مارا گیا ہے تو مجھ پر گریہ و بکا کرنا تو ضروری کرتا پھر آپ میدان میں تشریف لے گئے اور لشکر اعدا ہو پر حملہ کیا۔

بعض روایات میں ہے کہ شمر ولد الحارث نے جب امام حسینؑ کے حلوں کو دیکھا تو اس نے عمر بن سعد بنہاد سے یہ کہہ کر ان پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا جا

سب مل کر ان پر حملہ کریں یہ سن کر ابن سعد ملعون نے حکم دیا کہ پورا لشکر مل کر محکمہ کے
اور اس نے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ لشکر تلواروں اور نیزہ والوں
پر منحصر تھا۔ اور دوسرا حصہ لشکر تیروں اور پتھر والوں پر مشتمل تھا۔ اور پورے
نے امام مظلوم کو گھیرے میں لے کر حملہ کر دیا۔ اس وقت حضرت امام حسینؑ نے بھی
خستگی کے عالم میں ان پر حملہ کیا اور بروایت تیس ہزار سپاہی آپ پر چاروں طرف
سے حملہ کر رہے تھے۔ آپ اپنے درپے حملہ کرتے تھے اور فرماتے جاتے تھے
اَحْوَلُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پھر آپ دوسری طرف توجہ فرماتے
حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ میں نے سجدہ حسینؑ کی ڈارھی دیکھی تو وہ خون سے رنگین
ہو چکی تھی۔ اور ان کی زرہ ان کے جسم سے خون کی وجہ سے چپک گئی تھی۔ مگر پھر
بھی آپ جس طرف حملہ کرتے تھے اُدھر سے فرج اس طرح بجا گئی تھی کہ جیسے بکریوں
کے گلے پر بھڑیا ٹوٹ پڑے۔

صاحب بحار ابن شہر آشوب، اور محمد ابن ابی طالب الموسوی کے حوالوں سے
روایت کرتے ہیں کہ امام حسینؑ نے اپنے حملوں میں ایک ہزار نو سو پچاس منافقوں
کو داخل جہنم کیا۔ صاحب منتخب لکھتے ہیں کہ کئی ہزار اعداء وین فی النار کہے۔ اور بعض
مشائخ نے آپ کی تلوار سے مارے جانے والوں کی تعداد دس ہزار بتائی ہے یہ تعداد
اگرچہ بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے مگر شبیر بدیشہ شجاعت حیدری کے بارے میں کچھ
بعید نہیں ہے (از مترجم) علاوہ ازیں کہ بلا کے واقعہ میں بشری طاقت اور قوت امامت
دو نوں کا رفا نہیں ورنہ بہتر وادول پر اٹھانے کے بعد قوت بشری ناکارہ ہو جاتی
ہے۔ یہ امامت ہی کی قوت تھی کہ امام حسین علیہ السلام نے نہ صرف جنگ لڑی بلکہ کوہ
مصائب گران کو اٹھا لیا۔

۱۔ ادھر جب یہ حملہ دیکھئے تو عمر ابن سعد نے اپنے نامور لشکر سے کہا کہ وائے ہو تم پر۔ تم جانتے ہو کہ تم کس سے جنگ کر رہے ہو۔ یہ انذرع الیطین ہے۔ یعنی قتال عرب جناب امیر کافر زندہ ہے۔ اسد کو دگار کا شیر ہے اس کو چاروں طرف سے گھیر لو چنانچہ چار ہزار تیر اندازوں نے تیر برسانا شروع کئے اور لشکر عمر ابن سعد امام مظلوم اور خیام کے درمیان حائل ہو گیا۔ اور کچھ لوگ خیام اہلبیت کی طرف بڑھتے گئے امام حسین نے پکار کے فرمایا کہ یَحْكُمُ يَا شِيعِيَانِ اَلْ اَبِیْ سَفِیَانِ یعنی کہ اموی شیعہ تم میں دین کی کوئی بات نہیں ہے۔ اور تم روز قیامت سے نہیں ڈرتے کہ از کم حجت عرب سے کام لو۔ میں تم سے جنگ کر رہا ہوں تم مجھ سے جنگ کرو ان عورتوں اور بچوں نے تمہارا کیا قصور کیا ہے کہ جو تم خیام اہلبیت پر حملہ کرنا چاہتے ہو غرض کہ حَسَنُ عَلَیْہِ بِاجْمَعِہُمْ حَتّٰی اَحْلُوْا نَفْسَہٗ۔ کہ سارے لشکر نے نل کر انصرفت پر حملہ کیا اور امام حسین علیہ السلام کے اور فرات کے درمیان لشکر ستم شمار حائل ہو گیا اور امام حسین کو ایک قطرہ آب نہ لینے دیا۔

يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ مَا اَخَلَّتْ قَبْلَكَ بِحَرًّا
مَاتَ مِنْ ظَمَاءٍ وَلَا اَسَدٌ تُرْوِيْہِ لِيْغْمَالٍ

اس سے قبل یہ ہرگز خیال بھی نہ تھا کہ دریا سے پانی نہ لے سکیں گے۔ اور پیاسے ہی قتل کئے جائیں گے یہ خیال نہ تھا کہ یہ لشکر بزدل۔ شیر کو دگار کو قتل کرے گا۔ ابو العزاج کہتے ہیں کہ آپ نے پانی مانگا۔ تو شمر ملعون نے کہا۔ وَاللّٰہِ تَرَدُّوْہُ اَوْ تَرَدُّ النَّاسُ۔ کہ خدا کی قسم ہم پانی نہیں دیں گے یہاں تک کہ آپ (معاف اللہ) آب جہنم سے سیراب ہوں۔ ایک دوسرے ملعون نے کہا اے حسینؑ دیکھتے ہو کہ سامنے نہر فرات جاری ہے۔ لیکن تمہیں ایک قطرہ آب نہیں دیں گے اس پر حضرت

امام سین نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اَمْتُهُ عَطَشًا نَّاعِدًا یَا خَدَّیَا تَوَاسٍ مَرْدُوکٍ یَا سَاسِیَ
ہلاک کر۔ راوی کہتا ہے کہ بخدا اس ملعون کو پانی دیا جاتا تھا۔ مگر پانی اس کے حلق
سے نیچے نہ جاتا تھا یہاں تک کہ پانی پانی کہتا ہوا وہ شخص نئی النار ہوا۔ سید طاووس
اور دوسرے حضرات نے روایت کیا ہے کہ اسی اثناء میں ابو الحنفی جیفی ملعون نے
آپ کی پیشانی مبارک پر تیر مارا۔ جس سے آپ کا چہرہ مبارک اور آپ کی ریش مبارک
خون سے بھر گئی۔ اس وقت آپ نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا۔
اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَنْزِی مَا اَنَا فِیْہِ مِنْ عِبَادِکَ هُوَ اِلٰہُ الْعَصَابِیْنِ کہ اے پروردگار
تو دیکھ رہا ہے کہ جو کچھ ان معصیت شمار لوگوں سے مجھے اذیت پہنچ رہی ہے
پھر آپ نے ان ملائین پر حکم کیا۔ یہ آپ کا جو تھا حملہ تھا۔ آپ کے سامنے جو بھی
آتا تھا اسے آپ اپنی تیغ سے دو ٹوک کر دیتے تھے۔ لیکن اس وقت چاروں
طرف سے تیروں کی بارشیں ہو رہی تھی۔ اور اکثر تیر۔ آپ کے سینہ، آپ کے گلوے
مبارک پر لگے اس وقت آپ نے فرمایا اے گروہ و جفا کار اس قدر ظلم کر رہے ہو
اپنے رسول کی اولاد کو قتل کر رہے ہو۔ مجھے امید ہے کہ خدا مجھے بزرگی و کرامت
شہادت عطا فرمائے گا کیونکہ تم لوگوں مجھے ذلیل و خوار کر کے شہید کیا ہے۔ اب
جنگ کر رہے تھے کہ اس قدر زخم لگے کہ آپ نہ ہال ہو گئے۔ اور زخموں سے
چوڑو زرد الجناح پر جھومنے لگے۔ کبھی استغاثہ فرماتے تھے کبھی اپنے اصحاب
اور اقراء کو نام بنام پکارتے تھے۔ بروایت حضرت صادق آل محمد متیس زخم نیزوں
کے، چونتیس زخم تلواروں کے آپ کے بدن اقدس پر لگے تھے۔ این بابو یہ اپنی
کتاب مجالس میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امام سین کے
جسم مبارک پر جو زخم لگے ان کی تعداد تین ہزار تیس سے زیادہ ہے۔ آپ کا بدن

اقدس تلوار، نیزے اور تیروں سے بھلنی ہو گیا تھا۔ بروایت ابن شہر آشوب تین ہزار اور ساٹھ زخم لگے تھے۔ بعض روایات کی بنا پر ایک ہزار نو سو اکیاون زخم لگے تھے یہ تمام زخم سامنے کی جانب تھے۔ آپ کے جسم پر اس قدر تیر ہو سکتا ہوئے تھے کہ ساجی کی مانند معلوم ہو رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک تیر سے شیعہ آپ کے سینہ مبارک پر لگا جو پیشت کو توڑتا ہوا نکل گیا امام حسینؑ نے فرمایا **يَسْمِعُ اللّٰهُ دِيَالَهُ وَعَلَىٰ عِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ** پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور فرمایا کہ خداوند! تو گواہ ہے کہ یہ گروہ جفا شعار تیرے رسول کے نواسہ کو قتل کر رہا ہے **فَيَالَيْتَ ذَاكَ النُّعْرَ كَانَ بِمَخْرَجِي وَيَالَيْتَ هَذَا السَّهْمُ كَانَ بِمُفْجِئَتِي**

اے کاش تیری بجائے مجھے نخر کر دیا جاتا اور یہ تیر جو سینہ امام مظلوم پر ہو سکتا ہوا ہے۔ میرے جگر پر لگتا۔ آہ جب اس تیر کو امام مظلوم نے کھینچا تو خون اس طرح جاری ہوا جیسے کہ پرنا نہ ہوتا ہے۔ امام مظلوم نے اس خون کو جھلو میں لے کر آسمان کی طرف پھینکا۔ آسمان سے ندا آئی اے حسینؑ اس خون ناحق کو میری طرف نہ پھینکنا۔ درہ بارش کا ایک قطرہ بھی بہہ رہے گا کہتے ہیں کہ اس وقت سے آسمان پر سرنی دیکھی گئی ہے۔ امام مظلوم نے وہ خون اپنے سر اور ریش مبارک پر مل لیا اور فرمایا کہ میں اپنے نانا رسول خداؐ سے اسی حالت میں ملوں گا۔ اور عرض کروں گا۔ **يَا حَبْدَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قُتِلْتَنِي فَلَا تَقْتُلْنِي فَلَا تَقْتُلْنِي** اس وقت صفت غالب ہوا اور امام عالی مقام نے ہدال قتال سے ہاتھ روک لیا۔ اور پھر لشکر عمر بن سعد کے نامور لوگ قتل کر کے ارادہ سے نزدیک آگئے۔ بعض روایات میں ہے کہ قبیلہ کنذہ کا ایک شخص کو جس کا نام مالک بن بسیر تھا امام مظلوم کے سامنے کیا۔ اور اس ملعون نے (معاذ اللہ) امام پاک کو ناسزا لگایا۔ اور تلوار سے آپ کے سر مبارک

پر ضرب لگائی جس سے آپ کا سر مبارک پر خود تھا جو خون سے بھر گیا اور اسے اتار کر پھینک دیا۔ آپ نے خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کیا پروردگار! اس کو قاتلوں میں شمار کر۔

اس ملعون نے اس خود کو اٹھا لیا اور جب وہ اپنے گھر آیا تو اس نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اسے پانی سے صاف کر دے۔ اس مومنہ نے کہا کہ میں ہرگز ایسا نہیں کروں گی۔ تو سر امام حسینؑ زخمی کر کے خود لایا ہے۔ اس ملعون نے اپنی زوجہ کو طمانچہ مارا کہ اس کا ہاتھ کسی کیل وغیرہ سے ٹکرایا اور وہ زخمی ہو گیا پھر اس کا زخم سڑ گیا۔ اور وہ اسی حالت میں داخل جہنم ہوا۔ جب حضرت امام حسینؑ نے وہ خود اپنے سر مبارک سے اتار کر پھینکا اور خیمہ واپس آئے اور خرقة یعنی پرانا لباس طلب فرمایا اور اپنے سر پر لپیٹ لیا اور اس پر عامہ باندھا اور آواز استغاثہ بلند کی۔ بروایت آواز دی۔

يَا زَيْنَبُ يَا اُمَّمُ كُلُّوْهُمُ يَا سَكِيْنَةً يَا رُقِيَّةَ يَا فَاطِمَةَ عَلَيْكُنَّ مَتَى السَّلَامُ
جناب زینبؑ نزدیک آئیں اور کہا اے بھیا کیا آپ شہادت پر یقین رکھتے ہیں یعنی کہ آپ قتل ہونا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا اے بہن جب کوئی ناصر و دیاور نہ ہو تو پھر کیا کروں سوائے کہ جام شہادت نوش کیا جائے۔ اے خواہر میں دیکھ رہا ہوں کہ عترتِ نبیؐ تم سب اسیر کیے جاؤ گے اور یہ دشمن دین ہمارے غیروں کو غارت کریں گے یہ سن کر میں کہرا برپا ہو گیا۔

اَسْتَوْصَا صَبَاحًاۙ پِسْ حَضْرَتِ زَيْنَبُۙ نَے اپنے منہ پر طمانچے مارے۔ بال پریشان کر دیے۔ امام علیہ السلام نے تلقین صبر کی۔ امام مظلومؑ اٹھے کہ بھئی! کا رخ کریں حضرت زینبؑ خاتون نے فرمایا کہ بھیا ذرا ٹھہرے۔ مَهِلًا يَا اَخِيۙ تَوَقَّفْ حَتَّىۙ اَنْتَرُوْكَۙ مِنْۢ نَظَرِيۙ فَهَذَاۙ اِدَاعٌ لَاۤ يَلَاوُنِيۙ بَعْدَہٗۙ اے برادر جلدی نہ کیجئے۔

ٹھہرے کہ میں ابھی طرح تمہارے پہرہ کو دیکھ لوں پھر زیارت نصیب نہ ہوگی۔ یہ دواغ آفر ہے۔ یہ فرما کر فَعَلَتْ تَقَبَّلُ يَدَيْهِ وَ رَجَلَيْهِ۔ پس حضرت زینب نے اپنے بھائی کے ہاتھ اور پیروں کو بوسہ دیا اور ایک سر داکھینچی قریب تھا کہ روح قالب سے جدا ہو جائے۔ پھر امامؑ نے صبر کی تلقین کی اور آپؑ نے جام طلب کیا کہ لباس کے نیچے لیں لیں۔ پس آپؑ زیر جامہ لیں کر غیمہ سے باہر نکلے اور مقتل ہی پہنچے۔ صاحب بجا رکھتے ہیں کہ ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ صالح بن دہب منزلی نے امام مظلوم کے ایک ایسا نیزہ مارا کہ آپؑ ذوالجناح کی پشت پر ٹھہرنے کے مشہور ہے کہ باوفانے اپنے چاروں پاؤں پھیلا دیئے تاکہ راکب دوش رسول آسمانی سے زمین پر اتر سکے۔ امام مظلوم جب پشت زمین سے زمین پر تشریف لائے تو کچھ دیر تک تیروں پر جسم مبارک پڑا رہا۔ تا امام مظلوم کس طرح زمین پر گرے شاہی زعفرانیں افتاد۔ اگر غلط نکتہ عرش بر زمین افتاد۔ یعنی کہ شاہ دین و دنیا زمین سے زمین پر گرے گویا عرش اعظم زمین پر گرا اور سجدہ حق میں جھک گیا۔ اسی اثناء میں در غیمہ سے کمن شہزادہ عبداللہ بن حسنؑ نے اپنے چچا کو جب اس حالت میں دیکھا تو بے ساختہ غیمہ سے نکلا۔ جناب زینبؑ نے دامن تھا ماتو بچے نے کہا کہ اماں جان مجھے جانے دو۔

چچا جان گھوڑے سے گر پڑے ہیں۔ یہ کہہ کر بچے نے مقتل کا رخ کیا اور دوڑتا ہوا امام حسینؑ کے سینہ پر منہ رکھ دیا۔ امام علیہ السلام نے بچے کو گود میں لیا۔ اس وقت ایک ملعون البحرین کعب تلوار سے کر نزدیک آیا اور اس ملعون نے امامؑ پر حملہ کیا شہزادہ عبداللہ بن حسنؑ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے کہ حسینؑ ہرب نہ لگے بچے کے دونوں ہاتھ کٹ گئے اور وہ ٹپنے لگا۔ اماں! اے اماں جان! میرے بچے۔

اے چچا جان مدد کیجئے۔ ابھی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ سرطرن
الکابل اسلامی ملون نے بچے کو تیرا ملا اور اس کی روح جنت اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔ امام
حسینؑ کی زبان پر اس وقت یہ الفاظ تھے کہ اے سن کی نشانی۔ اے بیٹا کاش مجھے پہلے
موت آجاتی اور میں تیرا مرنا نہ دیکھتا۔ پروردگار! میں تیری مشیت پر راضی ہوں۔ صبر و
شکر ادا کرتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور تو ہی فریادیوں کی فریاد سننے والا
ہے۔ اس وقت زمین لرزنے لگی۔ عرش الہی کانپ گیا۔ ملائکہ میں شور و غوغا بلند ہوا۔
پروردگار! اس قدر ظلم اور فرزند رسول خدا رومی ہوئی کہ اے میرے فرشتو عرش کے
دائیں جانب نظر کرو۔ انہوں نے نظر کی اور دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے اور مشغول نماز
ہے۔

فرشتوں نے کہا پالنے والے یہ کون ہے۔ ندا آئی کہ یہ قائم آل محمد ہے کہ جو خون
حسینؑ کا انتقام لے گا اور اس جماعت کو اور ان لوگوں کو جو اس پر راضی ہیں۔ تیرے
کسے گا اور بہ تحقیق کہ جب یحییٰ قتل ہوئے ہیں اور ان کا سراپا ایک زن فاحشہ کو نذر
کیا گیا تو ستر ہزار اشخاص نبی اسرائیل قتل ہوئے تھے لیکن میں قتل حسینؑ پر ستر ہزار درستر
ہزار لوگوں کو قتل کروں گا۔

سید ابن طاووسؒ روایت کرتے ہیں کہ جب امام حسینؑ گھوڑے سے زمین پر تشریف
لائے تو حضرت زینبؑ خاتونِ کرمہ سے باہر نکلیں اور فریاد کر رہی تھیں وا احاہ وا
سیداہ وا اهل بیتا لیت السساء اطبقت علی الارض ولبت الجبال
تکدت علی السمل۔ کاش کہ آسمان زمین پر کیوں نہ گرا۔ کاش کہ پہاڑ
کیوں نہ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ روایت شیخ مفید علیہ الرحمہ حضرت زینبؑ نے عمر ابن سعد
ملون سے خطاب کیا کہ و یحک یا عمر ایقتل الحسین و انت تنظر۔ یعنی کہ

ہو تبھہ پر اے عمر بن سعد تو دیکھ رہا ہے اور حسین قتل ہو رہے ہیں۔ وہ ملعون ازل و بان سے دُور ہٹ گیا۔ حضرت زینبؓ نے لشکر والوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے لوگو تم کیسے مسلمان ہو دیکھ رہے ہو اور فرزند رسول خدا قتل ہو رہا ہے۔ لیکن کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بروایت ابن طاووس شمر ملعون نے کہا اے لوگو کس بات کا انتظار ہے۔ حسینؑ کو تم کو رہیں چاروں طرف سے حملہ شروع ہوا۔ اور زبیر بن شریک ملعون نے آپ کے ہائیں شانے پر تلوار ماری۔ بروایت ثناء جدا ہو گیا۔ سنان ابن انس ملعون نے آپ کے سینہ اقدس پر نیزہ مارا۔ خون کا فوارہ جاری ہوا۔ امام مظلوم نے فرمایا کہ اب میں اسی خون سے رنگین ہو کر اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں پہنچوں گا۔ اس وقت عمر ابن سعد ملعون نے کہا لوگو اب کام تمام کرو۔ غلی ملعون اس کام کے لیے آگے بڑھا کہ اس کا جسم کاپٹنے لگا اور وہ واپس ہو گیا۔

بروایت ابن شہر آشوب اللاحقون نے آپ کو تیر مارا اور حسین بن ثمیر نے بھی تیر مارا اور ابوایوب غفاری نے تیر مارا بوزہر میں بچھا ہوا تھا۔ اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَهَذَا قَتْلٌ فِي رِضَاٍ اللّٰهِ۔ کہ میرا قتل ہونا رضاء الہی کے تحت ہے۔ سنان ابن انس آگے بڑھا کہ امام کو ذبح کرے مگر امام مظلوم نے نگاہ اٹھا کر اس کو دیکھا اور وہ زندہ ہو کر واپس چلا گیا۔ پھر شہید بن ربیعہ لعین آگے بڑھا لیکن وہ بھی خوف زدہ ہو کر واپس چلا گیا۔ پھر عمرو بن حجاج گھوڑے سے اتر آیا لیکن جب وہ امام مظلوم کے نزدیک پہنچا۔ امام علیہ السلام نے اس کو دیکھا تو وہ مرعوب ہو کر واپس چلا گیا اور آپ کو ذبح نہ کر سکا۔ سب کے آخر میں ولد الحرام شقی ثمر ذی الجوش آیا۔ چاہا کہ امام مظلوم کو ذبح کرے حمید بن مسلم کہتا ہے کہ اس وقت زینبؓ خاتون خیمہ سے باہر نکل آئیں اور فریاد کر رہی

تھیں اے عمر ابن سعد تو دیکھ رہا ہے اور میرا بھائی فزح ہو رہا ہے۔

سید ابن طاووس وابن نمار ہلال ابن مافع سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میں عمر ابن سعد کے اصحاب کے ساتھ کھڑا تھا کہ ناگاہ ایک شخص نے کہا اے لوگو! ابشر ایہا الاسیر فہذا اشمر قد قُتِلَ الْحُسَيْنُ اے امیر تجھے بشارت ہو کہ یہ شہر امام حسینؑ کو قتل کرے گا۔

”میں امام حسینؑ کے نزدیک گیا دیکھا کہ روح نجم مبارک سے جدا ہونے والی ہے اور حسین خاک و خون میں غرق ہیں۔ میں نے امام حسینؑ کی وہ حالت دیکھی کہ میں حیران رہ گیا اس وقت آپؑ نے فرمایا کہ اَمَّا تَسْعُوْنِيْ فَقَدْ طَلُوْا رُوحِيْ شَرِيْبَةً مِّنَ الْمَاءِ۔ یعنی کہ قبل اس کے قبل اس کے کہ میری روح میرے جسم سے نکلے ایک گھونٹ پانی پلا دو۔ کسی نے پانی نہیں پلا یا۔ بلکہ ظالموں نے کہا کہ ہم آپؑ کو ہرگز پانی نہ دیں گے۔ آپؑ نے فرمایا کہ مجھے میرے باپ اعلیٰ المرتضیٰؑ آپؑ کو تر پلائیں گے یہ سن کر وہ ظلم شعار آدہ ظلم و ستم ہوئے اور شہر ملعون نے آپؑ کا سر مبارک تن اظہر سے جدا کیا۔ اس وقت زمین کہ پلا میں زلزلہ آیا رذات کے پانی میں تلاطم پیدا ہوا سیاہ آئندھیاں چلنے لگیں اور ستادی نے پکارا اَلَا قَتَلَ الْحُسَيْنُ بِكَرْبَلَا اَلَا ذَیْجِ الْحُسَيْنِ بِكَرْبَلَا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے جد بزرگوار حسینؑ مظلوم ملواریہ تیر نیزہ اور پتھروں سے شہید ہوئے سر مبارک خنجر سے جدا ہوا اور لاش پامال سم اسپاں ہوئی۔

سَيَعْلَمُ الدِّیْنُ ظَلَمُوا اَمَّیْ مُنْقَلَبٍ یَّتَقَلَّبُوْنَ ہ

گیارہول مجلس

مجلد سیکڑہ

حیدرآباد الیفا آباد، پندرہ نمبر ۵۱۰۸

تاراجی خیم اہل بیت اطہار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْمَتَّانِ الَّذِي لَا يَشْبُهُ شَيْءٌ مِنَ الْاَكْوَانِ وَلَا مِثْلَ
لَهُ فِي الْاَعْيَانِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى امِيرِ تَوْحِيعِ الْاِنْسَانِ الْمَتَفَرِّوْعِ مِنْ
اَنْبَا جَنْسِهِ فِي الْمَكَاةِ وَالشَّيْبَانِ مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْاِنْسِ وَالْمَجَانِ اَشْرَفُ مِنْ
خَوَاهِ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَعَلَى اَوْصِيَاءِ اَحْبَارِ الدِّهْرِ وَنَوَامِيْسِ الزَّمَانِ
وَاَذَلَّةِ التَّوْحِيدِ وَارْكَانِ الْاِسْلَامِ وَالْاِيْمَانِ خُصُوصًا عَلَى سَبْطِ الشَّهِيدِ
الْعَطْشَانِ وَالْوَحِيدِ الْاَلْهَقَاتِ وَالْاَسِيرِ الْحَرَمَانِ وَالْغَرِيبِ الْوِلْدَانِ
الْقَلِيلِ الْاَنْصَارِ وَالْاَعْوَانِ كَثِيرِ الْاِحْزَانِ وَالْاَشْجَانِ السَّرْلِيْبِ الْعَرِيَانِ
الزَّبِيْحِ الظَّمْآنِ مَقْطُوعِ الْاَعْضَاءِ وَالْبَيْتَانِ مَسْلُوبِ الْعِمَامَةِ وَ
الْمُخْبَنِ الْيَبِيْدِ عَنِ الْاَوْطَانِ الْمَقْتُولِ بَظَهْرِ الْكُوفَانِ الَّذِي غَسَلَهُ الدُّمُوعُ
الْهَتَانِ وَنَعَشَهُ الْعَبِيدَانِ وَكَافُورَةَ الزَّيْبَانِ وَقَبْرَةَ قُلُوبِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ الَّذِي
اجْتَمَعَ عَلَيْهِ حَزْبُ الشَّيْطَانِ وَجُنُودُهُ الْمَكْفُرِ وَالطُّغْيَانِ فَمَنْعُوا عَنْهُ الْمَاءَ
الْحَيَّانِ وَسَارَعُوا اِلَيْهِ بِالسَّيْفِ وَالسَّنَانِ فَسَقَوْهُ الْحَتُوفَ وَشَقَّقُوا بِالْبُلْبَالِ

دُطْعُنًا بِالزَّمَامِ ضَرْبًا بِالسَّيْفِ وَكَأَنِّي الْمَسْحُوحُ وَارَاهُ مُطَهَّرًا عَلَى
 الرَّمْلِ بَيْنَ الْمُجْتَوِدِ يَسْتَفِيتُ فَلَا يَغَاتُ وَيَسْتَجِيرُ فَلَا يَجَارُ وَيَسْتَقِي فَلَا
 فَلَا يَسْقِي قُوا اسْفَاهَ عَلَى الشُّيُوحِ وَالشَّيْثَانِ وَاحْشَرْتَاهُ عَلَى تِلْكَ الْإِجْسَامِ
 وَلَا يَدَانِ جِسْمٍ طَالَ مَا اتَّبَعَهَا فِي عِبَادَةِ الرَّحْمَنِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ
 نَسَقُوا عَلَيْهَا الضَّبَّ وَالْأَبُورَ وَتَزَوَّرَهَا الْعُقْبَانُ وَالنَّشُورُ وَاحْزَنَاهُ
 عَلَى تِلْكَ الْبَنَاتِ وَالنَّوَانِ وَالْأَطْفَالِ وَالصَّبِيَّانِ مُسْلَبَةِ الشَّيَابِ
 وَالْأَسْيَانِ، تَزَوَّعَةُ الْقِرَاطِ مِنْ الْأَذَانِ مَسُومَةُ الْأَبَاءِ وَالْإِخْوَانِ
 الْحُمُولَةُ عَلَى الْمُعْجَانِ، الْمَشْيُورَةُ فِي الْبِيدَانِ، تُلْقِيهِمْ فِي مَنَازِلِهِمْ
 الزَّمَانِ وَابْجَانٍ إِلَى اللَّعِينِ الْفَتَانِ، قُلْعَةُ عَلَيْهِ لَعْنَةُ، تُوصِلُهُ
 إِلَى اسْقَلِ دَرَكِ النَّيِّرَانِ وَيَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى
 قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا السَّوْدَةَ فِي الْقُرْبَى وَمَنْ
 يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزَلَتْ فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللَّهَ بِعَمَلِهِمْ
 شَكُورٌ ۝

(سورة الشورى آیت ۲۳)

ترجمہ: (اے رسول! تم کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابت داروں کی محبت کے
 سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا اور جو شخص تم کی خاطر اس کے لیے اس کی غمی میں
 اضافہ کر دیں گے بے شک خدا بڑا بخشنے والا اور قادر دان ہے۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق تمام مخلوقات
 پر اور خصوصاً مبعوث پر بعد از حقوق خدا وندی عظیم تر ہیں اور انہی حقوق کی ادائیگی امت
 مسلمہ کے لیے فرض عظیم ہے کیونکہ ان کی اطاعت خداوند رسول کا لازمی نتیجہ ہے اور مترجم

علاوہ ازیں وجود آنحضرتؐ ہی سبب تخلیق کائنات ہے اگر خداوند عالم نور محمدی کو خلق فرماتا تو پھر کائنات ہی پیدا نہ فرماتا۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وجود محمدی تخلیق و ربوبی کے ساتھ ساتھ نبوت بدنامی تھا جیسا کہ ارشاد ہوا ہے **كُنْتُ بَنِيَّ اَوْ اَدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ الطَّيِّبِ** کہ میں اس وقت سے نبی ہوں کہ جب آدمؑ پانیِ ادمی کے درمیان تھے۔ پس آنحضرتؐ کے تمام مخلوقات پر باعتبار وجود کہ اگر خود نہ ہوتے تو کوئی شے وجود نہ پاتی اور باعتبار نبوت سب پر حقوق ہیں جسکی ادائیگی اضطراری وغیرہ اضطراری طور پر لازمی ہے اور در ایں صورت کہ خدا اپنے رسولؐ کو اہر رسالت و نبوت طلب کرنے کا حکم دے اور خود تعین الہی فرمادے پھر اس کی ادائیگی لازم و واجب ہے ورنہ شریعت مطہرہ پر عمل کرنا محال اشکالی ہو گا۔ پس تقاضائے عقل یہی ہے کہ آنحضرتؐ کے نبوت کا اقرار کرنے کے بعد آپ کے حقوق مطلوبہ کو مد نظر رکھا جائے کیونکہ یہ وہ حق مطلوبہ ہے کہ جو زندگی بھر انسان سے بصورت تکلیف شریعہ برقرار رہتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارکہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ کو قوم کی ہدایت اس قدر مد نظر تھی کہ طرح طرح کی اذیتیں اٹھانے کے باوجود پتھر اور گندگی پھینکے جانے کے باوجود آپ نے کبھی امت کے حق دعائے بد نہیں کی بلکہ یہ دعا کی کہ **اَللّٰهُمَّ اِهْدِ قَوْمِيْ وَ اَنْتُمْ لَوْ لَا يَعْلَمُوْنَ**۔ کہ بار الہا میری قوم کی ہدایت فرما یہ ہدایت کو نہیں جانتے یعنی کہ جاہل معرفت ہیں یہ نہیں فرمایا کہ انہیں ہلاک کر دے بلکہ ہدایت کی دعا کی تاکہ قوم غلاب آخرت سے بچ جائے تو جس رسول پاکؐ کو اپنی قوم یعنی مکہ مکرمہ کو اس قدر محبت ہو تو کیا اس امت مسلمہ کا یہ فرض نہیں کہ وہ رسول خدا کو اہر رسالت و ہدایت ادا کرے۔

امیئلے ماسلف نے اپنی اپنی امت کے یہ سبب ایذا رسانی دعا و بد کی ہے اور

ان امتوں پر عذاب بھی نازل ہوا ہے لیکن آنحضرتؐ نے خداوند عالم سے امت کیلئے عذاب نہیں مانگا ایسے امت مسلمہ امت مرحومہ کہلاتی ہے اور جناب اکرمؐ سے لیکر تا عیسیٰ ابن مریمؑ تمام انبیاء و مرسلین آنحضرتؐ کی امت میں داخل ہیں کیونکہ روز الست ایمان لاپچکے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تودعا کی تھی کہ پروردگار! تو مجھے نبی آخر الزماں کی امت قرار دے اور رسول خدا یہ عمل اخلاق الہیہ پر مبنی ہے کیونکہ خدا کی نگاہ میں انسانوں کے کل اعمال مستحضر رہتے ہیں اگر وہ رزق بھی دیتا ہے اور عذاب نازل نہیں کرتا لیکن انسان کا فرض اولین ہے کہ خدا کی عبادت اور رسول خدا کی اطاعت کرے پس انسان پر اجر و رسالت بہر حال مرتب ہوتا ہے اور اس کا ادا نہ کرنا نا شکر گزاری اور عدم امتحان ہے۔ آنحضرتؐ کے امت پر جو حقوق ہیں ان کی بناء پر آپؐ نے خداوند عالم سے حق شفاعت مانگا ہے کہ وہ اپنے امت کی شفاعت کر سکیں۔

جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ قُلْ لَا اسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا۔ یعنی کہ اے محمدؐ اپنی امت سے کہو کہ میں تم سے کوئی اجر و رسالت نہیں مانگتا ہوں اس کے کہ میرے اہلیت اور قربتداروں سے محبت کی جائے (لفظ قربی فی القربی) یعنی قربت داروں کی مودۃ کو اجر و رسالت قرار دیا ہے لہذا خدا کے علم میں جو قربتداران رسول خدا اس منزلت کے ہیں کہ ان سے مودۃ و محبت بمنزلۃ اجر رسالت ہے ان قربتداروں کے سوا کوئی دوسرا خواہ قربتدار رسول خدا ہی کیوں نہ ہو وہ اجر رسالت کی منزل میں نہیں آسکتا۔ اب جبکہ ہم اہمیت کے الفاظ پر غور کرتے ہیں تو یہ مفہوم واضح ہوتا ہے کہ جن پر محبت کرنا اولیٰ گئی اجر رسالت کی صورت میں ہے وہ امت رسول خدا ہے اور جن کی محبت کو اجر رسالت قرار دیا ہے وہ فی القربی میں تو جبکہ لَا اسْئَلُكُمْ میں لفظ کم میں قیامت تک کی امت سمٹ کر آگئی تو فی القربی میں صرف اور صرف وہ رشتہ داران رسول خدا

رہ گئے کہ جو ذریت رسول خدا ہیں اور ذریت رسول خدا وہ ہی ہیں کہ جو شریک درود
ہیں۔ امت کی طرف سے یہ دعائیں جملہ کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ کہ اے خدا تو رحمت بھیج آل
محمد پر پس آل محمد کی مودت اجر رسالت ہے۔ اہم شافعی کا ارشاد مبارکہ یہ ہے کہ

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ
فَرَضٌ مِنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْآنِ اَنْزَلَهُ
كُفَاكُمْ مِنْ عَظِيمِ الْقَدَرِ اِنَّكُمْ
مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلَوةَ لَهُ

(ترجمہ اشعار)

محبت آپ کی اے اہلبیت مضمحل نہیں

بحکم رب علی فرض ہے فضول نہیں

دلیل آپ کی عظمت پر ہے یہی کافی

کہ بے درود عبادت کوئی قبول نہیں

قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ نے اہل بیت رسول کی مودت کو حسنہ قرار دیا

ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہوا ہے وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيْهَا حُسْنًا۔ یعنی کہ
جس کسی شخص نے اس نیکی کو اختیار کیا تو ہم اس کی خوبی میں اضافہ کر دیں گے۔ اس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ مودۃ اہلبیت رسول خدا عند اللہ حسنہ پر ہے تو یہ ہیں سے اندازہ ہو
سکتا ہے کہ بہن کی مودت حسنہ ہو وہ ہداتہ کس قدر خیر ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ آل
رسول میں جس قدر ائمہ برحق ہیں ان کے اسماء گرامی کا محور محمد وعلیٰ رضی اللہ عنہما ہے
اور یہی بہترین کائنات ہیں۔ کرامت وفضل و احسانات الہی کے دامن سے وابستہ ہیں۔

حدث برقی نے حضرت صادق آل محمدؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اِنَّ
فَوْقَ كُلِّ عِبَادَةٍ عِبَادَةٌ حُبَّتْ اَهْلَ الْبَيْتِ اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ - یعنی کہ
ہر عبادت سے بڑھ کر عبادت اور بھی ہے لیکن ہم اہلبیتؑ کی مودہ و محبت تمام عبادات
سے افضل ہے۔

نفیل نے کہا ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے
فرزند رسولؐ خدا! اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کونسی عبادت بہترین از عبادات
ہے۔

آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ اس کے رسولؐ اور ہم اولی الامر سے محبت رکھنا۔
پس آئمہ معصومینؑ کی مودت و محبت رکھنا قرب الہی کی ضمانت ہے۔ وہ ہی مقرب بارگاہ
خداوندی ہے کہ جو مودت اہلبیتؑ میں راسخ ہے۔

شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے ابو عبد اللہ جد ولی سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر
المؤمنین علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں تمہیں اس نیکی سے آگاہ نہ کروں کہ جس کو
رکھنے والا روز قیامت کی ہولناکی سے محفوظ رہے گا اور بہشت میں داخل ہوگا اور
اس برائی سے جس کو رکھنے والا داخل جہنم ہوگا۔ ابو عبد اللہ جولی نے عرض کیا اے مولا
ضرور آگاہ فرمائے۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا اَلْجَنَّةُ حُبَّتْنَا وَالسَّيِّئَةُ
بُغِضَتْ۔ یعنی کہ وہ نیکی ہماری محبت ہے کہ جو ضامن داخل بہشت ہے اور وہ برائی
ہم سے عداوت ہے کہ جس کے سبب انسان داخل جہنم ہوگا۔ دہلی نے اعلام الدین
میں روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ امام حسینؑ کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا
اے فرزند رسولؐ خدا ہم امیر شام کو چھوڑ کر آپؑ کی خدمت میں آئے ہیں جبکہ ہمارے
دوسرے بہت سے ساتھی معاویہ کی طرف گئے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تو

ہم نہیں اس سے زیادہ انعام دیتے ہیں۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم دولت دنیا کی غرض سے نہیں آئے ہیں بلکہ دین کے لیے آئے ہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ سن لو جو ہمیں بوجہ اللہ دوست رکھتا ہے یعنی محض خوشنودی خدا کے لیے دوست رکھتا ہے اور ہمارا ساتھ دے گا وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ اس طرح ہوگا کہ جیسے دو انگلیاں باہم متصل ہوتی ہیں اور ہاں ولایتِ اہلبیت طاہرین، واجب ہے بلکہ اعظم ارکان دین سے ہے۔ پس ولایت کے ساتھ انسان داخل جہنم نہیں ہو سکتا۔

ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور اصحاب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اِنَّا نَحِبُّكَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔ کہ ہم خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے آنحضرتؐ کی عزت کی محبت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ آنحضرتؐ اس وقت غصہ میں آگئے اور فرمایا کہ تم لوگ خدا کو دوست رکھتے ہو اس لیے کہ وہ تم کو نعمتیں عطا کرتا ہے اور مجھ سے محبت کرتے ہو اس لیے کہ میں اللہ کو دوست رکھتا ہوں۔ پس میرے اہل بیت سے محبت کرو اس لیے کہ وہ میرے اہلبیت ہیں یعنی کہ میری وجہ سے ان کو دوست رکھو۔ قسم ہے اس ذاتِ گرامی خدائے ذوالجلال کی اگر کوئی شخص اپنی ساری زندگی عبادت میں صرف کرے رکن و مقامِ ابراہیمؑ کے درمیان روزہ رکھے اور رکوع و سجود کرتا ہے لیکن اگر میرے اہلبیت کی محبت کے بغیر مر جائے دنیا سے اٹھ جائے تو وہ تمام عبادات اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گی۔ تب ان لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کے اہلبیت کون ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ میری ذریت اور میری عزت ہیں کہ جن کا گوشت پوست یعنی حقیقت وجود یہ میری حقیقت وجود سے وابستہ ہے یعنی کہ میں اور میرے اہلبیت ایک نور سے خلق ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے عرض کیا ہم خدا اور رسولؐ اور عزت و اہلبیت رسولؐ خدا

سے محبت رکھتے ہیں اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ

بشارت ہو تم کو کہ قیامت کے دن تم ہمارے ساتھ ہو۔ گے میرے روایت ہے کہ اس نے کہا ہم تقریباً پچاس سے زائد افراد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھے اور ہم آنجناب کی ہدایت سے متاثر ہو کر خاموش بیٹھ گئے تھے۔ امام عالی مقام نے ہمیں خاموش دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگ گفتگو کیوں نہیں کرتے کس لیے خاموش ہو۔ غالباً تمہارا یہ گمان ہے کہ میں نبی و رسول ہوں۔ ایسا نہیں ہے میں تو اولاد پیغمبر خدا سے ہوں اور ان کا وصی ہوں۔ اوصیاء نبوی میں سے ایک وصی ہوں جانتے ہو کہ مسجد الحرام میں سے سب سے زیادہ مقدس جگہ کونسی ہے؟ وہ رکن و مقام اور در کعبہ کے درمیان کی جگہ ہے جو سب سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے لیکن دَلَّوْا يَعْزُوتُ حَقًّا وَحُرْمَتَنَا لَوْ يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ شَيْءٌ۔ یعنی کہ اگر وہ شخص ہمارے حقوق کی عزت نہیں رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے کسی بھی عمل کو قبول نہ کرے گا۔ لیکن انہوں نے ان مسلمانوں پر کہ جنہوں نے آل رسول کی مودت کو بھلا دیا۔ اور ان کی قدر و منزلت کو فراموش کر دیا اور اجرام رسالت ادا نہ کیا حالانکہ اس اجر کی ادائیگی خود امت ہی کے حق میں ہے جس قدر آنحضرتؐ نے اپنی آل کی مودت کے بارے میں تاکید فرمائی اس قدر امت نے بجائے مودت و محبت آل رسول سے دشمنی کی اور ان کو قتل کیا۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب آیہ مودت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان فرمایا کہ اے لوگو تم سے اللہ تعالیٰ نے میری تبلیغ رسالت کا اجر طلب فرمایا ہے کیا تم ادا کر دے گے یا نہیں؟ لوگ خاموش رہے۔ پھر آنحضرتؐ نے دوسرے دن انہی الفاظ کا اعادہ فرمایا۔ پھر تیسرے دن فرمایا کہ اَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ كَيْسٌ مِنْ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ وَلَا مَطْعَمٍ وَلَا مَشْرِبٍ۔ اے لوگو وہ اجر مطلوب

سونے چاندی اور کھانے پینے کی شکل میں نہیں ہے بلکہ صرف یہ ہے کہ میرے اہلبیت کے ساتھ محبت رکھو۔ اس وقت تمام لوگوں نے اس کو قبول کیا لیکن حقیقت میں اس دور میں صرف سات نفر ایسے نکلے کہ جنہوں نے اس طرح حق مودۃ پیدا کیا۔ جیسا کہ حق مودۃ خدا و رسول کو مطلوب ہے باقی چھ کرنے والوں میں سے کسی نے پوری طرح وفا نہیں کی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ مومنین میں کامل ترین وہ شخص ہے جو حسن خلق میں بہترین ہو، ہماری محبت میں سب سے آگے ہو، اور ہماری مصیبت اور غم میں سون و ملال کرنے والا ہو۔ لیکن واحسرتنا۔ جب امام حسین علیہ السلام کو بلا میں مورد آفات و غم ہوئے تو امت والوں نے امام عالی مقام کو پے درپے صدقات پہنچائے ان کی اولاد کو قتل کیا، اصحاب کو شہید کیا، خیمہ ہائے امام حسینؑ کو غارت کیا، الحرم کو کیا۔ زینب علیہا السلام کا اور اسیری کیا، اس وقت زینبؑ غاتون فریاد کر رہی تھیں۔

وَاجِدُكُمْ ذَا بَابِ الْقَاسِمَاءِ وَاعْلِيَا وَابْتِئَاءِ - مگر کوئی رحم کھانے والا نہ تھا۔ حالانکہ آپ فرما رہی تھیں۔

اَقْبَلْ عَطْشًا وَاجِدِي مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى ، اَقْبَلْ عَطْشًا نَادِيًا عَلَيَّ الْمَرْغَضَى وَأُمِّي فَاطِمَةَ
 آہ آہ حسینؑ کو تشنہ لب شہید کیا۔ حالانکہ ہمارے ماننا رسول خدا، ہمارے بابا علی المرتضیٰ اور ہماری جان فاطمہ الزہرا ہیں۔ آہ اگر مسلمان آنحضرت کی رعایت نہ کرتے تو کم از کم فاسد رسول خدا کو قتل ہی کرتے۔ ان کے الحرم کو اسیر نہ کرتے۔

یا رسول اللہ اگر آپ کو بلا میں موجود ہوتے تو ملاحظہ فرماتے کہ نیزہ پر حسینؑ کا سر اتریں
 بلند کیا گیا ہے۔ بہر حال یہ ظلم و ستم ہوا امام حسینؑ اور ان کی آل اجماع پر ہونے متافی مودت میں حکم خدا و رسول کے خلاف ہیں۔ حضرت صادق آل محمدؑ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اِنَّ
 اكْبَدَ الْمُؤْمِنِينَ اَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَ اَكْثَرَهُمْ رِقَّةً عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ وَ اَشَدَّهُ

جَبَّالْنَا وَآثَرُهُوَ حَرُّنَا عَلَيْنَا۔ یعنی کہ کامل ترین مومن وہ ہے کہ اس کا بڑاؤ ایک دوسرے کے ساتھ اچھا ہو۔ زم لب دلچر ہو۔ اور ہماری مصیبتوں کا اس پر بہت زیادہ اثر ہو۔ کیونکہ یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے محبوب کو دیکھے اور اس کی خوشی و غمی سے متاثر نہ ہو۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابھی امام حسین علیہ السلام دو سال کے تھے کہ رسول اللہؐ کو ایک سفر درپیش ہوا۔ اٹلے سفر آنحضرتؐ ایک جگہ کھڑے ہو گئے اور بکثرت فرمایا کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ۔ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہوا کسی صحابی نے سوال کیا یا رسول اللہؐ آپ کے گریہ فرمانے کا کیا سبب ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابھی ابھی جبرئیل امین میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ شرط فرات کے پاس ایک زمین ہے جسے کہلا کہتے ہیں اور اس زمین پر تمہارا فرزند حسینؑ بن فاطمہ قتل کیا جائے گا۔ اور میں نے اس کا محل دفن دیکھ لیا ہے۔

وَكَافَىٰ اُنْظُرْ اِلَى السَّهَابِ يَا عَلِيَّ اَقْطَابِ الْمَطَايَا وَقَدْ هَدٰى رَاسَ وَلَدِی الْحُسَيْنِ الْخَبْرَ یَزِید۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کے ابھر م میری فضا بہاں بے کجا وہ اونٹوں پر سوار ہیں اور نیزے پر میرے فرزند حسینؑ کا سر ہے اور وہ نیزہ کو کیا جا رہا ہے اور فرمایا کہ خدا کی قسم وہ میرے فرزند کے سہ کو رضامندی اور خوشی سے نہیں دیکھے گا۔ مگر یہ کہ وہ کفر و نفاق میں مبتلا ہو گا اور اس ظالم پر غلبہ الیم ہو گا۔ پھر آنحضرتؐ نے اس غم و اندوہ جانکاہ کی وجہ سے سفر ملتوی کر دیا اور مدینہ پہنچ کر آب مہوم و محزون حالت میں غم پر تشریف لے گئے اور اپنے دو فوجیوں حسنؑ و حسینؑ کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور آپؐ نے خطبہ دیا اور حاضرین کو مخاطب فرماتے ہوئے اپنا وصیتِ راست امام حسنؑ کے سر پر رکھا اور وصیتِ چپ امام حسینؑ کے

سپر رکھا اور فرمایا: پروردگار میں تیرا جدمعصوم اور رسول ہوں وَقَدْ أَجَبْتَنِي نَجْدٌ ثَمِيلٌ
 اَنَّ وَلَدِي هَذَا مَقْتُولٌ بِالشَّهْدِ وَالْأَقْرَشِ شَهِيدٌ مُّضْتَرٌّ بِالدِّمِّ۔ یعنی کہ مجھے
 جبریل نے یہ خبر سنائی ہے کہ میرے ان بچوں میں سے ایک زہر سے شہید ہوگا اور
 دوسرا قتل کیا جائے گا اور یہ اپنے خون میں نہا کے شہید ہوگا۔ یہ میری عسرت کے بہترین
 فرد ہیں گویا یہ جنتان فاطمہ کے دو شگوفے ہیں۔ ان کی مہک، وحی بینہ ہے، ان دونوں
 کا درق کتاب زندگی قرآن ہے۔ اے خدا تو ان کی شہادت کو مکرم قرار دے اور ان
 کے قاتلوں کو اور ان کی مدد و نصرت نہ کرنے والوں کو جہنم کے پست ترین طبقہ میں قرار
 دے۔ اصحاب رسول یہ سن کر رونے لگے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ابْتَكُونَهُ وَلَا تَصْنَعُونَهُ یعنی کہ تم آج روتے
 ہو مگر وقت آنے پر تم ان کی مدد نہیں کرو گے۔ خدا خدا تو ان دونوں کا ولی و ناصر ہو۔
 ابن قولویہ نے اپنی سند کے ساتھ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
 روایت کی ہے کہ ایک بھرت رسول خدا ہمارے پاس تھے رات کے ایک حصہ میں
 وہ ہمارے گھر سے دیر تک غائب رہے جب واپس آئے تو روئے مبارک پر خاک
 پڑی ہوئی تھی۔ ریش مبارک گرد آلود تھی۔ اور اپنی مٹھی میں کچھ یلے ہوئے تھے اور
 آپ نگین و طول تھے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کہاں تشریف لے گئے تھے، آپؐ نے فرمایا کہ مجھے
 اس مقام پر لے جایا گیا کہ جہاں سرزمین عراق پر میرا فرزند حسینؑ شہید ہو گا۔ جہاں اس
 کا خون بہایا جائے گا، اس زمین کو کربلا کہتے ہیں اور میں وہاں کی تھوڑی سی مٹی لایا
 ہوں۔ پھر آنحضرتؐ نے وہ مٹی ام سلمہؓ کو دی اور فرمایا کہ اس کو محفوظ رکھو اور جب یہ
 مٹی خون بن جائے گی تو یقین کر لینا کہ میرا فرزند حسینؑ کربلا میں شہید ہو گیا۔

ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ جب میں نے وہ مٹی لی تو وہ سرخ رنگ کی تھی میں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں محفوظ کیا۔ جب حسینؑ مکہ سے بسوسے عراق روانہ ہوئے تو میں روزانہ اس شیشی کو دیکھا کرتی تھی مگر وہ مٹی بدستور مٹی تھی۔ لیکن جب میں نے محرم کی دسویں تاریخ بوقت عصر اس مٹی کو دیکھا تو شیشی خون سے بھری ہوئی تھی۔ مجھے یقین آ گیا کہ فرزند فاطمہؑ حسینؑ غریب کر بلا میں قتل کر دیا گیا۔ میں نے دشمنوں کے خوف سے ہاؤاؤ بلند کر رہی تھی۔ آخر کار جب والی مدینہ کے پاس قتل حسینؑ کی خبر آئی تو اس امر کی تصدیق ہو گئی کہ وہم محرم بوقت عصر جبکہ مٹی خون میں بدل گئی تھی۔ اسی تاریخ امام حسینؑ شہید ہوئے تھے

فَوَاسِفَاۗءٌ مِّنْ مَّصِیْبَةٍ اَبْکَثَ عِیُّوْنَ الرَّسُوْلُ وَاَحْرَقَتْ
کَبَدَ الْبَتُوْلُ وَاَحْرَقَتْ قُلُوبَہُمْ عَلٰی الْاِجْسَادِ الْعَارِیَاتِ وَالْاَعْضَاءِ الْمَقْطَعَاتِ
وَالْاِجْسَامِ النَّاعِمَاتِ الْمَطْرُوْحَةِ فِی الْبِرَارِیِّ وَالْقُلُوْبِ وَوَاَحْرَقَتْ
عَلٰی النَّسُوْۃِ الْمَاسُوْرَاتِ ، وَالْعُلُوْیَاتِ الْمَارِزَاتِ وَوَاَعْمَادُ عَلٰی
عَلٰی الْوُجُوْۃِ السَّافِرَاتِ ، وَالْحَدَّ وَوَالْمَلْطَمَاتِ وَلَا یَدْرِی الْمَغْلُوْلَاتِ
وَالْاَعْنَاقِ الْمُکْبَلَاتِ وَکَاَنِّیْ یَهْجُوْ مَهْمُوْکَاتِ الْحِجَابِ ، مَرْضُوْعَاتِ الْجَلِیَّاتِ
مَنْزُوْعَاتِ الشَّیَابِ مَحْمُوْلَاتٌ عَلٰی الْاَقْطَابِ ، مُشَدَّوْدَاتِ بِالْاَطْنَابِ ،
مُشْرِذَاتِ فِی الْاَسْرَابِ ، یُنَادِیْنَ یُوَاسُوْنَا وَوَاغْرِبْنَا وَوَاَحْجَاہُ وَاَبْتَاہُ
لِہِیْفِی عَلٰی بَابِ خَدَّہَا رَزَتْ یَعْدُو السُّتُوْرَ
بِکُلِّ اُکُوْع -

سرت داندہ ان محذات عصمت و طہارت پر ہے کہ جو بعد شہادت امام حسینؑ غیوروں سے بظلم و جور بغیر چادر نکلیں۔ انوس و بھرت ہے ان کی بیویوں پر کہ جو قید کی گئیں۔ اور دشمنان دین ان کے سروں سے چادریں اور منقہ پھین رہے تھے اور کوئی ان کا

مدد گار نہ تھا۔ بخدا فراموش نہیں ہوتا کہ زینب خاتون جو وقار اور دہد بہ اور متانت کی حالت تھیں۔ اس وقت آپ اضطراب کے عالم میں تھیں۔ کیونکہ نہ کبھی قدم گھر سے باہر نکالا تھا اور نہ کبھی گوشہ چادر سر سے ہٹا تھا۔ مقتل کی طرف رخ کر کے اپنے بھائی حسین کی لاش سے مخاطب ہیں کہ اے بھیا اب تو ہم سے جدا ہے ہم تیری کوئی خدمت نہیں کر سکتے حتیٰ کہ تو خاک پر خون میں غلطان پڑا ہے۔ ہم تیرے جسم نازش سے خون بھی نہیں دھو سکتے۔ ہمارے پاس پینے کے لیے پانی بھی نہیں ہے۔ بھیا یتیموں کی دلداری کروں یا آپ کی بے کسی کا ماتم کروں۔ اے دخی حسین میں کس کس بھائی کا ماتم کروں۔ اے بھیا اگر دشمن قبول کریں تو میں تم پر اپنی جان فدا کرنے کو تیار ہوں۔ یعنی دشمن مجھے قتل کر دیتے تو خوب تھا۔

اے بھیا! تیری مصیبت اس قدر عظیم ہے کہ اگر میں اپنا گریبان چاک کروں۔ سر پر خاک ڈالوں تب بھی کم ہے۔ اے بھیا اٹھو اور اپنی لاڈلی بیٹی مکینہ سے باتیں کرو۔ وہ تڑپ رہی ہے۔ اے برادر بابا علی! مرضی کہاں ہیں کہ وہ دیکھتے کہ ان کی بیٹی س طرح دشمنوں کے سامنے عاجز کھڑی ہے۔

اے شیعو! امام حسینؑ کی شخصیت معمولی نہیں بلکہ وہ عرضات اللہ کے وارث ہیں۔ عالم کا ذرہ ذرہ ان کے تحت تعریف ہے اور سب پر آپ کا حکم جاری و ساری ہے۔

وَكَانَ إِذَا شَاءَ شَاءَ اللَّهُ وَإِذَا كَرِهَ كَرِهَ اللَّهُ وَإِذَا رَضِيَ رَضِيَ اللَّهُ وَإِذَا غَضِبَ غَضِبَ اللَّهُ۔ یعنی کہ اگر امام حسینؑ ارشاد کریں تو آسمان زمین میں تبدیل ہو جائے اور زمین آسمان سے معبد ہو جائے۔ ان کی مشیت، اللہ کی مشیت ہے یہ عمل مشیت الہیہ ہیں۔ جس سے یہ راضی اس سے خدا راضی ہے۔ ان کی رضا کے بغیر کسی کے لیے یہ کہنا کہ خدا اس سے راضی ہوا کیونکہ دوست ہو سکتا ہے۔ یہ کسی سے نفرت و

کراہت کریں تو خدا اس سے نفرت و کراہت رکھتا ہے۔ ان کو وہ علم و قدرت حاصل ہے کہ اگر چاہیں تو کائنات معدوم ہو سکتی ہے۔ یہ وہ ہیں کہ جن کی تربت کی زیارت کو اولیٰ العزم مرسلین کو بلا وارد ہوتے ہیں اور زیارت قبر مطہر کرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں کہ جن کی قبر مبارک کی زیارت حج اکبر سے افضل ہے کیونکہ زائر کی ایک نماز تحت قبۃ صغیٰ ادا کرنا بیس حج مقبول کا ثواب رکھتی ہے۔ ایک سنت نماز بیس حج عمرہ کا ثواب رکھتی ہے اے شیعو۔ جس قدر امام حسینؑ کا عند اللہ مرتبہ بلند ہے اسی قدر ان کے غم میں رونا موجب ثواب ہے۔ بس حد یہ ہے کہ آپ پر اس قدر مصائب ٹوٹے ہیں کہ رہتی دنیا تک کسی پر ایسی مصیبت نہیں پڑے گی۔ آپ حضرات خود فرمائیں کس قدر مصائب سید الساجدین امام زین العابدینؑ پر پڑے اور کس قدر مصیبتیں زینبؑ کی پر پڑیں۔ اور کس قدر غم آپ کی بیٹیوں نے برداشت کیے۔ بس ان بے کسوں کی بیویوں کے دل ہی جانتے ہیں بعد شہادت حسینؑ ان بے کسوں نے ناقہ برداشت کیے ہیں۔ دن رات غم حسینؑ میں مثل شمع سوزان گلہنا تھا۔ نہ آب و طعام سے غرض تھی اور نہ کسی آرام و آسائش سے تعلق تھا۔ رات دن گریہ و زاری۔ روتے روتے آنسو بھی خشک ہو گئے تھے حضرت سید الساجدین امام زین العابدینؑ ان سب کے لیے آب و کاغذ کا اہتمام فرماتے تھے۔ اور ان کو کھانا وغیرہ فراہم کرتے اور اپنی موجودگی میں کھلاتے تھے۔ کتاب شریف کافی میں روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت سید الساجدین امام زین العابدینؑ کی ایک زوجہ تھیں جو قبیلہ بنی کلب سے تھیں۔ انہوں نے بعد شہادت امام حسینؑ علیہ السلام صف ماتم پجائی اور اپنے گھر عورتوں کو مجلس غزا میں شریک ہونے کی دعوت دی چنانچہ عورتیں جمع ہوتی تھیں اور واقعات شہادت بیان ہوتے تھے اور گریہ و زاری۔ نوحہ ماتم برپا ہوتا تھا۔ روتے روتے عورتوں کے آنسو خشک

ہو جاتے تھے۔ ایک روز ان عورتوں میں سے ایک کینز کو دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اس کو بلایا اور آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا سبب ہے کہ تیرے آنسو جاری رہتے ہیں اس نے کہا کہ جب میں یہ دیکھتی ہوں یعنی محسوس کرتی ہوں کہ میرے آنسو خشک ہو رہے ہیں تو میں ستویں لیتی ہوں اور آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ آپ نے عزا داروں کو حکم دیا یعنی بانی مجالس کو حکم دیا کہ متوتیار کر کے طعام کی جگہ دیئے جائیں چنانچہ ایسا کیا گیا تو پھر رونے والوں کے آنسو خشک نہیں ہوئے۔ اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کو غم امام حسینؑ میں آنسوؤں کے ساتھ گریہ کرنا زیادہ پسندیدہ ہے لیکن اگر آنسو خشک بھی ہو جائیں تو آواز کے ساتھ گریہ کرنا خوب تر ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بنی ہاشم کی کسی عورت نے پانچ سال تک کوئی زیارت نہیں کی۔ مثل اس کے کہ بالوں میں نگلیں نہیں کی۔ خوشبو نہیں لگائی۔ خضاب نہیں لگایا یعنی سر کے بالوں میں مہندی نہیں لگائی اور نہ کسی ہاشمی گھر سے دھواں نکلا یعنی چوہا نہیں روشن ہوا جیسا کہ عقار نے عبداللہ ابن زیاد ملعون کا سر لٹا کر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ کر دیا۔ روایت ہے کہ بید سجاد علیہ السلام زندگی بھر امام حسینؑ کو یاد کر کے روتے رہے اب کے پیش نظر تنہا امام حسینؑ کا قصہ نہ تھا بلکہ تمام شہیدان کو یاد کرتے روتے تھے۔ جب آپ کے سامنے آب و طعام آتا تو بانی کو دیکھ کر آپ دیر تک روتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ قَتَلَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ جَارِعًا قَتَلَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ عَطَشًا نَاكَ بَابًا اور سارے شہید اپنی ساری بھوکے شہید ہو گئے اہل حرم تین دن تک کربلا میں بھوکے پیاسے رہے۔ و آخر تاجی عباس کے بازو قلم ہو گئے ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب سے امام زین العابدین علیہ السلام نے جب سے دریا پر نہریں میں امام حسینؑ کا سر پریدہ دیکھا ہے

کبھی گو سفتد (یعنی سری) نہیں کھایا اور جب وقت افطار کھانا آسنا تھا تو آپ بہت زیادہ گریہ فرماتے تھے اور آپ پر ہجوم رنج و غم ہوتا تھا کہ ہائے فرزند فاطمہؑ پیاسا قتل کر دیا گیا گھروالے کہتے کہ فرزند رسول خداؐ آپ کچھ تو طعام کھائے پانی پیئے تو آپ فرماتے تھے کہ بابا بھوکے و پیاسے مارے گئے۔ کبھی فرماتے کاش میں مقتل حسینؑ نہ دیکھتا۔ کبھی فرماتے یعقوب کا ایک فرزند یوسف ان سے جدا ہو گیا تھا مگر یعقوب روئے میں کیوں کر گریہ نہ کروں میرے اٹھارہ نبی ہاشم جن کا شل و نظرو نیامیں نہ تھا قتل کر دیئے گئے۔ فرماتے تھے کہ میرے بابا کر بلا میں تین دن کے بھوکے پیاسے قتل کر دیئے گئے میں کیوں آپ و طعام کھاؤں۔

روایت ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اسیر ہونے کے بعد جب تک آپ طوق و سلاسل پہنے ہوئے تھے سب سے پہلے آپ کا گھر مقتل کی طرف ہوا اور اپنے پدر بزرگوار کو خاک و خون میں غلطان پڑا ہوا دیکھا تو نہ معلوم آپ کے دل پر کیا گزری ہو گی۔ لاش مطہر کو بوسہ دیا۔ امام زین العابدینؑ نے خیال کیا کہ یہ وہی جدا طرا ہے کہ جو کبھی روشن پیغمبر کی زینت تھا نزدیک تھا کہ اس تصور سے آپ کی روح بدن سے نکل جائے لیکن پھر امام نے صبر کیا معصوم کے صبر کی شان ہی کچھ اور ہے۔ حضرت زینبؑ نے بھی بھائی کی لاش مجروح دیکھی تو آپ نے خود کو بھائی کی لاش سے سر پر گرا دیا اور بھائی کی لاش پر نوحہ خوانی کی و نادت باعلیٰ صَوْرَتِهَا بَعْدَ مَا وَهَتْ عَلَيْهِ نَفَاثَتُهَا الْحَيَّةُ وَصَيْتِي أَرْحَىٰ يَا هَلَا لَأَغَابَ بَعْدَ طُلُوعِهِ ، فَمِنْ فَقْدِهِ أَضْحَىٰ نَفْسِي كَيْفَ يَنْتَجَىٰ۔

یعنی کہ با آواز بلند نوحہ کیا اور فرمایا کہ۔ اے چھوڑ کر چلے جانے والو یعنی اے شہید ہم رونے اور مصائب اٹھانے کے لیے رہ گئے۔ اور فرمایا اے میرے بھائی اے

میرے چاند کہ طلوع کر کے عالم کو روشنی بخشی اور غروب کر کے ہمارے دلوں کو شب تاریک بنا دیا۔ اے میرے مقتول بھائی میں اپنی کون سی مصیبت تجھ سے بیان کروں یا کونسی ہنس و حرمت اور غریبی بیان کروں۔ اور اے بھائی میں بیان کروں تو کیوں کرتیرا سرجم الجسد سے جدا ہے۔ اعضاء زخمی ہیں۔ ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ ام الثوبِ مَسْلُوبًا ۱۱ المجسم عاریًا ۱۲، ام الغرِ صُغُورًا بِنَصِصِ صُفَیْلَةٍ۔ یعنی کہ کیا میں لاش کے عریاں ہونے کی شکایت کروں۔ یا میں اپنے دل کے حزن و کواہر کروں یا تمہاری ریش مبارک کے خون سے قصاب ہونے کا ذکر کروں یا اپنے غیموں کی تارا جی بیان کروں۔ بھیا زینبؓ یہاں ہے کہ کون سی مصیبت بیان کرے۔ بھیا تیموں کی حالت نہیں دیکھی جاتی۔ بے پدر لڑکیوں کو مثل کینیزان اسیر کیا گیا ہے۔ کیا ایسا اسیری کا حال سناؤں۔ اے بھیا کس قدر راحت و سکون کا زمانہ تھا کہ جب ہم تمہارے ساتھ مدینہ میں تھے۔ اے بھیا اب ہمیں احمد مختار کے روضہ پر پہنچا دیجئے۔ اے بھیا شاید ہمیں مدینہ میں آرام ملے مگر میں یہ جانتی ہوں کہ تجھ جیسا بھائی نہ ملے گا۔

سید ابن طاووس و شیخ مفید اور بعض دوسرے علمائے اسلام نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت سید الشہداء امام حسینؑ قتل کر دیئے گئے۔ اور ہاتھ غیبی کی نوائے ارجحیٰ الی ربک رَاضِیَۃ مَرْضِیَۃ آئی اور روح مبارک بدرجہ رفیعہ فائز ہو گئی۔ اس وقت سرخ آندھیاں چلیں۔ تمام عالم تاریک ہو گیا۔ لشکر عمر ابن سعد نے گمان کیا کہ اب عذاب نازل ہو گا۔ یہ بھی فضائے عالم میں آواز گونجی قتلِ الامام ابن الامام قتلِ والہ الد حسینؑ کہ امام ابن امام حسین علیہ السلام قتل ہو گئے۔ لوگ حیران رہ گئے۔ اس وقت شکر باطل نے تین مرتبہ صدائے تکبیر بلند کی۔ وَ یُکَبِّرُ فَوْنَ بَاقٍ قَتَلَتْ

وَأَمَّا قَتْلُ أَبِيكَ التَّكْوِيْنُ وَالْتِهْلِيلُ - یعنی کہ تکویر یہ کہتی ہے کہ اے ابو عبد اللہ حسینؑ تجھے کیا قتل کیا بلکہ مجھے قتل کر دیا۔ قتل حسینؑ اصل میں قتل آوازہ تکویر ہے لیکن امام حسینؑ نے مدائے اللہ اکبر کو حیات جادوانی بخش دی۔

صاحب مناقب ابن بابویہ ابو مخنف اور صاحب منتخب اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ علیہ السلام شہید ہو گئے تو آپ کا اسب با وفا ذوالجناح یہ کہتا ہوا کہ الظِّلْمَةُ مِنَ الظِّلْمَةِ قَتَلَتْ ابْنَ بَنْتِ بَقِيْمَہَا۔ یعنی کہ ظلم ہو گیا ظلم فریاد ہے فریاد کہ امت نے اپنے نبیؐ کی بیٹی کے فرزند کو قتل کر ڈالا۔ دوڑتا ہوا پھر رہا تھا۔ عمر ابن سعد ملعون نے حکم دیا کہ ذوالجناح کو پکڑ کر لاؤ۔ اس وقت شیر لوگ اس کی طرف دوڑے جب نزدیک پہنچے تو ذوالجناح نے یزیدی لشکر کے چالیس نفر فی النار کیے۔ پھر عمر بن سعد ملعون نے کہا کہ اچھا اس کا تعاقب نہ کرو اور دیکھو کہ یہ گھوڑا کیا کرتا ہے پس لوگ ذوالجناح کے پاس سے ہٹ گئے اور دور ہو گئے تو ذوالجناح مقفل میں لاش امام حسینؑ پر پہنچا اور بھٹ کر لاش مبارک کا بوسہ لیا۔ اپنی پیشانی غن میں رنگین کی لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے اور ذوالجناح نے پھر پیام امام حسینؑ کا رخ کیا جب درخیمہ پر پہنچا تو کیا اہل حرم نے جب ذوالجناح کی آواز سنی درخیمہ پر سب جمع ہو گئے ایک کہرام برپا ہوا رزید خاتون کہہ رہی تھیں۔ ذوالجناح حسینؑ کو کہاں پھوڑ کیا۔ ام کلثومؓ کہہ رہی تھیں۔ ذوالجناح جب تو گیا ہے تو حسینؑ کو لے کر گیا ہے اور اب حسینؑ کہاں ہیں سیکھنے گھوڑے کے سموں سے لپٹی ہوئی ہیں کہہ رہی تھیں ذوالجناح میرے بابا کو کیا کہا اور اہل حرم فریاد کر رہے تھے۔ قل واللہ الحینؑ کہ حسینؑ مارے گئے ہم بے وارث ہو گئے۔ وَا مُحَمَّدًا وَعَلِيَّاهُ دَا فَا طَهَّ وَاحْسَنَاهُ وَاحْسَنَاهُ کی صدا میں بند تھیں۔ کوئی نبی باہر کہہ رہی تھیں کہ آج علیؑ شہید ہو گئے۔ آج فاطمہؑ نہ ہرارت سے

رضعت ہو گئیں۔ اہل حرم کے رونے کی صدائیں آسمان تک بلند تھیں۔ ملائکہ مقربین میں بھی اضطراب تھا۔ فرشتے بھی آہ و نزاری کر رہے تھے۔ خالد بن ولیدؓ ہوا رہا تھا لشکرِ عمر ابن سعد کے لوگ دراز خیموں میں داخل ہوئے اور مال و اسباب لوٹا اسی اثناء میں عمر ابن سعد بدھانے حکم دیا کہ خیامِ حسینؑ کو آگ لگا دو۔ خیمہ کو آگ لگا دی گئی تو جب ایک خیمہ جل گیا تو آپؐ نے فرمایا کیا اے عمر ابن سعد تو حرمِ رسول اللہؐ کو خیموں میں جلا دے گا۔ جب ایک خیمہ جلتا تھا تو بیبیاں اور یتیم بچے دوسرے خیمہ میں چلے جاتے تھے۔ غرض کہ قیامت کا ایک سماں تھا۔ نہ کوئی والی نہ کوئی وارث بیبیاں کیا کرتیں۔ اعدا وین چادریں پھین چکے تھے۔ سکینہ خاتون کے گوشوارے اتار لیے تھے۔ اس بچی کو طمانچہ لگا ہے۔

امالیٰ شیخ صدوقؒ میں حضرت فاطمہ بنت امام حسینؑ سے روایت ہے کہ لشکرِ عمر ابن سعد کے لوگ خیمہ میں داخل ہوئے۔ میں اس وقت کم عمر تھی اور میرے پاؤں میں طلائی غلخال تھے۔ ایک ملعون میری طرف بڑھا اور میرے پاؤں سے غلخال اتارنے لگا۔ وہ ساتھ ہی ساتھ روتا بھی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اے دشمنِ خدا و رسول تو یہیں لوٹ رہا ہے اور روتا بھی ہے۔ اس نے جواب دیا کیوں نہ روؤں کہ میں دخترِ رسولؐ کا مال لوٹ رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ پھر کیوں لوٹ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی دوسرا شخص نہ لے جائے۔ وہ کہتی ہیں کہ اس مردود نے غلخال پوروں سے اتار لیے اور باقی مال و متاع بھی لوٹا اور پھر میرے سر سے چادر بھی اتار لی۔

صاحبِ مناقب اور محمد ابن ابی طالب الموسویؑ بھی روایت کرتے ہیں کہ زیدی لشکر والوں نے خیامِ امام حسینؑ کو پکھلی بھی تھا سب کچھ لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ حضرت ام کلثوم و دختر علی المرتضیٰ کے کانوں سے بندے بھی پھین لینے اور سب عورتوں کے

سروں سے چادریں اتار لیں۔

شیخ فخر الدین طرحی مقل میں قتل کرتے ہیں کہ زینب خاتون دختر علی المرتضیٰ فرماتی ہیں کہ میں غیمہ میں کھڑی تھی۔ پریشان حال تھی کہ ایک شخص کہ جس کی آنکھیں نیل تھیں۔ یعنی کبود چشم داخل غیمہ ہوئے پہلے تو اس نے بو کچھ غیمہ میں تھا لوٹا اور غارت کیا۔ اس کے بعد اس نے میرے برادر زادہ علی ابن الحسینؑ کے نیچے سے بستر کھینچا۔ اور بیمار کو فرش خاک پر گرا دیا۔ پھر وہ میری طرف آیا اور گوشتوارے کیلنج لیے۔ وہ شخص اپنے مظالم پر رونے لگا میں نے کہا داسے ہوتیجہ پر تو نہیں لوٹ رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ رونا بھی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تم لوگوں کی مصیبت دیکھ کر رونا آ رہی جانتا ہے۔ اس وقت بختاب زینبؑ بیکس نے اس ملعون کے حق میں دعا دعا بد کی اور فرمایا اللہ تیرے ہاتھ پیر قطع کرے اور تجھے دنیا کی آگ میں جلائے پنا نچہ جب حضرت عتار کو کوفہ میں دشمنان دین پر غلبہ حاصل ہوا اور یہ مرد گرفتار ہو کر ان کے سامنے پہنچا تو آپ نے اس کو اسی طرح سزا دی جیسا کہ حضرت زینبؑ خاتون نے فرمایا تھا اور بختاب زینبؑ خاتون کی ظالم کے حق میں بد دعا پھری ہوئی۔

حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ وہ شمر ولد اطرام اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ خیام امام حسینؑ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت سید سجاد علیہ السلام ایک بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور بیمار ہیں شمر ملعون ان کی طرف بڑھا چاہا کہ ان کو قتل کر دے۔ حمید کہتا ہے کہ میں نے کہا اے لوگو تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس بیمار کو بھی قتل کرتے ہو۔ اس وقت عمر ابن سعد ملعون بھی خیام کے نزدیک آیا اور اس نے اہل حرم کا شور و فغان دیکھا تو حکم دیا کہ اب کوئی ان کے غیموں میں داخل نہ ہو اور اس بیمار کو کوئی نہ ملے اور جو کچھ مال و متاع لوٹا ہے وہ واپس کر دیا جائے۔ حالانکہ عمر ابن سعد نے حکم دیا تھا کہ جو

کچھ مال و متاع لوٹا ہے وہ واپس کیا جائے مگر ان ملعونوں نے کوئی چیز واپس نہیں کی عمر ابن سعد چلا گیا اور اہل حرم کی نگرانی کے لیے کچھ لوگوں کو مقرر کر دیا تاکہ ان میں سے کوئی بھاگ نہ جائے۔

حمید ابن مسلم کہتا ہے میں نے دیکھا کہ قبیلہ بکر ابن وائل کی ایک عورت کو جو اپنے شوہر کے ساتھ شکر عمر ابن سعد میں تھی اس نے جب اہل حرم کو لٹٹے ہوئے دیکھا تو وہ دوڑ کر بنیام سین کے پاس آئی اور چیخ و پکار کر کہنے لگی اے بکر بن وائل کے لوگو تمہاری غیرت و حیا کو کیا ہو گیا اَلَسَّ لَبَّ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔ یعنی کہاں میں رسول خدا کے جانتی اور دوستدار کہاں ہیں اصحاب رسول جو نبی زادوں کی مدد کرے مگر کسی نے اس کی باتوں کی طرف توجہ نہیں کی۔ اس کا شوہر آیا اور اس کو اپنے پنجمے میں لے گیا۔

حضرت فاطمہ کبریٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا بعد شہادت پدر بزرگوار میں حیران و ششدر کھڑی تھی۔ متقل کی طرف میری نگاہ تھی کہ میرے بابا میرے بھائی میرے چچا اور قرابتدار سب کے سب تیغ ظلم سے شہید کر دیئے گئے۔ ان کی لاشیں ریگ گرم پر پڑی ہیں۔ (اے شیعو تصور شرط ہے نہ معلوم اس وقت بی بی فاطمہ کبریٰ کی کیا حالت ہوگی) کہ اتنے میں ایک سرخ داڑھی اور کبود چشم والا اپنے گھوڑے پر سوار ہماری جانب آیا۔ اور اس ملعون نے اکثر بیویوں کے سروں سے چادریں پھین لیں اور اپنے نیزہ کی نوک سے انہیں اذیت بھی دیتا جاتا تھا۔ اس وقت محذرات شور و غوغا بلند کر رہی تھیں۔ وَاَقْلَّةُ ناصراؤ کی فریاد بلند ہو رہی تھی۔

میں زیادہ گھبرائی اور میں نے حضرت زینب فاطمہ کو تلاش کیا مگر وہ نظر نہ آئیں۔ اس وقت مجھ پر اس قدر صدمہ تھا قریب ہے کہ میری روح پر داز کر جائے میں اضطراب

کے عالم میں صحراء کی جانب دوڑی کچھ دور ہی گئی ہوگی کہ میں نے دیکھا کہ وہ ہی ملعون اپنا گھوڑا دوڑائے میری طرف آ رہا ہے۔ اس نے اپنا نیزہ میری گردن پر بھویا جس سے میں گر پڑی۔ اس نے میرے سر سے متعق پھین لیا۔ اور پھر میرے گوشوارے پھین لیے میں ابولہان ہو گئی اور مجھے ہوش نہ رہا کہ اسی اثناء میں میری پھوپھی زینب آگئیں اور مجھے ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ جب میری آنکھ کھل گئیں تو میں نے دیکھا کہ میری پھوپھی زینب موجود ہیں۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ چلو اب دیکھو کہ تمہارے بھائی سجاد کا کیا حال ہے تمہاری بہن سکینہ کا کیا حال ہے۔

میں اپنی پھوپھی کے ساتھ غیر میں آئی۔ میں نے پھوپھی سے چادر مانگی تو انہوں نے قربایا ایسے بیٹی میرا سر کھلا ہوا ہے چادر نہیں ہے کہ سر ڈھانپ سکوں۔ میں نے اپنے بھائی سجاد دیکھا کہ فرش خاک پر پڑے ہیں۔ نا طاقی غالب ہے۔ ابن طاووس روایت کرتے ہیں کہ عمر ابن سعد ملعون نے اپنے لشکر میں اعلان کیا کہ وہ کون ہے جو حسین بن فاطمہ اور ان کے ساتھیوں کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے اور لاشوں کو پائمال رسم اسپان کرے۔ بس دس سو ملعون اس کے لشکر سے نکلے۔ کہ اس ظلم عظیم کے مرتکب ہوں۔ ان ملعونوں کے نام بھی کتب میں مذکور ہوئے ہیں۔ ابو عمرو اور زاہد روایت کرتا ہے کہ یہ دسوں اشخاص دلد الزمات تھے۔

جناب فاطمہ کبریٰؑ سے مروی ہے کہ چادریں نہ ہونے کی وجہ سے میں پریشان تھی کہ منادی ہوتی کہ لاش حسین بن فاطمہؑ پائمال کی جائے۔ جب میں نے یہ خبر سنی تو میں کانپنے لگی اور مجھ میں اتنی بھی قوت نہ تھی کہ کھڑی ہو سکوں لیکن جس طرح ہو سکا میں کھڑی ہوں اور یہ کوشش کی کہ میں اس جگہ سے دور چلی جاؤں تاکہ پائمال لاش اقدس کا منظر نہ دیکھ سکوں لیکن میں نے دیکھا کہ میری پھوپھی زینبؑ سرا سیم

حالت میں قتل کی طرف گئیں اس خیال سے کہ شاید یہ ظالم مجھے دیکھ کر لوگ لاش
 اقدس کو پائمال نہ کر سکیں۔ یہاں تک کہ زینب خاتون لاش امام حسینؑ تک پہنچ
 گئیں۔ اور جیسا کہ ابن طاووس نے نقل کیا ہے کہ اس گروہ بدشعار نے لاش مطہر
 کو پائمال کیا۔ لاش مبارک پر گھوڑے دوڑائے۔ اور اس منوں کو اکثر علماؤ ذاکرین
 بیان کرتے ہیں اور کتابوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے لیکن علی ابن سیاط نے حضرت
 امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اور آخر حدیث میں فرمایا ہے وَ لَقَدْ
 اَوْ لَهَوْهُ الْعَجُولُ بَعْدَ ذَالِكَ یعنی کہ بعد قتل سید الشہداء علیہ السلام آپ کی
 لاش مطہر پر گھوڑے دوڑائے گئے۔ زیارت ناحیہ مقدسہ میں ہے کہ تَطَوُّعُ الْخِيُولِ
 بِحَوَافِرِهَا وَ تَعْلُوكَ انْطَفَاةُ بَبَوَاتِرِهَا۔ یعنی کہ لشکر کے گھوڑے اپنے
 سمول سے آپ کو کچل رہے تھے اور سرکش باغی ستم گر اپنی تلواریں لیے ہوئے
 آپ پر پڑھائی کر رہے تھے بہر حال روایات کثیرہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ
 امام حسینؑ کی لاش مطہر پائمال سم اسپان ہوئی ہے لیکن علامہ کلینیؒ سے مروی ہے کہ
 جب ان ملعونوں نے یہ ارادہ کیا کہ لاش حسینؑ کو پائمال سم اسپان کیا جائے تو فتنہ نے
 زینب خاتونؑ سے کہا اے بی بی اگر آپ اجازت دیں تو میں ابوالحارث کو آواز
 دوں کہ جس نے رسول خداؐ کے آزاد کردہ غلام کی مدد کی تھی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ
 ایک مرتبہ وہ کشتی میں سوار تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ایک جزیرہ پر ٹھہری جیسے ہی
 وہ کشتی سے اترا اور ساحل پر آیا۔ نزدیک سے ایک شیر نکلا اور اس نے حملہ کرنا چاہا
 اس نے کہا اے ابو حارث میں آزاد کردہ رسول خدا ہوں پس شیر نے اسے چھوڑ دیا۔
 جناب زینب خاتونؑ نے فرمایا اے فتنہ جاؤ اور ابوالحارث کو آواز دو۔

جناب فتنہ شیر کے نزدیک گئیں اور کہا اے ابوالحارث تجھے کچھ خبر ہے کہ اس

گروہ جفا کار نے حسین فرزند رسول خدا کو قتل کر دیا اور اب چاہتے ہیں کہ ان کی لاش پائمال سم اسپان کریں۔ اور اے ابوالحارث مجھے زینب خاتون بنت فاطمہ زہرا نے تیرے پاس بھیجا ہے۔ پس جیسے ہی شیر نے بناب فضہ کی درد بھری آواز سنی گو نجت اہوا کچھار سے نکلا۔ آگے آگے فضہ اور ان کے عقب میں شیر خاک اڑاتا ہوا لاش مطہر پر پہنچا۔ لاشہ پر سر رکھا۔ طواف کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان لاش مطہر کو لے لیا۔ جب لشکر کے لوگوں اور گھوڑوں نے شیر کو دیکھا مقل غالی ہو گیا۔ عمر ابن سعد کو خبر دی کہ شیر لاش حسین ابن فاطمہ کی حفاظت کر رہا ہے۔ اس ملعون نے کہا کہ تم اس شیر سے تعرض نہ کرو اور کسی پر ظاہر نہ کرو اس شیر نے اول شب سے پہلے حفاظت لاش مطہر شروع کی اور صبح تک لاش کی حفاظت کرتا رہا۔ لاش امام حسین علیہ السلام تین روز تک بغیر دفن پڑی رہی اور آپ کا وہ سر مبارک کہ بکھی آغوش فاطمہ کی زینت تھا۔ نیزہ پر بلند رہا اور تمام الجرم اسیر و مقید کیے گئے اور اس طرح الجرم رسول کی بے حرمتی کی گئی کہ وہ احاطہ تحریر میں آسکتی ہیں اور نہ بیان کی جاسکتی ہیں ان کو برہنہ سر شتر ہاء لاغر پر سوار کیا گیا۔ سید سجاد کو طوق اور زنجیریں پہنائیں گئیں زینب و ام کلثوم کے شانوں میں رسن باندھیں گئیں۔ عقدہ کشادہ کی بیٹیاں اور اسیر ستم والی شام ہوئیں۔

حضرت امام العصر علیہ السلام نے زیارت ناحیہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے
 وَسَيِّئَ أَهْلِكَ كَالْعَبِيدِ وَصَفْدِ وَارِقِ الْحَدِيدِ فَوْقَ أَقْتَابِ الْمُطْطَيَاتِ۔ یعنی کہ
 اہل برم امام حسین علیہ السلام کو غلاموں اور کیزوں کی طرح قید کیا۔ اور طوق و زنجیروں
 میں جکڑا۔ لاغر اونٹوں پر بٹھایا گیا۔ سورج کی تپش سے ان کے پہرے بھلس رہے تھے
 ان کو اسی حالت میں بازار کو فرو میں پہنایا گیا لیکن ان کی سمٹت کا یہ عالم تھا کہ خشم

جمعی۔ کہ تہمتیں جمع تھیں۔ جبرئیل امین ان کے اوزل کے ساتھ ساتھ مثل خدام حرم چل رہے تھے۔ ملائکہ کے گروہ ساتھ ساتھ تھے۔ قَتْلَ ابْنِ فَاطِمَةَ وَتِلْكَ حَرِیمَةُ سَیدِ الْاَعَادِیْ لَا کُفَیْلَ وَلَا وَرِی۔ کہ حسین قتل ہو چکے تھے اور ابھرم کو دشمنوں نے قید کر لیا تھا۔ اب ابھرم کا دکھ کوئی ولی تھا اور نہ کوئی وارث۔ کیا کوئی غیرت دار پسند کرے گا کہ جن کے گھر سے عزت و حرمت نے رواج پایا۔ بن کی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی ہو جو آل عبا ہوں اور اس طرح امیر ظلم ہوں۔ بہ روایت ابن طاووس۔ اشقیاء ابن امیروں کو کوفہ کی طرف لے کر چلے تو امیروں نے اونٹوں کے ساربانوں کو قسم دلائی کہ ہمیں مقتل کی طرف لے چلے تاکہ ہم ایک مرتبہ پھر اپنے وارثوں کی زیارت کر لیں۔ پچانچہ حبیب امیروں کا قافلہ مقتل کے نزدیک پہنچا۔ دیکھا کہ شہیدوں کی لاشیں خاک و خون میں غلطان پڑی ہیں۔ سر یا شہداء جسموں سے جدا ہیں۔ ابھرم کے نالوں سے ایک قیامت برپا ہو گئی۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار کے جسم اطہر کو ریگ گرم پر پڑا ہوا دیکھا تو بیمار کر ملا پر کچھ حالت طاری ہوئی کہ قریب تھا کہ جم سے جان نکل جائے۔ زینب خاتون نے دلاسنہ دیا فرمایا بیٹا یہ کیا حالت ہے۔

امام نے فرمایا کہ پھوپھی امان میرے بابا کی لاش بے گور و کفن پڑی ہے اور میں انہیں دفن نہیں کر سکتا۔ جناب زینبؓ نے سید سجاد کو صبر کی تلقین اور خود کو بھائی کی لاش پر گرا دیا اور پھر مدینہ کی طرف منہ کر کے فریاد کی۔ اور فرمایا اے مانا جان یہ حسینؑ ہے۔ یہ حسینؑ وہ ہے کہ جسے آپ لعاب نبوتؐ چھسایا کرتے تھے۔ یہ وہ حسینؑ ہے کہ جبرئیل اس گہوارہ کو جھلاتے تھے اوریاں دیتے تھے

لے مانا آپ پر تو ملائکہ سموات نے نماز جنازہ پڑھی ہے ہَذَا حَسِیْنٌ مُّرْمَلٌ

بِالْمَاءِ مَقْطَعُ الْأَعْضَاءِ یہ حسینؑ ہے کہ جن کے اعضاء خون میں رنگین ہیں اور اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ یہ حسینؑ ہے کہ جن کی لاش مطہر سے لباس اتار لیا ہے جو بیاسا ہی قتل ہوا ہے اور لشکر باطل نے اسے قتل کیا ہے۔ یا حُزْنَ نَاہُ یا کُوبَاہُ المیوم مات حیدری رسول اللہ آج کے دن گویا میرے نانا شہید ہو گئے۔ کیا ہوئے اصحاب رسولؐ۔ حسینؑ ذریت رسولؐ خدا ہے اور بے کفن پڑا ہے اور بدہنہ سرا سہم ہو گئی ہیں۔ ہمارے بالوں پر گرد پڑی ہے اور حسینؑ کی لاش پر گرد بجا ہے کفن ہے رے نانا آپ ہیٹھ لگوئے حسینؑ کے بوسے لیتے تھے اور آج لگوئے حسینؑ تیروں سے زخمی ہے۔ بابی المہوم حتیٰ اقصیٰ، بابی العطشان حتیٰ مضیٰ اے شہید کر بلا، اے شہیدوں کے سردار میں آپ پر خدا ہوں کہ آپ کو تشنہ دین شہید کیا۔ غم و اندوہ کے ساتھ شہید کیا۔

امام حسینؑ کی تشنگی کا اثر اللہ اکبر۔ بعض روایات میں ہے کہ دشمنوں کے گھوڑوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ گھوڑوں کے سموں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ شیخ فخر الدین طریقی اپنی کتاب منتخب میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت ام کلثومؑ نے اپنے بھائی کی لاش کو زمین پر پڑے ہوئے دیکھا خود کو اونٹ سے گرا دیا اور لاش کے پاس بیٹھ کر بین کرنے لگیں کہ بھائی آپ کا کفن صحرا کی گر دہے اور خون سے غسل ہوا ہے۔ غرضیکہ کہ ظالموں نے زبردستی الحرم کو شہیدوں کی لاشوں سے جدا کیا اور قافلہ کوفہ کی جانب روانہ ہو گیا اور لاش بے شہداء بے گور و کفن پڑے رہے۔

ابن طاووسؒ نے روایت کی ہے کہ رات کے وقت جب جناب سلیمانؑ بے مابا تہ قبلہ گاہ میں آئیں اور انہوں نے اپنے بابا کی لاش بے سر کو دیکھا تو غش کھا کر

جسم اطہر پر گر پڑیں اسی حالت غفلت میں انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی آواز سُن کر فرمایا۔

شَيْعَتِي اِنْ شَرُّنْتُمْ مَاءَ عَذَابٍ فَاذْكُرُونِي
اَوْ سَمِعْتُمْ يُغْرَبُ اَوْ شَهِيدٌ فَاَنْذِرُوْنِي

ترجمہ: ”اے میرے شیعو! اگر تم آبِ شیریں پیو تو مجھے یاد کر لینا اور اگر تم کسی غریب یا شہید کے بارے میں سنو تو مجھ پر نوہر کر لینا۔“

وَ اَنَا السَّيِّطُ الَّذِي مِنْ غَيْرِ جُرْمٍ قَتَلُونِي
وَيَجْرِدُوا الْحَبْلَ بَعْدَ الْقَتْلِ عَمْدًا سَكَتُونِي

ترجمہ: ”اور میں وہ رسول ہوں جس کو ان لوگوں نے بے جرم و خطا قتل کیا اور پھر قتل کے بعد انہوں نے جان بوجھ کر میری لاش پر گھوڑے دوڑائے۔“

لَيْسَ كُفْرِي يَوْمَ عَاشُورَ اَجْمِيعًا سَطْرُ وَفِي
كَيْفَ اسْتَسْقَى بِطِفْلِي فَاَبَا اَنْ يَرْحَمُونِي

ترجمہ: ”اے میرے شیعو! کاش کہ تم سب کے سب عاشور کے دن مجھ دیکھ رہے ہوتے کہ میں کیسے اپنے بچے کے لیے پانی مانگ رہا تھا مگر ان اشیاء نے مجھ پر رحم کرنے سے انکار کر دیا۔“

وَسَقَوْا لَهُمُ بَعْغِي عَوَاضَ الْمَاءِ الْمُعِينِ
يَا لِرُتْبَةٍ وَمُصَابٍ هَذَا اَرْكَانَ الْحُجُوبِ

ترجمہ: ”اے میرے شیعو! کاش تم دیکھتے کہ انہوں نے میرے بچے کو آبِ شیریں کے بہائے بغاوت کے تیر سے برباد (یعنی شہید) کیا۔ آہ یہ کتنی بڑی مصیبت تھی کہ جس نے پہاڑوں کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔“

وَيُلْهِمُهُمْ قَدْ جَرَحُوا قَلْبَ رَسُولِ الثَّقَلَيْنِ
فَالْعَنُوهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ شَيْعَتِي فِي كُلِّ جَيْلٍ

ترجمہ: "وائے ہوان پر۔ انہوں نے رسولِ ثقلین کے قلب کو مجروح کر دیا ہے پس اے میرے شیعوں جہاں تک ہو سکے ہر آن ان ظالموں پر لعنت کرتے رہو۔"

جب بناب مکینہ ہوش میں آئیں تو بابا کی لاش پر تڑپ تڑپ کر بنیں کرنے لگیں۔ اشیاء نے جبر و تشدد سے بچی کو باپ سے جدا کیا۔ سید علم الدین نے ظلم و اٹمی مقلدین سے منع کیا۔ وارو ہوا ہے کہ جب اہل حرم کا قافلہ کربلا سے بسوسے کو فہ روانہ ہونے والا تھا تو سید سجاد نے مقلد پر نظر ڈالی دیکھا کہ شہیدوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور ایک نشیب میں لاش ملہرام حسین بے گور و کفن پڑی ہے سید سجاد فرماتے ہیں کہ مجھ پر بہت شاق گزرا کہ میں اپنے بابا کی لاش کو دفن نہ کر سکا۔ میری حالت متغیر ہوئی۔ اسی اثناء میں میری پھوپھی زینب خاتون آئیں اور کہا صَالِحُ ارَاكَ بَجُودٍ يَتَقَسَّدُ يَا بَقِيَّةَ جَدِّ عِبِّ وَاِخْوَتِي لَے رید سجاد اے میرے نانا۔ بابا اور بھائی کی نشانی تمہیں کیا ہو گیا کہ حالت غیر ہو رہی ہے یا رام! نے فرمایا کہ لے پھوپھی اماں۔ میری حالت کیوں نہ غیر ہو جبکہ میرے گلے میرے بھائی میرے بابا سب ہی لگے کٹائے ہوئے ذہین کربلا پر پڑے ہیں اور میں ان کو دفن بھی نہیں کر سکا اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو اس کا احساس ہے کہ ان بے کسوں کی لاشوں کو دفن کریں۔ گویا یہ ہیں تو مسلمان بھی سمجھتے۔ بناب زینب خاتون نے فرمایا کہ اے نور دیدہ سجاد تم نہ روؤ۔ خدا کی قسم ہمارے نانا اور ہمارے بابا نے یہیں خبر دی ہے کہ خداوند عالم نے روزِ شاق اس امت کے ایک گروہ سے کہ جسے یہ گروہ تم شاذ نہیں

پہنچاتا ہے۔ عہدیلہ وہ ہمارے شہیدوں کی لاشوں کو دفن کرے گا اور اس صحرا میں تمہارے پدر
 بزرگوار حسین ابن علیؑ کا مزار بنے گا۔ ہزاروں شیعہ اور موالی زیارت کو آئیں گے اور
 خلفاء جو اس مزار اقدس کو مٹانے کی بھرپور کوشش کریں گے مگر وہ شمع صیہنی کہ
 جو مزار اقدس پر روشنی ہوگی روشن رہے گی خدا کے نور کو کوئی نہیں بجھا سکتا۔
 اگرچہ کافروں پر کسی قدر گراں ہو، مزار اقدس کی شان و شوکت روز افزوں بند سے
 بلند تر ہوگی۔

jabir.abbas@yahoo.com

بارہوی مجلس

اسیرانِ اہلبیت کی کوفہ میں آمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ
 اَشْرَفِ السَّفَرَاءِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ اَفْضَلِ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ
 الطَّیِّبِیْنَ وَ اَرْوَثِهِ الْاَعْجَبِیِّیْنَ وَ اَهْلَ بَیْتِهِ الْمُظْلُوْمِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی
 نَجْمِهِ وَفَرَجِهِ وَ سَبْطِهِ الْاَمِیْنِ الْمُبِیْکِیْنَ الْمُتَنَوِّعِ مِنَ الْمَاءِ الْمَعِیْنِ الْمَذْبُوْحِ
 الْاَهْلِ وَ النَّبِیْنِ الشَّهِیْدِ الطَّعِیْنِ وَ الْاَسَیْرِ الْمُهِنِ صَاحِبِ الدِّعَاءِ الدَّرِیْنِ
 وَ الْحَسَنِ الْمَرْضُوضِ مِنَ الْحَاجِّیْنَ وَ اَسْأَلُوْا الرَّهْیْنَ وَ الْاَرْضِ الْمُسْتَهْزِیْنَ
 فِی الْبِلَادِیْنَ الْفَقْدَةِ الْبَاغِیَةِ الطَّالِمِیْنَ وَ السَّیِّبِ الْخَضَبِ مِنَ الظُّلْمِ
 الْمَرْقَةِ الطَّاعِیَةِ الْفَاسِقِیْنَ مَحْرُوْقِ الْخَبَاءِ مَسْلُوْبِ الرِّدَاءِ مَهْتُوْلِ الْحَمَاءِ
 مَقْتُوْلِ الظَّمَاءِ مَذْبُوْحِ الْفَقَاءِ مُقَطَّعِ الْاَعْضَاءِ - یَسِیْفُ اشْقٰی الْاَوَّلِیْنَ
 وَ الْاٰخِرِیْنَ الْمَذْبُوْحِ بِاَمْرِ الْعِیْنِ ابْنِ الْعِیْنِ الْاِمَامِ الْمُبِیْکِیْنَ وَ الْلِیْسِ
 الْعَرِیْنِ الَّذِیْ هُوَ لِعَلَّتْ اَمَانٌ وَ لِعَلَّتْ اَمَانٌ وَ لِعَلَّتْ اَمِیْنٌ سَیِّدُنَا اَبِی
 عَیْدِ اللّٰهِ الْحَسَنِیْنَ ابْنِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ بَعْدَ فَقْدِ قَالَ اللّٰهُ سُبْحٰنَهُ کَمْ

تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۚ وَ زُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمًا ۚ وَ نَعْمَةً كَانُوا
فِيهَا فَلْيَهَيِّئْ لَهُ كَنَازًا ۚ اُولَٰئِكَ طُوبٰٓاُ لِمَا قَوْمًا اٰخِرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ
وَمَا كَانُوا يَنْظُرِيْنَ ۝ (سورة اللہ خان آیات ۲۵ تا ۲۹)

ترجمہ : وہ لوگ (خدا جلنے) کتنے باغ اور پھلے اور کھیتان اور اچھے مکانات
اور آرام کی چیزیں جس میں وہ عیش اور چین کیا کرتے ہیں پھوڑ گئے۔ یوں ہی ہوا
اور ان تمام چیزوں کا دوسرے لوگوں کو مالک بنا دیا تو ان لوگوں پر آسمان اور
زمین کو بھی رونما نہ آیا اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی۔

خداوند عالم نے اس آبیہ مجیدہ میں مذمت کفار اور ان کی ہلاکت کے
بارے میں ذکر فرمایا ہے تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں اور اہل ایمان کے ایمان
کے ایمان میں مزید استواری پیدا ہو۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ بہت سے
ایسے لوگ گزر گئے کہ جن کے پاس باغات، نہریں اور زرعتی زمینیں تھیں اور
آسائش و آرام کے اسباب موجود تھے۔ جس سے وہ متمتع ہوئے تھے اور جب وہ
ہلاک ہو گئے اور وہ تمام چیزیں دوسروں کے تصرف میں پہنچ گئیں تو ان کی ہلاکت
پر آسمان رویا اور زمین روئی۔ مقصد یہ ہے کہ کسی کا دل ان کی ہلاکت پر پڑ
مال نہیں ہوا اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی۔

یہ ایک مسئلہ امر ہے کہ عزت و دولت، رفعت و جاہ، کرم و بزرگی
اور بلندی و پستی سب کچھ خدا کی طرف سے ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں
کیا جاسکتا کہ بسا اوقات عزت و دولت کا دار و مدار انسان کی ذات سے وابستہ ہوتا
ہے کیونکہ انسان ہمہ وقت محل امتحان میں ہوتا ہے۔ خدا پر ایک انسان کا مصیبتوں
کے ذریعہ امتحان لیتا ہے اگر انسان امتحان میں کامیاب ہے تو خدا کی نظر میں وہ

ذی قدر ہے اور امتحان میں کامیاب نہیں ہے تو خدا کے نزدیک ذی عزت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں عبادات کے ذریعہ انسان خدا کی نظر میں قابلِ محبت ہوتا ہے اور اگر عبادت سے انحراف ہے تو پھر ایسا بعد خدا کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خدا کا وہی دوست ہے کہ جو منزلِ اطاعت و عبادت میں استوار ہے اور اس طرح تمام مخلوق خدا کی دوست بن سکتی ہے لیکن یہ سبب زیادتی عبادت و اطاعت دوستی میں ملا ہے پس معصوم کہ جس سے خلافت اطاعت الہیہ کوئی عمل ظاہر نہیں ہوتا۔ اس امر کا متحی و مستوجب ہے کہ خدا اس کو اپنا دوست بنا چنانچہ جب کوئی بندہ خدا کا دوست ہوتا ہے تو اپنے ملائکہ کو حکم دیتا ہے کہ اِنِّیْ اَحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبُوْهُ۔ کہ میں فلاں شخص کو دوست رکھتا ہوں تم بھی اے فرشتو اس شخص کو دوست رکھو۔ اور پھر ایسے شخص کو زمین و آسمان بلکہ تمام کائنات اس کو دوست رکھتی ہے۔ پس چونکہ بر بنائے محبت، خوشی و غمی مرتب ہوتی ہے لہذا محبت خدا اور مقرب بارگاہ خداوندی کے لیے ان کے مصائب میں زمین و آسمان کا گریہ و بکا۔ معمول یہ فطرت ہے اور غمی و سزا کے موقع پر خوشی کا اظہار کرنا مافی فطرت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے علی جب کوئی مومن مرتل ہے تو چالیس روز تک آسمان و زمین اس پر گریہ کرتے ہیں اور جب کوئی عالم دین مرتل ہے تو چالیس ماہ تک زمین و آسمان اس پر گریہ کرتے ہیں پھر فرمایا اے علی جب تم شہید کیے جاؤ گے تو زمین و آسمان چالیس سال تک گریہ کریں گے۔ مخالفین کا یہ کہنا کہ آسمان و زمین کیسے روتے ہیں تو یہی اہمیت کہ جو عنوان مجلس قرار دی گئی ہے اس میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ فروع اور اس کی قوم کے غرق ہونے پر آسمان و زمین نہیں رویا یہ اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ

آسمان و زمین رو سکتے ہیں مگر دوستدار خدا کی مصیبت پر نہ فرعون نے کبھی خدا کے دوست ہونے کا دعویٰ کیا اور نہ ہی خدا نے اسے دوست بنایا لیکن پھر بھی اس آیت میں تذکرہ ہے کہ اس کی ہلاکت پر زمین و آسمان نہیں روئے۔ اس طرح خداوند عالم نے مسلمانوں کو آگاہ کیا ہے کہ جو میرا دوست ہے اور وہ قتل ہو جائے تو اس پر زمین و آسمان روئیں گے یا روتے ہیں۔ اس آیت مجیدہ کی تفسیریں صحیح مسلم میں ہے کہ جب فرزند حبیب خدا نور دیدہ مرتضیٰ شکی چشم نہر لؤلؤ کربلا میں شہید ہوا تو آپ کی شہادت و مصیبت پر زمین و آسمان روئے۔ آسمان کا رونا اس کا سرخ ہو جانا ہے اور اس کی تائید میں وہ روایت بھی ہے کہ جسے ابن حجر عسقلانی نے صواعق محرقہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا گزرا سرزمین کربلا پر ہوا۔ تو آپ نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ مقام ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہ مقام ہمارے اسباب و غیرہ کے اترنے کی جگہ ہے اور یہ مقام ہماری قتل گاہ ہے پھر فرمایا کہ میرا فرزند حسینؑ یہیں زخم اعدائیں گھرجائے گا اور اس پر زمین و آسمان گریہ کریں گے پس یہ فرما کر آپ پر شدید گریہ جاری ہوا پس زمین و آسمان کا مصائب امام حسینؑ پر گریہ کرنا ثابت ہے۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ کے سامنے سے ایک منافق گزرا۔ اس وقت آنحضرتؐ نے آیت مجیدہ ۱۰۱ بکت علیم السماء کی تلاوت کی اور فرمایا کہ جب یہ مرے گا تو اس پر زمین و آسمان نہیں روئیں گے۔ اسی اثناء میں حضرت امام حسینؑ آگئے۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا:

وَلَكِنْ هَذَا اللَّبِيبُ عَلَى السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ یعنی کہ جب یہ میرا فرزند حسینؑ دنیا سے رخصت ہو گا تو زمین و آسمان گریہ کریں گے یہ بھی فرمایا کہ آسمان و زمین کسی

پر نہیں روئے مگر یحییٰ بن زکریا پر روئے ہیں اور حسینؑ پر روئیں گے۔
مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ آسمان و زمین کا گریہ کرتا۔ انبیاء و مرسلینؑ اور
آئمہ پر از قسم اعزاز ربانی ہے۔ خداوند عالم نے ان کو برگزیدہ قرار دیا ہے کیونکہ
انبیاء و مرسلینؑ ہیں۔ آدم صغی اللہ میں۔ نوح کو خداوند عالم نے مستجاب الدعوة
قرار دیا ہے لیکن نوح نے اپنی قوم کی ہفٹکاری سے دل تنگ ہو کر عذاب کے
سے دعا کی۔ عذاب نازل ہوا اور قوم غرق ہو گئی۔ لیکن حضرت امام حسینؑ نے بے
انتہا ظلم و جور برداشت کیا مگر صبر کرتے رہے اور عذاب نہیں مانگا یہی وجہ ہے
کہ صبر حسینؑ دیکھ کر ملائکہ تعجب کرتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل ابن عمر سے فرمایا: گویا میں دیکھ
رہا ہوں کہ ملائکہ قبر حسینؑ علیہ السلام پر مومنین کے ساتھ ساتھ طواف کر رہے ہیں
اور کثیر اژدہا ہے۔ مفضل نے عرض کیا آیا ملائکہ نظر بھی آتے ہیں۔ آنجناب نے
فرمایا کہ ہاں ہاں اس طرح کہ مومنین ان سے مصافحہ کرتے ہیں اس مقام پر مومنین
جو حاجات طلب کرتے ہیں وہ خداوند عالم پوری کرتا ہے۔ مفضل نے کہا کہ یہ
تو واللہ ہذا الکرامہ۔ بجز ایک کرامت ہے۔ آپ نے فرمایا اے
مفضل کیا اس سے بھی زیادہ تربات کہوں۔ مفضل نے عرض کیا ہاں مولیٰ ضرور
بیان فرماؤ۔

آپ نے ارشاد فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں ایک فوری تخت مرثیہ خواہ رنگارنگ
ہے اور اس پر ایک قبہ ہے حسینؑ رونق افروز ہیں اور مومنین زیارت کر رہے ہیں
اور ان پر سلام بھیج رہے ہیں اور خداوند عالم کی طرف سے خطاب ہوتا ہے کہ اے
حسینؑ بڑی بڑی افیتیں برداشت کیں اب نقہ ہلے بہشت سے لطف اندوز ہو۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل خدا کے پاس بہت سے گوسفند تھے جن کو پہاڑ کے دامن میں پڑایا کرتے تھے۔ ایک روز جبریل امین پہاڑ کے گوشہ سے نمودار ہوئے اور نہایت خوش آئند آواز میں انہوں نے کہا۔

”مُبَشِّرٌ قَدْ وُصِّیَ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالْمُرُودِجِ۔“ حضرت ابراہیمؑ اس قدر خوش ہوئے کہ آپ نے اپنے گلے کی پوتھائی بھیڑ بکریاں ان کو دے دیں۔ اور

کہا تو نے میرے دوست (خدا) کا کس پر کیف لہجہ میں ذکر کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام

نے پھر دوسری مرتبہ یہ کلمات تسبیح ادا کیے۔ حضرت ابراہیمؑ نے پھر پوتھائی گلے

کی بھیڑ بکریاں ان کو دے دیں۔ تیسری مرتبہ پھر جبریل امین نے وہی کلمات تسبیح

پڑھے اور حضرت ابراہیمؑ نے پھر پوتھائی حصہ بخش دیا اور جب جبریل نے پوتھی

مرتبہ کلمات تسبیح ادا کیے تو حضرت ابراہیمؑ نے باقی پوتھائی حصہ بھی راہ خدا میں

دے دیں۔ اس وقت آواز آئی کہ تو میرا خلیل ہے۔ آپ آگ میں ڈالے گئے

اسمعیلؑ کو ذبح کرنے لگا دیا اور اپنے نزدیک ذبح کر دیا مگر دنبہ ذبح ہوا۔ اور

اسمعیلؑ بچ گئے۔ لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام نے راہ خدا میں دین حق کی بقا

کے لیے اپنے بھائیوں۔ بھتیجیوں۔ بھانجوں اور اپنی اولاد علی اکبرؑ، علی اصغرؑ سب کو

قربان کر دیا۔ اور اصحاب و انصار سب ہی شہید ہوئے اور آخر میں حضرت امام

حسینؑ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

بحار الانوار میں انس بن مالک سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ ”رسول اللہ

مکہ معظمہ میں میرے ساتھ ایک طرف کو چل رہے تھے کہ آنحضرتؐ اٹھائے راہ حضرت

خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی قبر مبارک پر پہنچے اور قبر کے نزدیک کھڑے ہوئے

اور مجھ سے فرمایا کہ ”تم یہاں سے ذرا کچھ دور چلے جاؤ“ میں کس قدر دور چلا گیا۔

جب آنحضرتؐ کو وہاں کافی دیر ہو گئی تو میں اس طرف متوجہ ہوا۔ ابھی قبر مبارک
کچھ دور ہی تھی کہ آنحضرتؐ کے مناجات کرنے کی آواز گوش زد ہوئی۔ آنحضرتؐ یہ
مناجات فرما رہے تھے۔

يَا رَبِّ يَا رَبِّ اَنْتَ مَوْلَاہُ فَاَرْحَمْ عَبْدًا اِلَيْكَ مَلِيًّاہُ

اے میرے رب اے میرے رب تو ہی میرا مولا ہے۔ پس خدا یا تو اپنے اس
بندہ پر رحم فرما جس کا تو جائے پناہ ہے۔

يَا ذَا الْمَعَالٰی عَلَیْكَ مَعْتَدٰی طَوْبٰی لِعَبْدٍ كُنْتَ اَنْتَ مَوْلَاہُ

اے صاحب صفات عالیہ میرا تو ہی اکر ہے مجھے تجھ پر اعتماد ہے

نصیب میرے کہ تو میرا مولا و آقا ہے۔

طَوْبٰی لِمَنْ كَانَ خَائِفًا اَرْقًا يَشْكُو اِلٰی ذٰی الْجَلَالِ بِلَوَاہُ

خوشخبری ہے اس کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتا ہوا راتوں کو جاگتا ہے
اور خدا کی بارگاہ اقدس میں اپنی حاجات بیان کرے۔

وَمَا بِهِ عِلَّةٌ وَلَا سَقَمٌ اَكْثَرَ مِنْ حَبِّہٖ لِمَوْلَاہُ

خوشحال اس شخص کا کہ جس کی کوئی شکایت اور بیماری سوائے محبت مولا
کے اور نہیں ہے اور وہ عشق مولا میں قتل کے درجہ پر فائز ہے۔

اِذَا اشْكٰی بَشَّةً وَغَضَبْتَهُ اَحَابَہُ اللّٰهُ ثُمَّ لَتَّاهُ اِتَابًا تَبْلًا بِالْاِطْلَامِ مُبْتَلٰہُ

اگر مہم اللہ اللہ اللہ اُرتا ہے۔

خوشحال کہ جو اپنے رب سے اپنی شکایات و حاجات بیان کرے خدا اسکو

جواب دیتا ہے اور جو با خدا لبیک کہتا ہے اور ہر جگہ تاریکی و اندھیرے میں وہ

اس کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کے تضرع و نذاری پر کرم فرماتا ہے اور اس کو

اپنا مقرب بندہ قرار دیتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے غیب سے یہ آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ لَبَّيْكَ عِبْدِي اَنْتَ فِي كَيْفِيٍّ وَكَلَمًا قُلْتَ قَدْ عَلِمْنَا هُ۔ لبیک اے میرے بندہ لبیک تو جس حالت میں بھی ہے میں خوب جانتا ہوں یعنی تیری حالت سے میں باخبر ہوں۔

صَوْتُكَ تَشْتَاقُهُ مَلَائِكَتِي فَحَسْبُكَ الصَّوْتُ قَدْ سَمِعْنَا هُ

اے میرے بندے تیری آواز کچھ اس قدر بھل ہے کہ میرے ملائکہ بھی تیری آواز سننے کے مشتاق ہیں۔ پس یہی کافی ہے کہ ہم نے تیری آواز سُن لی۔ اور تیری حاجات منازل قبولیت سے گزر رہی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت محمد و آل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اللہ تعالیٰ کے اذن سے تمام کائنات پر تصرف رکھتے ہیں اور ان کو یہ تصرف بصورت ولایت تکوینیہ حاصل ہوا ہے۔ خدا جس کو چاہے وہ طاقت و قوت عطا کرے جس صفت سے چاہے متصف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے عیسیٰ ابن مریم کو اندھوں کو بینا کرنے کی قوت عطا کی مرغیوں کو شفا دینے کی قدرت عطا کی۔ مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا۔ حسین بن فاطمہؑ کو عالمین کا ہادی بنایا اور حسینؑ نے تمام عالم سے کفر و ضلالت کی تاریکی دور کی اور ایسی شمع روشن کی کہ دین کی جگہ گاہٹ اور اس کی تابندگی کو دوام مل گیا۔ حسین علیہ السلام کی ذات اقدس سے فیروہ برکت و ابرہہ ہے۔ جناب سیدہ عالمین فاطمہؑ ازہر اسلام اللہ علیہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر فیروہ برکت پیدا ہو گئی جبکہ میرا فرزند حسینؑ چار ماہ کے ہوئے، حسینؑ پیدائش سے پہلے میرے منہ میں تنہا ہی تھے۔ جب حسینؑ پانچ ماہ کے ہوئے تو ہم ان کے نور کی روشنی میں پلّٰغ شب کے محتاج نہ تھے اور جب کبھی میں خلوت ہوئی تو مجھے تسبیح و تہجد کی آواز سنائی دیتی تھی۔ یہ بھی وارد ہوا ہے کہ

یہ حسین علیہ السلام کر بلا میں شہید ہو گئے اور ہر مقدس نیزہ پر بند ہوا تو سر برید فتنے قرآن پاک کی تلاوت کی اور تلاوت سے پیشتر آپ نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور آپ کی قبر مطہر سے آج بھی معجزات و کرامت کا ظہور ہوتا ہے۔ آپ کی تربت کی خاک پاک خاک شفا ہے۔ جناب عیسیٰ تو خود اپنا دست مبارک مریض پر پھیرا خدا نے اس کو شفا عطا کی مگر حسین مظلوم کی قبر مبارک اور مشکل کی مٹی میں یہ تاثیر ہے کہ مرض کو دور کر دے۔ دنیا میں شفا مندوں امام حسینؑ ہے اور آخرت میں شفاعت حسینؑ کا حصہ ہے۔

علی بن ابراہیم قمی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ جبابہ والیہ متواتر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں برائے زیارت حاضر ہوا کرتی تھیں۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کی پیشانی پر دو ٹوں آنکھوں کے درمیان برص کا داغ پڑ گیا۔ جس کی وجہ سے وہ حاضر خدمت حضرت غاس آل عبا ہو سکیں۔ جب کچھ دن گزر گئے تو امام علیہ السلام نے ان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ کو معلوم ہوا کہ جبابہ والیہ مرض برص میں مبتلا ہیں اور اسی وجہ سے وہ زیارت کے لیے نہیں آتی ہیں۔ یہ سن کر حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے چند اصحاب خاص کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ جبابہ اس وقت نماز میں مشغول تھیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئیں تو امام مال مقام نے فرمایا کہ تم اب ہمارے یہاں نہیں آتی ہو۔

انہوں نے کہا اے فرزند رسول خدا یہ برص کا داغ میرے منہ پر پڑ گیا ہے جس کی وجہ سے میں اب گھر سے باہر نہیں نکلتی ہوں۔ امام حسینؑ نے یہ سن کر اپنا لعاب دہن اس نشان برص پر ملا۔ پس وہ نشان برص بالکل جاتا رہا۔ آپ نے فرمایا کہ اے جبابہ شکر خدا بجا لاؤ۔ جبابہ شکر خدا بجا لائیں اور سجدہ شکر ادا کیا۔ جبابہ نے آئینہ دیکھا تو چہرہ

بالکل صاف تھا۔

ابن شہر آشوب نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص کو تپ شدید ہو گئی یعنی شدید بخار ہو گیا۔ امام حسینؑ کو جب معلوم ہوا تو آپ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ آپ نے دق الہاب کیا۔ ابھی آپ نے مکان کے اندر قدم نہیں رکھا تھا کہ اس شخص کا بخار جاتا رہا اور مثل تندرستوں کے ہو گیا اس وقت آپ کے ایک صحابی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ آپ کو عطا کیا ہے ہم اس سے راضی ہیں۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ وَاللّٰهُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا اِلَّا وَحْدًا مَّوْرَةً بِاطِّاعَةِ لَنَا۔ یعنی خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو بھی پیدا کیا ہے اسے ہماری اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے۔

قطب راوندی نے یحییٰ ابن اتم لؤلؤ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک نوجوان رونا ہوا آیا۔ امام علیہ السلام نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے عرض کیا: فرزند رسول میری ماں نے دنیا سے کوچ کیا اور اس نے مجھے وصیت نہیں کی اور وہ مالدار تھی۔ مجھے یہ امر کیا تھا کہ جب میں مراؤں تو امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں جانا اور جس طرح امام علیہ السلام فرمائیں عمل کرنا۔ یہ سن کر امام حسینؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ اٹھو اس زن صالحہ کے پاس چلیں۔ جب آپ اس کے دروازہ پر پہنچے جہاں اس کی میت رکھی تھی آپ نے اس کے نزدیک کھڑے ہو کر زیر لب کچھ فرمایا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ آپ دعا فرما رہے ہیں یا اس میت کو حکم دے رہے ہیں کہ اٹھ بیٹھ جا کہ اچانک وہ ضعیفہ اٹھ کر بیٹھ گئی کہ کلمہ شہادت ادا کیا۔ جب اس کی نظر امام حسینؑ پر پڑی عرض کیا یا بن رسول اللہ اندر تشریف لے چلیے اور جو آپ مناسب سمجھیں وہ حکم کریں کہ میں اس کو

بجالاتوں اور آپ کے حکم کے مطابقی وصیت کروں۔ امام عالی مقام اور آپ کے بعض صحابی جو ہمراہ آئے تھے اندر داخل ہوئے اور امام عالی مقام کسی پر رونقی افزہ ہوئے اس ضعیفہ نے کہا اے فرزند رسول خدا میرے جس قدر مال ہے وہ فلاں جگہ رکھا ہے اس نے اپنے مال کی نشاندہی کی۔ اور کہا کہ میں نے اس کا ایک تہائی حصہ آپ کی نذر کیا۔ آپ دوستوں میں سے بے چاریں عطا فرمائیں اور دو تہائی میرے فرزند کا حصہ ہے۔ بشرطیکہ اسے آپ شیعہ جانتے ہوں اور اگر آپ اسے مخالف جانتے ہیں تو پھر اس کا اس مال میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ پھر اس نے امام عالی مقام سے عرض کیا کہ جب میں سرجاؤں تو میری نماز جنازہ آپ پڑھائیں۔ بیچٹی ابن ام طویل کہتا ہے کہ میں نے دیکھا یہ کہہ کر وہ لیٹ گئی اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے فرزند نے وصیت والدہ مرحومہ عمل کیا۔ و احسرتاہ ایسا امام عالی مقام کہ جو مثل عیسیٰ مردوں کو زندہ کرے مثل اسمعیل بلکہ ذریع اللہ ہونے میں فخر اسمعیل ہو اس کے گلے پر تیغ چلے اور سر مبارک تن سے جدا کیا جائے۔ اس کے جسم اقدس پر ایک ہزار فوس پچاس زخم لگیں۔ لاش ریگ کر بلا پر پڑی رہی اور سر مبارک نوک نیزہ پر بلند ہوا۔ اور اہلیم شتران بے کجادہ پر سوار ہوں اور شہر بوشہر کو چہ کو چہ پھرائے جائیں۔ اور منادی خدا وے رہا ہو کہ بے آل رسول کا تماشہ دیکھنا ہو وہ دیکھ لے سید جمیل سید شریف کاظمی نے کیا خوب کہا ہے۔ لَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآٰلِهَاتِ بَعْدَ الْحُسَيْنِ وَيَوْمَهُ الْمُسْتَقْصِعُ۔ یعنی کہ بعد امام حسین دنیا جلتے خیر نہیں ہے۔ اس میں ابتلا ہی ابتلا ہے اہل دنیا اور زندگانی دنیا سب ہیچ ہے اور ہمیں اس کا کیا کرنا ہے فَصِيحٌ ثُمَّ فِي الرَّيِّ السَّوَادِ تَا حَيَا الْحُجُومَ وَ هَلَالِهِ الْمُسْتَبْسِرُ۔

اٹھ رلے شیعہ اٹھ رسیاہ لباس ماتم پہن، صفت عزابر پا کر کہ ہلال محرم نمودار ہو گیا
 مانت اول لا میں مصاہبہ اتو آب حزن صبحہا لو یقلع فانیبت
 بیت اللہ قد لیس السواد تو قعاً لمصاہبہ المتوقر۔

غم امام حسینؑ میں اولاسیاد پوش ہو کیونکہ اس سے پیشتر خانہ کعبہ سیاد پوش ہے۔

فیکل لہ جزعاً قاصحت زمز قیاً ہا من فیض ذاک المدمع۔

حضرت امام حسینؑ نے غم میں اگر آنکھ سے ایک آنسو نکل جائے۔ اگر چشم معرفت سے
 دیکھا جائے تو ایک چشمہ زرم ہے جو جاری ہے۔ جس طرح آب زرم جاری رہتا
 ہے۔ اس طرح محبت امام حسینؑ میں آنسو ہمہ وقت جاری رہنا بہتر و خوب تر ہے۔

فوحقہ لوارغ دمة ذریہ ان مؤ زرع غیثہ فی مستمیع۔ یعنی کہ

اگر امام حسینؑ کی مصیبت کے سامنے کسی اور مصیبت کو اگر اہمیت دی اور اس پر

کان دھرے تو گویا تو نے عہد و فاء دوست چھڑا نہیں کیا۔ اُم ایضیق فیہ الفلاء

فصاد تقصینی من بعدہ رضب القضاء المہیج۔ کیا تو

حسینؑ پر شک کرتا ہے اور ان کو درمیان میں میں رہیہ امام علیہ السلام پر ایمان

رکھتا ہوں تمام دوستیں امام کے زیر نظر ہیں۔ یا بی دأقی زینب بین العدی تدعوا

النبی بحرقہ و قوجع میرے مان فدا ہوں۔ حضرت علیا زینب خاتونؑ پر

کہ جو دشمنوں کے درمیان دل سوختہ کھڑی ہیں اور اپنے ہمد کو مخاطب کر کے فرماتی

ہیں۔ یا جڈ عذرت بنو امیۃ عذرة ببغیک ادراک مثلها لو یسمع

یعنی کہ

اے جد بزرگوار بنی امیہ نے آپ کے بعد آپ کی اولاد سے عذر کیا اور بغاوت کی۔

اور اس قدر مظالم کئے جس کی نظر نہیں ملتی۔ یا جڈ نا ابندی ابن اکلہ الکیو دنا

بِذَائِفٍ قَبْلَهُ لَحْدَتِيْدَعٍ وَابْجِدْ وَالْاَبْتَا - یعنی کہ اے جد بزرگوار ہندہ جگر خوار
 کہ بیٹے ہم پر ظلم کیے ایسے ظلم اب سے پہلے کسی پر نہیں ہوئے۔ مَعُوذٌ مَّهْرًا
 قَدْ اَعْتَدَ لِاَهْمَةٍ وَعَدُوٍّ مِّنْ شَرِّهِ لَمْ يَنْتَعَمْ - یعنی اے جد بزرگوار اب فرات کہ جسے
 خدا نے ہماری مادر گرامی کا مہر قرار دیا تھا۔ فرات سارے بہہ رہا تھا مگر دشمنوں
 نے اب فرات نہیں پیئے دیا۔ لِلّٰہِ کَمْ غَلَتْ وَغَلَّتْ مِنْهُ اَسِیَافٌ وَغَلَّةٌ صَدِیْہُ لَمْ
 یَنْفَعُ - آہ صد آہ کہ کوفیوں کی تلواروں کی آپ سے (تلواروں کا پانی) شہیدوں کو
 سیراب کیا اور ان کے دلوں کی جلن اور سوزش آپ فرات سے ختم نہ کی۔ مَا لِلْقَلِیْلَةِ
 لَمْ یَقْمُ وَلِنَارِہَا لَمْ تَضْطَرْہُ وَلَا خَدَّہُمْ لَوْ تَسْرَعُ - یہ دنیا کیوں نہ
 ختم ہوئی اور قیامت کیوں نہ برپا ہوئی اور آتش غضب الہی ان دشمنانِ دین پر
 نازل کیوں نہ ہوتی اور اس گروہ بھاکار کو لپٹی گرفت نہ لیا۔ صَبْرًا سَبِیْلِلِ
 اَحْمَدُ صَبْرًا اَعْلٰی مَا تَابَ مِنْ خَطِیْئَتِہٖ رَزَقَ مَصْلَحَہٗ اِنْ وَتَرَبُّیْ صَبْرٌ کَیْجَ - ان مصائب
 اور بلیات پر کہ جو دشمنوں نے آپ پر ڈالے میں صبر بھیجئے۔ ان بزرگوار یعنی امام
 حسینؑ نے بھی صبر کیا ہے اور اپنی جان و مال راہِ خدا میں لٹا دی ہے اور خداوند
 بیلل نے انہیں گرامی قدر کیا ہے اور ان کی جاء رہائش کو مقدس و محترم قرار دیا
 ہے۔ اس کی زیارت و طواف کو افضل عبادات قرار دیا ہے اور ان کی مصیبت
 پر رونے کو بہترین عبادت گردانا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ قبر مطہر امام حسین
 علیہ السلام ملائکہ کے لیے مقامِ معراج ہے (از مترجم۔ اللہ اکبر۔ معراج میں رسولِ ارفع
 و اعلیٰ مقامات کی طرف گئے یعنی بلندی کی طرف لہذا آپ کا عالم بالا جانا معراج کہلایا
 اور ملائکہ جو مقامات بالا کے ساکن ہیں جب زمین کی طرف زیارتِ قبر امام حسینؑ کے
 لیے نازل ہوں تو وہ خود ان شانِ معراج ملائکہ ہے) اور ایک جماعت ملائکہ آتی ہے

تو دوسری جاتی ہے۔

حسین ابن الی حمزہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ میں حکومت بنی امیہ کے آخری زمانہ میں کوفہ سے کربلائے معلیٰ زیارت قبر امام حسینؑ کے لیے گیا۔ شب کے وقت میں نے ہر فرات میں غسل کیا۔ لباس نو پہنا اور روضۃ الحسینؑ پر حاضر ہوا۔ تو اندر سے ایک شخص نکلا۔ جو نہایت سفید لباس پہنے تھا۔ اور اس کے جسم اور لباس سے نہایت نفیس پاکیزہ خوشبو آرہی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا اچھی واپس جاؤ اس وقت تم زیارت نہیں کر سکتے۔ میں واپس چلا گیا۔ نصف شب گزرنے کے بعد میں دوبارہ گیا۔ تو پھر وہی شخص باہر آیا۔ اور اس نے پھر مجھے حرم میں اندر جانے سے روک دیا۔ میں نے کہا کہ میں کوفہ سے بغرض زیارت یہاں آیا ہوں اور تم مجھے روک رہے ہو کہ اندر نہ جا سکوں۔ اگر صبح ہو گئی اور بنی امیہ کے کسی آدمی نے دیکھ لیا تو وہ مجھے اذیت پہنچائے گا۔ لہذا مجھے اندر جانے دو یہ شب جمعہ ہے اور میں زیارت ہی کے لیے آیا ہوں۔ صبح دم مجھے خطرہ محسوس ہوتا ہے اس شخص نے کہا کہ تم صبح زیارت کر لینا کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ قبر مبارک حسین مظلوم کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ صبح سے پہلے وہ چلے جائیں گے اس دم تم زیارت کر لینا۔ راوی کہتا ہے کہ میں اس وقت واپس آ گیا۔ اور طلوع صبح کے بعد میں نے پھر غسل کیا اور زیارت کے لیے گیا تو اس وقت وہاں کوئی شخص موجود نہ تھا۔

قطب راوندی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: قبر الحسین عشر و ن زراعاً فی عشر بن زراعاً و روضۃ من ریاض الجنۃ قبر امام حسین علیہ السلام ۲۰ × ۲۰ گز کے درمیان باغخانے بنت میں سے ایک باغ

ہے اور اس مخصوص خطہ ارضی ملائکہ کا مقام معراج ہے۔ کوئی ملک مقرب اور کوئی نبی و مرسل ایسا نہیں ہو باذن خدا زیارت قبر حسین سید الشہداء کے لیے کربلا نہ آسکا ہو۔ ملائکہ گروہ درگروہ زیارت کے لیے آتے جاتے رہتے ہیں۔ اے شیعو! ذرا غور کرو یہ شرف و مرتبہ کسی دوسرے کو عطا نہیں ہوا ہے اور خدا اس کو دوست رکھتا ہے کہ جو غم حسینؑ میں گریہ و بکا کرے۔ اکتہاء یہ ہے کہ ایک قطرہ اشک بھی آنکھوں سے جاری ہو جائے تو وہ امرزش گناہ کے لیے کافی ہے۔

ابن قولویہ نے روایت کی ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ کو فہ کے کچھ چونا بٹانے والے، پھرنے کے پتھر لینے کے لیے حوٹے کربلا سے گزرے تو انہوں نے بقات کا مرثیہ بنا جو کہ یہ ہے :

مَسَّحَ النَّبِيُّ جَبِينَهُ دَلَّةَ بَرِّيقٍ فِي الْحَدُودِ

آنحضرتؐ کے رخسار و جبین کے بوسہ لیے تو ان کے رخساروں میں سے شعاع نور پھوٹتی ہے۔

أَبَوَاهُ مِنْ عَلِيَّائِ قَرِيشٍ وَجَدَهُ خَيْرَ الْحَدُودِ

ان کے والدین قریش کے اعلیٰ ترین افراد میں سے ہیں اور ان کا نام بہترین نام ہے۔

شیخ مفید اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے بنو تمیم کے ایک بوڑھے سے کہ اس نے کہا: بخدا میں روز عاشوراء محرم اپنے گھر راہ میں اپنے ہم قبیلہ شخص کے ساتھ بیٹھا تھا۔ ناگاہ ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو اس طرح فریاد کر رہا تھا۔
وَاللّٰهُ مَا جِئْتُكُمْ وَحْدِي بَصُرْتُ بِهِ بِالطَّفَةِ مُنْعَصِرِ الْحَدَّيْنِ مَعْتُورًا۔ یعنی
بخدا میں تمہارے پاس نہیں آیا مگر بعد اس کے کہ میں نے مقام طفت میں ان کو

<http://fb.com/ranajabirabbas>

امین قولیہ نے داؤد ابن کثیر رقی سے روایت کی ہے کہ مجھے میرے دادا نے خبر دی ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو انہوں نے جنات کے رونے کی آواز اور ان کا مرثیہ پڑھا سنا تھا وہ یہ تھا کہ یَا عَيْنِ حُودِي بِالْعَبْرِ وَابْكِي فَقَدْ حَقَّ الْغَيْرُ ابْكِي ابْنِ قَاطِمَةَ الَّذِي دَرَوِ الْفِرَاتَ فَمَا صَدَرَ۔

یعنی کہ امام حسین علیہ السلام کے غم میں زیادہ گریہ کر۔ اس میں کمی نہ کر کہ خبر شہادت امام حسینؑ مشہور ہو چکی ہے اور شہید ہونے میں کوئی تاثر نہیں ہے پس ابن قاطمہؑ پر رو کہ ذات کے کنارے وہ پیاسے شہید ہوئے ہیں۔

فَلَا يَكْفِيكَ خَرَقَةٌ عِنْدَ الْعِشَاءِ وَبِالتَّجَرُّ

فَلَا يَكْفِيكَ مَا جَرَدَنِي عَرَقٌ وَمَا حَمَلَ الشَّجَرُ

ہر کیف بہر حال تجھ پر لازم ہے کہ امام حسینؑ پر گریہ کرے علماء نے کتب مستبرہ میں روایت کیا ہے کہ حکیم ابن داؤد نے ایوب ابن یلمان سے اور اس نے علی ابن خروص سے کہ اس نے کہا کہ میں نے اپنی ایک عورت سے سنا وہ کہتی ہے کہ میں نے جنوں کے نوسہ کی آواز سنی اور وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے مَبْكِي الْحَزِينِ بِحَرَقَةٍ دَوَّجَعُمُ لَے آنکھ رونے میں بخل نہ کر۔ کیونکہ جو شخص محزون ہو تا ہے اس کی آنکھ سے آنسو نکلتے رہتے ہیں۔ یَا عَيْنُ الْهَآكِ الرَّقَا وَبَطِيْبِهِ مِنْ ذِكْرِ آلِ مُحَمَّدٍ وَدَوَّجَعُمُ۔ لَے آنکھ غفلت، نیند دور کر اور غم و الم امام حسینؑ یاد کر کہ بہرہ کی باتوں میں سے ایک رات ہاتف غیبی نے ہمدانی اور یہ اشار اس نے پڑھے جو غم امام حسینؑ میں ہیں کہ رَاقِ الرَّمَاحِ الْوَارِدَاتِ صَدَّ وَرَهَا حَرَا الْحُسَيْنِ تَقَاتِلُ التَّنَزِيلَا کہ یہ نیزے کہ بوسینہ اقدس امام حسینؑ پر پڑے ہیں۔ اس طرح میں کہے کہ کتاب خدا کو کسی نے چاک چاک کر ڈالا ہو۔

وَيَهْلِكُونَ بَابُ قُتْلَتٍ وَرَأَمَّا قَتَلُوا أَبَاكَ الْمَكْمِيرِ وَالتَّهْلِيلِ . یعنی کہ
 امام حسین علیہ السلام کو کیا شہید کیا گویا تکبیر و تہلیل کو قتل کر دیا۔ فَكَأَنَّمَا قَتَلُوا أَبَاكَ
 مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْجِبُوا یعنی کہ امام حسین علیہ السلام کو قتل کرنا ایسا ہے جیسے
 کسی نے آنحضرتؐ کو قتل کر دیا۔ یا جبریلؑ کو قتل کر دیا حالانکہ خدا آنحضرتؐ پر درود
 سلام بھیجتا ہے۔ الحاصل یہ ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت پر ملائکہ جن و انس اور
 تمام کائنات روتی ہے اور وہاں کہیں سربریدہ امام حسینؑ رکھا گیا ہے وہاں بنات
 نے گریہ و بکا کیا ہے اور توجہ پڑھا ہے۔ اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ بنات بھی
 غم امام حسینؑ میں سرمایہ پوش رہتے ہیں۔ تمام علماء و مقاتل نے لکھا ہے کہ جب
 امام حسینؑ شہید ہو گئے تو گیارہ محرم الحرام کو ابن سعد مہون نے الحرم امام حسینؑ
 کو عورتوں اور بچوں سمیت اسیر کیا اور امام زین العابدین علیہ السلام کو طوق زنجیر
 پہنایا اور شہیدوں کے سرِ بامبارک کو نیزوں پر پڑھا اس قافلہ کے ساتھ کربلا سے
 کوفہ روانہ کیا۔ نیزوں پر سرمایہ شہداء کربلا کی پیشانیاں اس طرح جک رہی تھیں کہ
 جیسے فلک پر ستارے چمکتے ہیں اور جب بے کس اہل حرم کی نظریں سرمایہ شہداء
 پر پڑتی تھیں ایک شور گریہ و بکا پیدا ہوتا تھا کہ پوری فضا میں گویا ہائے حسینؑ
 کی آوازیں آئی تھیں۔

شعرا نے عرب نے زبان حضرت زینب فاطمہ مصیبت امام حسینؑ اس طرح
 بیان کیا ہے۔

يا حادى الاصنان رفقاً بالاولى كانوا من علياً بد ورسماً عراً .

یعنی کہ اے ساربان اے سائق اسیران کربلا کہ تو دشمنی کی وجہ سے اونٹوں کو تیزی کے
 ساتھ چلا رہا ہے۔ ذرا ٹھہر کر چلا آہستہ چلا کہ ہم اولاد رسولؐ تھیں جو اونٹوں پر سوار ہیں

فِيهِ الْغَوَاطِمُ لِّلْعَدُوِّ لَوَاطِمٌ تَنَادَى الْغَوْتُ مِنْ ضَرَاءِهَا۔
 کیا تم لوگ غافل ہو کہ دشترانِ فاطمہ زہرا صیبت میں اپنے منہ پر طمانچے
 لگا رہی ہیں۔ فِی الزَّكَبِ زَيْنُ الْعَابِدِينَ مَكْمَلًا وَمَقْلَّةٌ غَيْرِي تَسْبِيحُ يَاسْمَا
 دَنَفَّ عَلِيلٌ زَوْوَعْلِيلٍ زَادَهُ غَلَّ يَدَيْنِ كَابَةٌ لَعْنَاهَا۔
 اے ظالموں اس قدر غفلت کہ سید سجاد و امام زین العابدین علیہ السلام فرزندِ حسینؑ کو
 طوق و زنجیر میں جکڑا ہے حالانکہ وہ بیمار ہیں ناتواں بھی ہیں۔

محمد ابن ابی طالب موسوی روایت کرتے ہیں کہ سرِ پادِ مقدسہ سید الشہداء علیہ
 السلام اور آپ کے عزیز و انصار کل ۷۸ تھے۔ ابن سعد ملعون نے ان تمام سروں کو
 اپنے لشکر میں مختلف قبائل کے سرداروں پر تقسیم کر دیا تھا تاکہ کوہِ پہنچ کر ابنِ نیا ملعون
 سے انعام و اکرام حاصل کریں۔ سرِ پادِ مبارک کہ جن لوگوں کو دے ان کی تفصیل حسب
 ذیل ہے۔

قبلہ کندہ۔ قیس ابن اشعث : ۱۳ سرِ پادِ مبارک دیئے۔
 قبیلہ ہوازن۔ شرو ولد الحرام : ۱۲ یا بروایت ابن شہر آشوب ۲۰ سر دیئے
 قبیلہ بنی تمیم : ۱۷ یا بروایت ابن شہر آشوب ۱۹ سر دیئے
 قبیلہ بنی اسد : ۱۵ :
 قبیلہ مذحج : ۷ :
 دیگر سردارانِ لشکر عمر ابن سعد کو ۱۲ سر دیئے گئے۔

عمر ابن سعد ملعون نے گیارہویں شب ہی کو حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس
 غلی بن یزید بن ابی سہل کو دے کر کوہِ روانہ کر دیا تھا اس طرح یہ تعداد بروایت محمد ابن
 ابی طالب موسوی ۷۸ ہوتی ہے۔

ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ عمر ابن سعد ملعون نے اہل حرم کو اسیر کر کے کوفہ روانہ کیا۔ لیکن حضرت شہر بانو زوجہ امام حسین علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ کہ انہوں نے نہر فرات میں خود کو ڈال دیا اور ہلاک ہو گئیں لیکن بنا ہر شہرت یہ روایت زیادہ قابل قبول نہیں ہے کیونکہ جناب شہر بانو کے ہلا میں موجود نہیں تھیں۔ بلکہ جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ میں پیدا ہوئے ہیں تو بعد ولادت جناب شہر بانو کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور بعض احادیث معتبرہ سے یہی واضح بھی ہوتا ہے۔

محمد ابن ابی طالب موسوی کہتے ہیں کہ ابن سعد ملعون نے سر مطہر امام حسین علیہ السلام روز عاشوراء نوکی ابن یزید اصحی اور حمید بن مسلم کو دے کر کوفہ روانہ کر دیا تھا۔ اور پھر دوسرے لشکر والے عقب در عقب روانہ ہوتے رہے اور ابن سعد ملعون نے اپنے مقتولوں کی لاشوں کو دفن کیا مگر لاش باء شہداء کے ہلائے گورو کھن ریگ گرم پر پھوڑ کر کوفہ روانہ ہو گیا۔

ابن زیاد ملعون کے پاس جب خبر قتل امام حسین علیہ السلام پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور اس نے فتح نامہ و شفق اور دوسرے شہروں کو روانہ کیے۔

صاحب مناقب اور ابن نما لکھتے ہیں کہ خولی بعین سر امام حسین علیہ السلام لے کر کوفہ پہنچا تو رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا اور ابن زیاد ملعون کے قصر کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ پس وہ سرا قدس یے ہوئے اپنے گھر پہنچا۔ اس کی دو بیویاں تھیں ایک حضرت میر اور دوسری اسدیہ۔ اس ملعون نے سرید الشہداء علیہ السلام کو ایک تنور میں رکھ دیا اور اپنی بیوی حضرت میر کے پاس گیا۔ اس بھرت نے اس سے دریافت کیا

کہ تو کیا لایا ہے۔ خولی نے جواب دیا کہ دولت عظیم یعنی سر حسین بن فاطمہ لایا ہوں۔ اس نے کہا وائے ہو تجھ پر کہ دوسرے لوگ سونا چاندی لے کر آئے اور تو سر حسینؑ مظلوم لے کر آیا ہے۔ خدا کی قسم میں اب ہر گز تیرے ساتھ ایک جگہ نہیں ہو سکتی۔ یہ کہہ کر وہ گھر سے باہر نکل گئی۔ وہ عورت کہتی ہے کہ میری نگاہ تنور پر پڑی دیکھا کہ ایک نور اس سے خارج ہو رہا ہے۔ اور اس کی شعلیں آسمان تک پہنچ رہی ہیں۔ بعض روایات میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ اس زن حضرت میر نے اس نورانی شعلہ میں پانچ نورانی خواتین کو آسمان سے نازل ہوتے دیکھا۔ جنہوں نے سراقہ کو تنور سے نکال کر ایک بی بی نے اپنی گود میں لیا اور سراقہ کو کھپیار کیا اور اس قدر گریہ کیا کہ وہ بی بی فتن کر گئی۔

تب وہ مومنہ حضرت میر اپنے شوہر کے پاس گئیں اور اس سے پوچھا کہ یہ تو کس کا سر لایا ہے۔ یہ سر بریدہ کس کا ہے۔

اس نے کہا کہ یہ حسین بن فاطمہ کا سر ہے۔ یہ سن کر وہ زن حضرت میر خولی کے گھر سے نکل گئی اور اس سے کہا اے مردود تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو نے حرمت آل رسول کا بھی خیال نہ کیا۔

ابن زیاد طعون کو جب یہ خبر ملی کہ سر ہاد شہداء اور الحرم محبوس بلا آئے ہیں تو اس نے کوفہ میں یہ حکم جاری کیا کہ کوئی شخص اس لیے نہ کہ اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔ اور اس ملعون نے دس ہزار سپاہیوں کو اپنے قصر کی حفاظت پر مامور کیا اس خوف سے کہیں اہل کوفہ فرد زہد رسول خداؐ اور ان اصحاب با وفا کے سروں کو نیزوں پر اور آل رسولؐ کو بے منتقمہ و چادر دیکھ کر بغاوت برپا نہ کر دیں۔ ابن طاووس اور دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ جب امیر ان کر بلا کوفہ کے

نزدیک پہنچے تو ہزاروں کوفی تماشا لے اسیران دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے لیکن جب انہوں نے سرِ بامِ شہداء کو نیزوں پر بلند دیکھا اور دخترانِ فاطمہؑ کو رسن بستہ دیکھا سروں پر نہ چادر نہ مقنعہ۔ تمام لوگ مرد و زن با آواز بلند رونے لگے اور گریہ و زاری کا ایک شور برپا ہو گیا۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بیماری کی حالت میں طوق و زنجیر پہنے ہوئے تھے۔ اولاد حضرت امام حسین علیہ السلام میں سے زیدؑ و عمرؑ اور حسنؑ مثنیٰ بھی زخمی حالت میں ان قیدیوں میں شامل تھے اہل کوفہ میں سے ایک عورت نے جو اپنے کونٹے پر کھڑی تھی قیدیوں سے دریافت کیا۔

مَنْ اِیُّ الْاَسْرٰی اَنْتِ؟۔ آیلے بیبیو تم لوگ کس قبیلے سے ہو۔ اسیروں میں سے کسی بی بی نے جواب دیا کہ نحنُ اُساری آلِ محمد و بناتِ فاطمہؑ انذھرا۔ ہم اسیرانِ آلِ محمدؑ اور دخترانِ فاطمہؑ نہ ہوا ہیں۔ یہ سُن کر وہ عورت بے تاب ہو گئی اور کچھ چادریں لے کر آئی اور روتے ہوئے ان چادروں کو زینب و کلثومؑ کو دیا۔ اور وہ عورت بیچ بیچ کر رونے لگی و اسرنا و دخترانِ فاطمہؑ زہراؑ اور برہنہ سر ہیں۔ اے شیعوہ چادریں بھی ان بے کس بیبیوں کے پاس کے نہ رہیں بلکہ اعداءِ دین نے چادریں پھین لیں۔

شیخ مفیدؒ نے جذلم ابن شریک سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں محرم ۱۱ ہجری جب علی ابن الحسینؑ اسیر کر کے کوفہ لائے گئے تھے موبود تھا میں نے دیکھا کہ ان کو بیڑیوں اور ہتھکڑیوں میں بھکڑا تھا کہ ان کے دونوں ہاتھ گردن کے پیچے بندھے ہوئے تھے۔ وہ اس قدر بیمار و لاغر تھے۔ چلنا بھی ان کے لیے دشوار تھا۔ اہل کوفہ کی عورتیں ان کو اس حال میں دیکھ کر ڈھاڑیں مار مار روتی لگیں۔ آپؑ نے نجف آواز میں فرمایا کہ اے اہل کوفہ اب تم لوگ ہم پر روہے ہیں حالانکہ

ہیں تمہارے سوا کس نے قتل کیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے زینب خاتون دختر امیر المومنین کو دیکھا کہ آپ نے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ مجمع پر خاموشی چھا گئی پورا مجمع ساکت ہو گیا اور حضرت زینب نے بے اندازہ غم و اندوہ کے باوجود کلام شروع کیا

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کی زبان سے بول رہی ہیں جناب زینب خاتون نے فرمایا:

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبْنِیْ رَسُوْلِی اللّٰهِ وَآلِیِّہِ الطَّیِّبِیْنَ الْاَخِیَارِ اَمَّا بَعْدُ یَا اَهْلَ الْکُوفَةِ ، یَا اَهْلَ الْحَتْلِ وَالْغَدْرِ اَتَبْکُوْنَ ؟ فَلَا رَقَاتِ الدَّمْعَةِ وَلَا هَدَیْتُ الرِّقَّةَ اَمَّا مَثَلُکُمْ کَسَلِ النَّحْلِ نَقَصَتْ عَزْلَهَا بَعْدَ قُوَّةٍ اَفْکَاثًا تَخْدُوْنَ اَیْبَانُکُمْ دَخَلًا بَیْنَکُمْ۔“

ترجمہ: ”ساری حمد ہے اللہ کے لیے اور درود و سلام ہے میرے باہر رسول اللہ اور ان کی آل طیبین و انبیاء پر۔ پھر اس کے بعد اہل کوفہ، اہل کفر و فریب والو! کیا تم اب رو رہے ہو؟ تمہارے آنسو نہ تھیں اور تمہاری آنکھیں نہ دہیں!!! تمہاری مثال تو اس (حق) عورت کی سی تھی جس نے اپنے سوت کو مضبوطی کے ساتھ بٹ لینے کے بعد کھول دیا۔ تم اپنی (بھوٹی) قسموں کو اپنے درمیان درمیان زریعہ بناتے ہو۔“

”اَلَا سَاءَ مَا قَدَّمْتُمْ لِنَفْسِکُمْ اِنَّ سَخَطَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَفِی الْعَذَابِ اَنْتُمْ خَالِدُوْنَ۔ اَتَبْکُوْنَ وَتَسْتَعْجِلُوْنَ ؟ وَاللّٰهُ فَا بَکُوْا کَثِیْرًا وَاَصْحٰکُوْا قَلِیْلًا ، فَلَقَدْ ذَهَبْنٰمُ بِعَارِہَا وَاَسَارِہَا وَاَنْتُمْ تَرْحَصُوْہَا“

يَقْسِلُ بَعْدَهَا أَبَدًا۔

وَأَنَّى تَوَحَّشُونَ قَتْلَ سَلِيلِ خَاتِمِ النَّبُوَّةِ وَ
سَيِّدِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَلَا فِي خَيْرِ تَكْوُنِ وَمَعْرِعِ
نَارِ لَيْتِكُمْ وَمَنَارِ حُجْرَتِكُمْ وَمَدَارِ سُنَّتِكُمْ إِلَّا سَاءَ
مَا تَزْمُرُونَ۔

ترجمہ: ”آگاہ ہو کہ وہ بدترین انجام ہے جسے تمہارے نفوس نے تمہارے سلسلے
پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر غضب ناک ہوا اور تم ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہوئے۔
کیا اب یہ تم روتے اور تالہ و فریاد کرتے ہو؟ خدا کی قسم! بہت سارو اور بہت
کم ہنسو۔ کیونکہ تم اس مصیبت عظمیٰ کا لوم و عار اپنے نام کرنا چکے اور اس لوم و عار کو
تم ہرگز کبھی بھی اپنے دامن سے دھو نہیں سکتے۔ پھلا تم فرزندِ خاتمِ نبوت، سید
شبابِ اہلِ جنت، لہجاء و ماولے اختیار پناہ گاہ، مصائب و آفات، منارہٴ حجت
الہی اور مدارِ سنتِ نبویؐ کے قتل کا لوم و عار اپنے دامن سے دھو بھی کیسے
سکتے ہو؟ آگاہ ہو کہ جو بارگاہ تم نے اٹھایا ہے وہ نہایت بدترین ہے۔“

”بَعْدَ الْكُفْرِ وَ السُّحْقِ ! فَلَقَدْ خَابَ السَّعْيُ وَ تَبَّتِ الْإِبْرَةُ
وَ خَسِرَتِ الْمَصْنُوعَةُ وَ بُوتُحُ بِغَضَبِ مَنْ أَلَّهِ وَ خُصِرَتْ
عَلَيْكُمْ الدَّالَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ۔ وَ يَكْهُوْا أَهْلَ الْكُوفَةِ، أَقْدَرُونَ
أَتَى كَيْدِ لِرَسُولِ اللَّهِ فَرِيئُكُمْ؟ وَ أَتَى كَرِيمَةَ لَهُ أَبْرَزُ تَحُ
وَ أَتَى دِمْلَهُ سَفَكْتُكُمْ؟ وَ أَتَى حُرْمَةَ لَهُ أَنْتَهَكْتُكُمْ؟
أَفَعَيْتُمْ أَنْ تَمْطُرَتِ السَّاءُ دَمًا؟ فَلَعْنَابُ الْآخِرَةِ
أَخْرَى وَ أَنْتُمْ لَا تُبْصِرُونَ وَ إِنِّي رَأَيْتُكُمْ

لَبِائِصَادُ

ترجمہ: تمہارے لیے ہلاکت و مذاب ہوئے اہل کوفہ! تمہاری کوششیں ناکام ہوئیں۔ تمہارے ہاتھ شل ہوئے۔ تمہارا سودا گھانٹے کا ہوا، تم خدا کے غضب میں گرفتار ہوئے اور تم پر ذلت و فقر کی مار پڑی۔ وائے ہو تم پر اے اہل کوفہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے رسول اللہ ہی کے چکر کو کاٹا ہے، تم نے ان ہی کی دخترِ کریمہ کو بے ہادر کیا ہے۔ تم نے خود ان ہی کا خون بہا یا ہے اور تم نے ان کی کتنی بڑی بے حرمتی کی ہے؟ پھر کیا تمہیں اس پر تعجب ہوتا ہے کہ آسمان سے خون برسا؟ یقیناً آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ رسوا کن ہے حالاں کہ تمہیں سوچتا نہیں۔ یقیناً تمہارا پروردگار تمہاری تاک میں ہے۔

راوی کہتا ہے کہ دخترِ رسول کے یہ الفاظ کیا تھے کہ گویا تازیانہ عبرت ان پر برسے لگا اور سارے مجمع میں گریہ وزاری اور نالہ و شیون سے ایک کہرام برپا ہو گیا۔

قطب راوندی روایت کرتے ہیں کہ سیدہ جناب زینب سلام اللہ علیہا نے اس خطبے کے بعد یہ اشعار بھی پڑھے۔

”مَاذَا تَقُولُونَ إِذْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ
مَاذَا صَنَعْتُمْ وَانْتَحَرْتُمْ آخِرُ الْأَمَمِ

ترجمہ: اے اہل کوفہ، تم اس وقت کیا جواب دو گے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے پوچھیں گے کہ یہ تم نے کیا کیا ہے حالانکہ تم آخر الامم میں سے تھے۔“

يَا أَهْلَ بَيْتِي وَأَوْلَادِي وَمَكَرُمَتِي مِنْهُمْ أَسَارَى وَمِنْهُمْ ضَرْبُ جَوَائِدٍ
ترجمہ: ”(یہ تم نے کیا کیا ہے) میرے اہل بیت، میری اولاد اور میری عزت
و حرمت کے ساتھ! یہی کہ ان میں سے کچھ قیدی ہیں تو کچھ اپنے خون میں نہائے
پڑے ہیں۔“

مَا كَانَ جَزَائِي إِذْ نَصَعْتُ لَكُمْ
إِذْ تَخْلُقُونِي بِسُوءٍ فِي دَوِي رَحْمٍ
ترجمہ: ”میری ہدایت و نصیحت کا یہ بدلہ تو نہیں ہو سکتا کہ تم میری عزت
سے ایسا برا سلوک کرو۔“

إِنِّي لَأَحْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ يَحْدَ بِكُمْ
مِثْلُ الْعَذَابِ الْكَذِبِيِّ أَوْ دَوِي عَلَى إِدْمٍ
میں ڈرتی ہوں تمہارے بارے میں کہ تم پر اللہ کی جانب سے ویسا ہی عذاب
نہ آئے جیسا کہ ارم والوں (قوم عاد) پر آیا تھا۔ پس آپ نے ان کی طرف سے
منہ پھیر لیا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک بوڑھا آدمی میرے نزدیک کھڑا تھا وہ دختر رسول
کے یہ الفاظ سن کر اس قدر رویا کہ آنسوؤں کے قطرے اس کی ڈاڑھی سے ٹپک
رہے تھے اور وہ کہتا تھا کہ يَا بِيْ اَنْتُمْ وَاُمِّيْ كُھُوْ لَكُمْ خَيْرٌ الْكُھُوْلِ وَشَاْبِكُمْ
خَيْرُ الشَّيَابِ وَنِسَاءُكُمْ خَيْرُ النِّسَاءِ وَتَسْلَمُ عَلَيْكُمْ تَسْلِي لَاجِزٍ وَلَا يَبُورُ
و مال آپ پر قربان ہوں آپ کے سن رسیدہ لوگ تمام سن رسیدہ لوگوں سے
بہتر ہیں۔ آپ کے جوان تمام جوانوں سے بہتر ہیں۔ آپ کی عورتیں تمام عورتوں سے
بہتر ہیں۔ آپ کی نسل تمام خاندانوں سے بہتر ہے۔ جو نہ کبھی رسوا ہوگی نہ منقطع ہوگی

پس حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا اے پھوپھی اماں بس اتنا ہی کلام کافی ہے۔ اَنْتِ عَالِمَةٌ غَيْرُ مُعَلِّمَةٍ۔ یعنی کہ آپ ایسی عالمہ ہیں کہ کسی نے نہیں پڑھایا ہے۔ آخرش آپ اس باپ کی بیٹی، ان بھائیوں کی بہن ہیں کہ جن کا علم لَدَنی تھا۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ فاطمہ صغریٰ سلام اللہ علیہا نے بھی اپنی پھوپھی زینب خاتونؑ کے بعد کوفہ والوں سے خطاب کیا اور مترجم بنا بر مشہور فاطمہ صغریٰ نامی دختر امام حسینؑ شریک سفر عراق نہیں تھیں کیونکہ آپ اس زمانہ میں بیمار تھیں۔ البتہ آپ کی فاطمہ کبریٰ نامی بیٹی شریک سفر کر بلا تھیں) بروایت جناب فاطمہ کبریٰ سلام اللہ علیہا نے کوفہ والوں سے خطاب کیا آپ کے خطبہ کے چند کلمات سب ذیل ہیں۔

”يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ، يَا أَهْلَ الْمَكْرِ وَالْعَدْرِ وَالْخِيَلَاءِ فَاَنَا أَهْلُ بَيْتِ ابْتِلَاءِ اللَّهِ بِكُمْ وَابْتِلَاءِ كُومِ بَنَاتِ جَعَلْ بِلَادَنَا حَسَنَةً وَجَعَلْ عِلْمَهُ عِنْدَنَا فَتَحْنُ عَيْنَهُ عَلَيْهِمْ وَوَعَاءُ حِكْمَتِهِ وَحُجَّتُهُ عَلَى الْأَرْضِ فِي بِلَادِهِ لِعِبَادِهِ۔“

اَكْرَمَنَا اللَّهُ بِكُمْ أُمَّتِهِ وَفَضَّلَنَا بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا بَيْنَنَا وَكَذَلِكَ نَعْمُونَا وَكَفَرْتُمُونَا وَارْتَابْتُمُونَا لَنَا حَلَالًا وَأَمْوَالَنَا نَهَبًا كَانَا أَوْلَادُ تَوْلِكَ أَوْ كَابِلُ فَقْتَلْتُمُونَا كَمَا قَتَلْتُمْ حَبَدَنَا بِالْأَسْسِ وَسَيُؤْتِكُمْ تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِنَا أَهْلُ الْبَيْتِ۔ فَانْتَظِرُوا اللَّعْنَةَ وَالْعَذَابَ۔ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ ائْتِي تَرَاتِ لِرَسُولِ اللَّهِ قَبْلَكُمْ بِمَا عَذَّبْتُكُمْ بِأَخِيهِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي

طَالِبِ حَبِیْی وَبَنِیْهِ وَغُرَّةِ النَّبِیِّ الطَّیِّبِیْنَ الْاَحْیَارِ - وَاقْتَرَبَ بِذَلِكَ مَقْعَرٍ فَقَالَ
 عَنْ قَتْلَنَا عَلَیًّا وَبَنِیْ عَلِیٍّ یُسُوْفُ هِنْدِیَّةً وَرِ مَاحٍ
 وَسَبَبًا نِسَاءً هُمْ سَبَبِی تَرْکِی وَنَحْنُ هُمْ اَکْبَرُ نَظَاحٍ
 بِفِیْکَ اَیُّهَا الْقَائِلُ الْکَثِکَتُ وَالْاَثْلُبُ افْتَحَرْتُ
 بِقَتْلِ قَوْمٍ رَزَاَهُمُ اللّٰهُ وَطَهَّرَهُمْ وَاَذْهَبَ عَنْهُمْ الرَّجْسَ
 ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یَوْئِیْهِ مِنْ قِیَاسٍ ۛ

ترجمہ: ”اے اہل کوفہ، اہل مکہ و غزوہ وغرور، ہم وہ اہل بیت رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے بتلایا اور تمہارا امتحان لیا اس نے ہمارے ذریعے سے۔ پس اس نے ہمارے ابتلا کو ہمارے لیے نیکی قرار دیا اور اس نے اپنا علم ہمیں عطا فرمایا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے علم کا خزانہ ہیں۔ اس کی حکمت کا ظرف ہیں اور زمین پر تمام بلاد میں تمام لوگوں پر اس کی بھرپور محبت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی کرامت سے مکرّم بنایا ہے اور اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ کے ذریعے اس نے ہمیں اپنی مخلوقات پر افضلیت عطا فرمائی ہے مگر تم لوگوں نے ہماری تکذیب کی اور ہمارے احسانات رشد و ہدایت کا کفران کیا۔ تم نے ہم سے قتال کو حلال قرار دیا اور ہمارے اموال کو لوٹنا جائز سمجھا۔ جیسے کہ ہم لوگ ترک یا کابل والوں کی اولاد ہیں پس تم نے ہمیں قتل کیا جیسے تم نے ہمارے دادا علی المرتضیٰ کو قتل کیا تھا۔ تمہاری تلواروں سے ہم اہل بیت کا خون پکتاب ہے۔ پس تم لعنت و عذاب کے منظر رہو۔ اے اہل کوفہ، تمہیں کچھ خیال ہے کہ تم نے رسول اللہ کی جانب سے کتنے بڑے انتقام کا کام کیا ہے جبکہ تم نے ان کے بھائی علی ابن ابی طالب اور ان کی ذریت کو قتل کیا جو طہیین و اطہار تھے۔ پھر تم میں سے فخر کرنے والا کہتا ہے۔

”ہم نے علی اور اولاد علی کو قتل کیا ہندی تلواروں اور نیزوں سے اور ہم نے ان کی عورتوں کو ترکی عورتوں کی طرح قید کیا۔ ہم نے انہیں کیسے ٹکڑے ٹکڑے کیے۔“

اے کہنے والے تیرے منہ میں خاک ہو! تو ایسے لوگوں کے قتل پر فخر کرتا ہے جن کو اللہ نے پاکیزہ بنایا ہے جن کو تطہیر عطا فرمائی اور جن کے دامن سے ہر جس کو دور رکھا۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔“
راوی کہتا ہے کہ شاہزادی نے یہاں تک خطاب فرمایا تھا کہ سارا مجمع چیخ پڑا۔ اے دختر طہیین و طاہرین بس کیجئے آپ نے ہمارے دلوں کو تڑپا کے رکھ دیا ہے۔

سید ابن طاووس علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام کلثوم بنت امیر المومنین علیہ السلام نے بھی بازار کوفہ میں مجمع عام سے حالت غریب و اسیری میں خطاب کیا جو کہ سب فہم ہے:-

يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ، سَوْفَ لَكُمْ! مَا لَكُمْ! خَذُوا حُسَيْنًا وَقَتْلُوهُ؛
وَأَنْتُمْ بِنْتُمْ أَمْوَالَهُ وَوَرِثْتُمُوهُ؛ وَ سَبَيْتُمْ نِسَاءَهُ وَ نَكَبْتُمُوهُ؛
فَتَبَّأَ لَكُمْ وَ سَحَقَا. وَ يَلْكُو أَتَدْرُونَ أَيَّ دِمَائِ سَفَكْتُمُوهَُا
وَ أَيَّ كَرِيمَةٍ أَصَبْتُمُوهَُا؛ وَ أَيَّ صَبِيَّةٍ سَلَبْتُمُوهَُا؛ قَتَلْتُمْ
خَيْرَ رَجَالٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَ تَرَعَتِ
الرَّحْمَةُ مِنْ قُلُوبِكُمْ. أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمَا الْفَاعِلُونَ وَ
حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمَا الْفَاعِلُونَ“

ترجمہ: ”اے اہل کوفہ! برا ہو تمہارا! تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نے حسینؑ کا ساتھ

بھوڑ دیا اور انہیں قتل کر دیا! تم نے ان کے اموال لوٹ لیے اور ان کے مالک بن بیٹھے! تم نے ان کی خواتین کو قید کیا اور ان پر مصیبت ڈالی! ہلاکت ہو تمہارے لیے اور عذاب ہو! ولے ہو تم پر، تم جانتے ہو کہ تم نے کیسے کیسے خون بہائے ہیں؟ کیسی کیسی معزز خواتین کو مصیبت پہنچائی ہے؟ اور کیسی کیسی محترم بیٹیوں کو تم نے لوٹ لیا ہے؟ تم نے ان مردوں کو قتل کیا جو بعد نبی، بہترین افراد تھے تمہارے دلوں سے رحمت سلب ہو گئی۔ آگاہ ہو کہ یقیناً اللہ والوں ہی کا گروہ کامیاب ہونے والا ہے اور یقیناً شیطان کا گروہ گھاٹا اٹھانے والا ہے۔“

اس کے بعد بنت علیؓ نے یہ اشعار بطور مرثیہ پڑھے۔

تَتَلَّمُ أَخِي صَبْرًا فَوَيْلٌ لِّرَأْفَتِكُمْ
سَجَّزُونَ نَاسًا حَزَنًا يَتَوَقَّدُ

ترجمہ: ”تم نے میرے بھائی کو قتل کر ڈالا، تو ہلاکت ہے تمہارے لیے۔
مقرب تمہیں اس آتشِ جہنم سے سزا دی جائے گی جو بھڑک رہی ہے۔

سَفَكْتُمْ وَمَاءَ حَرَمِ اللَّهِ سَفَكْتُمَا
وَحَرَمَهَا الْفُرَاتُ شَحَّ مُحَمَّدٌ

ترجمہ: ”تم نے وہ خون بہائے جن کا بہانا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا تھا،
قرآن نے حرام قرار دیا تھا اور حضرت محمد مصطفیٰؐ نے حرام قرار دیا تھا۔“

أَلَا فَابْشُرُوا بِالنَّارِ أَنْكُمْ عَدَا بَنِي سَقَرٍ حَقًّا يَقْدِنَا مُحَمَّدٌ

یعنی کہ لے ظالموں! تم کو آتشِ جہنم کی بشارت تو تحقیق و یقیناً تم لوگ ہمیشہ جہنم میں رہو گے۔

وَرَفِیْ لَآ بُکِیْ فِی حَیَاتِیْ عَلٰی اَرْحٰی عَلٰی خَیْرِ مَنْ بَعْدَ النَّبِیِّ سَیُّوْلَدُ
ترجمہ :- میں تو ساری زندگی اپنے اس بھائی پر روتی رہوں گی جو پیغمبر کے
بعد پیدا ہونے والے تمام لوگوں سے افضل تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت ام کلثوم کے اس خطاب و مرثیہ کا یہ اثر ہوا کہ
چاروں طرف سے گریہ و نالہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں۔ لوگوں نے اپنے سینے و
سر پہنیے شروع کر دیئے اور عورتوں نے اپنے بال کھول دیئے اور سروں پر خاک
ڈالنے لگیں۔

حضرت ام کلثوم کے بعد حضرت سیدنا ساجدین علی ابن الحسین علیہ السلام
نے لوگوں کی جانب اشارہ فرمایا کہ خاموش ہو جاؤ اور سنو۔ تھوڑی دیر میں
لوگ خاموش ہو گئے تو آنجناب علیہ السلام نے حمد خدا و ثنا پیغمبر کے بعد باوازنہ
فرمایا،

”اَیُّهَا النَّاسُ مَنْ عَدَفْتَنِيْ فَقَدْ عَدَفْتَنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْنِيْ قَانَا عَلٰی
بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ اِنِّیْ طَالِبٌ اَنَا ابْنُ الْمَدَنِیِّ بُوْحُ بِشَطِّ الْفِرَاتِ مِنْ
غَيْرِ دَخْلٍ وَلَا نَزَاتٍ اَنَا ابْنُ مَنْ اَتَتْكَ حَرَمِیَّةٌ وَسَلَبَ نَعْمَهُ وَانْتَهَبَ
مَالَهُ وَسَبَّیْ عَیَالَهُ مَۃ۔

یعنی ”اے لوگو جو مجھے بھجاتا ہے وہ تو بھجاتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا
وہ جان لے کہ میں علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہوں۔ میں اس شہید
کافر زندہ ہوں جس کو کنارہ فرات بلا حرم و خطا ذبح کر دیا گیا۔ میں اس کافر زندہ
ہوں جس کے اہل حرم کو لوٹ لیا گیا۔ اے لوگو! میں تمہیں قسم دے کے پوچھتا
ہوں کہ کیا تم لوگوں نے میرے بابا کے پاس ان کو بلانے کے لیے خطوط نہیں بھیجے؟

اور پھر تمام عہد و میثاق اور بیعت کے بعد تم لوگوں نے ان کو دھوکہ دیا، ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان کے خلاف جنگ کی! پس ہلاکت ہے تمہارے لیے، تمہارے ان اعمال کی وجہ سے جنہیں تم نے خواہشاتِ نفس میں انجام دیے۔ بھلا بتاؤ تو یہی، روزِ قیامت تم رسول اللہ کا سامنا کرن آنگھوں سے کرو گے؟ جب وہ تم سے پوچھیں گے "تم لوگوں نے میری عزت کو قتل کیا؟ تم لوگوں نے میرے اہل بیت کو لوٹ لیا؟ اور تم لوگوں نے میری حرمت کو ضائع کیا؟ جاؤ تم میری امت سے نہیں ہو۔"

راوی کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ پھر نالہ و شیون کی آوازیں بلند ہوئیں اور لوگ آپس میں کہنے لگے "بخدا ہم تو ہلاک ہو گئے۔"

امام علیہ السلام نے فرمایا: "خدا رحم فرمائے اس شخص پر جو میری نصیحت قبول کرے اور اللہ و رسول و اہل بیت کے بارے میں میری وصیت یاد رکھے۔" یہ سن کر تمام کے تمام لوگ پکار اٹھے "فرزندِ رسول، ہم سب آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ آپ ہمیں اپنا حکم سنائیں۔ ہم آپ لوگوں پر ظلم کرنے والوں سے آپ کا انتقام لینے کو تیار ہیں۔"

یہ سن کر حضرت سید سجاد نے فرمایا: "افسوس، افسوس لے اہل عذر و مکر، تمہاری خواہشاتِ نفس تمہارے ادادوں کے درمیان حائل ہو جاتی ہیں۔ کیا تم مجھے بھی اسی طرح فریب دینا چاہتے ہو جس طرح تم نے میرے آباؤ اجداد کو فریب دیا؟ بخدا اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ مصیبتیں جو مجھ پر پڑی ہیں وہ بھلائی نہیں جاسکتیں اور وہ غم جو تم نے ہم پر ڈالیں ان کی سوزش نہیں مٹ سکتی۔"

مسلم بھصاص (جو فاکاری کرنے والے) سے روایت ہے کہ اس نے کہا "مجھے

ابن زیاد نے دارالامارۃ کی مرمت اور چونا کاری کے لیے طلب کیا تھا میں ایک روز وہاں اپنے کام میں مشغول تھا کہ اچانک میں نے شہر کوفہ میں نہایت غیر معمولی شور و غل سنا۔ میرے ساتھ جو مزدور کام کر رہا تھا میں نے اس سے اس شور و غل کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: "کسی نے یزید کے خلاف خروج کیا تھا۔ ابن زیاد کا لشکر اس سے جنگ کے لیے گیا تھا اب اسے انہوں نے قتل کر دیا ہے اور اس کا سر شہر میں لا رہے ہیں۔" میں نے مزدور سے پوچھا: "وہ خروج کرنے والا کون تھا؟" اس نے جواب دیا: "اس کا نام حسین ابن علی ابن ابی طالب ہے۔"

مسلم بھلاں کہتا ہے: "میں نے اس مزدور کے خوف سے اس وقت تو پکھ نہیں کہا لیکن جب وہ میرے پاس سے کہیں دُور چلا گیا تو بے تابی کے عالم میں میں نے اپنے پورے سے بھرے ہاتھ کو اپنے منہ پر اس طرح مار دیا کہ چوڑے سے میری آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ پھر میں پانی سے اپنے ہاتھ دھوئے اور آنکھوں کو صاف کیا۔ پھر میں چلکے سے دارالامارہ کی پشت والی جانب سے باہر آ گیا اور مقام کنارہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ بے شمار لوگ سر ہائے شہداء اور اسیروں کی آمد کے منتظر تھے۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ چالیس اونٹوں پر کجاوے بندھے تھے اور ان کجاووں پر دخترانِ فاطمہ زہراؑ بچے اور دیگر بیبیاں سوار تھیں ان کے منہ کھلے تھے اور سر پھیلانے کے لیے ان کے پاس کوئی چادر وغیرہ بھی نہیں تھی۔ ان ہی میں ایک کجاوے پر علی ابن الحسینؑ زنجیروں میں جکڑے ہوئے بیٹھے تھے ان کی گردن سے خون ٹپک رہا تھا۔ کجاووں پر کوئی فرش نہیں تھا۔ وہ باؤاذ نجف و زینبؑ سے کہہ رہے تھے: "اے بدترین امت! خدا تمہیں غارت کرے! تم اسوقت

کیا جواب دو گے جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں گے کہ تم نے میری عزت کو بے عمل کے کھلے کجاووں پر مجمع عام میں پھرایا۔

مسلم کہتا ہے ”یہ مصیبت زدہ قافلہ جب بازار میں آیا تو یتیم و یتیم و فاقہ زدہ بچوں کو دیکھ کر بالائے بام بیٹھی ہوئی عورتوں نے ان پر بطور صدقہ خرے پھینکے جنہیں بعض بچوں نے اٹھالیا تب ام کلثوم بنت علیؓ نے یہ آواز بلند ان عورتوں سے کہا۔ ”یا اهل الكوفة ان الصدقة علينا حرام۔“ لے اہل کوفہ ہم پر صدقہ حرام ہے۔“ اور بچوں کے منہ سے وہ خرے نکال کے پھینک دیئے۔ جب ان کو فیوں نے یہ حالت دیکھی تو رونے لگے جناب ام کلثومؓ نے محل سے سر نکالا اور خطاب کیا اور فرمایا لے کو فیو! تم نے ہمارے مردوں کو قتل کیا اور تمہاری عورتیں ہم پر روتی ہیں۔ خدا ہمارے اور تمہارے درمیان حکم کرے گا۔ مسلم بھٹا ص ۱۰۱ کہتا ہے کہ ابھی وہ بی بی کلام کر رہی تھیں کہ ناگاہ شور بلند ہوا اور ان بیبیوں کے ساتھ شہداء کے سر نیزوں پر اکوڑیاں آ رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ اٹھارہ نہایت نورانی سر جو چاند کی مانند لگتے تھے اور رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں آگے آگے لائے جا رہے تھے ان میں سے جو سر مبارک سب سے آگے ایک طویل نیزہ پر بلند تھا وہ امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک تھا۔ حضرت زینب بے کس نے جب اس مبارک کو دیکھا تو مخاطب ہو کر فرماتی ہیں کہ یا ہلالؓ یعنی کہ اے میری ماں کے چاند تو بہت جلد غروب کر گیا۔ لیکن تیرا سر مبارک عالم میں روشنی کر رہا ہے۔ مَا تَوَهَّتُ يَا شَفِيقُ فَوَّادِي۔ كَانَتْ هَذِهِ أَصْفَدًا رَأْمَكُوبًا۔ یعنی کہ اے پارہ دل فاطمہؓ میں ہرگز ایسا خیال نہیں کر سکتی کہ ہمارے مقدر میں مصائب لکھے تھے کہ تیرا سر نیزہ پر بلند ہوا اور میں اہل حرم کے ساتھ اسیر ہو کر اوثول پر سوار ہوں۔ يَا أُخْتِي فَاطِمَةُ الصَّغِيرَةُ كُلِّمْنَا

لَقَدْ قَلْبُهَا ان يَدَّوْبَا۔ اے برادر ذی قدر تیری و تیرے ستم رسیدہ فاطمہ سے
 ذرا کلام تو کیجئے تاکہ اس کے دل کو تسکین ہو۔ وہ تمہیں یاد کر کے تڑپ تڑپ کر
 روتی ہے۔ یا اَخِی قَلْبُكَ الشَّفِيقُ عَلَيْنَا مَا لَهُ قَدْ قَسَى وَطَارَ صَلْبِنَا اے
 برادر مہربان تمہیں کیا ہوا کہ تم ہم پر رحم نہیں کرتے۔ اے بھیلے بچے بیل سے تڑپ رہے
 ہیں سیکھتے تمہاری لاڈلی کسن بچی یاد کر رہی ہے کہ بابا اُجھاؤ۔ یا اَخِی کُو تَرْتِی
 عَلَيْنَا لَدَى الْاَسْرِ مَعَ الْيَتَمِ لَا يُطِيقُ وَجُوبًا اے بھیا تم اپنے بیمار فرزند کا حال دیکھتے
 کہ تیم و اسیر وہے طاقت ہو رہا ہے لیکن ثبات قدم میں فرق نہیں ہے۔ یہ پیر
 ستون کعبہ ہیں اور ظالم لوگ بیڑیاں پہنا رہے ہیں۔ کَلَمًا اَوْ جَعُوْكَ بِالضَّرْبِ
 نَادَاكَ بِذِلٍّ وَفِیْصٍ ذَمُّعٍ سَكُوْبًا یعنی کہ ہر ایک زمانہ میں یعنی کہ ہمہ وقت دشمن اس
 کو اذیت دیتے ہیں۔ اس کو تازہ بنانے لگتے ہیں اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔
 اے بھیا اس کے دل کو تسلی دو۔

سید ابن طاووس اور شیخ فخر الدین طبریزی نے روایت کی ہے کہ جب اسیران
 اہلبیت رسول اور وارثان چادر عصمت اور بیمار و ناتوان، مظلوم و بیکس و تیم و قافلہ
 سالار اہلحرم سید سجاد علی ابن الحسین وارد کوفہ ہوئے تو ابن زیاد بد نہاد نے دربار
 آلاستہ کیا۔ آپ تخت پر بیٹھا اور تمام اہل کوفہ کو دربار میں داخل ہونے کی اجازت
 دی۔ اذن عام دیا کہ جس کا دل چاہے دربار میں آئے۔ جب دربار ابن زیاد ملعون
 نے اسیروں کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ اس وقت سید سجاد اہلحرم کو لے کر داخل
 دربار ہوئے۔ آپ کے سر مبارک پر عمامہ نہ تھا۔ زینب خاتون کے سر پر چادر نہ تھی۔
 چادر عصمت کی وارث بی بی برہنہ سر لباس بے کسی میں ملیبوس، قیدی بنی ہوئی سر
 دربار کھڑی ہوئیں اور آپ نے سلام نہیں کیا۔ اور نہ کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

آپ کے محبت میں دختران امام حسین اور جناب ام کلثوم اور دوسری بیبیاں کھڑی ہو گئیں اور جناب زینب خاتونؑ کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ ابن زیاد ملعون نے دیکھا تو دریافت کیا کہ ان میں زینبؑ کونسی بی بی ہے۔ ابن زیاد نے جب دو تین مرتبہ سوال کیا کہ ان میں کونسی بی بی زینبؑ ہے تو ایک کینز نے کہا۔

کہ یہ دختر علی ابن ابی طالب زینب خاتون ہیں کہ جنہیں دنیا کے اسلام جانتی ہے کہ زینبؑ اپنے باپ کی زینت ہیں۔ اے شیعو جب زینب خاتون علیؑ کی زینت ہیں۔ جناب زینب حضرت فاطمہؑ کی زینت ہیں۔ حضرت زینبؑ اپنی جدہ ماجدہ خدیجہؑ اکبریؑ کی زینت ہیں۔ حضرت زینبؑ اپنے جد نامدار رسول خدا کی زینت ہیں۔ حضرت زینبؑ اسلام و ایمان کی زینت ہیں۔ بہر حال جب ابن

زیاد ملعون نے سنا کہ یہ زینب خاتون بنت فاطمہؑ ہیں۔ اس ملعون نے آپ سے کہا کہ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے تم کو رسوا کیا۔ اور تمہارا دروغ ظاہر کیا۔ پس حضرت جو دینیت حق و صداقت تھی۔ قرآن ناطق کی ایک آیت تطہیر تھیں۔ گویا ہو گئیں اے ابن زیاد تو دروغ کہتا ہے میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے ہمیں بر سبب ذریت رسول اکرمؐ کم کم کیا برگزیدہ عالمیں قرار دیا۔ ہم کو ہر قسم کے ریس سے پاک رکھا اور ہمارے مردوں کو وہ عزت عطا کی کہ وہ زندگی میں روح ایمان تھے اور شہید ہو کر پاسبان ایمان ہیں جو میرے مظلوم بھائی پر ایمان رکھتا اس کے لیے عزت ہے اس کے لیے وقار ہے اس کے لیے سیکندر ربیعٰ سکون وقار ہے بعد وہ بدنہاد کہنے لگا اے زینب تم نے دیکھا کہ خدا نے تمہارے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ جناب زینب نے علیؑ کی آن بان کے ساتھ اس ذلیل و رسوا کو جواب دیا کہ ہاں میں نے دیکھا کہ خدا ان کو شہادت پر فائز کر کے عزت

بخشی اور بہت جلد خداوند عالم ہمارے اور تیرے درمیان فیصلہ کرے گا۔ مقصد یہ تھا کہ لے ابن زیاد تو دنیا میں بھی ذلیل اور آخرت میں بھی ذلیل ہے اور لے ابن زیاد تجھے اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ عزت حسین علیہ السلام کے زیر قدم ہے جہاں حسین اپنے قدم رکھ دیں وہ جگہ عزت میں عرش بریں ہے جہاں خون حسین شامل خاک ہو جائے وہ خاک۔ خاک شفا ہے۔ ہر صحرین ہوں اور حق ہے تو خود ہی خیال کر کہ حسینؑ کو قتل کرنے والا کس طرح حق پر ہو سکتا ہے۔ ابن زیاد مرد دوسنے یہ کلام سن کر حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو۔ اس وقت عمرو بن حریت نے کہا کہ ماتم زدہ، غم سے افسردہ عورتوں کے کلام پر مواخذہ کرنا عقل کے نزدیک مذموم ہے۔ اس وقت اس ملعون نے کہا کہ خدا نے ہمیں فتح عطا کی تو حضرت زینب نے فرمایا لَقَدْ قَتَلْتَ كَهْلِيَّ وَ قَطَعْتَ قَدْرِي وَ اجْتَنَنْتَ اَصْلِي فَاِنْ كَانَ هَذَا شِفَاؤَكَ فَقَدْ اَشْفَفْتُ يَمِينِي کہ تو نے ہمارے بزرگ کو قتل کیا۔ اور ہمارے خاندان کو تباہ کر دیا جیسے کوئی کسی درخت کو جڑ سے اکھاڑ دے۔

اگر تجھے اسی میں راحت و سکون ہے تو پھر تو نے سکون حاصل کر لیا۔ بروایت دیگر حضرت ام کلثومؓ نے فرمایا لے پسر زیاد اگر میرے بھائی حسین بن فاطمہؓ کے قتل سے تیری آنکھیں روشن ہوئیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ ذرا خیال کر کہ رسول اللہؐ جب اپنے فرزند حسینؑ کو دیکھتے تھے تو ان کی آنکھیں کس قدر روشن ہوئی تھیں حسینؑ کو دیکھ کر ان کا دل ٹھنڈا اور آنکھیں روشن ہوئی تھیں۔ ہمارے بعد ان کے لبوں کا بوسہ لیتے تھے اور اپنے دوش پر حسینؑ کو بٹھاتے تھے اور لے ابن زیاد در آخرت ان کو جواب دینے کے لیے تیار ہے۔

بروایت ابن طاووس پھر وہ ملعون حضرت سید سجاد علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا۔ لوگوں سے دریافت کیا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ علی ابن الحسین ہیں۔ یہ فرزند حسین علیہ السلام میں اور ان کا نام علی ہے بلکہ حضرت سید سجاد نے مخاطب ہو کر فرمایا انا علی ابن الحسین۔ کہ میں علی ابن الحسین ہوں وہ ملعون بولا میں نے سنا ہے کہ علی ابن الحسین کو خدا نے قتل کیا۔ آپ نے فرمایا کَانَ لِي أَخٌ يُسَمِّي عَلِيَّ ابْنَ الْحُسَيْنِ۔ فرمایا کہ وہ میرے بھائی تھے۔ نام نامی علی تھا اور کربلا میں شہید کر دیے گئے۔ اور تو بوجہ کہتا ہے کہ اللہ نے انہیں قتل کیا تو سن لے کہ اَللّٰهُ يَتَوَقَّى الْاَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا سورة الزمر آیت نمبر ۴۱ یعنی کہ خدا ہی لوگوں کے مرنے کی قوت ان کی روحیں قبض کرتا ہے۔

ابن زیاد لعین نے کہا کہ تم میرے بھاب میں جرات رکھتے ہو یہ کہہ کر اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کو قتل کرو۔ پس حضرت زینب آپ سے لپٹ گئیں۔ فرمایا: وَاللّٰهِ لَا اُفَارِقُهُ اِنْ قَتَلْنِيْ مَعَهُ۔ لے ابن زیاد اگر تو اس کو قتل کرتا ہے تو مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر۔ حضرت سید سجاد نے فرمایا کہ لے پھوٹی اماں ذرا مجھے چھوڑ دیجئے۔ پھر فرمایا لے ابن زیاد تو مجھے قتل کرنے پر دھمکاتا ہے۔ نہیں جانتا کہ قتل ہونا ہماری عادت ہے اور اظہار میں قتل ہونا ہماری شہادت ہے اور ہمارے لیے باعث کرامت و جررگی ہے۔ اس ولد الحرام نے کچھ دیر تک امام علیہ السلام کو دیکھا اور حکم دیا کہ اہل بیت اظہار کو ان کے ساتھ قید خانہ میں لے جاؤ۔ پس مسجد کے قریب ایک مکان میں ان کو قید کیا۔ حضرت زینب فرماتی ہیں کہ اسیری کی حالت میں کوفہ کی ایک عورت مجی ہم سے ملنے نہیں آئی مگر لونڈیاں

اور کینزیں دیکھنے کو آتی تھیں۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں کہ جب سر مقدس امام حسین علیہ السلام مجلس ابن زیاد میں لایا گیا اور اس کے سامنے سر مبارک رکھا تو اس ملعون نے تبسم کیا و امتراسا امام حسینؑ دیکھ کر وہ ملعون مکرایا اور آپ کے دندان مبارک دیکھ کر کہا کہ اِنَّ الْحُسَيْنَ حَسَنُ الْمُصْحٰفِ لے مولائے کائنات لے شہید ینونا لے مظلوم کہ بلا آپ پر ہماری جانیں فدا ہو جائیں کہ ابن زیاد ملعون نے آپ کے بہاء مبارک پر پھڑی لگائی اور کہنے لگا اے ابی عبد اللہ آپ جلدی ہی ضعیف ہو گئے۔ ابن نما و ابن جوزی انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں

کہ اس ملعون نے کہ اے حسینؑ تمہارے لب و دندان کس قدر عمدہ ہیں میں نے کہا بخدا تو کس قدر قبیح مظاہرہ کر رہا ہے فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقْتُلُ مَوْضِعَ قَضَدٍ میں نے پچشم خود لکھا ہے کہ رسول اللہ لب و دندان کا بوسہ لیتے تھے اور توان بھائے مبارک کے ساتھ بے ادبی کر رہا ہے بروایت دیگر زید ابن ارقم صحابی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن زیاد کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے آپ سن رسیدہ تھے آپ سے نہ دیکھا گیا کہ ابن زیاد فرزند رسول خدا کے لب و دندان مبارک کے ساتھ بے ادبی کر رہا ہے بے چین ہو گئے اور اس سے فرمایا کہ اَرْفَعْ قَضِيْبَكَ عَنْ هَاتَيْنِ الشَّفَتَيْنِ۔ یعنی کہ اے ابن زیاد پھڑی

کو لب و دندان امام حسینؑ سے ہٹائے۔ خدائے تعالیٰ کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ آنحضرتؐ اکثر و بیشتر حسینؑ کے لبوں اور دندان مبارک کو چومہ کرتے تھے۔ یہ کہہ کر جناب زید ابن ارقم پر گریہ طاری ہو گیا اور باواز بلند رونے لگے۔ اس ملعون نے کہا کہ ہماری فتح و فوشی کے موقع پر گریہ کرتا ہے اور تو مجھ سے نہیں

ڈرتا۔ میرا تجھے ذرا خوف نہیں ہے کہ میں ذرا سی دیر میں تجھ کو قتل کر سکتا ہوں۔
 بروایت دیگر آپ نے اس پر بھی مزاج کے باوجود اس شقی کو ایک اور حدیث
 سنائی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ اس شان سے آپ تشریف فرما ہیں
 کہ ایک زانچہ حسن ہیں اور دوسرے زانچہ پر حسین ہیں۔

آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک ان کے سر پر رکھا اور فرمایا اللہمَّ اِنِّیْ
 اَسْتَوْدِعُكَ اَیُّهَا وَصَالِہُ الْمُؤْمِنِیْنَ کہ خداوند! میں ان کو تیری حفاظت میں
 دیتا ہوں تیری سپرد کرتا ہوں اور نیکو کار مومنین کی سپرد کرتا ہوں۔ پھر زید ابن ارقم
 نے کہا اے ابن زیاد تو نے امانت رسول خداؐ خوب حفاظت کی کہ سب کو ترسیخ کر
 دیا اور پھر آپ روتے ہوئے دربار ابن زیاد سے باہر نکل آئے۔

اور پھر کہا اے عرب کے لوگو! تم نے غلاموں کو حکمران بنا دیا۔ اور عرب کی
 عزت خاک میں ملا دی۔ ذلیل لوگ حکمران بن کر نیک بندوں کو ترسیخ کر رہے ہیں۔
 اور تم لوگ اس ذلت پر راضی ہو اور خدا کی رحمت سے دور ہو رہے ہو۔

روایات سے یہ ظاہر بھی ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت امام زین العابدین
 علیہ السلام طوق و زنجیر میں گرفتار ابن زیاد کے سامنے لائے گئے۔ اسی وقت سرسید
 الشہداء علیہ السلام بھی پیش کیا گیا۔ اور وہ ملعون چاشت کھانے میں مشغول تھا۔ خدا
 کی شان سید سجاد کی دعاء بد کا اثر کہ جب غفار علیہ الرحمۃ نے ابن زیاد کا سر
 کٹوایا اور امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں مدینہ میں بھیجا تو آپ بھی
 اس وقت چاشت تناول فرما رہے تھے۔ جب وہ ملعون کھانے سے فارغ ہوا تو
 اس نے حکم دیا کہ اسیروں کو قید خانہ لے جاؤ۔ پناہ نہ تمنا! امیران کہ بلا کو اس مکان
 میں رکھا جو مسجد کوفہ کی طرف واقع تھا اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اس نے اپنے

قصہ سے متصل قید خانہ میں رکھا اور ابو نعیم کی روایت میں ہے کہ اس نے حکم دیا کہ سید سجاد کو طوق و زنجیر پہنے ہوئے قید خانہ میں لے جاؤ۔ راوی کہتا ہے کہ میں اس وقت اسیرانِ کربلا کی معیت میں تھا میں نے دیکھا تمام کو سپہ و بازار لوگوں سے بھرے ہوئے تھے اور یہ بد بخت آلِ رسولؐ کا تماشہ دیکھنے جمع ہوئے تھے اور اسیرانِ کربلا کو زندان میں مقید کیا گیا۔

سید ابن طاووسؒ کہتے ہیں کہ حضرت زینبؓ خاتونِ کا بیان ہے کہ لَایِدُ خُلِّ عَلَیْنَا عَرَبِیَّةٌ اَلَا اُمٌّ وَكِدَا وَّمَلُوكَةُ فَاَنْهَضَتْ سَبِیَّتَ کَسَا سَبِیْنَا۔ کہ کوئی عربی عورت قید خانہ میں ہم سے ملنے نہیں آئی مگر لوٹدیاں اور کینز دیکھنے آتی تھیں۔

شیخ مفیدؒ اور سید ابن طاووسؒ اور علامہ طبرسیؒ باختلاف الفاظ میں روایت کرتے ہیں کہ دوسرے روز اس بد نہاد نے حکم دیا کہ سرسریدہ امامِ مظلومؑ نیزہ پر بلند کیا جائے اور کوفہ کے کوچہ و گلیوں اور بازاروں میں پھرایا جائے۔ اسلام میں یہ پہلا سراقہ تھا کہ جس کی اس طرح بے ہمتی کی گئی۔

ابن ہوزی مرآت الزمان میں لکھتے ہیں کہ سلمہ ابن کہیل نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ کا سر نیزہ طویل پر بلند تھا اور وہ سر مطہرِ قرآن کی تلاوت کر رہا تھا اور جب اس آیت کو پڑھا فَبِیْکُمْ لَکُمْ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ یعنی غریب آپ کو ان ظالموں کے شر سے بچائے گا وہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

شیخ مفیدؒ نے زید ابن ارقم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک میرے غرقہ کے نزدیک پہنچا تو وہ سورۃ الکاف کی

تلاوت کر رہا تھا اُمّ حَسْبَتْ اِنَّ اَصْحَابَ الْكُفْهِفِ وَالزَّوْقِمِ كَاذِبُوْنَ اٰیٰتِہٖ
عَجَبًا۔ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۹) یعنی کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ اصحاب کہف و
رفیم ہماری نشانوں میں سے عجیب تھے

زید کہتے ہیں کہ جب میں نے سر امام حسینؑ کو تلاوت کرتے سنا تو میرے جسم
پر لرزہ طاری ہو گیا میں کانپنے لگا اور میں با آواز بلند کہا فرزند رسولؐ، نور دیدہ بتول
اس طرح نیزہ پر قرآن پڑھنا بھی عجیب تر ہے۔

ابن طاووسؒ فرماتے ہیں کہ کسی ہاتھ غیبی کی اس وقت آواز سنی گئی ہو کہ
یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

رَأْسُ ابْنِ بَنْتِ مُحَمَّدٍ وَوَصِيَّتِهِ لِلنَّاطِرِينَ عَلَى قَنَاطٍ يُدْفَعُ
یعنی کہ دختر رسولؐ خدا اور وصی رسولؐ خدا کے فرزند کا سر لوگوں کی نگاہوں کے سامنے
نیزے پر اٹھایا جاتا ہے۔

وَالْمُسْلِمُونَ يَنْتَظِرُونَ بِمَنْعٍ لَا ضَارِعَ وَلَا مُتَوَجِّعٍ
یعنی کہ مسلمان دیکھ بھی رہے ہیں اور سن بھی رہے ہیں مگر کوئی ان کی فریاد کو پہنچنے
والا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ترپنے والا ہے۔

لَحَلَّتْ بِمَنْطَرِكَ الْعُيُونُ عِمَائِيَّةٌ وَأَصَمَّ زَرْعُكَ كُلُّ أُذُنٍ تَسْمَعُ
یہ حالت اپنی آنکھوں سے دیکھ کر نہ آنکھیں کور ہوئیں اور نہ کان بہرے ہوئے کہ
یہ مصیبت کی باتیں نہ سنا اور تیرا دل بھی نہ دکھا۔

اَيَقَطَّتْ اَجْفَانَا وَكُنْتَ لَهَا كِرِيٍّ وَاَمْنَتْ عَيْنَا لَمْ تَكُنْ بِكَ تَهْجِعُ
یعنی کہ تیرے دوستوں کی آنکھیں تیرے وجود کی برکت سے امن و امان میں تھیں۔
اور دوست خواب راحت میں تھے کہ رحمت مصیبت انہیں برداشت کرنا پڑی

اور وہ خواب راحت سے بیدار ہو گئے۔ اور دشمنان خدا اور رسول تیرے قتل کرنے کی فکر میں رات دن محو ہے۔ ان کی نیند تیرے قتل کے بعد پوری ہوئی۔
مَا رَوْضَةً إِلَّا تَمَتَّتْ أَتْفَالُكَ حُفْرَةً ۖ وَلِحِطِّ قَبْرِكَ مَضْجَعٌ۔

ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب سر مطہر امام حسین علیہ السلام نیزہ پر بازار کوفہ میں پھرایا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ سر مبارک بہ آواز بلند سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا ہے۔ سب نے امام مظلوم کو قرآن پڑھتے سنا اور جب آپ اس مقام پر پہنچے کہ اِنَّمُؤُاْ بِرَبِّكُمْ وَرِزْدَنَاْهُمْ هُدًى۔

سورہ کہف آیت نمبر ۱۲۔ یہ تحقیق وہ چند جو ان تھے کہ وہ اپنے سچے پروردگار پر ایمان لائے تھے (مگر ان معجزات کے باوجود قوم بغدار، اہل کوفہ ایمان نہیں لائے بلکہ ان کی سرکشی بڑھتی گئی۔

بروایت دیگر سر مطہر کوفہ میں ایک درخت پر لٹکایا تب آیہ مبارکہ تلاوت کی ہے
وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ لَوْ سَبِعَ لَعَلُّمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا
أَنِّي مُنْقَلِبٌ يُنْقَلِبُونَ ۝

سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۲۲۔ اور جو کچھ یہ ظالم مکر کیا کرتے ہیں اس سے خدا کو غافل نہ سمجھنا۔ سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۲۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انہیں عقرب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ لوٹائے جائیں گے)

بعض کتب مقبرہ میں حادث ابن وکید سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں یہ سن کر سخت حیران ہوا کہ سر مبارک بے تن کیوں کر قرآن پڑھ رہا ہے کہ یکایک سر مطہر امام مظلوم آواز آئی یا ابن وکید کہ اَمَّا عَلِمْتَ اِنَّ مَعَاشِرَ الْاَئِمَّةِ اَحْيَاءٌ وَعِنْدَ رَبِّنَا نَزِقٌ۔ لے وکید یہ کیا تو نہیں جانتا کہ ہم گروہ آئمہ زندہ ہیں خدا سے رزق پاتے

ہیں اور ہماری موت ایک پردہ ہے جو بعد مَرَدَن اٹھ جاتا ہے ہم فنا نہیں ہوتے اور جب یہ کلام سنا تو اس کی میرانی اور بھی زیادہ ہو گئی میں یہ سوچنے لگا کہ کسی طور سے یہ سرِ مطہر کو ان سپاہیوں سے چرا کر بعداً احترام و فن کر دوں۔ پھر سرِ مطہر سے آواز آئی بَابِن دُکَیْدَہ لَکَّیْسَ لَکَّ رَاٰی ذٰلِکَ سَبِیْلٌ۔ یعنی کہ تیرے لیے یہ ممکن نہیں ہے۔ ظالم لوگ اپنے انجام کو خود دیکھیں گے اور جب فرشتے ان کو کشاں کشاں بہنم کی طرف لے کر جائیں گے اور واصل بہنم کریں گے۔

سید ابن طاووس روایت کرتے ہیں کہ ابن زیاد ملعون نے یزید بن معاویہ کو خط لکھا اور حضرت سید الشہداءؑ کے قتل ہونے کی اور الحرم کی اسیری تحریر کی کہ سرِ یار شہدا اور الحرم کو فہ میں اور ایک خط عمرو بن سعید ابن عاص والی مدینہ کو بھی تحریر کیا جس میں خبر قتل امام حسین اور رنقاء درج کی تھی اور اسیری اہلبیت اطہار کے متعلق بھی لکھا تھا۔

شیخ مفیدؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ ابن زیاد مدینہ کو سید الملک ابن الحارث کو قتل امام حسینؑ کی خبر مدینہ پہنچانے پر مامور کیا۔ اور بنام گورنر مدینہ خط لکھ کر دیا۔ وہ کہتا ہے کہ جب میں مدینہ منورہ کے نزدیک پہنچا تو قبیلہ قریش کا ایک سردار مجھے ملا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا خبر ہے میں نے کہا کہ تم پہلے ہی عامل مدینہ سے خبر سن چکے ہو۔ وہی خبریں لایا ہوں۔ یہ سن کر اس نے کہا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ قُتِلَ وَاَللّٰہُ اَحْسِبُنِ اِنِّیْ سَیْنٌ مَّارَے گئے۔ ہم بے سہارا ہو گئے۔ ہمیں بے سہارا چھوڑ گئے تاہم میں والی مدینہ کے پاس پہنچا۔ اس نے کہا کہ کیا خبر لایا ہے۔ میں نے کہا کہ مبارک ہو کہ حسینؑ مارے گئے۔ اور ان کے الحرم اسیر ہو گئے۔ اس ملعون نے کہا کہ توفیق کی خبر لایا ہے۔ مدینہ کے کوپوں میں جا

اور قتل حسینؑ کا اعلان کر پناہ پر قاصد مدینہ کی گلی کوپوں میں گیا اور اعلان کیا
 الْأَقْبَلُ الْحُسَيْنِ إِلَّا ذَبَحَ الْحُسَيْنِ کہ حسینؑ قتل ہو گئے اور ان کے الحرم
 اسیر ہو گئے۔ اس اعلان پر مدینہ میں کھرام برپا ہو گیا۔ علمہ بنی ہاشم میں اس خبر سے
 سے قیامت برپا ہو گئی۔ واحمد اہ واعلیاء وفاطمہؑ و احیثنا کی صدائیں بلند ہو
 رہی تھیں۔ بنی ہاشم پر اس عظیم نہیں پڑی تھی اور جب میں والی مدینہ کے
 پاس واپس پہنچا تو اس نے مکرلتے ہوئے مجھے دیکھا۔ میں نے کہا کہ علمہ بنی ہاشم میں
 ایک کھرام برپا ہو گیا۔ اس وقت وہ ملعون مسجد نبویؐ میں آیا۔ اور اس نے ممبر پر
 جا کر خطبہ دیا۔ اور اپنی تقریر میں اظہار و مسرت و خوشی کیا۔ عبداللہ ابن سائب
 نے کھڑے ہو کر کہا کہ نَوَكَانَتْ فَاطِمَةُ حَيَّةً وَرَأَى رَأْسَ الْحُسَيْنِ كَيْسَكَةً۔
 اگر دشتر رسولؐ خدا فاطمہؑ زہراؑ دنیا میں زندہ ہوتیں اور وہ قتل حسینؑ کی خبر
 سنتیں تو کس قدر روتیں حالانکہ تم لوگ فرزند رسولؐ کے قتل پر خوشی کر رہے ہو۔
 یقیناً فاطمہؑ زہراؑ زندہ ہوتیں اور اپنے بیٹے حسینؑ کی مصیبت اور قتل ہونے کی خبر
 سنتیں تو بلا شک و شبہ سینہ زنی کرتیں۔ اپنے منہ پر طمانچہ مارتیں۔ فریاد و بکا
 کرتیں اور اپنے بابا رسولؐ خدا سے امت کی شکایت کرتیں۔ اس وقت والی مدینہ
 ملعون نے عبداللہ بن سائب کے منہ پر طمانچہ مالا اور کہا کہ فاطمہؑ کو مخاطب کرنے کے
 ہم زیادہ قادر ہیں۔ کہ وہ ہمارے قراہندار ہیں۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب عمرو بن سعیدؓ والی مدینہ نے اپنا خطبہ
 تمام کیا۔ تو زینب بنت حقیلؓ اپنی دوسری بہنوں اور رشتہ داروں کے ساتھ آئیں
 اپنے بال پریشان کیے اور گریہ و زاری شروع کیا اور کہا مَاذَا تَقُولُونَ إِذْ قَالَ
 الْبَيْتِيُّ لَكُمْ مَاذَا عَلِمْتُمْ وَأَنْتُمْ أَخْرَا لَاهُمْ يَعْزَقِي وَيَا هَلِي بَعْدَ مَقْتَدِي عَمَّ

مِنْهُمْ أَسَارَىٰ وَمِنْهُمْ مَّنْجَرٌ وَمِنْهُمْ مَّنْجَرٌ وَمِنْهُمْ مَّنْجَرٌ وَمِنْهُمْ مَّنْجَرٌ
 گے۔ جب حضرت رسول خدا تم سے اپنی عزت کے بارے میں کیا جواب دو گے۔
 رسول دریافت فرمائیں گے کہ میرے صیغہ نے تمہارا کیا کیا تھا کہ بعض لوگوں نے
 اسے قتل کیا اور اس کو خون سے رنگین کر دیا۔

مَا كَانَ لِهَذَا جَزَاءُ إِذْ تَصَحَّحْتُ لَكُمْ أَنْ تَخْلُقُوَنِي بِسُوءٍ ذُوِي رَحْمٍ
 یعنی کہ یہ میری جزاء نہیں ہے جو تم نے میری عزت کے ساتھ ظلم

کیا ہے۔

رسول فرمائیں گے تم نے میرے حقوق کی خوب رعایت کی۔ تم نے میری عزت
 کے ساتھ مظالم کیے۔ مروی ہے کہ عبداللہ بن جعفر کے پاس ان کا ایک غلام آیا
 اور آپ کو ان کے فرزندوں کو قتل ہونے کی خبر دی۔ حضرت عبداللہ
 نے کلمہ استغفار ادا کیا۔ یہ سن کر ابو اسلمی کہ جو آپ کے آداد کردہ غلاموں
 میں سے تھا کہنے لگا کہ یہ مصیبت بہ سبب حسین ابن علی کے ہے کہ دونوں فرزند
 ان کے ساتھ تھے۔ جب اس بد انجام نے یہ کہا تو عبداللہ نے اس کو اپنی بوتیوں
 سے مارا اور کہا کہ تو ایسے کلمات کہتا ہے اگر میں وہاں ہوتا تو میں بھی حسین بن علی
 پر اپنی جان قربان کرتا۔ خدا کا شکر ہے کہ میرے بیٹے شہید ہوئے۔

جس روز خبر شہادت امام حسینؑ مدینہ میں پہنچی ہے اسی رات کو بنات کے
 مرثیہ پڑھنے کی آوازیں سنائی دیں اور اہل مدینہ نے ہاتھ غیبی کا یہ مرثیہ
 سنا۔

إِيَّهَا الْقَاتِلُونَ جَهْلًا حَسِينًا
 اِبْشِرُوا بِالْعَذَابِ وَالتَّكْوِيلِ

یعنی کسارے وہ لوگو! جنہوں نے اپنے جہالت سے حسینؑ کو قتل کر دیا ہے اب تمہیں خدا

کی طرف سے عذاب دردناک کی بشارت ہو۔ کُلُّ اهل السماء يدعوا عليك
 مِنْ بَنِي وَمَرْسِلٍ وَتَبِيلٍ قَدْ لَعْنَتْ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَمُوسَى وَصَاحِبِ الْاِنْجِيلِ ۔
 یعنی کہ اے قاتلانِ امام حسین تم پر تمام آسمانوں کے رہنے والے اور زمین کے رہنے
 والے لعنت کرتے ہیں تم لوگ حضرت داؤدؑ، حضرت موسیٰؑ صاحبِ انجیل اور
 حضرت موسیٰؑ صاحبِ تورات کی زبان سے ملعون قرار دیے گئے یہ بھی وارد ہوا
 ہے کہ اسی رات مدینہ کی فضائیں ہاتفِ نبی کی یہ آوازیں آتی رہیں کہ اے اہل
 مدینہ۔ بنو امیہ کے لوگوں نے حسین بن فاطمہؑ کو قتل کر دیا۔ شمعِ روحِ رسولؐ گل کر دی
 اور تمام مشرق و مغرب میں ماتم حسینؑ ہو رہا ہے۔

اللعنة الله على القوم الظالمين

تیرہویں مجلس

اسیرانِ اہلبیتؑ کی شامیں آمد اور چند حکایات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْيَأْسَاءِ وَالنَّعْيَاءِ وَالصَّلَوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى الْمَبْعُوثِ لِإِسْخَارِ الصُّوَالِ فِي الطُّغْيَاءِ وَالْهَادِي إِلَى
النَّجَاةِ فِي اللَّيْلَةِ الظُّلُمَاءِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الَّذِينَ لَهُوَ نِظَامُ الدَّهْرِ
وَلَهُوَ قِيَامُ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ سَيِّمَاءٍ عَلَى رِيحَانَتِهِ وَسَبْطِهِ الْمَظْلُومِ
صَاحِبِ الْكَوْكَبِ وَالْمُحَنِّقِ وَالْبَلَاءِ الَّذِي كَعُورٍ مِثْلُهُ فِي ابْتِدَاءِ الْوُجُودِ
إِلَى الْاَنْتِهَاءِ بَكَتْ عَلَيْهِ الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ وَتَبَلَّى عَلَيْهِ فِي الصَّاحِ
وَالْمَاءُ يَدُ تَمُوجٍ حُمُرُ شَدِيدِ الْعَنَاءِ عَظِيمِ الْبَلَاءِ قَلِيلِ الْوَعَا قَبِيلِ الظُّمَاءِ
مَهْفُوكِ الْخَبَاءِ مَسْلُوبِ الرِّدَاءِ مَنْزُوعِ الْحَدَاءِ مَنبُوءِ الْعَرَاءِ مُقَطَّعِ الْأَعْصَاءِ
مَرَضُوعِ الْأَسْلَاءِ الَّذِي أَحَاطَ بِهِ أَهْلُ الشُّقَا وَدَارَ عَلَيْهِ أَوْلَادُ الْبَغَا
فَادَّاقُوا شُرْبَ الْحَتَفِ مِنْ حَرِّ الشُّيُوفِ مَطَرُ وَحَا عَلَى الرَّمَضَاءِ مَنبُوءِ
فِي الْبَيْدِ أَمَقْطُوعِ الرَّاسِ مِنَ الْقَفَاءِ مَطَرُ وَحَا كَالْأَهْمَاءِ بِجَوْلِ عَلَيْهِ الْخَيْلِ
الدَّهْمَاءِ وَتَكْسُوةِ عَشِيرِ الْفَقْمَاءِ مِنَ الْأَرْجَاءِ فَهُوَ أَبُو الشُّهَدَاءِ وَأَخُو الشُّهَدَاءِ
وَسَيِّدُ الشُّهَدَاءِ وَرَمَامُ السُّعَدَاءِ سَيِّدِنَا الْمَظْلُومِ أَيْ عِبْدِ اللَّهِ الْحَسَنِ وَبَعْدُ قَالَ

اللہ تعالیٰ فی کتابہ المبین:- آیت: وَادْخُلُوا مِثْلَکُمْ لَا تُسْفِكُونَ دِمَاءَکُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَکُمْ مِنْ دِیَارِکُمْ ثُمَّ اقْرُرْکُمْ وَأَنْتُمْ تُنْفِکُونَ (سورۃ البقرہ آیت ۱۷۸)
ترجمہ: اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم رہتھارے بزرگوں اسے عہد لیا تھا کہ آپس میں غوریزیاں نہ کرنا اور نہ اپنے لوگوں کو شہر بدر کرنا تو تم رہتھارے بزرگوں نے اقرار کیا تھا اور تم بھی اس کی گواہی دیتے ہو کہ رہاں ایسا ہوا تھا۔

یہ آیہ مجیدہ بنی اسرائیل کی سرزنش اور ملامت کے بارے میں اگرچہ ظاہراً تعلق رکھتی ہے مگر ہر ایک قوم اپنے افعال ناپسندیدہ کی بناء پر نظر قدرت میں قابل سرزنش ہے لہذا خداوند عالم نے برائے عبرت اور کسی ایک خاص واقعہ کی بناء پر جو کہ خدا کو علم ہے اور اس کا رونا ہونا بھی یقینی ہے۔ اس آیہ مجیدہ کو نازل فرمایا ہے۔

چونکہ امت مسلمہ میں بھی ایک گروہ خاص ہے جس نے قوم بنی اسرائیل کی طرح مسلمانوں میں فرقہ بندی قائم کی ہے۔ قوم بنی اسرائیل میں سے بعض لوگوں نے اپنی نبی کی تکذیب کی اور قوم موسیٰ فرقوں میں تقسیم ہو گئی۔ یہی صورت بعینہ امت مسلمہ کی ہے۔

یہ بھی وجہ ہے کہ دامن امت مسلمہ تفریق سے مملو ہے۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ کتاب رسول خدا نے فرمایا کہ میرے بعد ہی فوراً فتنہ پیدا ہوں گے۔ اسی طرح کی حدیث اسامہ بن زید سے مروی ہے عبداللہ سے بھی ایسی روایت نقل کی گئی ہے ابو حازم نے بھی امت مسلمہ میں تفریق کی روایت کو نقل کیا ہے (ان چاروں احادیث صحیح بخاری کتاب الفتن میں موجود ہیں۔ آنحضرتؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ میری

امت کے لوگ بنی اسرائیل سے مشابہ ہیں۔ پس جس طرح اور جس اساس پر امت موسوی میں تفریق پیدا ہوئی ہے اس طرح اس طرح امت مسلمہ میں بھی تفریق کا ہونا ضروری ہے۔ جب آیہ مذکورہ نازل ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا کہ آیا میں تمہیں خبر دوں جو کچھ میری امت میرے بعد کرے گی اور تفریق رونما ہوگی اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ضرور بیان فرمائیں۔

پہنا پنچ آنحضرت نے خبر دی کہ میری امت کا ایک گروہ مدعی ہو گا کہ وہ میری ملت پر چلتا ہے مگر میری عزت اور میرے اہلبیت سے اعراض کرے گا اور میری شریعت اور سنت کو تبدیل کرے گا۔ یَقْتُلُونَ وَلَدِي الْحُسَيْنَ وَالْحُسَيْنِ كَمَا قَتَلَ اسْلَافِ ات يَهُودِ نہ کریا دینیجی۔ یعنی کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے فرزند ان حسن اور حسین کو قتل کریں گے جیسا کہ یہودیوں کے بزرگوں نے ذکر کیا اور یحییٰ کو قتل کیا ہے۔ آگاہ رہو کہ خدا نے اس گروہ پر لعنت کی ہے اور یہی لعنت ان کی ذریت کے لیے بھی ہے کہ وہ لوگ برابر دوستانہان خدا کو قتل کرتے رہے اور روضہ قیامت وہ لوگ داخل بہنم ہوں گے۔ خدا لعنت کرے قاتلان حسین علیہ السلام پر اور قاتلوں کے دوستوں پر اور ان پر بھی کہ جو قاتلوں کے افعال پر سکوت اختیار کرتے ہیں۔ ہم لعنت اس لیے کرتے ہیں کہ ہمارا ایمان رسول خدا پر ہے۔ اور قاتلان حضرت امام حسین یقیناً متقی عذاب دائمی ہیں۔

اَلَا وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَی الْاَبَا کَیْنِ عَلَی الْحُسَيْنِ رَحْمَةً وَ شَفَقَةً وَّالْاَئِمَّةِ عَلَیْہِمْ صَلَوةٌ اور رحمت خدا کی ان پر ہے کہ یوحسین مظلوم پر گریہ کرتے ہیں۔ اگر ذمے شفقت و ایمان اور لعنت ہے ان پر جو قاتلان مظلوم کو بلا ہیں اور قاتلان امام حسین علیہ السلام پر خاموش رہنا یا راضی رہنا پسند کرتے ہیں۔ چونکہ پس موانیان و



محبانِ امامِ عالی مقامِ عزاداری برپا کر کے قاتلوں سے بیزاری کا ثبوت دیتے ہیں۔ اور خود غمِ حسین علیہ السلام میں روتے ہیں اور مجالسِ عزائمِ تقدیر کے دوسروں کے لیے بکاءِ علی الحسینؑ کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب کوئی بندہ مومن غمِ امامِ حسینؑ اور شہیدانِ کربلا پر آنسو بہاتا ہے تو خداوندِ عالم اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ ان کے آنسو محفوظ کیے جائیں اور غارِ ثابِتِ بہشت کو دیئے جائیں کہ وہ ان کو محفوظ رکھیں اور وہ آنسو معزوم کیے جاتے ہیں اب بیوان سے یعنی کہ ان کو زندگی جاوید کے پورے ملایا جاتا ہے اور وہ خوشبو ہاوا بہشتی سے بس جاتے ہیں اور قاتلانِ امامِ حسینؑ کو فرشتے ہادیہ میں لے جاتے ہیں پس جب وہ داخل ہوتے ہیں تو ہادیہ کی آتش و عذاب اور بھی زیادہ تیز ہو جاتا ہے کیونکہ ان کو لعنِ پختہ رہتا ہے۔ ہر حال جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر پہلے گئے اور قوم میں نہ رہے تو ان کی قوم اپنے دین سے برگشتہ ہو گئی اور لوگ گوسالہ کی پرستش کرنے لگے اور آپ کے جانشین حضرت ہارون سے الگ ہو گئے اور ہارون کو کمزور کر دیا اور ان پر علم و ستم کیے۔

اسی طرح امتِ مسلمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد لوگوں نے ہارون محمدی حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو کمزور کر دیا اور ان کی خلافت سے انحراف کر کے جلا ہو گئے۔ بعض لوگوں نے گوسالہ پرستی شروع کی مگر بعنوانِ دیگر کہ اپنی غلاشات کے بندے بن گئے۔ بنی اسرائیل میں صفورا و نثر شعیب زویرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کے دس یوشع بن نون سے جنگ کی۔ یہ ممالک بھی امتِ مسلمہ میں پائی جاتی ہے کہ جناب عائشہ زویرہ

آنحضرت نے حضرت علیؑ سے جنگ جمل کے موقع پر معاذ بہ کیا۔ ان امتوں میں حل حضرت موسیٰ اور حل عیسیٰ پر کوئی شخص مطلع نہیں ہو سکا اس طرح ان نبیوں کی غیبت کی مثال امت مسلمہ میں بھی ہے کہ ذریت رسول خدا میں امام العصر علی اللہ فرجہ غائب ہیں لفظ غائب خود دلیل وجود امام ہے کیونکہ اگر کوئی شے معدوم ہے تو غیبت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان امتوں میں یحییٰ اور عیسیٰ کہواریہ میں نبوت پر فائز ہوئے ہیں اور آئمہ اثناعشر صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین میں حضرت امام محمد تقیؑ ابجد علیہ السلام اپنے والد بزرگوار حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی وفات کے وقت بردار نوسال سال کے تھے کہ امامت پر مامور ہوئے ان امتوں میں بخت نصر نے بیت المقدس کو برباد کیا تو حجاج بن یوسف نے کعبۃ اللہ کو تالاج کیا۔ پھر یزید ابن معاویہ نے مدینہ رسول خدا کو برباد کیا مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے گئے۔ اور کعبۃ اللہ پر سنگ باری کرائی اور امت مسلمہ ہی نے حضرت فاطمہ زہراؑ انت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں رونے پر اعتراض کیا اور آج بھی عزا داری امام حسین علیہ السلام برباد کرنے پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو پوری کائنات غم سے متاثر ہوئی۔ مدینہ غم کدہ بنا ہوا تھا۔ شہزادی عالم جناب فاطمہ زہراؑ کا یہ عالم تھا کہ گھر کے در و دیوار پر نظر پڑتی تو باپ کو یاد کر کے رو دیتی تھیں۔ مگر رسول پر نگاہ جاتی تو بے ساختہ باپ یاد آتے اور آپ گریہ و بکا کرتیں۔ حد یہ ہے کہ مسلمانوں نے سیدہ عالمین کے رونے پر اعتراض کیا تو حضرت علیؑ نے ان کے واسطے جنت البقیع میں ایک بیت الحزن بنوا دیا کہ یہاں آپ اپنے بابا رسول خداؐ کی جدائی میں رو دیا کرتی تھیں۔ یہیں سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جب سیدہ عالم اپنے بابا کے

یہ اس قدر رویا کرتی تھیں تو اپنے فرزند حسین اور شہداء کربلا پر کس قدر گریہ فرمایا ہو گا۔ جب امام حسین علیہ السلام عازم سفر عراق ہوئے ہیں اور اپنی ماں کی قبر پر رخصت آخر کے لیے تشریف لے گئے۔ سلام کیا اور رخصت ہوئے اسی شب بناب زینب خاتون نے معصومہ دو عالم کو خواب میں روتے ہوئے دیکھا۔

رات سے گریہ نہ ٹرا کی صدا آتی ہے
دیکھئے قسمت! میں کہاں لے جاتی ہے

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے بابا کی شہادت کے بعد زندگی بھر روتے اور اس حد پر روئے ہیں کہ لوگوں کو خیال ہوتا تھا کہ کہیں سید سجاد ہلاک نہ ہو جائیں یہاں تک ایک روز آپ کے ایک غلام نے آپ سے عرض کیا کہ مولیٰ کب تک روئے گا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اب ہلاک نہ ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا: اِنَّمَا اَشْكُوْا شَيْئًا وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی کہ میں اپنے خدا سے اپنے غم کی داستان آنسوؤں کے ذریعہ بیان کرتا ہوں اور جو میں اللہ کی طرف سے جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اِنِّیْ لَكُمْ اَذْكُوْا مُصْرَعٌ بَنی فاطمةؑ اَلَا خَفَقَتْ عَلَی الْعَبْدَةِؑ۔ یعنی کہ جب میں اولاد فاطمہ کے قتل ہونے کا تصور کرتا ہوں انہیں یاد کرتا ہوں تو گریہ گلو گیر ہو جاتا ہے۔ و احسرتا اس امت نے حضرت سید سجاد کو اسیر کیا۔ قید خانہ میں رکھا۔ اسی امت نے سید سجاد اور امام موسیٰ کاظم کو قید کیا۔ اور حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا جنازہ ہی قید خانہ سے نکلا۔

اسی قسم کے لوگوں نے گذشتہ امتوں میں بھی شہید کیا اور ان کا سراپا زین فاحشہ کو ہدیہ کیا اور اسی امت نے یزید ابن معاویہ کو سر بریدہ امام حسینؑ

ہدیہ کیا۔ یحییٰ کے سربرید نے اس بادشاہ کے دربار میں جہاں وہ زن فاحشہ موجود تھی کلام کیا اور درباریہ بیدارین معاویہ میں سربریدہ امام حسینؑ نے کلام کیا۔ اور متفرق مقامات پر آپ کے سر مبارک نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم اور وقت شب سر مبارک سے لا الہ الا اللہ کی صدا آتی تھی۔

سہیل ابن سعید کہتے ہیں کہ میں اس وقت کوخم میں تھا کہ جب اسیران کربلا اور سرِ یاد شہداء کے آنے کی خبر مشہور ہوئی میں بابِ نبیؐ حزیہ گیا کہ جہاں لوگ کھڑے ہوئے اسیران کربلا اور شہداء کے سروں کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ سر مقدس امام حسینؑ ایک طویل نیزہ پر بلند ہے اور وہ سر مبارک سورہ کہف کی تلاوت کر رہا ہے اور جب آپ اس آیت پر پہنچے اُمّ حَسْبَتْ اَنْتَ اَصْحَابُ الْكَهْفِ وَالْكَافِرِ تَوَيْسٌ تو میں نے کہا اے فرزند رسول خدا آپ کا سر نیزہ پر ہے اور تلاوت کلام مجید ہو رہی ہے یہ عجیب تر قصہ ہے۔ پھر میں نے کہا بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اس وقت میری یہ حالت ہوئی کہ میں بہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو اس وقت آپ سورہ کہف تمام کر چکے تھے۔ واقعہ تو یہی ہے کہ ایسے مظالم انبیاء ماسلف پر نہیں گزرے جیسے کہ مظالم حضرت سید الشہداء پر گزرے ہیں۔ ظلم اگرچہ اچھی پہچان نہیں ہے لیکن جس قدر مظلوم کی شخصیت عظیم ہوگی اسی اعتبار سے ظلم قبیح تر ہوگی۔ ایک جاہل پر ظلم کرنا۔ عالم پر ظلم کرنے کی برائے نہیں ہے بلکہ عالم پر ظلم کرنا انتہائی قبیح ہے۔ اسی طرح کسی فاسق پر ظلم کرنا اور بات ہے اور کسی عادل پر ظلم کرنا زیادہ نامناسب ہے۔ پس جیسا جیسا مرتبہ علم و فضل اور درجہ تقویٰ بلند ہوگا تو ان پر ظلم کرنے والا اور ظلم دونوں شقاوت

زیادہ ہوں گے۔ حضرت امام حسینؑ سید الشہداء علیہ السلام افضل الانبیاءؑ نعمتی مرتبت کے نواسہ، بایہ مباہمہ فرزند رسول خداؐ، نور دین و ایمان، نماز کی جان، فاطمہ زہراؑ کے دلارے علی المرتضیٰ کے مرتضیٰ فرزند، حسن مجتبیٰ کے مجتبیٰ بھائی اور زینب بیکس کے مظلوم بھائی ہیں۔ آپ پر ظلم اگرچہ معمول ہی کیوں نہ ہو قبیح تر متصور ہو گا حالانکہ آپ پر ظلم اس شان سے ہوئے ہیں کہ اس قدر آپ نشانہ ظلم بنے ہیں کہ جس کی نظیر عالم میں نہیں ملتی۔ حضرت امام حسینؑ کے مرتبہ کو یہ حدیث ظاہر کر رہی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّ الَّذِیْ ظَهَرَ لِمَلَاِئِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ مِنْ مَّعْرُفَتِهِ اَلِ مُحَمَّدٍ قَلِیْلٌ مِّنْ کَثِیْرٍ لَا یُحْصٰی۔ یعنی کہ ملائکہ مقربین پر عرفان آل محمدؑ کے ذخیرہ میں سے کچھ تھوڑی سی معرفت عطا ہوئی ہے۔ جبکہ اس ذخیرہ میں لاتعداد ذریعے معرفت ہیں جو حساب میں نہیں آسکتے۔ پس جبکہ ملائکہ مقربین معرفت آل محمدؑ کا حصہ حاصل نہیں کر سکتے تو پھر کسی غافل انسان کی کیا مجال ہے کہ وہ ان کی معرفت حاصل کر سکے۔

راز مترجم۔ ایک دفعہ ہم اور حضرت علامہ عباس سید عابدی صاحب مدظلہ العالی آف کراچی۔ بنجاب پرنسپس سید عنایت حسین صاحب بخاری مرحوم و مغفور کے دولت کدہ واقع سمن آباد بیٹھے ہوئے تھے اور لاہور کے ایک مقامی ممتاز صدر مدرس بھی تشریف فرما تھے کہ اس حدیث کا ذکر آگیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اے علیؑ تم کو نہیں پہچانا کسی نے مگر میں نے اور اللہ نے۔ اس وقت بے ساختہ صدر مدرس صاحب نے فرمایا کیا علیؑ کو ان کے فرزندوں امام حسنؑ، امام حسینؑ نے بھی نہیں پہچانا۔ اس وقت محفل چاء گرم تھی مگر کشت زعفران زار بن گئی۔ یہ خیال نہ کیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ حَسْبُیْ وَ اَنَا مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

جناب علامہ مکیٹیؒ نے بند مقبرہ مدیر میرنی سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں ایک روز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا گفتگو کے دوران آپ نے فرمایا اے مدیر کیا تم قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں یا بن رسول اللہ ضرور قرآن پڑھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کیا تم نے یہ آیت پڑھی ہے قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ اَنَا ارْتِنِكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّبْرَتَنَّ رَايِكَ طُرُقُكَ ط (سورۃ النمل آیت نمبر ۲۴) یعنی اس پر ابھی سلیمان کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ وہ شخص (احصف بن برخیا) جس کے پاس کتاب (خدا) کا کس قدر علم تھا بولا کہ میں آپ کی پلک بھپکنے سے بھی پہلے تخت کو آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں)

اس آئینہ مجیدہ میں خدا نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ سلیمانؑ نے چاہا کہ تخت بلقیس حاضر کرو۔ حاضر بن دربار میں سے کسی نے کہا کہ میں اس قدر وقت میں لاسکتا ہوں کسی نے کہا کہ میں پلک بھپکنے کے وقفہ کے اندر اندر لاسکتا ہوں۔ چنانچہ احصف بن برخیا تخت بلقیس لے آئے۔ امام عالی مقام نے فرمایا اے مدیر کیا جانتے ہو کہ احصف بن برخیا ہو وزیر جناب سلیمان تھے ان کے پاس کس قدر علم تھا مدیر نے عرض کیا فرزند رسولؐ آپ ارشاد فرمائیں کہ اس کے پاس کس قدر علم تھا آپ نے فرمایا قدر قطرۃ ان الماء فی البحر الا خضر۔ کہ بقدر ایک قطرہ بالمقابل بحر اخضر (سندرے پائیاں) لیکن اس علم کو خدا نے اپنی طرف نسبت دی کہ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ لیکن اے مدیر خدا نے ہمارے جد علی بن ابی طالبؑ کے لیے فرمایا ہے قُلْ كَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا اَمْبِيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمِنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝ (سورۃ الرعد آیت نمبر ۳۳) (اے رسول) تم (ان سے) کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری)

رسالت کی گواہی کے لیے خدا اور وہ شخص جس کے پاس علم کتاب یعنی آسمانی کتاب کا علم ہے کافی ہے ایسے علی ابن ابی طالب کتاب خدا کا کل علم رکھتے تھے۔ اور اے مدیر وہی کل علم کتاب میرے سینہ میں ہے۔ بخدا ہمارے سینہ میں وہی کل علم کتاب موجود ہے جو اول محمد کے سینہ میں تھا اور یہی علم ہمارے بعد حسین ابن علی کے سینہ میں تھا۔ یہ آپ کے علم کی شان ہے اور وہ آپ کے شجاع ترین ہونے کی صورت ہیں کہ بحالت تشنگی و گرسنگی عدائے دین پر حملہ کیا ہے کہ ایک ہی حملہ میں چار سو کافروں کو واصل بہنم کیا اور بعض روایات میں ہے کہ دو ہزار نفرا سی حملہ میں قتل کئے ہیں۔ اہم عالی مقام کے جو دو کرم اور سخاوت و بخشش کی یہ حالت تھی کہ آپ اسامہ بن زید کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اسامہ کی مزاج پرسی کو دیکھا کہ اسامہ بہت زیادہ غمگین ہیں آپ نے فرمایا اے اسامہ کس بات کا غم و امان گیر ہے اس نے کہا مولیٰ کہ میں ساٹھ ہزار درہم کا قرضدار ہوں جو ابھی تک ادا نہیں کر سکا۔

آپ نے فرمایا: بس پھر غم کی کیا بات ہے میں اس قرض کو ادا کروں گا۔ اس نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں میرا انتقال نہ ہو جائے۔ فرمایا کہ تمہارے مرنے سے پہلے ادا کروں گا چنانچہ منقول ہے کہ آپ نے قرضہ ادا کر دیا یہ بھی روایت ہے کہ عبدالرحمن سلیمی نے آپ کی اولاد میں سے کسی فرزند کو سورۃ الحمد کی تعلیم کی۔ سورۃ الحمد پڑھی تو امام حسین علیہ السلام نے خوش ہو کر اس کو ہزار دینار عطا کیے اور جو اس نے سوال کیا تھا اس کے بقدر بھی عطا کیا۔

ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص مدینہ میں آیا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ مدینہ میں کریم ترین شخص کون ہے لوگوں نے کہا حسین ابن علی

کریم ترین مردم ہیں وہ شخص مسجد نبویؐ میں آیا دیکھا کہ آپؐ نماز میں مشغول ہیں۔ پس وہ شخص آپؐ کے برابر کھڑا ہو گیا اور کہا اَلَا اِنَّكَ مِنْ رِجَالِكَ وَمَنْ حَوَّكَ مِنْ دُونِ بَابِكَ الْحَلَقَةُ۔ یعنی کہ اگر کوئی شخص امیدوار ہو کر آیا ہے تو اسے نا امید نہیں کیا اور اگر کسی نے تیرے درجو و دستا پر سوال کیا ہے۔ دروازہ کھٹکھٹایا ہے تو وہ محروم نہیں ہوا۔

اَبُو لَكَ قَدْ كَانَ قَاتِلُ الْفَقَةِ لَوْلَا الَّذِي كَانَ مِنْ اَوَائِلِكُمْ كَانَتْ عَلَيْنَا النُّجَيْمُ مُنْطَبِقَةً۔ یعنی کہ کوئی صاحب بود و بخشش ہے۔ تو ہی میرا جیاد اعتماد ہے یعنی تجھ ہی پر میرا بھروسہ ہے اور تمہارے پدر بزرگوار قاتل کفار و فاسقین ہیں۔ دین حق استمداد ہے تو آپؐ ہی کے پدر عالی قدر کی بدولت، دین کو آپؐ ہی کے خاندانہ سے تقویت پہنچی ہے۔ جو شخص آپؐ تک نہیں پہنچا یعنی کہ جس نے آپؐ کو اپنا امام نہیں گردانا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حضرت امام حسینؑ نماز سے فارغ ہوئے آپؑ نے قبر سے فرمایا کیا مال حجاز سے کچھ رقم باقی ہے۔ قبر نے عرض کیا ہاں باقی ہے۔ جو کہ چار ہزار دینار طلائی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا اے اُو کہ یہ شخص مجھ سے زیادہ مستحق ہے۔ پس حضرت امام حسینؑ گھر تشریف لائے اور قبر نے وہ کثیر رقم ایک کپڑے میں باندھ کر آپؑ کو دی اور امام عالی مقامؑ نے دروازہ کے پیچھے کھڑے ہو کر وہ چار ہزار دینار اعرابی کو دیئے۔ اور فرمایا اے بھائی میری عطا کو کم سمجھنا۔ اس نے کہا نہیں آپؑ نے فرمایا پھر کیوں روتا ہے اس نے کہا کہ ایسا سختی وہ خاکسریں کیونکر پہنایا ہوگا۔

شعیب ابن عبد الرحمن روایت کرتا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ مصر لائے کربلا میں شہید ہو گئے۔ پشت آنجنابؑ پر گھٹے دیکھے گئے۔ امام زین العابدینؑ علیہ السلام

سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ راتوں کو بکثرت مال اپنی پشت مبارک پر اٹھا کر بیوگان اور یتیموں میں لے جاتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کی پشت مبارک پر نشان پڑ گیا۔

اے شیعو! اس امام عالی مقام پر ہم فدا ہو جائیں کہ جو راتوں کو غریب و مسکین کو طعام پہنچاتا تھا اور سجدہ معبود میں سر مبارک بھگا رہتا ہے۔ اور اسی کے سر پریدہ پر سرزید ملعون نے چوب لگائی اور یہ خیال نہ کیا کہ آنحضرتؐ اس کے لبوں اور دندان کو چومتے تھے۔ یہ وہ امام عالی مقام ہیں کہ جب آپ کا نور شکم مادر میں تھا خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے اور سیدہ عالم بوقت نماز اس کی تسبیح و تہلیل کی آواز سنتی تھیں۔ امام حسین علیہ السلام کا گھر خدا کے نزدیک رفیؑ یموتِ اذنِ اللہ..... کا مصداق تھا۔

بلاذری ہواہمیت کے یہاں ایک علمی درجہ رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ بعد شہادت حضرت امام حسینؑ عبداللہ بن عمر نے یزید لعین کے نام ایک خط تحریر کیا جس کے فقرات یہ ہیں کہ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ عَظُمَتِ الرَّزِيَّةُ وَجَلَّتِ الْمَصِيبَةُ وَحَدَّثَ فِي الْإِسْلَامِ حَدَثٌ عَظِيمٌ وَكَأَيُّومَ الْحُسَيْنِ كَمَا شَهِدَتْ سَے زیادہ کوئی اور دوسری مصیبت نہیں ہے۔ اسلام میں یہ حادثہ سخت ترین مصیبت ہے۔ اور یومِ قتلِ حسینؑ سے بڑھ کر مصیبت نیز کوئی اور دن نہیں ہے۔ جب عبداللہ ابن عمر کا خط یزید ملعون کو پہنچا تو اس نے عبداللہ بن عمر کو جواب تحریر کیا اِنَّا بَعْدُ اے عبداللہ کیا تو نہیں جانتا کہ یہ مسند حکومت تیرے ہی باپ نے ہم سے پہلے حاصل کی تھی اور انہی کی بدولت آج ہم تک پہنچی ہے۔ یہ سلطنت ان ہی سے ملی ہے۔ اگر یہ ہمارے غیر کا حق تھا تو فَا بُوْكَ اَوَّلَ مَنْ مَّسَّ هَذَا وَاقْتَرَا

واستأثر بالحقِّ على أَهْلِهِ۔ یعنی کہ اگر یہ ہمارا حق نہ تھا تو تیرے ہی باپ نے
 اصولِ خلافت کے لیے سب سے پہلے قدم اٹھایا اور اب یہ سنت قائم ہو گئی کہ
 حق دار کو حق نہ دیا جائے۔ عبداللہ بن عمر کے شام جانے کی یہ صورت ہے جیسا کہ کتب
 معتبرہ میں وارد ہوا ہے چنانچہ صاحب بحار جلد نمبر ۹ میں کتاب الدلائل الامامہ
 سے باسناد خود سعید ابن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ جب
 حضرت حسین ابن فاطمہؑ شہید اور ان کے اہلِ الحرم اسیر ہو گئے۔ اور خبر قتل امام حسینؑ
 اور اہلِ الحرم کی اسیری کی خبر مدینہ میں پہنچی تو گھر گھر کھرام برپا ہو گیا۔ عورتیں اور مرد سب
 گھروں سے باہر نکل پڑے اور سب نے صف قائم بچھائی عبداللہ ابن عمرؓ بھی
 سر اسیمہؓ حالت میں گھر سے نکلے اور داحیناہ کی صدا بلند کرتے ہوئے محلہ بنی
 ہاشم میں پہنچے اور کہاے گروہ بنی ہاشم و قریش تم زندہ ہو اور تمہارا سردار مارا گیا۔
 ناموس پیغمبر خدا اسیر ہوئے اور یزید بن معاویہ پر برابر لعنت بھیجتے رہے۔

کچھ عرصہ کے بعد عازم سفر شام ہوئے اور جب شام پہنچے تو اہل شام ان کے
 چاروں طرف جمع ہو گئے۔ انہوں نے جب قتل حسینؑ ابن علیؑ پر مرثیہ پڑھا تو
 تو سب ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ ذہنوں میں ایک انقلاب برپا ہو گیا
 یزید کو ان کے وارو شام ہونے کی خبر جاچکی تھی۔ جب یہ یزید کے پاس گئے اس
 اس مکار نے نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ ان سے ملاقات کی اور اپنی مسند پر
 اپنی برابر جگہ دی اور پھر کہاے عبداللہ اس حکومت شام کے متعلق تیرا خیال ہے
 اس نے کہا کہ میرے باپ نے تیرے باپ معاویہ کو یہ حکومت عطا کی ہے۔ وہ
 کہنے لگا کہ میرے باپ کے عہد میں معاویہ کو والی شام بنایا گیا ہے۔ بعد یزید
 نے اپنے خزانہ سے وہ صندوق منگوایا کہ جس میں پدر عبداللہ کا خط بنام معاویہ محفوظ تھا۔

خط نکال کر عبداللہ کو دکھایا اور دریافت کیا کہ یہ چاہتا ہے کہ یہ کس کا خط ہے۔
 عبداللہ نے کہا کہ ہاں میرے باپ کا خط ہے۔ عبارت خط طویل و ہنگامہ نیز ہے
 بنا بریں اس خط کے آخری کلمات تحریر کرتے ہیں۔ اس خط میں عرب کے دستور
 کے مطابق کچھ ایسے اشعار بھی تھے کہ جن کو پڑھ کر جذبات تعصب بھڑک اٹھیں۔
 تحریر تھا کہ اے معاویہ کہ یہ قصر حکومت جسے میں نے تعمیر کیا اب میں اسے بنو امیہ
 کے سپرد کرتا ہوں۔ اس کی حفاظت کرنا تیرا کام ہے تاکہ حکومت اموی خاندان
 کی لوہڑی تصور نہ ہو۔ فَمَا أَمِنَ عَلَيْنَا وَعَلَيْكَ ثَوْرَةٌ عُلِّيَّ وَشَبْلِيہِ
 الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ فَإِنَّ أَمَكُنْتَ فِي عِدَّةٍ مِنَ الْأُمَّةِ فَبَادِرُوا لَا تَقْتَعِرْ بِصِفَارِ
 الْأُمُورِ دَا فَعِدَّةٍ بِعَظِيمِہَا یعنی کہ امن و سکون نہ میرے لیے ہے اور نہ تیرے لیے کیونکہ
 اگر علی ابن ابی طالب اور ان کے فرزندوں حسن و حسین نے کہ جو تھدار خلافت
 ہیں۔ مقابلے میں آنے کی کوشش کی تو پھر تیرے لیے استقرار حکومت ممکن نہیں
 ہے۔ لہذا اے معاویہ تجھے چاہئے کہ امت مسلمہ میں سے گروہ درگروہ لوگوں کو اپنے
 ساتھ ملا لے (یعنی مقصد یہ تھا کہ امت میں بگاڑ مال زیادہ ہے تو خرید کر لے)
 میرے اس خط کی حفاظت کر اور اس کو صیغہ راز میں رکھ۔ اس خط میں چند ایسے
 اشعار بھی تحریر کیے تھے کہ جن کے ذریعہ انتقامی جذبات کو ابھارا جاتا ہے اور
 ان اشعار میں جنگ بدر و احد کے مقتولین کا فروع مثلاً شیبہ۔ عقبہ اور ولید کے نام
 تھے پھر یہ بھی لکھا تھا کہ تو اپنے ان اسلاف کا بنی ہاشم سے بدلے۔ ان کا
 خون ان سے طلب کر خواہ بزر و شمشیر طلب کرنا پڑے۔ غرض کہ یزید پلید نے
 اس طرح عبداللہ کو جو راہ حق پر تھا منحرف کر دیا اور وہ خون امام حسین علیہ السلام
 طلب کرنے سے باز رہا۔ بلکہ روایت یہ کہ یہاں تک مسطور ہے۔ عبداللہ نے پھر

یزید لعین کے سیرنجس کو بوسہ دیا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا امیرالمومنین علی
 قَتَلَكَ الشَّارِی ابْنُ الشَّارِی پھر یزید نے اس کو انعام و اکرام سے نوازا۔ ازترجم
 ان جملوں کا مطلب تحریر کرتے ہوئے قلم نہیں چلتا۔ کیونکہ ہمارا قلم حق رقم مدح آل
 محمد کے لیے وقف ہے۔ ہم بحمد اللہ نہ ناصبوں میں سے ہیں اور نہ مقصروں
 میں سے ہیں (حقیقت یہ ہے جیسا کہ سید محمد مہدی اعلی اللہ مقاہر نے فرمایا
 ہے۔ اَلَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ اقْرَبَتْ مَرَاتِبُهُمْ وَاسْتَرْعَ مِنْ فَقَدِهِمْ غَارَتْ شَرَائِعُهُ
 یعنی کہ منازل دین رسول خدا بعد از شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام واصحاب
 امام حسین برباد ہو گئے۔ اور شریعت الہیہ متغیر ہو گئی۔ سنت رسول خدا کو لوگوں
 نے پس پشت ڈال دیا۔ قَدْ اَشْتَقَّ الْكُفْرُ بِالْاِسْلَامِ مَذْزَحًا وَابْغَتْ
 بِالْحَقِّ لَمَّا رَاحَ سَارِعُهُ۔ یعنی کہ وہ زخم جو اسلام (محمد و علی) نے سینہ کفر پر لگائے
 تھے وہ مندمل ہو گئے اور کفر نے جو زخم سینہ اسلام پر لگائے تھے۔ وہ پھر قتل حسین
 کی صورت میں تازہ ہو گئے وَدَائِعُ الْمُصْطَفٰی اَوْصٰی بِحِفْظِهَا فَصَيَّعُوهَا فَلَمْ
 تَحْفَظُوْا دَائِعَهُ۔ اور جو امانتیں آنحضرت نے اپنی امت کے سپرد کی تھیں اور یہ
 وصیت فرمائی تھی کہ ان کی حفاظت کرنا۔ لیکن امت کے لوگوں نے ان کی رعایت
 نہ کی بلکہ ضائع کر دیا ضائع اللہ بدو الا نام لِهٰذَا ضَائِعٌ شَدَّ مَا لَاقَتْ ضَائِعُهُ
 وہ تو تخلیق کائنات کی غایت میں سبب و اول مخلوق میں جنہیں خالق کائنات نے
 سب سے اول خلق فرمایا ہے اور جو کچھ خدا کی اس اول مخلوق کے ساتھ لوگوں کا
 ناروا سلوک ہے وہ پسندیدہ خدا نہیں ہو سکتا اور جن لوگوں نے ان سے انحراف
 اور ظلم کیا کہ جس کی ابتداء آنحضرت کی وفات حسرت آیات کے بعد مقیفہ نبی ساعدہ
 میں ہوئی ہے کہ ان کو حق خلافت سے محروم کیا حالانکہ خلیفہ اول کی بیعت بحالت

اضطرار میں ہوئی ہے۔ بعدہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کو ان کے پدر بزرگوار کے ورثہ سے محروم کیا۔ ان کے بعد دوئم نے اقتدار سنبھالا اور شریعت اسلامیہ میں بنام اسلام چند بدعتیں شامل کیں جن کی وجہ سے تفریق آہنی دیوار بن گئی۔ اور ایسا رخ پڑھ گیا کہ جو آج تک نہ بھرا جاسکا۔ ان کے بعد جب تیسرے نے اقتدار سنبھالا تو مجلس شورعی کا سہارا لیا گیا۔ نہ اجماع امت رہا اور نہ اختلاف۔ ان تمام طریقوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ واقعہ کربلا رونما ہوا۔ جس پر دنیا نے اسلام آج تک نوہر کناں ہے۔

بنو امیہ نے جس طریقہ سے اور جس طرح آنحضرتؐ کی اولاد کا قتل عام کیا ہے اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ بنی امیہ کے برسر اقتدار آنے کی حکایت اس طرح پر تاریخ اسلام میں ثبت ہے کہ ابوسفیان پدر معاویہ اسلام لانے سے قبل حضرت پیغمبر اسلام سے برسر پرکار رہا۔ اور حمایت کفر و شرک میں اس کی زندگی کا بیشتر حصہ لوٹا ہے۔ ابوسفیان نے رمضان ۸ھ ہجری اسلامی قبول کیا کیونکہ اس وقت حالات اس موڑ پر پہنچ گئے تھے کہ حضرت عمرؓ اس کو قتل کرنے پر مصرتھے۔ آخر کار چونکہ ابوسفیان حضرت عباسؓ کی امان میں تھا۔ آنحضرتؐ نے اس کو ایک شب کی مہلت دی تھی۔ آپ نے اس سے کہا کہ جلدی اسلام قبول کر لے اقرار توحید و نبوت کر اور اسلام میں داخل ہو جاوے حضرت عمرؓ تجھے قتل کر کے دم لیں گے۔ وہ اس طرح دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اس کی جان بچ گئی۔

معاویہ ابن ابوسفیان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ کاتب وحی تھا اگرچہ اس نے ایک مکہ بھی از قسم کلام وحی نقل نہیں کیا ہے۔ راز مترجم قرآن مجید آج بھی اور قیامت تک کلام وحی ربانی ہے اور دنیا بھر میں کتابت ہوتا ہے (علاوہ ازیں معاویہ نے

اپنی حکومت کے زمانے میں حجر بن عدی کا سرکٹا کر نیزہ پر چڑھایا اور یہی وہ حکمران ہے کہ جس نے یہ رسم قائم کی ہے کہ سر نیزہ پر چڑھایا جائے حالانکہ پہلے یہ طریقہ اہل یہود میں جاری تھا۔ ہندہ زوہرہ ابوسفیان نے حضرت امیر حمزہؓ کا ان کے شہید ہونیکے بعد ان کا کلیجہ پھرایا اور ان کو شکہ کیا۔ اور یزید ابن معاویہ نے تو ظلم کی حد توڑ دی فرزند رسول خدا امام حسینؓ اور ان کے اصحاب و اعزاء کے سر باہر بریدہ نیزوں پر بلند کیے اور شہر شہر کو چہرہ تشہیر کیے گئے اور یزید لعنتی کے دربار میں جب سر امام حسینؓ اور آپ کے اہل بیتؑ پیش ہوئے ہیں تو اس نے یہ شعر پڑھا تھا۔ لَعِيتْ هَاشِمٌ بِالْمَلِكِ فَلَا خَيْرَ حَآءٌ وَلَا دَحِیُّ نَزَلَ۔ یعنی کہ بنی ہاشم نے ایک کھیل بنام اسلام کھیلا تھا۔ نہ ان کے پاس کوئی فرشتہ آیا اور نہ وحی آئی۔ ناظرین کتاب خود ان لوگوں کی حقیقت اسلام پر غور کریں۔ احادیث سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب میدانِ حشر قائم ہو گا اور جناب سیدہ فاطمہؓ زہراؓ و دختر رسول خداؐ زیرِ عرش تشریف لائیں گی اور خدا سے خطاب فرمائیں گی کہ پالنے والے میرے حسینؑ کے خون کا بدلہ ان ظالموں سے لے کہ ان لوگوں نے کس لیے میرے بیٹے حسینؑ کا خون بہا یا ہے۔ اس وقت سیدہ عالم کے دست مبارک پر امام حسینؑ کا پیرا بن خون آلودہ ہو گا۔ اور سیدہ عالم کی حالت دیکھی نہ جائے گی بلکہ عورت مرد سب میں گرہ لگاں ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس وقت میلان حشر میں ایک قبہ نور نصب کیا جائے گا۔ اس وقت خطابِ قدرت ہو گا یا فاطمۃُ اُدْخِلِی الْجَنَّةَ۔ کہ لے فاطمہ جنت میں داخل ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قبہ از قبہ باہشتی ہو گا مگر سیدہ عالم عرض کریں گی کہ بارہا میں اس وقت تک داخل جنت نہ ہوں گی جب تک کہ

میرے فرزند حسینؑ کا سر پریدہ نہ آئے گا۔ اس وقت ندا آئے گی کہ قلب ثبات میں نظر کر چنانچہ درمیان محشر جب آپؑ نظر کریں گی تو ملاحظہ فرمائیں گی کہ قَدْ اَاحْسَبْنِ قَاتِلًا لَيْسَ عَلَيْهِ رَاسٌ۔ پس جیسے آپ اس طرف دیکھیں گی سر مبارک امام حسینؑ آپ کے ہاتھوں پر آجائے گا۔ اس وقت آپ نعرہ ماریں گی

وَاَوْلٰدُہٗ دَامَتْ رَاقِدَاتُہٗ۔ ہاں میرے فرزند ہائے میرے شہر دل۔ اس وقت میدانِ حشر میں مجلس عزاکا سماں ہو گا۔ گریہ و بکا کی آوازیں بلند ہو گئیں اس وقت سیدہ عالم عرض کریں گی۔ یَا عَدِلْ یَا جَبَّارُ اَحْکُمْ بَيْنِنِیْ وَ بَيْنِ قَاتِلِیْ وَ کَذِبِیْ۔ اے عادلِ حقیقی تو میرے اور میرے فرزند حسینؑ کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ کر۔ پس اس وقت دریلئے غضب الہی بوش زن ہو گا اور قاتلان اور ان کی اولاد اور وہ لوگ جو قتل حسینؑ پر راضی تھے داخل جہنم کیے جائیں گے بعدہ حضرت سیدہ عالم خداوند فوج الجلال کی بارگاہ میں عرض کریں گی پروردگار میرے بابا کی امت مرحومہ کو بخش دے۔ اب ام المومنین اور شہداء کے سروں کا شام بھیجنا اور سفر شام کی صوفتیں سپرد قرطاس کر دیتے ہیں۔

سید ابن طاووس لکھتے ہیں کہ جب ابن زیاد ملعون کا خط یزید پلید کو ملا۔ اس نے ابن زیاد کو جواباً تحریر کیا۔ کہ سر ہاں شہیدان کربلا اور اسیرانِ اہلبیت کو شام بھیج دے۔ بروایت زہرا بن نفیس کی سرکردگی میں ایک جماعت ترتیب دی اور سر ہاں شہداء اس کے سپرد کیے اور وہ روانہ شام ہوا۔ سر ہاں شہداء کی روانگی کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ علی ابن الحسینؑ کو طوق و زنجیر میں پہننے دیا جائے اور محضر بن ثعلبہ عابدی کی سرکردگی میں آپ کو اور تمام اسیروں کو بطرف شام روانہ کیا صاحب منتخب روایت کرتے ہیں کہ شہر ولد احرار اور غولی بد انجام اور شہبث بن ربیع اور

عمر بن حجاج کو ایک ہزار سوار دے کر تمام اسیران کربلا اور سرِ پاء شہداء روانہ کیے یہ لوگ پہلی ہی منزل پر پہنچے قیام کیا لیکن منزل کس قدر خراب تھی۔ وہ لوگ سرِ پاء شہداء سے کھلتے رہے لیکن اہلیت نے یہاں منزل کی بروایت صاحب مناقب لشکر ابن زیاد کے لوگ شراب پینے میں مشغول رہے۔ ماکاہ پر وہ غیب سے ایک ہاتھ نکلا اور قلم خون آلود سے اس منزل زمین پر یہ تحریر کیا اَتْرَجُوا اُمَّةً قَتَلَتْ حَسِيْنًا شَقَاعَةً جَدَّةً يَوْمَ الْحِسَابِ آیا وہ گروہ کہ جس نے امام حسین کو قتل کیا۔ اہلِ کربم کو بے گناہ اسیر کیا۔ کیا امیدوار شفاعت حضرت رسول خدا ہے وہ لوگ جب قیامت میں وارد ہوں گے تو خدا رسول کو کیا جواب دیں گے۔

شیخ فخر الدین طریحی روایت کرتے ہیں کہ جب یہ قافلہ مکرب کے نزدیک پہنچا۔ والی شہر نے اعلان کیا کہ ان لوگوں کا استقبال کیا جائے حالانکہ وہ سرِ پاء شہداء اور اسیروں کو جانتا تھا۔

جب اس شہر کے لوگوں کو خبر پہنچی کہ ان کا استقبال کیا جائے تو شہری لوگوں نے علم برہا کیے اور استقبال کے لیے شہر سے باہر نکلے۔ جب سرِ پاء شہداء امام حسین علیہ السلام پر نظر پڑی نصاریٰ نے دریافت کیا کہ یہ کس کا سر ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ حسین ابنِ فاطمہ۔ نبی زادے کا سر مبارک ہے جب اس نصاریٰ نے یہ سنا تو وہ حیران پریشان ہو گیا اور اپنے دیر میں واپس آیا اور بالائے نام جا کر اپنے طریقہ پر ناقوس بجا کر بہت زیادہ سرمطہر کی تعظیم بجالایا اور کہا پروردگار! ہم بیزار ہیں اس گروہ ظالم سے جب اس قافلہ نے مکرب سے کوچ کیا اور نخلہ کی منزل پر پہنچے تو جنوں کے رونے اور توحہ پڑھنے کی آوازیں سنیں مَسَّحَ التَّيْمُ

جِئِنِّهٖ فَلَهٗ بَرِّئُیْنِ فِی الْحُدُودِ اَبَوَاهُ مِنْ عَلِیَّا قُرَیْشٍ وَحَدَّ لَا یُخَیِّرُ الْحَدَّ۔
 یعنی کہ رسول خدا ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے تھے ان کا چہرہ نورانی تھا درمیان
 تھا۔ ان کی ماں اور ان کے بزرگان قریش کے بہترین افراد تھے اور ان کا نام
 سب سے افضل و اعلیٰ تھا۔ کوئی نبی یہ کہہ رہا تھا اَلَا یَا عِیْنُ جُودِیْ فَوْقَ
 حَدِّیْ، فَمَنْ یَبْکِیْ عَلٰی الشَّہِدَاءِ بَعْدِیْ۔ اے آنکھ کہ جو گویا بخشش و
 دھود والی ہے خوب گریہ و ہکا کر۔ اگر ان شہیدوں پر آنسو نہ بہائے تو پھر کس پر
 روئے گی۔

بروایت منزل تکریب سے چل کر ایک اور منزل پر پہنچے وہاں کے پیرو ہواں
 سب باہر نکل آئے کہ تماشا دیکھیں حالانکہ وہ آل رسول پر درود و سلام بھیجتے
 تھے اور اعداء آل رسول پر لعنت بھیجتے تھے ہو کہ ایک عجیب واقعہ ہے۔ پھر یہ
 قافلہ منزل بعلبک پر پہنچا۔ والی شہر استقبال کے لیے باہر آیا۔ اس کے ساتھ شہر
 کے تمام پیرو ہواں استقبال کے لیے نکلے یہ لوگ بہت زیادہ اور شیر تھے۔ جب
 حضرت ام کلثوم نے دیکھا کہ انہو کثیر علم لیے ہوئے تماشا کی صورت میں آ رہے
 آپ نے ان پر نویں کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تمہاری کثرت کو تفلیل کر دے تم لوگ
 ہلاک ہو جاؤ۔ اس وقت حضرت امام زین العابدینؑ پر گریہ طاری ہو گیا اور آپ نے
 یہ اشعار پڑھے۔

هُوَ الزَّمَانُ فَلَا تَقْصِيْ عِجَابًا ثَبَّہٗ عَنِ الْکِرَامِ وَمَا تُهْدِیْ مَصَابِيْہٖ۔
 یعنی کہ یہ زمانہ کی بے وفائی ہے کہ زمانہ نے ہمیشہ نیکو کار اور ہدایت بردار لوگوں
 کو تباہ ہے اور ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے ہیں۔ اِلٰی کُوْخَاذِیْنَا مُنْقَذُوْہِ
 وَتَرَانَا کُوْخَاذِیْبَہٗ کَاشِیْہِ کہ میں آگاہ ہوتا کہ کب تک زمانہ کے قتلے ام پر

ٹھیس گئے بلکہ ہم فتنوں کی طرف جا رہے ہیں یعنی کہ نشانہ بن رہے ہیں۔
 صاحب مناقب اور سید ابن طاووس لکھتے ہیں کہ ابن اہسیہ کہتا ہے کہ میں
 مشغول طواف تھا کہ میری نگاہ ایک شخص پر پڑی جو کہہ رہا تھا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَمَا
 اَرَبْتُكَ فَاَعْلًا - یعنی کہ خدا یا مجھے بخش دے مالا کم میں جانتا ہوں کہ تو مجھے نہ
 بخشنے لگا میں نے اس سے کہا کہ اے بندہ خدا اس قسم کی باتوں سے پرہیز کر کہ یہ
 خدا کی شان کے خلاف ہیں۔ اگر بارش کے قطروں کی برابر بھی گناہ ہوں یعنی کہ لا تعداد
 گناہ ہوں تب بھی خدا رحیم ہے بخش دیگا۔ اس شخص نے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ ہم چپاس
 آدمی تھے کہ جو سراقہ اس امام حسینؑ کو کوفہ سے شام لے جا رہے تھے۔ ابن زیاد ملعون
 نے ہمیں مامور کیا تھا کہ اثنائے راہ سر مطہر کی پاس بانی کریں۔ ہم نے بوقت شب سر
 مطہر کو صندوق میں بند کر دیا۔ اور ہم سب کے سب کھانے پینے اور شراب نوشی
 میں مشغول ہو گئے۔ جب کچھ حصہ گزرا۔ تو ہم نے ایک عظیم آواز سنی جیسے رعد کے
 لڑکنے کی ہوتی ہے اور وہ آواز اس طرح کی تھی جیسے کوئی غمزہ روتا ہے۔ پس
 میں نے دیکھا کہ آسمان کے دیپھے کھل گئے ہیں اور بروایت صاحب مناقب ایک
 ندا آئی کہ قَدْ اَقْبَلَ مُحَمَّدٌ - ہوشیار باش راہ دو کہ فخر کائنات محمد
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملائکہ مقررین اپنے فرزند کے سر مطہر کی زیارت کو
 تشریف لائے ہیں۔ پس آنحضرت تشریف لائے اور آدم و نوح و ابراہیمؑ اور
 اسماعیل و اسحاقؑ ان کے ہمراہ تھے اور ملائکہ مقررین بھی ساتھ تھے۔ بروایت صاحب
 مناقب جبرئیل و میکائیل، اسرافیل گروہ کثیر کے ہمراہ زیارت سر امام حسینؑ کے لیے
 نازل ہوئے سب نے زیارت کی اور سر مطہر کو اپنے سینہ سے لگایا۔ سب کے آخر
 میں حضرت رسول خداؐ نے اپنے فرزند حسینؑ کے سر پاک کو اپنے سینہ سے لگایا اور

گریہ فرمایا۔ اور ملائکہ کی طرف دیکھ کر فرمایا قَتَلُوا وَلَدِي وَتَرَكُوهُ عَيْفَى
کہ میرے فرزند، میرے نور دیدہ کو بھٹاکار لوگوں نے قتل کر ڈالا۔ بے ریل ایمان نے
عرض کیا یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے مجھے اس امت بھٹاکار کے حق میں آپکی اطاعت
کا حکم دیا ہے اگر آپ حکم دیں تو میں زمین کو سرنگوں کر دوں جیسا کہ بزمانہ لوطؑ
تختہ زمین کو الٹ دیا تھا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے بے ریل میں اس کا فیصلہ قیامت پر پھوٹتا ہوں تاکہ
میں محاصمہ کروں۔ اسی دوران ایک گروہ ملائکہ نازل ہوا اور کہا یا رسول اللہ حق
تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان پچاس آدمیوں کو فی النار کریں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ
تم جس کام پر مامور ہو اس کی تعمیل کرو۔ ان فرشتوں کے ہاتھوں میں آتشیں
سب سے تھیں۔ وہ جو یہ جس شخص کے مارتے اس کے بدن میں آگ لگ جاتی تھی پس
جب وہ سب کو ہلاک کر چکے تو ایک فرشتہ نے میری طرف رخ کیا۔ میں نے کہا
الامان الامان یا رسول اللہ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا دور ہو خدا تجھے نہ بخشے۔ جب صبح ہوئی
میں نے دیکھا کہ وہ سب کے سب جل کر خاکستر ہو گئے تھے۔

قلب راوندی نے بسند معتبر سلیمان ابن مهران سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے
میں طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہا تھا
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَآنَا أَعْلَمُ بِكَ لَا تَقْصُرْ عَنِّي كَمَا تَقْصُرُ عَنِّي كَمَا تَقْصُرُ عَنِّي كَمَا تَقْصُرُ عَنِّي
کر دے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تو ہرگز میرا گناہ معاف نہ کرے گا۔ جب میں نے
یہ کلام سنا تو میں لرزہ بر اندام ہو گیا اس کے نزدیک گیا اور اس سے کہا اے
شخص تو حرم خدا اور حرم رسول خدا میں اور ایام محترم میں اور ماہ محترم میں خداوند
عالم کی رحمت سے کیوں بایوس ہو رہا ہے۔ خداوند تو خود فرماتا ہے کہ میری رحمت سے

مایوس ہونا گناہ ہے۔ میں اپنے گناہ کو عظیم تر سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا اے شخص تیرا گناہ عظیم ہے یا یہاں کے کوہِ رہاڑ (عظیم ہیں اس نے کہا کہ میرا گناہ عظیم ہے میں نے کہا اے شخص سن لے میرا یہ گناہ ہے کہ میں ابنِ سعد کے متحسین سپر عمر بن سعد کے شکر میں تھا اور میں ہنگامے کے لیے کہ بلا پہنچا۔ جب سرِ پادشہدا علیہم السلام کو فرسے ابنِ زیاد نے شام روانہ کیے تو ان سرِ پادشہ مبارک کی حفاظت کے لیے چالیس آدمی مقرر کیے اور تمام سروں کو ان کی تحویل میں رہا۔ سفر شام میں ہمارا قیام ایک منزل میں ہوا وہاں پر نصاریٰ کا دیر تھا۔ ہم نے سرِ مبارک امام حسینؑ جس نیزہ پر نصب تھا اس نیزہ کو زمین میں گاڑ دیا اور اس نیزہ کی حفاظت کے لیے ہم گھبرا ڈال کر بیٹھ گئے اور کھانا کھانے میں مشغول ہو گئے۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور اس نے دیر راہب کی دیوار پر یہ تحریر کیا اَتَرَجُوا اُمَّةً قَتَلُوا اَحْسِنًا شَفَاعَةً حَيْثُ كَانَ يَوْمَ الْحِسَابِ کہ اس گروہ کہ جس نے حضرت امام حسینؑ فرزندِ رسول خدا کو بے گناہ قتل کیا ان پر ظلم کیے۔ کیا وہ لوگ حسینؑ بن فاطمہ کے نانارِ رسول خدا سے بروز قیامت شفاعت کی امید رکھ سکتے ہیں۔ ہم یہ دیکھ کر بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے بعد ازاں وہ ہاتھ غائب ہو گیا۔ ہم اپنی جگہ سے اٹھے۔ ہم نے خدا سے بھی ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ جب ہاتھ غائب ہو گیا ہم کھانا کھانے میں پھر مشغول ہو گئے۔ پھر وہی ہاتھ نمودار ہوا اور اس نے دیوار پر یہ تحریر کیا فَلَآ وَاللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ شَفِيعٌ وَّهَـؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الْعَذَابِ۔ یعنی کہ بروز قیامت ان کا کوئی شفیع نہ ہوگا۔ نہ ان کا کوئی عذر سنا جائے گا اور وہ عذابِ الہی میں مبتلا ہوں گے۔ ہم نے چاہا کہ کھڑے ہو کر اس ہاتھ کو پکڑیں لیکن وہ غائب ہو گیا۔ اس کے چند لمحہ بعد ہم کھانا کھانے میں مشغول ہو گئے۔ پھر وہی ہاتھ ظاہر ہوا اور اس نے

اسی دیوار پر یہ شعر لکھا کہ وَقَدْ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ بِمُكْحُورٍ وَخَالَفَتْ حُكْمَهُمْ
 حُكْمُ الْكِتَابِ یعنی کہ حسینؑ کو از دسے ظلم و جور قتل کیا۔
 اور حکم خدا اور قرآن کی مخالفت کی۔ جب ہم نے یہ تیسری مرتبہ دیکھا تو ہم نے کھانا
 پھوڑ دیا اور ہم پر کھانا تلخ ہو گیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نیزہ کہ جس پر سر مطہر نصب تھا۔ صومعہ زہر
 راہب کے نزدیک تھا ایک غیبی آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے وَاللّٰهُ مَا
 حِثُّكَ حَقٌّ بَصَرْتُ بِهِ بِالطُّفِ مَنَعُوا الْحَذِينَ صَغُورًا یعنی کہ بخدا میں تمہاری
 طرف نہیں آیا مگر اس لیے کہ میں نے دیکھا کہ حسینؑ کو مثل شتر قربانی مخر کر دیا ہے
 اور اس کی محاسن شریف خاک آلودہ ہے اور اس کی لاش زمین پر پڑی ہے۔
 وَحَوْلَهُ مَدَامِي غُورٌ هُوَ مِثْلُ الْمَصَابِيحِ يُطْفِئُونَ الدَّجَى نَوْرًا۔ اور آپ
 کی لاش مبارک کے نزدیک کچھ بوانوں کی لاشیں پڑی ہیں کہ خون تازہ ان کے
 جسموں کی رگوں سے جاری ہے اور حسینؑ ان کے درمیان چراغ راہ شہادت میں
 اور آپ کے نور شہادت نے کفر و ظلم کی تاریکیوں کو دور کر دیا ہے۔ عالم منور ہو گیا ہے
 خدا جانتا ہے کہ میں نے دروغ نہیں کہا۔ ام کلثومؑ نے فرمایا خدا تجھ پر رحمت نازل
 کرے تو کون شخص ہے جو اب ملا کہ میں قوم اجتہاد کا سردار ہوں اور میں اپنی قوم
 کو ساتھ لے کر یہاں آیا ہوں۔ کاش کہ میں شہید ہونے سے پہلے پہنچ جاتا تو میں
 آپ کے دشمنوں کو واصل جہنم کرتا۔ جب یہ گفتگو قوم بدشعارتے سنی تو خوف زدہ
 ہوئے۔

سیلمان کہتا ہے کہ اس وقت اس دیر کا راہب اپنے دیر کی پھت پر کھڑا ہوا
 یہ گفتگو سن رہا تھا۔ اس نے سر مطہر کی طرف دیکھا کہ نور ساطع ہو رہا ہے۔ اور دیکھا کہ

آسمان کے دروان کھل گئے ہیں اور ملائکہ نازل ہو رہے ہیں۔ اس نے کہا یا ابا عبد اللہ علیک السلام پھر اس راہب سے لشکر ابن زیاد کی طرف منظر کی دریافت کیا کہ تم لوگ کہاں سے آرہے ہو۔ کہا از عراق، دریافت کیا کہ وہاں کیوں مگر گئے تھے ابن زیاد ملعون کے لوگوں نے کہا کہ حسین ابن علیؑ سے جنگ کرنے کے لیے گئے تھے راہب نے کہا کہ ہاں۔ اس پر راہب نے کہا تم لوگوں پر خدا کی لعنت ہو۔ وَاللّٰهُ لَوْ كَانَ لِعِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ ابْنِ حَلَمَةَ عَلٰی اَحَدِ اقْتِنَا۔ بخدا اگر میرم کے بیٹے عیسیٰ کے کوئی فرزند ہوتا تو ہم اس کو اپنی آنکھوں پر جگہ دیتے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس نے ہاتھ بلند کیے اور کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ صَدَقَتْ الْاَحْيَارُ بِمَا قَالَتْ۔ یعنی کہ ہمارے دانشمندان عقلائے نصاریٰ نے سچ کہا ہے کیا خبر سچ بیان کی ہے اس نے کہا کہ انہوں نے بتلادیا ہے کہ امت مسلمہ اپنے نبی کے نواسہ کو قتل کرے گی اور ان کے اقوال کی صداقت ظاہر ہو گئی تم نے فرزند رسول خدا کو شہید کر دیا۔ آسمان نے اس کا غم سنایا ہے پس یہ پیغمبر یا وحی پیغمبر ضرور ہے و اعجابا مِنْ اُمَّةٍ قَتَلَتْ ابن بنت نبيهما وابن وصيته۔ تعجب ہے کہ اس امت نے یعنی مسلمانوں نے جو نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں اپنے نبی کے نواسہ کو خود ہی قتل کر ڈالا۔

پھر راہب نے کہا کہ میری ایک حاجت اگر تم لوگ پوری کرو تو میں بیان کروں۔ ان لوگوں نے کہا کہ بیان کر تو کیا چاہتا ہے۔ اس راہب نے غویٰ کہا کہ مجھے میرے باپ کی طرف سے دس ہزار درہم مجھے میراث میں ملے ہیں۔ وہ درہم تم لے لو اور اس سرمطہر کو اس وقت کے واسطے مجھے دے دو کہ تم کوچ کرو ان ملعونوں نے رضامندی کا اظہار کیا راہب گیا اور اپنے خزانہ سے دوھیانی

یعنی کہ دو تھیلیاں) جن میں پانچ پانچ ہزار درہم بھرے ہوئے تھے لایا اور ان لوگوں کو دیں اور سر مطہر کو اپنے صومعہ (دیر) میں لے گیا اور سر پاک مشک و گلاب سے صاف کر کے ایک پاکیزہ جگہ حریر کے کپڑے پر رکھا اور سامنے بیٹھ گیا۔ اور روتے ہوئے کہا یَعِزُّ عَلَیَّ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَنْ لَا اَكُوْتَ اَوَّلَ قَتْلٍ بَيْنَ يَدَيْكَ۔ اے مولیٰ، اے ابو عبد اللہ حسینؑ مجھ پر کس قدر شاق ہے کہ میں اس وقت نہ ہوا کہ جب آپ میدان قتال میں تھے تو میں آپ سے پہلے اپنی جان قربان کرتا۔ ایک اور روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ اس نے خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کیا خدایا، تجی، عیسیٰ ابن مریم اس سر مطہر کو حکم دے کہ مجھ سے کلام کرے۔ پس سر بریدہ امام حسینؑ آواز آئی۔

انا المظلوم، وانا المغموم انا الغریب انا المقتول یعنی کہ میں ماسافر و مظلوم و مقتول ہوں تب راہب نے کہا اے سر مطہر کچھ اور بیان فرماتے۔ فرمایا انا ابن محمد المصطفیٰ، انا ابن علی المرتضیٰ انا ابن قاطمة الزهراءؑ انا شہید بکربلا یہ سن کر راہب کے ہوش اڑ گئے۔ دونوں بیٹھ کر عرض کیا کہ اے سر مطہر میری قیامت میں شفاعت کرنا۔ سر مطہر سے آواز آئی کہ راہب میرے نانا رسول خدا میری شفاعت کریں گے پس یہ سن کر وہ راہب مسلمان ہو گیا اور سلیمان کہتا ہے کہ وہ راہب برابر روتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ ناگاہ ان ملعونوں نے اس کو آواز دی کہ سر واپس لاؤ۔ اس وقت اس راہب نے سر مطہر سے عرض کیا مولیٰ میرا دامن خالی ہے اگر میرے پاس دوات ہوتی تو میں وہ بھی دے دیتا اور مبارک روک لیتا۔

راہب نے ان لوگوں سے کہا کہ یہ مبارک تحضر ہے گھسیٹنے نہیں کہو میرا یہ

نام پہنچا دینا جو کہ یہ ہے۔ جب یہ لوگ ابن سعد ملوں کے پاس آئے تو کہا۔
 سَلَّمْتُكَ يَا نَبِيَّهِ وَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ أَنْ لَا تَعُودَ لِي مَآكِلَتُ تَفْعَلُهُ بِهَذَا النَّاسِ
 یعنی کہ تمہیں قسم دیتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی کہ اس سرمطہر کے ساتھ اب
 کوئی بے ادبی نہ کرنا اور اس کو نیزہ پر بلند نہ کرنا۔ ان لوگوں نے اقرار کر لیا کہ
 ایسا ہی عمل کریں گے۔ لیکن وہ بے دین اپنے وعدے سے پھر گئے اور سر مبارک
 کو نیزہ پر بلند کیا اور تشہیر کرتے رہے۔

يَا أَيُّهَا الرُّؤَسَا الْعَالِيَاتِ عَلَى الْإِقْدَانِ مَثَلُ الْغَيْثِ فِي الْإِقْدَادِ بِمَا هُوَ
 وَالتَّزْيِيفِ فِي شَبَابِهِ الْعَتِيبِ بِهَافِئِ مَيْمَنَةٍ وَكَيْسَارٍ۔ میرے ماں باپ اس سرمطہر پر خدا ہو
 جائیں کہ جو نیزہ کی زینت تھا اور مثل ستارہ درخشاں و تابندہ ضو فگن تھا اور آپ کی
 ریش مبارک کے بال ہوا میں بکھرے ہوئے تھے اور جب وہ بخاک کا رچلے گئے تو اس
 راہب نے پہاڑوں اور جنگلوں کا رخ کیا اور اپنی زندگی عبادت میں گزار دی۔ غرض کہ
 یہ سب کے سب سر مقدس کو لیے ہوئے اور شکر عمر ان سعد و شق پہنچا تو عمر ابن
 سعد نے حکم دیا کہ وہ صندوق کھولا جائے کہ جس میں راہب کے دیئے ہوئے درہم
 رکھے تھے۔ چنانچہ وہ صندوق لایا گیا ان سعد نے اپنی مہر دیکھی جب اسے اطمینان
 ہو گیا کہ مہر بدستور اپنی اصلی حالت پر ہے مہر کو توڑا اور صندوق کھولا اور ہمایاں
 نکالیں اور ان کو کھولا تو دیکھا کہ وہ سکے مٹی ہو گئے ہیں اور ایک طرف یہ آیت
 ان پر تحریر ہے فَلَا تَحْسِبَنَّ اللَّهَ عَاقِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ط

رسورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۲۔ اور جو کچھ یہ ظالم (کفار) مکر کرتے ہیں اس سے خدا کو
 غافل نہ سمجھنا) دوسری طرف یہ آیت تحریر ہے کہ وَسَيُعَذِّبُ الَّذِينَ ظَلَمُوا
 اَيُّ مَقْلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔ (سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۲۷۔ یعنی کہ جن لوگوں

نے ظلم کیا ہے انہیں محتریب ہی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس جگہ لوٹنے جائیں گے اس وقت اس ملعون پر سجدے کہا اَنَا لِلّٰہِ وَاَنَا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ۔ اس کو دنیا میں بھی خسار ملا اور آخرت میں بھی خسارہ ہی خسارہ ہے رازِ ترجم۔ یہ ہے قاتلِ امام حسینؑ کا انجام دنیا اور آخرت میں، مگر آج کل بعض مفتی کہتے ہیں کہ اگر قاتلِ امام توبہ کرے تو بخشا جاسکتا ہے۔ نہ معلوم۔۔۔۔۔ اس قسم کے نظریات والوں کا کیا انجام ہو گا؟ ذرا تصور کیجئے جب اسیرانِ کربلا کے بارے میں ایسے واقعات رونما ہوتے ہوں گے کہ سربارک کے ساتھ بے ادبی اور اس کے عوض زرخیر لینا اور وہ میدانِ یہ خاک ہو جائے تو نہ معلوم ان کی کیا حالت ہوگی۔ اگر کربلا سے اسیر ہونے کے بعد اہلِ حرم کو فہ پہنچے اور کوفہ والوں کا ہجوم بطور تماشا بی جمع تھا اور سرِ پادِ شہداء کو نیزوں پر دیکھ رہے تھے اہلِ حرم کو شتران بے کجاہ پر برہنہ سر دیکھ رہے تھے۔ اگرچہ بطور تماشا بی وہ لوگ جمع ہوئے تھے مگر وہ بھی ان کی حالت دیکھ کر رو رہے تھے۔ فاحشرِ ناجبِ اہلبیتؑ اظہار کا قافلہ کسی شہر سے گزرتا تھا تو اس شہر کے لوگ خوش ہوتے تھے اور شہر کو سجاتے تھے۔ اچھے کپڑے پہنتے تھے تاکہ خوشی کا اظہار ہو اور حیف صد حیف کہ ہر شہر میں آلِ رسولؐ پر سب و شتم ہوتا تھا۔ اہلبیتؑ اظہار کا کیا حال تھا اور ان پر کیا حالت گزر رہی تھی۔ اہلِ حرم کے لیے نہ آرام تھا نہ چین تھا۔

فَيَا لَيْتَ لِفَاطِمَةَ وَاَبِيهَا تَطْمُرُ اِلَى بَنَاتِهَا وَبَنِيهَا مَا يَبْنِي قَتِيلٍ
يَجْرِي مِنْهُ الْقَدِيدُ وَاَسِيرٍ مُّكْبَلٍ بِالْحَدِيدِ فَكَأَنِّي وَاللّٰهُ اَلْمَخُجُّوهُمْ
وَاَرَاهُمْ يَسْتَصْرِوْنَ فَلَا يُنْصَرُونَ وَيَسْتَفْتُونَ فَلَا يِقَاتُونَ فَكَأَنِّي
بِتِلْكَ الْاَسَارَى سَبِيَّةً يَاتِ كَالْاَمْعَاءِ وَالْعَبِيدِ مُصْقِدَاتٍ بِالْحَدِيدِ

يَسْمُرْنَ قَوَاقِبَ أَقْطَابِ الْمَطِيَّاتِ تَلْفَحُ دُجُوهَهُنَّ حَوَالِهَا حِدَارَاتِ بَيْسَاقِ بَهْدِ
الْبَوَارِي وَالْفُلُوتِ مَغْلُوكَةِ الْأَيْدِي وَالْإِعْنَاقِ يُطَافُ بَيْنَ السَّكَلِ وَالْأَسْوَاقِ
وَهُنَّ دَوَائِعُ خَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَبَنَاتِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ -

سید ابن طاووس فرماتے ہیں کہ اسیروں اور شہیدوں کے سروں کو لے کر
شکر بندہ باطرف شام جا رہا تھا اور اسیروں کو اس طرح لے جا رہے تھے جیسے کہ
کنار کے قیدی ہوتے ہیں۔ اسیران کو بلا شتران بے کجاوہ پر سوار تھے اور تمام
تماشاں لوگ دیکھتے تھے۔ یعنی پردہ کا کوئی اہتمام نہ تھا۔ کتاب اقبال الاعمال میں
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پدر
بزرگوار حضرت امام زین العابدین نے فرمایا جب ہمیں یزید پلید کے پاس لے
جاتے تھے تو ہم کو شتران لے کجاوہ پر سوار تھے اور ہمارے بابا کا سر نیزہ پر بلند تھا
اور ہمارے آگے آگے لے جاتے تھے اور وہ اشیاء ہمارے گرد حلقہ کیے
ہوئے تھے۔ اگر ہم میں سے کوئی روتا تو شقی ہمارے سر پر نیزہ مارتا تھا
یہاں تک کہ اس حال میں ہم داخل دمشق ہوئے۔ جب ہم اس شہر شوم میں
داخل ہوئے تو ایک شقی نے باواز بلند کہا۔ هُوَ لَا وَسَّيَا اَهْلِي بَدِيَّةِ
الْمُدْعُونِ - (معاذ اللہ) یعنی کہ ایک شقی نے کہا اے لوگو یہ اہلیت ملعون
ہیں۔ فَأَيُّ رَسُولِ اللَّهِ عَنْ أَهْلِيَّةٍ إِلَى الشَّامِ تَسْرِي فِي الْمَهَانَةِ لَتَوْعَدُوا
کہاں میں پیغمبر خدا کے اپنے اہلیت کو دیکھیں۔ اپنی دختر کو دیکھیں کہ کس قدر
قواری و ذلت کے ساتھ یہ ملعون لوگ لے جا رہے ہیں۔ فَنُطَوَّرَةُ شَرَّ ذَا مَنُودَةٍ
ددا و عَفْوَصَةٍ ذَرَّاءُ وَمَلْطُومَةٍ الْحَدَّ وَمَنْهُوكَةٍ ضَرْبًا وَمَنْهُوكَةٍ

خَبَرُوا مَجْرُورَةً عَصَا وَمَشْتُومَةً الْحَيَّةَ..... اے رسول اللہ آپ اپنی بیٹی کو دیکھیے کہ اعداء دین نے ان کی چادر بھین لی ہے۔ متعہ اتار لیا ہے اور ان کو وہ نابکار غصہ و غضب کے ساتھ دیکھتے ہیں ان کو (معاذ اللہ) غوار کر دیا ہے ان کے منہ پر وہ طمانچہ لگاتے ہیں۔ اذکار پہنچاتے ہیں۔ نیزہ کی آئی سے تکلیف دیتے ہیں۔ اور ان کی شان میں ناروا الفاظ کہتے ہیں۔ اَفَاظَهُ قُوْرِي مِنْ تَوْرِ الْقَبْرِ وَ اَنْدُ بِي يَنْتَابِكُ اسیر سے کاشفاتِ بلا قدر لے فاطمہ زہراؑ قبرا سے نکلے تو یہ وزاری کیجئے کہ آپ کی بیٹیاں اسیر و قید تم ہیں۔

سید ابن طاووسؒ لکھتے ہیں کہ جیسے امیرانِ کربلا دمشق کے نزدیک پہنچے جناب ام کلثومؑ نے شمر ملعون سے فرمایا کہ اے شمر لعین تو جانتا ہے کہ ہم نبیؐ زادیاں ہیں تو ہمیں شہر میں کسی ایسے راستے سے لے چل جہاں ہجوم کم ہو اور یہ بے شرم لوگ ہمیں نہ دیکھ سکیں۔ ہم پر ان کی نظریں نہ پڑیں۔ اور یہ بھی فرمایا نیزوں کو کہ جن پر شہیدوں کے سر میں محل سے علیحدہ کر دے کہ ان کی وجہ سے عام ہجوم رہتا ہے اور ہمیں لوگوں کی نگاہوں میں شرمندہ ہو نا پڑتا ہے۔ شمر ملعون نے کہا کہ سرِ اہل شہداء محملوں کے نزدیک رہیں گے تاکہ نظارہ کرنے والے نظارہ کر سکیں۔ اور یہ صورت جب تک کہ ہم دروازہ دمشق پر پہنچیں برقرار رہے گی۔ اور جامع مسجد کے دروازہ پر امیرانِ کربلا ٹھہریں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ نیزہ ملعون بیرونِ شام تھا۔ یہ ایک مقام ہے کہ وہ دمشق کے راستے پر واقع ہے۔ جب اس ملعون نے وہاں پر یہ سنا کہ سرِ اہل شہداء اور امیر وار د دمشق ہوئے ہیں تو اس ملعون شقی نے یہ شعر پڑھا۔

لَمَّا يَدَّتْ تِلْكَ الْحُمُولُ وَ اَشْرَفَتْ تِلْكَ التُّرُوسُ عَلٰى رُطْبِي جَبْرُونِي

وَنَعَقَ الْغُرَابُ فَقُلْتُ مَحْ وَلَا تَخْ وَلَقَدْ قَضَيْتَ مِنَ النَّبِيِّ رِيْوْنِيْ

یعنی کہ جیسے ہی امیران اہلبیت اطہار اور سربراہ شہداء علیہم السلام آتے ہوئے نظر آئے اور ان کی علامات نظر آئیں اور یہ قافلہ منزل پیروں میں پہنچا تو اس برام زادے نے کہا اور اپنے شعر کو پڑھنا شروع کیا کہ نوحہ وزاری نہ کرو بلکہ خوشی کی صدا میں بلند کرو کہ میں نے دین رسول خدا کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ میں جس طرح چاہوں دین کا تماشہ بناؤں صاحب مناقب اور دوسرے علماء بیان فرماتے ہیں کہ سہیل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں شہر دمشق میں داخل ہوا میں نے شہر کو نہایت آباد اور کثرت اشجار و انہار اور مکالت بلند و بالا سے بھرا ہوا پایا۔ میں نے دیکھا کہ پردے آویزاں ہیں۔ لوگ دف بجاتے ہیں۔ خیال کیا کہ شاید آج یہاں کوئی عید ہے جس کو میں نہیں جانتا۔ لوگوں سے کہا کہ میں نو وارد ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ آج یہاں کیسی خوشی ہے۔ انہوں نے کہا لے سہیل ہم کو تعجب ہے کہ آسمان سے خون کیوں نہ برسا۔ اور زمین سرنگوں کیوں نہیں ہوتی مطلب یہ تھا کہ ان لوگوں پر عذاب نازل کیوں نہیں ہوتا لے سہیل یہ خوشی اس لیے ہے کہ سر مبارک امام حسینؑ عراق سے یزید بن معاویہ کے لیے ہدیہ لائے ہیں۔ سہیل کہتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ اللہ فرزند رسول خدا کا سر مطہر اور ہدیہ یزید پلید کیا جلتے ہیں نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کس دروازے سے امیروں کا قافلہ داخل ہو گا۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ دروازہ ساعت سے داخل ہوں گے میں یہ سن کر اس دروازہ کی طرف چلا جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ اس قوم ہٹا کار کے رایت کفر و ضلالت چلے آتے ہیں ناگاہ ایک سوار دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور اس پر سر امام حسینؑ نصب تھا۔ واسر تہا سر امام حسینؑ نیزہ پیر بلند تھا۔

اور کوئی دشمنی دیکھ دیکھ کر خوشیاں منا رہے تھے۔ اس بات کی خوشی کہ سرام حسین برائے نذرینہ پلید لایا گیا ہے۔ میں نے کہا و اعجاباً یفقدنی سراسر الحسين والناس یفقدون کہ سرام حسین اور یزید کو ہر یہ کیا جائے اور مسلمان خوشیاں منا میں تعجب ہے۔

مجھ پر گریہ طاری ہوا اور میں نے اپنے منہ پر لٹانچے لگائے اور کہا و احزاناً علی الخذلان والشریب والشیب المحضیب دامصیبتاہ واحسرتاہ۔ کہ حسین مظلوم کی ریش مبارک غن سے غضب ہے اور گرد آلودہ ہے۔ اے ابو عبد اللہ حسین کاش رسول خدا ہوتے اور اس حالت کو دیکھتے اور اپنے اہلبیت کو تشہیر ہوتے دیکھتے تو آپ کے دل پر کیا گزرتی۔ سہل کہتا ہے کہ میرے رونے پر سب لوگ رونے لگے۔ میں اس وقت ایک اونٹ کے نزدیک گیا دیکھا کہ یہ آوازیں بند ہو رہی ہیں والحمد للہ والعلیاء واحسناء واحسیناہ نوراً یتیم فاما قد حلّ بنا الاعداء۔ کاش پیغمبر خدا اور علی مرتضیٰ اور حسن مجتبیٰ دیکھتے کہ دشمنوں نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تو وہ سب کے سب روتے تو ہر پڑھتے ایک روایت میں ہے کہ میں سب سے پہلے ایک اونٹ کے نزدیک گیا میں نے ایک بچی سے پوچھا یا جاریۃ موت انت۔ اے دختر تو کون ہے کس کی بیٹی ہے۔ اس نے کہا اے شخص انا سکینتہ بنت حسین کہ میں سکینہ دختر حسین ہوں۔ میں نے عرض کیا اے شہزادی میں اصحاب رسول خدا سے ایک صحابی ہوں مجھے سہل کہتے ہیں اگر کوئی خدمت ہو تو فرمائیے کہ میں اسے بجالاؤں سکینہ خاتون نے کہا کہ اے شیخ اگر تم سے ہو سکے تو اس بد بخت سے کہوں گے کہ پاس پاس نیزہ پر سر حسین مظلوم ہے کہ ہمارے پاس سے دور چلا جائے اور دوسرے

سروں کو بھی دُور لے جائے تاکہ لوگ ان کے تماشا میں مشغول رہیں اور ہمیں نہ دیکھ سکیں (از مترجم اللہ اللہ سکینہ خاتون گو بچی ہیں مگر پردہ کا کس قدر خیال ہے کاش ہماری خواتین اور بیٹیاں پردہ کا لحاظ رکھیں) اسہیل کہتے ہیں کہ میں اس شخص کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میری ایک حاجت ہے چار سو دینار طلاء اس کو دیئے اور کہا کہ اپنے نیزہ کو لے کر اور دوسرے سرِ براء شہداء کو لے کر ان اونٹوں کے پاس سے دور چلا جا تاکہ لوگ ان بے کموں کا تماشا نہ دیکھیں اس ملعون نے وہ رقم مجھ سے لے لی اور سر کو علیحدہ لے گیا۔

بروایت ابن شہر آشوب جب اس ملعون نے وہ رقم خرچ کے لیے دیکھی تو وہ سکے زور بٹک کی مٹی بن گئے تھے اور سکوں پر ایک طرف یہ آیت تحریر تھی فَلَا تَحْسِبَنَّ اللَّهَ عَاقِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۱۱) اور دوسری طرف یہ آیت تحریر تھی کہ دَسِيعَ عِلْمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَنَّهُمْ مُنْقَلَبٌ يَنْقَلِبُونَ۔ (سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۲۷)

اسہیل کہتے ہیں کہ میرے ساتھ ایک نصرانی تھا اور جب میں بیت المقدس کی زیارت کے لیے گیا تھا تو وہ نصرانی میرا رفیق بنا تھا۔ جب اس نے سر مقدس امام حسینؑ اور دوسرے شہیدوں کے سرِ براء مبارک نیزوں پر دیکھے اور سرِ امام حسینؑ کو نیزہ پر تلاوت قرآن کرتے دیکھا تو شمع ہدایت اس کے دل میں روشن ہوئی اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ کمرہ شہادت اپنی زبان پر جاری کیا۔ اور تلواریں لے کر اس قوم بد نہاد پر حملہ آور ہوا۔ امام حسینؑ کی مصیبت میں روتا جاتا تھا اور برابرِ حملہ کرتا تھا کہ اس نے اکثر منافقین کو داخل جہنم کیا۔ پس اس مرد مومن کو چاروں طرف سے یزیدی لوگوں نے اپنے محاصرہ میں لے لیا اور شہید ہو گیا۔

جب حضرت ام کلثومؓ نے دیکھا کہ ایک مرد نصاریٰ ملا گیا تو سہل سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے۔ سہل نے اس کا سارا واقعہ بیان کیا۔

حضرت ام کلثومؓ نے فرمایا: وَاعْجَبَاهُ النَّصَارَىٰ يَحْتَشِمُونَ لِذِيهِ الْإِسْلَامَ وَأُمَّةٍ مُحَمَّدٍ الْبَيْنَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ دِينِ مُحَمَّدٍ يَقْتُلُونَ أَوْلَادَهُ وَيَسْبُونَ حَرِيمَهُ۔ تعجب ہے کہ نصاریٰ تو اسلام کی سچائی کے مقرر ہیں اور اس شخص نے نصاریٰ کو اسلام برخان تیار کر دی اور امت پیغمبر اسلامؐ نے کہ جو دین محمدؐ پر ہے یعنی آپ کا کلمہ پڑھتی ہے۔ اپنے نبی کی اولاد کو قتل کر ڈالا اور ان کے اہلیت کو قید کر لیا۔ اور نصاریٰ کو قتل کر دیا۔

بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب اسیران کر بلا اور سربراہ شہداء باب اساعات پر پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے۔ اس خیال سے کہ یہ یہ ملعون سے اجازت لیں کہ اہلیت اطہار کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اسی اثنا میں مروان ابن حکم ملعون باہر آیا۔ جب اس ملعون کی نظر امام حسینؑ کے سر مطہر پر پڑی تو خوشی کے مارے اس سے سنبھلا نہ گیا۔ اس وقت اس کا بھائی عبدالرحمن باہر آیا اور اس کی نظر سر مبارک امام حسینؑ پر پڑی۔ بے ساختہ آنکھوں سے آنسو گرنے لگے اور اس کو گریہ گھو گھو گیا۔ اور کہا بخدا یہ لوگ آنحضرتؐ سے بہت دور ہو گئے۔ یعنی دین سے خارج ہو گئے۔ پس اصل خارجی وہ ہیں کہ جنہوں نے اولاد رسول خدا کو قتل و غارت کیا اور کہا اے ابو عبد اللہ الحسینؑ مجھ پر کس قدر گراں ہے یہ وقت کہ آپ کا سر مبارک نیزہ پر دیکھ رہا ہوں اس نے یہ شعر پڑھا۔

سُمِّيَّةٌ أَصْنِي نَسْلَهَا عَدَدَ الْحَصَنِ
وَبِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهَا نَسْلٌ



سمیہ زانیہ کی نسل۔ آنحضرتؐ کی اولاد کو قتل کرے اور اولاد رسولؐ میں سے کوئی نہ بچا۔ وادیلہ و احسرتاہ۔ اہلبیت رسولؐ شام کو روانہ کر دیئے گئے۔

شیخ صدوقؒ اور ایک دوسری جماعت نے بیان کیا ہے کہ جب اہلبیت اطہار شام میں وارد ہوئے اور اہل شام کی نظر ان ایسروں پر پڑی۔ تو ان کے پہروں سے آثارِ مجدہ و بزرگی دیکھی۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ تم سے زیادہ نیک سیرت دوسرے قیدی نہیں دیکھے۔ تم لوگ کون ہو کس شہر کے قیدی ہو کس قبیلہ سے تعلق ہے۔ جناب سیدنا امیرؑ نے فرمایا کہ نحنُ سبا یا آلِ محمدؑ۔ یعنی ہم قیدی آلِ رسولؐ ہیں بروایت باب اہلبیت اطہار اسیری کی صورت میں وارد شام ہوئے تو حضرت سیدالساہدین امام زین العابدین شتر برہنہ پر سوار تھے یعنی اس پر کوئی ثضابطہ بجاوہ وغیرہ نہ تھا۔ بیمار کر ملاطوق نہ بخیر پہنے ہوئے تھے آپ نے فرمایا ہے اُقَادُ ذُرِّيَّتِي دَمَشْقَ كَمَا بَدِيَتْ مِنَ الرَّيْحِ عَيْدٌ غَابَ عَنْهُ نَصِيرٌ وَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ فِي كُلِّ مَشْهَدٍ وَشِخِي امِيرًا لِمُؤْمِنِينَ امِيرًا۔

یعنی کہ مجھے دمشق میں باذلت و خواری اس طرح لے گئے جیسے کسی غلامِ سیاہ رو کو لے جاتے ہیں حالانکہ میرے جدا مجد حضرت رسول خدا ہیں اور میرے واداعلیٰ ابن ابی طالب ہیں جو تمام مؤمنین کے امیر ہیں۔

سید ابن طاووسؒ لکھتے ہیں کہ ایسروں کو مسجدِ اعظم میں لائے اور ان کو اسیری کی حالت میں مسجد میں ٹھہرایا۔

شیخ فخرالدین طریحیؒ لکھتے ہیں کہ جب ایسروں کی آمد کی خبر یزید پلید کو ہوئی اس وقت اس بد بخت کے پاس ایک طبیب بیٹھا تھا۔ وہ اس کے معالجہ کے لیے آیا تھا کہ اس کو خبر ملی کہ تیری آنکھیں روشن ہوں (نور ہوں) کہ تیرے

قیدی آگئے ہیں ریزید لعین نے طبیب سے کہا کہ علاج میں تاخیر مت کر اس
لمون نے ابن زیاد کا نام لیا اور پڑھنا شروع کیا۔ لیکن ریزید انگشت بدندان رہ گیا
اور وہ نامہ حاضرین میں سے کسی کو دے دیا۔ ناگاہ صدائے تکبیر کا غل بلند ہوا۔ اس
غلغلہ میں لوگ تکبیر کی آواز نہ پہچان سکے۔ بروایت ہاتف غیبی کی ندا آئی اور یہ اشعار
سننے میں آئے۔

جاء و ابراسک یا بن بنت محمد مرقلاً بد مائه ترمیلاً
و کائماک یا بن بنت محمد قتلوا جہاراً فامدین رسولاً

یعنی کہ اے فرزند دختر رسول خدا تیرا سر مطہر خون و خاک میں آلودہ لایا گیا ہے۔ اور
اے حسین تجھے قتل کر کے گویا رسول خدا کو قتل کر ڈالا ہے

تَمْلُوكَ عَطَشًا نَادِيًا يَرْقُبُو اَنِّي قَتَلْتُكَ النَّادِي وَالْتَوِيْلَا اے نور ویدہ پیغمبر خدا تو پیاسا
شہید کر دیا گیا۔ اور مطلقاً رعایت نسر میں کلام خدا نہ کی حالانکہ آپ ہی کی ذات
تاویل قرآن کی عالم ہے۔ بَانَ قُتِلَتْ وَ اَمَّا قَتْلُوكَ التَّكْبِيرُ وَ التَّمْلِيلُ۔
کیا تیرا قتل ہو نا سہل ہے نہیں بلکہ عظیم ہے اور تکبیر یہ کہتی ہے کہ حسین کا قتل دراصل
تکبیر و تمیل کا قتل ہے۔

قطب راوندی منہال سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے دمشق
میں سر حضرت امام حسین دیکھا کہ جو نیزہ پر تھا۔ اور کوئی حضرت کے پیش رو سورہ کہف
پڑھتا تھا۔ جب وہ اس گت پر پہنچا کہ اِنَّ اَصْحَابَ الْكُفْرِ وَالَّذِيْنَ
كَانُوا مِنْ اَيَاتِنَا عَجَبًا۔ تو حضرت سید الشہداء کے سر مبارک
گواہ ہوا اور فرمایا کہ میرا قصہ تو اصحاب کہف کے قصہ سے بھی عجیب تر ہے۔
از منترجم یہ گیت امام حسین کی رحلت پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کی رحلت کے

موقعہ پر حضرت صاحب الامر علیہ السلام کفار و منافقین اور قاتلان و دشمنانِ اہلبیت سے انتقام لیں گے۔ جب اہلبیت اطہار اسیری کی حالت میں دربار یزید پلید میں پہنچے۔ اس وقت اس ملعون کا دربار آراستہ تھا۔ درباری لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب دربار میں اہلبیت پہنچ گئے تو محض بن ثعلبہ عاندی نے کہا (معاذ اللہ) فاجر لوگ یہ نزد امیر المؤمنین آگے ہیں یہ جملہ اثنائے سفر میں کسی ملعون نے نہیں کہا تھا۔ جب امام زین العابدین علیہ السلام نے یہ جملہ اس بد بخت لعین بد نہاد کی زبان سے سنا تو فرمایا: وَلَكِنَّ اُمَّمٌ مُّحَضَّرَ اَسْنَدٌ وَاَسْلَامٌ۔ کہ خدا پر اور اس کی مخلوق پر یہ ظاہر ہے کہ فاجر و لعیم کون شخص ہے۔ جب سربریدہ امام حسینؑ دربار میں لایا گیا تو اس ملعون نے خوشی کے نعرے لگائے اور اطہارِ خوشی کرتے ہوئے کہا کہ اس سربریدہ کا صاحب (امام حسینؑ) کہا کرتا تھا کہ میرا باپ (علی المرتضیٰؑ) یزید لعین کے باپ (معاویہ) سے بہتر ہے۔ اور میری ماں اور میرا جد اس کی ماں اور نانا سے بہتر ہے اور میں یزید لعین سے بہتر ہوں اور یہ باتیں یزید پلید نے اذراہ فاتحہ کہی تھیں۔ غرض کہ اہلبیت اطہار اور امام زین العابدین علیہ السلام دربار میں کھڑے ہیں و امصیبتاہ آل رسولؐ کہا اور دربار یزید لعین کجا ابن نما روایت کرتے ہیں کہ حضرت سید سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم بارہ اشخاص تھے کہ مجلس یزید لعین میں گئے۔ میں طوق و زنجیر میں مجبوس تھا اور محذراتِ عصمت و طہارت سب ہی رسن بستہ تھے جو دربار میں لائے گئے۔ حضرت سید سجاد فرماتے ہیں کہ میں نے یزید سے کہا کہ اگر رسول خداؐ موجود ہوتے اور وہ ہم کو اس حال میں دیکھتے تو وہ کیا فرمائیں گے۔ سید ابن طاووس فرماتے ہیں کہ جس وقت اہل حرمِ امیر ہو کہ دربار میں آئے تو اس طرح کہ وَهُمْ مُقَرَّنُونَ فِی الْجَبَالِ۔۔۔۔ یعنی کہ محذراتِ عصمت و طہارت

رسن بستہ تھیں۔ رَسَنٌ مُّبْلِغُ الْكَرَارِ ذَا الْبَاسِ وَالْتَقَى بَاتٌ بَنِيهِ بَعْدَ عَزَّةٍ لَوْ
یعنی کہ کون ہے کہ جو عقیدہ کٹائے عالم حیدر کرار کو خبر کرے کہ آپ کی اولاد طاہرہ
اور آپ کی بیٹیوں کو کہ جو ہمیشہ باعزت رہیں آج یزید ملعون نے قید کیا ہے۔
اور خوار کیا ہے۔ دَاقَ الْوَجْهَ النَّبَاتِ ذَوُ الْيَهَاءِ تَهَادَى رِاحِي رَجَسِ
وَبَنِمٍ وَتَحْمِلُ خَبْرَ كُرْوَيْدِ كَرَارِ عَلِيٍّ رَفْعِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوْنُ انْ كِي اَوْلَادِ طَاهِرِهِ كُو
مثل غلام و کنیز ہدیہ کیا گیا ہے اور دربار میں لایا گیا ہے۔

وَالْأُلُ يُزِيدُ فِي الْمَقَاصِدِ وَخَبَاتُ طَائِفَةِ السُّتُورِ وَتُسَدُّ لُورَاقٌ بَحِي
الْزَهْرَاءِ بِنْتِ عُمَيْدٍ وَجُوهُهُمْ لِلنَّاسِ تَبْدُو تَبْدَلُ لَوْ يَعْنِي كِي عَوْرَاتٍ وَدُخْرَانِ
یزید منحوس قصر باء عالیہ میں ہیں ان کے پردہ کا خاص اہتمام ہے اور دختران
فاطمہ بغیر چادروں کے دربار میں رسن بستہ موجود ہیں۔ اور بدترین خلق تماشا
ہے۔ أَيْ عَيْزَةٌ هُدًى بَنَاتُ مُحَمَّدٍ يَلَا حَظَّهُنَّ النَّاسُ وَالْأَعْبُدُ الْوَدُلُ۔

آیا کوئی صاحبِ غیرت نہیں ہے کہ جو اپنے منہ پر طمانچہ لگائے، اپنا گریبان چاک
کر۔ آنکھوں سے اٹک برسے اور رذیل لوگ ہمارا تماشا دیکھ رہے ہیں۔
شیخ فخر الدین طبریزی لکھتے ہیں کہ جب امیرانِ اہلبیتؑ دربارِ یزید ملعون میں تھے
تو حضرت امام حسینؑ کی دختر فاطمہ ثانیہ نے یزید سے کہا تو نے دخترانِ رسولِ خدا
کو اسیر کیا ہے اور دربار میں کھڑا کیا ہے حالانکہ ان کے سر کھلے ہوئے ہیں یہ
سن کر حاضرینِ دربار میں اکثر لوگ رونے لگے اور حدائے گریہ بلند ہوئی اور
عوراتِ یزید لعین کے رونے کی آواز اس کے گھر سے بلند ہوئی۔ اس وقت حضرت
امام زین العابدین علیہ السلام طوق و زنجیر میں مقید تھے فرمایا کہ مجھے اجازت دے
کہ کچھ بیان کروں وہ بد بخت کہتے لگا کہ ہریان نہ کہنا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم

الہدیت نبوت میں ہم سے ہدیان کا کیا تعلق؟ مَا ظَنُّكَ بِرَسُولِ اللَّهِ تَوَيَّاتِي فِي الْفِتْنِ یعنی کہ کیا تیرا گمان ہے کہ رسول خدا اگر مجھے طوق و زنجیر میں دیکھیں تو کیا محسوس نہ کریں گے۔ اس ملعون نے کہا کہ طوق و زنجیر کھول دی جائیں چنانچہ طوق و زنجیر اتار لی گئیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سربریدہ امام حسین علیہ السلام کو زید ملعون کے سامنے لایا گیا تو اس وقت ہمارے جدنا مدار حضرت زین العابدین طوق و زنجیر پہنے ہوئے تھے زید لعین نے کہا اے علی ابن الحسین، خدا کا شکر اور اس کی حمد ادا کرتا ہوں کہ تمہارے باپ حسین قتل کر دیئے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا میرے پدر بزرگوار کے قاتل پر لعنت کرے۔ ان پر لعنت ہو کہ جنہوں نے میرے پدر کو قتل کیا وہ ملعون غصہ میں بھر گیا اور جلا دے کہا کہ علی ابن الحسین کو قتل کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو مجھے قتل کرے گا تو دفتر ابن رسول خدا کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا کہ سوائے میرے ان کا کوئی والی و وارث اور محرم نہیں ہے۔ اس ملعون نے شرمندہ ہو کر کہا کہ تم ہی ان کو لے جاؤ گے اور آپ کو اپنے پاس بلایا اور سوہن سے طوق آہنی کو قطع کیا اور آپ کے گلوے مبارک سے اُتارا۔ اور کہنے لگا کہ تم نے دیکھا کہ کہ میں خود تمہاری طرف متوجہ ہوا اور طوق کا ٹار آپ کے گلے سے اُتارا۔ آپ نے فرمایا: ہاں اس واسطے کہ سوائے تیرے کسی کا مجھ پر احسان نہ ہو کہنے لگا کہ ہاں آپ نے سچ کہا۔

سید ابن طاووسؒ فرماتے ہیں کہ حکم دیا کہ اسیران الہدیت اطہار میں عورتوں اور بچوں کو پس پردہ لے جاؤ تاکہ سرسید الشہداء پر ان کی نظر نہ پڑے۔ ناگاہ

بِزَيْنِ اَبْنِ رُوْحَانَ اَيَا تُو اس سر کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ ابن نما کہتے ہیں کہ جب
 زینب عاتون کی نظر اپنے بھائی کے سر مطہر پر پڑی فریاد کی یا حسینا یا حبیب

يُحْيِيكَ اللَّهُ يَا حُسَيْنَ لَقَدْ كُنْتُ حَسَنَ الْمُصْحَفِ . کہ اے حسین تجھ پر خدا رحمت کرے کس قدر خوب تر و ندان مبارک ہیں۔ ابو بروہہ السلمی نے کہا دِیْحَکْ یا یَزِیدُ تَنْکِبُ بِقَضَائِكَ بِأَثَرِ الْحُسَيْنِ ابنِ فاطمة یعنی کہ واسطے ہو تجھ پر اے یزید پلید تو حسین ابنِ فاطمہ کے لبوں و ندان پر پھڑی لگا رہا ہے۔ میں نواہی دیتا ہوں کہ رسولِ خدا ان کے لب اور و ندان مبارک چومہ کرتے تھے۔ یعنی

بوسہ دیتے تھے۔ از مترجم۔ آنحضرت صلی علیہ السلام کے لبوں اور دندان مبارک کو بوسہ دیتے تھے لیکن آج مقصرین علماء کہتے ہیں کہ روضہ مبارک سید الشہداء کو بوسہ دینا اور عقبہ عالیہ پر پیشانی رکھنا ناجائز ہے۔ حالانکہ شیعہ علماء حق کا یہ فیصلہ ہے کہ عقبہ عالیہ مبارک پر سجدہ کرنا صرف اس لیے ہے کہ خدا نے سجدہ کرنے والے کو توفیق عطا کی اور وہ حاضر دربارِ صینیہ ہوا اور اسی نیت سے وہ سجدہ کرتا ہے۔ پس سجدہ کرنا شکرِ خدا کے لیے ہے۔ اور یہ عمل کفر پر مبنی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ جب رسول خدا صلی علیہ وسلم کے لبوں اور دندان مبارک کو بوسہ دیتے تھے تو رسول خدا کا سر مبارک بھی تو بھکتا تھا۔ وہاں حسین بذاتِ موبود تھے جو اللہ کی پاک مخلوق ہیں اور یہاں جب ہم عقبہ عالیہ پر پیشانی بھکاتے ہیں تو حسین کی طرف نسبت برقرار ہے۔ اور عقبہ عالیہ پر پیشانی رکھتے ہوئے ذکرِ تسبیح نہیں کی جاتی۔ کیونکہ یہ سجدہ تعظیمی ہے اور ایسا ہی سجدہ تعظیمی فرشتوں نے جناب آدم کو کیا تھا جس میں از روئے روایات ذکرِ تسبیح نہیں پایا جاتا۔ حسین اور ان کے بھائی کو رسول خدا نے جو انان بہشت کا سردار فرمایا ہے، ابو براہ سلمیٰ کا یہ کلام سن کر یزید ملعون برہم ہو گیا اور حکم دیا کہ اس کو دربار سے نکال دیا جائے۔ جب اس کو دربار سے باہر کھینچتے ہوئے لے جایا جا رہا تھا۔ حضرت زینب خاتون نے کھڑے ہو کر فرمایا۔

الحمد لله رب العالمین وصلى الله على محمد وآله اجمعین۔ پس زینب خاتون نے اول حمد و ثناء الہی ادا کی اور اپنے نانا پروردگار کو بیجا اور برہمی کے عالم میں یزید لعین سے خطاب کیا۔ اَمِنْ الْعَدُوِّ يَا بَنِ الطَّلَقَاءِ۔ کہ اے اژدہ کردہ رسول خدا کی اولاد! بھٹا کار وید کار کیا ہی عدل ہے کہ تیری عورت تو پردہ میں رہی اور نبی زادیاں برہنہ سر دربار میں موجود ہوں۔ یزید ملعون زینب کے

کلام کی وضاحت بلاغت دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ فرمایا کہ تو لب و دندان سین
مظلوم کو چھری لگا رہا ہے اور فرزند رسول خدا کے سر مبارک کے ساتھ بے ادبی کر
رہا ہے۔ پھر فرمایا فَاِنَّكَ كَيِّدٌ كَذَّابٌ وَاسِعٌ سَعِيكَ وَجَهْدُكَ فَوَاللّٰهِ لَا تَحْوَ اَذْكُنَا
وَلَا تَمِيْتُ وَحِينًا وَلَا تَذَرُكَ اَصْدَا وَلَا يَوْحُضُ عَنْكَ عَارَهَا۔

پس تیرا ہر ایک کرد و غا اور تیری کوششیں خواہ کس قدر ہی ہمارے بارے میں غلات
ہوں لیکن تیرا کوئی عمل ہمارے ذکر خیر کو ہمارے منازل وحی کو اور ہماری فیض رسانی
کو نہیں مٹا سکتا تو ہمیں ذیل و غوار نہیں کر سکتا۔ خدا کی راہ میں قتل ہونا عزت ہے
اور تو عنقریب دیکھے گا کہ لوگ تجھ پر لعنت کریں گے۔

قید باسانہ معتبر ابن بابویہ نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ
جب سرمطہرا ام حسینؑ کو یزید لعین کی مجلس شراب میں لے گئے۔ اس وقت وہ ملعون
پلنے رفقا بد کردار کے ہمراہ شراب نوشی میں مشغول تھا۔ جب وہ شراب سے فارغ
ہوا تو اس نے حکم دیا کہ سرمطہر کو طشت میں رکھا جائے اور اسے تخت کے نزدیک
کہا جائے پچانچہ لیا ہی ہوا کہ طشت طلا میں سرمطہر رکھا گیا۔ بساط شطرنج کھلی ہوئی
تھی اور وہ بدنہاد شطرنج کھیلنے میں مشغول تھا۔ سر مبارک کو دیکھ کر خوش ہوتا تھا۔
اور کبھی کبھی سر مبارک کے ساتھ بے ادبی کرتا تھا اور پیالہ میں پچی ہوئی شراب کو
سرمطہر پر ڈال دیتا اور کہتا تھا کہ یہ میرے دشمن کا سر ہے (حضرت فرماتے ہیں
کہ جو ہمارے شیعوں میں سے ہے اسے لازم ہے کہ شطرنج اور شراب دونوں سے نیاز
ہے ان کے پاس نہ جلے اور شطرنج پر نظر بھی نہ ڈالے بلکہ اگر شطرنج پر نظر پڑ جائے
تو یزید ملعون پر لعنت کرے تو خداوند عالم اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔ کہاں میں
رسول خدا اس ملعون کو دیکھتے کہ کس طرح سرمطہر پر شراب پھینک رہا ہے اور

شطح کھیل رہا ہے۔

روایت ہے کہ جب امیران کربلا دربار یزید ملعون میں پہنچے تو اس نے نگاہ اٹھا کر ان کی طرف اور ہر ایک امیر کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کون ہے یہ کون ہے تو شمر و لدا حرام نے بلایا کہ ہذا ام زینب ہذا ام کلثوم، و ہذا صفیۃ و ہذا ام ہانی، و ہذا رقیۃ بنات علی و ہذا سکینۃ، و ہذا فاطمۃ بنت الحسین۔۔۔۔۔ یعنی کہ یہ زینب خاتون ہیں

یہ ام کلثوم ہیں یہ ام ہانی، یہ رقیہ و ختران علی ابن ابی طالب ہیں یہ سکینہ خاتون اور یہ فاطمہ کبریٰ و ختران امام حسین علیہ السلام ہیں۔ ان کے درمیان میں سکینہ خاتون اپنے چہروں پر ہاتھ رکھ کر پردہ کئے ہوئے تھیں یزید لعین نے دریافت کیا یہ کون ہے کہا سکینہ و خترمین ہے۔ اس وقت حضرت سکینہ کو گریہ گلو گریہ ہوا۔ اس نے دریافت کیا کہ کیوں رو رہی ہے کہا کف لا تبکی من لیس لہا ستر یستر و جہہا و اسہا عنک و عن جہک بائعک یعنی کہ یہ کس طرح نہ روے کہ چادر تنک نہیں ہے کہ اپنا منہ چھپائے حالانکہ تیرے دربار میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں نہ تجھ سے پردہ کر سکتی ہے نہ دوسرے لوگوں سے یہ بے کس کا عالم ہے۔ یہ سن کر اس ملعون پر گریہ طاری ہو گیا۔ خدا کی لعنت ہو ابن زیاد ملعون پر کہ وہ کس قدر شقی القلب تھا کہ بروایت دیگر اس نے کہا کہ اے سکینہ تمہارے باپ نے ہمارے حق سے انکار کیا اور ہم سے جنگ کی سکینہ خاتون یہ سن کر آبیدہ ہوئیں اور فرمایا اے یزید لعین میرے پدر بزرگوار کو قتل کر کے خوش مت ہو کہ وہ بندہ اطاعت گزار خداوند عالم تھے۔ خدا اور رسول کے وہ اطاعت گزار تھے۔ خداوند عالم نے انہیں اپنی طرف بلا لیا خدا ان سے راضی ہے

وَإِنَّ لَكَ بَيْنَ يَدَيَّ اللَّهِ مَقَامًا يَسْأَلُكَ عَنْهُ فَاسْتَعِذْ لِمَسْئَلِهِ جَوَابًا
وَأَنْتَ لَكَ الْجَوَابُ یعنی کہ ضروری ہے کہ خداوند عالم تجھ سے
تیرے اس امر مکروہ و شنیع پر باز پرس کرے پس تو جواب دینے کے لیے تیار
ہے۔ اور جواب بھی سوچ لے کہ تو نے پیغمبر خدا کو بے گناہ قتل کیا ہے۔

بروایت صاحب منتخب حضرت زینب خاتون نے بواب دیا ہے یزید لعین تو
خدا سے نہیں ڈرتا تب تکھے غوث خدا نہیں ہے کہ تو نے حسین بن فاطمہ کو شہید کیا اور
ان کے احرم کو اسیر بھی کیا اور تو نے قرابت رسول خدا کی حرمت ضائع کر دی۔ اور
یہ ہی تیرے بس میں تھا کہ ہمیں کینیزان ترک و ولیم کی صورت میں عراق سے یہاں
بلا یا ہے۔

اس ولد الزنا نے کہا کہ اے زینب تیرے بھائی نے کہا تھا کہ میں یزید پر
معاویہ سے بہتر ہوں اور میرے پدر عالی قدر علی مرتضیٰ یزید کے پدر معاویہ سے
بہتر ہیں اور میری مادر فہجہ یزید کی مادر سے بہتر ہے اور میرے جد یزید کے
کے دادا سے افضل ہیں۔ اس پر وہ ملعون بولا کہ ان کی بعض باتیں صحیح ہیں اور
بعض غلط ہیں۔ البتہ ان کے جد امجد تمام خلایق میں افضل و بہتر ہیں۔ ان کی ماں
یقیناً افضل و بہتر ہے۔ میری ماں سے افضل و اعلیٰ ہیں اور ان کا یہ کہنا کہ میرے
باپ علی مرتضیٰ معاویہ ابن ابوسفیان سے افضل ہیں یہ درست نہیں ہے کیونکہ

میرے پدر معاویہ کو اللہ نے حکومت عطا کی ہے اور اس ملعون نے یہ اہمیت
تلاوت کی۔ تُلِّ اللَّهُمَّ مَلِكَ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ
الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعْزِزُ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِبَيْدِكَ الْخَيْرُ
إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۶۴ تم تو

و عا مانگو اے خدا تمام عالم کے مالک، تو ہی جس کو چاہے سلطنت دے، اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو ہی جس کو چاہے عزت دے اور تو ہی جسے چاہے ذلت دے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔) پس حضرت علی کی ذی مرتبہ بیٹی علیا زینب نے فرمایا: وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا ابْنِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوًا تَاطْلُبُ أَلْحْيَاءُ وَعِنْدَ رَبِّهِمْ يَدْعُونَ ۝ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۱۔ اور جو لوگ خدا کی راہ میں شہید

کیے گئے، انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اور خدا کی طرف سے روزی پاتے ہیں) یعنی کہ اے یزید لعین اگر تو نے میرے بھائی حسین کو قتل نہیں کیا تو پھر مردانہ (ابن زیاد ملعون) نے قتل کیا ہے اور اس سے زیادہ ذلیل و کتر کوئی دوسرا شخص نہیں ہے اور حسین ابن علیؑ تو بوانان بہشت کے سردار ہیں۔ اگر تو اس سے انکار کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو کا ذب ہے اور اگر تو تصدیق کرتا ہے کہ حسینؑ بوانان جنت کے سردار ہیں تو پھر تو ہی غور کر کہ خدا نے حکومت کس کو عطا کی ہے۔ یزید ملعون حضرت زینبؑ کی اس گفتگو کو سن کر شرمندہ ہو گیا۔

یہ بھی بروایت شیخ مفید وارد ہوا ہے کہ دربار میں ایک شامی نے جناب فاطمہ کبریٰ دختر امام حسینؑ کو کینزی میں طلب کیا۔ آپ اپنی پھوپھی زینب خاتون سے لپٹ گئیں۔ حضرت زینب علیا نے فرمایا کہ اے بیٹی ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ کوئی بھی شخص تمہیں کینزی میں طلب کرے۔ ہم خواہ ہلاک ہو جائیں مگر کینزی میں کوئی نہیں لے سکتا۔ یہ سن کر وہ شخص یزید کے کہنے سے خاموش ہو گیا۔

بروایت سید ابن طاووس اس شامی نے یزید سے سوال کیا کہ یہ کون

لڑکی ہے۔ یزید ملعون نے کہا کہ یہ فاطمہ دختر حسین ہے۔ اور وہ زینب بنت علی ہیں۔ اس شامی نے کہا کہ حسین پسر فاطمہ۔ حسین پسر علی ہے۔ یزید نے کہا ہاں وہی حسین جو علی و فاطمہ کا بیٹا ہے۔ اس وقت شامی بے چین ہو گیا اور کہا اے یزید لعین خدا تجھ پر لعنت کرے تو بھی زاوے کو قتل کر ڈالا۔ تو نے حضرت رسول خدا کو اسیر کیا ہے۔ میں تو بخدا یہ سمجھا تھا کہ اسیر ترک و ولیم باروم کے اسیر ہیں۔ اس وقت یزید ملعون نے اس شامی کے قتل کا حکم دیا۔

شیخ فخر الدین طریقی بعض ثقہ علماء کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ایک شخص نصرانی جو کہ روم کا رہنے والا تھا دربار میں موجود تھا اس یزید لعین سے دریافت کیا کہ سرکس شخص کا ہے جو دربار میں ہدیہ کیا گیا ہے لیکن سر مبارک کو دیکھتے ہی اس نصرانی پر گریہ طاری ہو گیا۔ اور اس قدر رویا کہ اس کی ریش رداڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور اس نے یزید لعین سے کہا اے یزید لعین میں زمانہ حیات رسول خدا میں مدینہ گیا تھا۔ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاہا کہ کوئی پسندیدہ چیز ہدیہ کروں۔ میں نے ایک عمدہ اور نفیس ہدیہ پیش رسالت کیا۔ آنحضرت نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مختصر ہدیہ ہے یعنی کہ ناپ چیز ہدیہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا کہ عبد الشمس ہے۔ فرمایا کہ آج سے تیرا نام عبد الوہاب ہے۔ اگر تو اسلام قبول کرے تو میں یہ ہدیہ قبول کروں گا۔

میں نے جب آپ کا خلق کریمانہ دیکھا تو میں نے غور کیا اور میں نے دل میں کہا کہ حضرت عیسیٰ ان کے مبعوث ہونے کی بشارت دے چکے ہیں پس میں مسلمان ہو گیا لیکن میں نے اپنی قوم سے اپنے مسلمان ہونے کو مخفی رکھا۔

خداوند عالم نے مجھے پانچ پسر اور چار دختر عطا کیں جو سب کے سب مسلمان ہیں
 اے یزید یحییٰ میں ایک روز آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آنحضرتؐ
 اپنی زوجہ ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ میں نے دیکھا کہ یہ بزرگوار کہ بن کا
 سرطشت طلاء میں تیرے سامنے رکھا ہوا ہے۔ تشریف لائے اور حجرہ میں داخل
 ہوئے۔ پیغمبر خدا نے ان کو اپنی گود میں لے لیا پیار کیا۔ اور فرمایا اے میرے
 دل کی ٹھنڈک خوش آمدید۔ اور فرمایا اے حبیبؐ وہ شخص خدا کی رحمت سے دور
 ہے کہ جو تجھے قتل کرے۔ دوسرے روز میں مسجد نبویؐ میں تھا کہ ان کے بھائی
 حسن مجتبے آگئے اور حسینؑ بھی موجود ہیں کہ دونوں شہزادوں نے کشتی کا مظاہرہ
 کیا کہ قوت میں کون زیادہ ہے۔ قبل اس کے کہ کشتی کا مظاہرہ علیؑ ہوتا آنحضرتؐ
 نے فرمایا کہ یہ کام تمہاری شان کے خلاف ہے۔ بلکہ تم دونوں ایک خطا لکھو
 اور چاہیے کہ ہر ایک بہت خوشخط لکھے تاکہ موازنہ کیا جاسکے کہ کس کی تحریر کیا
 خوشنما ہے۔ چنانچہ دونوں شہزادوں نے پتہ سطور لکھیں اور آپؐ کی خدمت میں
 پیش کیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسے تم اپنے پدر عالی قدر کے پاس لے جاؤ کہ
 وہ فیصلہ کریں آپؐ نے بھی فیصلہ نہ کرنا چاہا کہ کہیں دل شکنی نہ ہو۔ آخر کار وہ
 اپنی مادر گرامی فاطمہ زہراؑ کی خدمت میں آگئے اور عرض مدعا کیا اور فیصلہ کی
 درخواست کی۔ اب سیدہ عالمینؑ حیران تھیں کہ کس طرح فیصلہ کریں۔ آخر کار آپؑ
 کے گلوے مبارک میں ایک ہار تھا۔ جس میں سات دانے از قسم مروارید تھے۔
 آپؑ نے وہ ساتوں دانے زمین پر ڈال دیے اور فرمایا کہ جو زیادہ دانے اٹھائے
 گا اس کا خط نفیس و عمدہ ہے۔ دونوں شہزادے ان دانوں کی طرف متوجہ ہوئے
 کہ زیادہ اٹھائیں کہ بہر میل امین کو حکم ربانی ملا کہ جاؤ ایک دانہ کے دو ٹکڑے

کر دو تاکہ دونوں کے دانوں کی تعداد برابر ہے۔ پس جبریل امین نازل ہوئے اور ایک دانہ کو شگافہ کر کے دو کر دیئے اور دونوں شہزادوں نے برابر دانے اٹھائے۔

عبدالوہاب کہتا ہے کہ اے یزید لعین دیکھ کہ خدا کے نزدیک ان کی کیا قدر منزلت ہے اور تو نے حسین کو شہید کر کے عذاب خدا فرید لیا ہے۔ آنحضرتؐ نے نہ چاہا کہ ان دونوں میں سے کسی کی دل شکنی ہو۔ اور اے یزید لعین تجھ پر ہے کہ تو فرزند رسول خدا کے سربریدہ کے ساتھ گستاخی کر رہا ہے اور چوب خیران لب اور دندان مبارک کو لگایا ہے۔ پس وہ کھڑا ہوا اور سر مطہر کو اٹھا کر بوسہ دیا اور کہا اے حسین خدا کے نزدیک میری گواہی دینا اپنے نانا سے میری شفاعت کرنا اور اپنے پدر و مادر سے میری سفارش کر کے روزِ آخرت سرفرو کرنا۔

شیخ صدوق نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ فاطمہ بنت امیر المومنین کہتی ہیں کہ ہم اہلرم کو حضرت سید سجاد کے ساتھ قید خانہ میں مقید کر رکھا تھا اور اس قید خانہ میں موسم سرما و موسم گرما کا کوئی لحاظ نہیں تھا۔ ہم رات کی اوس اور دن کی دھوپ برداشت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارا پوست رکھال (دھوپ سے سیاہ ہو گئی ہے۔ اور رکھال مر بھا گئی تھی۔ اور ان دنوں بیت المقدس میں جب کوئی پتھر اٹھایا جاتا تھا تو اس کے نیچے خون تازہ موزن ہوتا تھا۔ اور جب آفتاب تیزی پر ہوتا تھا تو درو دیوار پٹنے لگتے تھے۔ چونکہ سر مطہر امام حسینؑ یزید کے قصر کے دروازہ پر لٹکایا گیا تھا۔

صاحب مناقب نقل کرتے ہیں کہ جب ہند دختر عبداللہ عامری زوجہ یزید

لعین نے دیکھا کہ فرزند رسول خدا اور فاطمہ زہرا کے نور عین کے سر پریدہ کو محل کے دروازہ پر لٹکایا گیا ہے۔ اس نے اپنے بال پریشان کیے اور پردہ کا بھی کچھ خیال نہیں کیا۔ برہنہ سر گھر سے نکلی اور دربار میں پہنچی اور کہا۔ یا یزیدؓ اَللّٰهُمَّ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ مَصْلُوبٌ عَلٰی فَنَاءٍ یَّابِیْ۔

کہ اے یزید لعین تو نے سر فرزند بنت رسول خدا میرے محل کے دروازہ پر لٹکایا ہے۔ یزید ملعون تڑپ کر اٹھا اور اپنی عجا اس کے سر پر ڈالی۔ (از مترجم۔ یزید لعین اگرچہ قاتل شریعت ہے مگر اسے اپنے ناموس کے پردہ کا خیال ہے نہ معلوم سیدہ زادیوں کو کیا ہو گیا ہے کہ گھروں سے باہر نکلنا فخریہ طور پر اختیار کیا ہے گویا کہ ان کی نگاہوں میں شریعت اور پردہ کی کوئی وقعت نہیں ہے۔)

قطب راوندی نے اُمشس سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں کعبہ میں طواف کر رہا تھا کہ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص دعا کر کے کہتا ہے کہ خداوند مجھے بخش دے مگر میں جانتا ہوں کہ تو نہ بخشے گا۔ جب میں نے اس سے ناامیدی کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میرے ساتھ حرم سے باہر چل رہی ہیں باہر گیا اس نے کہا کہ میں واقعہ کہلا میں لشکر عمر ابن سعد ملعون میں تھا۔ اور خصوصاً میں ان چالیس آدمیوں میں سے ہوں کہ جو سفر شام میں سر پریدہ حضرت حسین ابن علیؓ کی حفاظت پر عمر بن سعد کی طرف سے مامور کیے گئے تھے۔ میں نے راستے میں بہت ہی عجیب و غریب امور کا شاہدہ کیا۔ جب ہم سر مبارکؐ لے کر دمشق میں پہنچے اور ہم سر مبارکؐ کو یزید لعین کے دربار میں لے کر گئے۔ تو قاتل نے سر مبارکؐ اٹھا کر یزید کو پیش کرتے ہوئے یہ کہا کہ میری سپر کو چاندی سونے سے بھر دے کہ میں نے بادشاہ بزرگ کو قتل کیا ہے اور اس کو قتل کیا ہے کہ جو سب افضل تھا۔

یزید ملعون نے کہا کہ جبکہ تو جانتا تھا کہ حسین ایسے بزرگ ہیں تو نے کیوں قتل کیا اور یزید اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ سرمنور اپنے سامنے رکھا اور یزید ملعون بہت خوش ہوا۔ اور سر مطہر کو ایک ایسے حجرہ میں رکھا کہ جس کے نزدیک ایک دوسرا حجرہ ایسا تھا کہ جہاں یزید ملعون شراب و شطرنج میں مشغول ہوا کرتا تھا۔ اس نے مجھے اس حجرہ میں کہ جہاں سر امام حسینؑ رکھا تھا پاسبانی پر مقرر کیا۔ میں رات بھر جاگتا رہا۔ جب شب کا کافی حصہ گزر گیا تو میرے کان میں آسمانی شور و غل کی آواز آئی۔ منادی نے کہا اے آدم اترو پس حضرت آدمؑ مع ملائکہ کثیر آسمان سے اترے۔ پھر دوسری آواز آئی اے ابراہیمؑ اترو اسی طرح آواز پھر آئی کہ اے موسیٰ و ہارون اترو۔ پس یہ سب کے سب فرشتوں کے گروہ کے ساتھ آسمان سے اترے پھر ایک اور آواز آئی کہ اب رسول خداؐ اترے۔ خود اس حجرے میں گئے کہ جہاں سر امام حسینؑ رکھا تھا اور ملائکہ نے اس حجرہ کو اپنے حصار میں لے لیا۔ آنحضرتؐ اسی حجرہ میں داخل ہوئے کہ وہ نیزہ کہ جس پر سر مبارک تھا خم ہوا گویا کہ رسول اللہؐ کی تعظیم بجالایا اور سر مبارک آپ کی گود میں آگیا۔ آپ نے سر مبارک کو گود میں لے لیا اپنے سینہ سے لگایا۔ اور حضرت آدمؑ سے فرمایا: یا اَبْنِیْ اَدَمُ تَرٰی مَا فَعَلْتُ اَمَّیْتُ بِوَلَدِیْ مِنْ بَعْدِیْ اے پدر آپ دیکھئے میری امت نے میرے فرزند کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

برداشت قطب راوندی یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے سر مطہر کو اپنے سینہ سے لگایا تو فرمایا: یا قُرَّةَ عَیْنِیْ قَتَلُوْکَ اَتَرَا لِهٰوْمَا عَذَابُکَ وَ مِنْ قُرْبِ الْمَاءِ مَنَعُوْکَ وَ مِنْ قَفَاکَ ذِیْ بَعُوْکَ۔ یعنی اے میرے فرزند

اے حسینؑ غریب تجھے پیسا ہی قتل کر ڈالا حالانکہ پانی قریب تھا اور تجھے پانی نہ دیا۔ اور پس گردن ذبح کیا۔ ناگاہ بھر ٹیل امین نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں زلزلہ زمین پر مامور ہوں۔ مجھ کو اجازت دیجئے کہ زمین کو متزلزل کر دوں۔ اور ایک ایسا نعرہ ماروں کہ یہ سب ہلاک ہو جائیں۔ حضرت نے اجازت نہ دی پھر جبرئیل امین نے کہا اچھا یہ چالیس نفر جو سر مبارک کی نگرانی کر رہے ہیں ان کو ہلاک کر دوں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے۔ پس جبرئیل جس پر کچھ پھونک مارتے وہ ہلاک ہو جاتا تھا۔ آگ پیدا ہوتی تھی اور وہ جل کر مرجاتا تھا۔ یہاں تک کہ میری نوبت پہنچی میں نے فریاد کی اور مجھے پھوڑ دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ دَعُوْهُ دَعُوْهُ لَا يَنْفَعُ اَللّٰهُ لَهٗ (از مترجم۔ جبرئیل امین ایک ہی دفعہ میں ان چالیس آدمیوں کو ایک ہی پھونک بھی ہلاک کر سکتے ہیں مگر ایسا نہ کیا تاکہ ہر ایک شخص اپنے سے پہلے شخص کا انجام کار دیکھ لے اور اس شخص کو آخرت کے لیے پھوڑ دیا کہ یہ خبر سب تک پہنچ سکے۔)

قلب را وندی لکھتے ہیں کہ سر مطہر کو ملائکہ آسمان پر لے گئے تاکہ سب سے زیارت کر سکیں۔ پانچ ملائکہ نے زیارت کی اور فریاد کی و اھیناھ و اظلوماھ اے شیعو اگر اہل شام نے امام حسینؑ کو شہید کر کے جامۂ نو پہنا تو ہم جامۂ رنج و الم پینتے ہیں کہ غم حسینؑ کا اظہار ہو سکے۔

وَ اَقِيْمْ عِيْدًا فِي السَّامِ لَنَا اَقَامَتْ فِي السَّمَاءِ لَهُ الْمَلَائِكَةُ مَا تَبَّ۔

یعنی شامی لوگ امام حسین علیہ السلام کے قتل اور ان کا سر مبارک پرید کو ہدیہ ہونے پر غید مناس ہے ہیں حالانکہ اہل آسمان ماتم کر رہے ہیں۔ اور روحانین مجلس عزرا برپا کر رہے ہیں۔ اللہ اکبر یا لہ منہ حادِثِ اھسٰی لہ الافق المنور مظلمًا۔

یعنی اللہ اکبر یہ کیسی مصیبت ہے کہ مقرران الہی کی نظر میں دنیا سیاہ ہو گئی ہے
تاریک ہو گئی ہے۔ شمع ہدایت گل ہو گئی ہے اور زمین و آسمان منترزل ہیں۔
بَابُ الْمَاءِ الشَّامِلَاتِ وَارْؤُسًا فِي الْعَاسِلَاتِ تَضَاهِي الْاِخْتِجَا -
میرے ماں باپ اس خون پر فدا ہو جائیں کہ جو ناحق بہایا گیا اور ان سر ہاں پر دیدہ
پر قربان ہو جائیں جو اونچے اونچے نیروں پر بلند کیے گئے۔

بَابُ الْبَطُونِ الطَّوَايِطِ مِنَ الطَّوَايِطِ، بَابُ الشَّفَاةِ الذَّابِلَاتِ مِنَ الطَّوَايِطِ
میرے ماں باپ اور عزیز و اقارب فدا ہو جائیں ان شکم ہائے گرسنہ پر اور ان
لب ہائے تشنہ پر کہ جو شدت پیاس کی وجہ سے خشک ہو گئے تھے اور نیلے پڑ
گئے تھے۔ بَابُ لَوْجُوهِ الْحَائِلَاتِ مِنَ الْجَفَا بَابُ الْعِيُونِ السَّاهِرَاتِ السَّهْمَا -
پدر و مادر ان رو ہائے پاکیزہ پر جو ظلم و جور کی وجہ سے پژمردہ ہو گئے تھے اور
ان آنکھوں پر کہ جن سے نیند جاتی رہی تھی چنانچہ بعض روایات سے متضاد
ہوتا ہے کہ اہلبیت اطہار شام میں جس قدر عرصہ قید رہے۔ یزید ملعون لگے
لگے انہیں دربار میں بلاتا رہا ہے۔ و احسرتا محذرات فاطمیہ اور دربار یزید ملعون
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب سر حضرت امام حسینؑ
یزید ملعون کے لیے ہدیہ کیا گیا تو مجلس شرب اراستہ تھی اور ان حرام زادوں کے
درمیان سر امام حسینؑ رکھا گیا۔ ایک روز اس کے دربار میں سفیر بادشاہ روم بھی
حاضر تھا جو کہ روم کے شریف اور بزرگ لوگوں میں سے تھا اس نے سوال کیا کہ
کس کا سر مبارک ہے۔ یزید ملعون نے کہا کہ تجھے اس سر سے کیا تعلق ہے تو
کس لیے دریافت کرتا ہے تجھے اس سر سے کیا سروکار ہے۔ اس نے کہا جب
میں اپنے ملک میں جاؤں گا اور میرا بادشاہ دربار کی باتیں دریافت کرے گا

اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ اس سر کے احوال سے آگہی حاصل کروں اور اسے بیان کروں۔ تاکہ بادشاہ بھی تمہاری غوثی میں شریک ہو۔ یزید لعین نے کہا کہ یہ سر حسین ابن علی و فاطمہ کا ہے۔ اور فاطمہ رسول خدا کی دختر ہے رسول خدا حسینؑ کے جد ہیں۔ اس نصرانی نے کہا تفہم ہے اے یزید لعین تجھ پر اور تیرے دین پر ہمارا دین تیرے دین سے بہتر ہے واضح ہو کہ میرا باپ فرزندانِ حضرت داؤدؑ کی نسل سے ہے اور بہت زمانہ گزر چکا ہے یعنی کئی پشتیں میرے باپ اور داؤدؑ کی اولاد کے درمیان گزر چکی ہیں لیکن نصاریٰ لوگ آج بھی میری تعظیم کرتے ہیں اور میرے پاؤں کے نیچے کی خاک کو متبرک سمجھتے ہیں۔ وَأَنْتُمْ تَقْتُلُونَ ابْنَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ وَمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَبِيِّكُمْ إِلَّا أُمُّ الْوَاحِدَةِ۔

کہ تم نے اپنے رسولؐ کی بیٹی کے فرزند کو قتل کر ڈالا حالانکہ تمہارے اور رسولؐ کے درمیان ابھی ایک پشت گزری ہے۔ تمہارے دین سے ہمارا دین اچھا ہے اے یزید لعین کیا تو نے رکعت کیبتا نہیں سنی ہے یزید لعین نے کہا وہ کونسی حکایت ہے بیان کر۔

نصاریٰ نے کہا کہ درمیان ملک چین و عمان میں ایک دریا ہے جس کی مسافت ایک سال کی ہے اور اس میں آبادی نہیں ہے۔ ایک شہر اس دریا کے درمیان واقع ہے اور اس شہر کا طول اسی فرسخ سے کم تر ہے اور بہت زیادہ آبادی پر مشتمل ہے۔ اور وہ شہر فرنگیوں کے قبضہ میں ہے اور وہاں پر گرہ جاگھر بھی زیادہ ہیں۔ سب سے بڑا گرہ جاگھر کینیہ حاضر ہے اور اس کی محراب میں حقہ طلائی رکھا ہے اور عیسائی لوگ سال بر سال اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس میں حضرت عیسیٰؑ کے گدھے کا ٹم ہے جو کہ ان کی نگاہ میں قابلِ عزت ہے جبکہ تم لوگ اپنے

نبی کے نواسہ کو قتل کرتے ہو۔ خداتم میں اور تمہارے دین میں برکت نہ ہے جب یزید ملعون نے یہ سنا تو حکم کیا کہ اس کو قتل کر ڈالو۔ یہ اپنے شہر میں جا کر مجھے بدنام کرے گا۔ جب اس نصرانی نے یہ سنا کہ یزید لعین نے میرے قتل کرنے کا حکم دیا ہے تو اس نصرانی نے کہا کہ کل شب میں نے تمہارے نبی حضرت رسولؐ کو خواب میں دیکھا انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اے فرنگی تو ہشتی ہے میں آنحضرتؐ کے اس کلام سے متعجب تھا کہ میری خواب میں رسولؐ کا تشریف لانا کیا معنی۔ اے یزید مجھے آنحضرتؐ نے پہلے ہی بشارت شہادت دے دی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے کلمہ شہادت ادا کیا اور دوڑ کر سر مطہر سے لپٹ گیا یہاں تک کہ وہ قتل کر دیا گیا۔

يُوحِیْتُ قَوْمٌ حَارِفًا زَعَمَ أَنَّهُ لَمْرُكُوبٍ بَعْضُ الْأَنْبِیَاءِ الَّذِیْ هَضَبًا
وَيَقْتُلُ قَوْمَ ابْنِ بَنْتٍ بِیَهُمْ تَامَلٌ بِأَنْصَافٍ تَرَى مَنْتَهَى السَّفَا

یعنی کہ قوم نصاریٰ کو صرف یہ گمان ہے کہ یہ کُوم حضرت عیسیٰؑ کے گدھے کا ہے یقین نہیں تھا مگر بھی اس قدر تعظیم کہ اسے بوسہ دیتے ہیں اسے کیا بوسہ بلکہ جس طرف بھی ہے وہ قابل بوسے سمجھتے ہیں۔ دامصیبتاہ کہ مسلمانوں نے اپنے نبیؐ کے نواسہ کی بے گناہ تین دن کا بھوکا پیاسا قتل کر دیا اور دربار سر مطہر حسینؑ کے ساتھ یزید ملعون گستاخی کر دیا ہے یہ اس گروہ مابکار کی انتہائی شقاوت ہے۔

سید ابن طاووسؒ نے بحوالہ ابن ابی عمیر روایت کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ ابو الاسود نے کہا ایک دن اس الحابوت کہ بزرگ ترین علماء یہود سے تھا میرے پاس آیا اور کہا بخدا میرے اور داؤد کے درمیان شیش تلوں کا فاصلہ ہے مگر جب یہود لوگ مجھ سے ملاقات کرتے ہیں میری بہت تعظیم کرتے ہیں اور تم نے اس شخص کو

جس کی ایک پشت تمہارے پیغمبر سے گزری ہے قتل کر ڈالا۔

فِيَا صَاعٍ اجْزَعٍ مِنْ يَزِيدٍ وَجَوْرَةٍ وَبَغْيِ اَهْلِ الضَّمِيمِ وَانْوَادَى التَّوَّابِاصِرَ
لَيْسَ يُعْهَدُ مِثْلُهُ وَهَمْؤُا يُنْكِرُ سَيِّئَهُ كَحَوِيْكُنْ يَرْوَى - یعنی کہ اے
رفیق اس پر ہزاع و خزاع کر اور فریاد کر ظلم یزید لعین کی۔ اور ان کے ظلم کی فریاد
کہ کہ جنہوں نے اس کی اتباع کی اس کے حکم کو مانا۔ اور ایسا کام کیا کہ جو نہ کبھی
کسی نے کیا اور نہ مشاکب کسی نے ایسا ظلم کیا تھا کہ سرفراز رسول خدا مجلس
شراب میں لایا جائے اور پھر یزید اسلام کا دعویٰ کرتا ہے۔

سیدان طاووسؑ اور دوسرے علماء و محدثین نے مختلف طریقوں سے نقل
کیا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بحالت اسیری شام میں خطبہ دیا ہے
چنانچہ صاحب مناقب وغیرہ نقل کرتے ہیں کہ یزید ملعون نے اپنے ایک خطیب
کو حکم دیا کہ ممبر پر جا کر ابو سفیان کی اولاد کی مدح کر۔ اس خطیب ملعون نے
حضرت امیر المومنین اور امام حسین علیہ السلام کی شان میں مارد و الفاظ کہے۔ اور
یزید ملعون اور اس کے باپ کی مدح کی۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ
اے خطیب تو نے خدا کو ایک شخص کی خوشی کے لیے ناراض کر لیا اور اپنی جگہ جہنم
میں بنالی۔ آپ نے فرمایا اے یزید لعین مجھے بھی اجازت دے کہ ممبر پر جا کر
کچھ کلمات خیر بیان کروں جو موجب خوشنودی خداوند عالم ہوں۔ لیکن یزید لعین
نے اجازت نہ دی۔ حاضرین دربار نے اصرار کیا اور آخر کار یزید لعین نے اجازت
دی لیکن یہ کہا کہ سید بجاؤ اہلبیاب نہوت ہیں یہ مجھے اور آل سفیان کو رسوا
کریں گے۔ حاضرین نے کہا کہ یہ بیمار و ناتوان ہیں کہاں ایسی تقریریں کر سکتے
ہیں۔ عرض کہ یزید نے اجازت دی اور امام زین العابدینؑ ممبر پر تشریف لے گئے

اول حمد و ثنائے الہی بجالائے۔ پھر تقریر فرمائی کہ لوگوں کے دل ہل گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پھر فرمایا اے لوگو خدا تعالیٰ نے اہلبیت رسول کو پھر نصلتیں عطا کی ہیں اور سات نخلتوں سے تمام مخلوق پر ہم کو فضیلت عطا کی ہے۔ ہم کو اس بات سے فضیلت عطا کی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جد ہیں اور علی مرتضیٰ ہم سے ہیں اور جعفر طیار جو کہ اپنے دونوں بیروں سے جنت میں پرواز کرتے ہیں ہم سے ہیں اور بطین ائمت یعنی امام حسینؑ امام حسنؑ ہم سے ہیں یہ سردار ہونا ان جنال ہیں۔

صَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ لَمْ يَعْرِفَنِي اَنْبَا تَهُ بِحَسْبِي وَنَسِي سِي۔ یعنی کہ جو میں پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہے اور جو نہیں جانتا اسے میں اپنے حب و نسب کی خبر دیتا ہوں اے گروہ کو قہ و شام میں ہی فرزند مکہ و نہی ہوں میں ہی فرزند زمزم و صفا ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جس نے مقام ابراہیمؑ کو اپنی چادر سے اٹھایا۔ میں ہی فرزند بہترین پیغمبران ہوں۔ میں ہی بہترین فرزند سعی و طواف کنندہ ہوں۔ میں ہی بہترین حایجان و تلبیہ ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں کہ جو براق پر سوار ہو کہ بلند ہوا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جسے ایک رات بھر میں مسجد اطرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئے۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ کہ جو قرب خدا میں بمقام قاب قوسین ادا دئی پہنچا۔ انا بن محمد مصطفیٰ انا ابن علی المرتضیٰ۔ میں فرزند محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور میں ہی علی المرتضیٰ کا فرزند ہوں۔ میں ہی وہ ہوں کہ بن کے دادا نے کفار و مشرکین کو ذوالفقار سے ضرب لگائی۔ میں ہی فرزند علی المرتضیٰ ہوں کہ جن کی بدولت اسلام بلند ہوا اور جس نے دو تلواروں سے جہاد کیا جو صبر کرنے والے میں ہیں۔ ان کا تاج

سر ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں کہ بوسیدۃ النساء العالمین ہے۔ میں خدیجہ الکبریٰ کا فرزند ہوں۔ اَنَا ابْنُ الْمَقْتُولِ ظَلَمًا۔ کہ میں ہی مقتول تیغ بچھا ہوں۔ اَنَا ابْنُ حِزْرِ الرَّاسِ مِنَ الْقِفَاءِ حَتَّى قَضَى۔ کہ میں اس کا فرزند ہوں کہ جس کا سر مطہر پس گردن سے کاٹا گیا۔ اَنَا ابْنُ الْعِطْشَانِ میں فرزند تشنہ کام فرات ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کا عامہ تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ میں اس کا فرزند ہوں کہ جس پر جنات نے ماتم کیا۔

اَنَا ابْنُ مَنْ رَأَسَهُ عَلَى السَّنَانِ یُذْنِیْ میں ہی اس کا فرزند ہوں کہ جس کا سر نیزہ پر بلند کر کے شہر بہ شہر بھرایا گیا۔ اَنَا ابْنُ مَنْ حَرَمَهُ مِنَ الْعِرَاقِ إِلَى الشَّامِ کہ میں اس کا فرزند ہوں کہ جس کے حرم اور سیرت کو اسیر کر کے کربلا سے شام لائے ہیں۔ فَلَمْ یُذْنِ یَقُولُ اَنَا اَنَا حَتَّى صَبَّحَ النَّاسُ بِاَلْبُكَاءِ وَالنَّجِیْبِ یعنی کہ میں ہی وہ ہوں کہ جس کا حرب و شب تم نے سنا پس اس قدر اپنے خاندانی حالات بیان کیئے کہ حاضرین دربار میں بے پناہ گریہ و بکا کا شور برپا ہو گیا۔ یزید ملعون نے خیال کیا ایسا نہ ہو کہ لوگ ان کے طرفدار ہو جائیں۔ اور مجھ سے برگشتہ ہو جائیں۔ اپنے موزن کو حکم دیا کہ اذان کہے۔ جب موزن نے اذان شروع کی۔ امام علیہ السلام نے خطبہ پھوڑ کر فرمایا کہ بے شک کوئی پیروز خدا سے بزرگ و برتر نہیں ہے وہی سب سے بڑا ہے اور ہر ایک بڑے سے بڑا ہے۔ جب موزن نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ تو آپ نے فرمایا کہ اس کلمہ پر میرے بال اور پوست گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور جب موزن نے کہا اَشْهَدُ رَاقِ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰهِ آپ نے یزید لعین کی طرف رخ کر کے فرمایا اے یزید لعین تبا کہ یہ محمد جن کا

نام اذان میں لیا جاتا ہے۔ میرے جد ہیں یا تیرے۔ اگر تو ان کو اپنا دادا رکھتا ہے تو نے بھوٹ بولا۔ اور اگر یہ اقرار کرتا ہے کہ محمدؐ عربی ہمارے مانا میں تو مانا کا کلمہ پڑھے اور ان کی اولاد کو قتل کرے اور اسیر کیا مجھے طوق و زنجیر میں مقید کیا۔ یزید و لداء حرام نے کوئی جواب نہیں دیا اور حضرت سید سجادؑ میرے اتر گئے۔ اور فرمایا کہ میں ان ظالموں کی خدا سے شکایت کرتا ہوں وہی منتقم حقیقی ہے۔ بروایت دیگر وربار یزید ملعون میں ایک یہودی عالم بھی موجود تھا۔ اس نے پوچھا کہ یہ جوان کون ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ علی ابن الحسینؑ ہیں۔ اور یہ غلطہ و دختر نبیؐ کے پوتے ہیں۔

یہودی نے کہا سبحان اللہ۔ حضرت حسینؑ فرزند رسول خدا کو تم نے قتل کر ڈالا تم نے اپنے نبیؐ کی ذریت کی کوئی قدر نہ کی۔ فَهَذَا ابْنُ بَنِيكُمْ مَقْتُولٌ فِي هَذِهِ السَّرْعَةِ کہ تم نے بہت جلد اپنے نبیؐ کی ذریت کو اپنے نبیؐ کے فرزند کو قتل کر ڈالا۔

بخدا اگر موسیٰ ابن عمران کے فرزند ہوتا تو گمان یہ ہے کہ ہم اسکی پرستش کرتے۔ تمہارے پیغمبر جیسے دنیا سے گئے تم نے ان کے فرزند کو تہ تیغ کر دیا۔ یہ سن کر یزید ملعون برہم ہو گیا اور اس کو قتل کرا دیا۔

سید ابن طاووسؑ اور ابن نما روایت کرتے ہیں کہ اسیران کر بلا کو وارد شام ہوئے پوچھا روز تھا کہ ایک شب بناب مکینہ بنت الحسینؑ نے خواب میں دیکھا کہ پانچ ناقہ نور کے پیدا ہوئے اور ہر ایک ناقہ پر ایک نورانی مرد پیر سوار تھا۔ اور بہت سے فرشتے ان کو حصار کیے ہوئے تھے۔ اور ان کے ہمراہ ایک کیزو برہو تھا۔ جب وہ ناقہ میرے سامنے سے گزر گئے۔ وہ کیزو میرے پاس آئی

اور کہلے سکینہ تمہارے جد رسول خدا اتم کو سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا رسول خدا پر سلام ہو تم کون ہو۔ کیا میں حوران بہشت سے ایک عود ہوں۔ میں نے سوال کیا وہ مرد پیر نورانی صورت کون تھے اس سوار نے کہا کہ ایک اونٹ پر حضرت آدمؑ، دوسرے اونٹ پر حضرت ابراہیمؑ اور تیسرے حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور چوتھے عیسیٰ روح اللہ تھے کہ بولنے اپنے اونٹ پر سوار تھے۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ پانچویں اونٹ پر کون بزرگ سوار تھے۔ اس نے کہا کہ وہ تمہارے جد نامدار حضرت رسول خدا تھے جو غم کی وجہ سے مڈھال ہو رہے تھے جب میں نے اپنے جد کا نام سنا تو ان کی طرف دوڑی کہ ان سے اپنی مصیبتیں بیان کروں گی۔ کہ اتنے میں پانچ ہودج اترے۔ اور پانچ بیبیاں ان میں سے باہر آئیں میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت عوا حضرت آسیہ حضرت مریم حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ وہ پانچویں بی بی حضرت فاطمہ الزہرا ہیں جو تمہارے جد ماجدہ ہیں۔ پس جب میں نے اپنی وادی کا نام سنا تو بے ساختہ میں ان کی طرف گئی اور فریاد کرنے لگی یا جَدَّاهُ قَتَلْتُ وَاللّٰہُ رَجَلُنَا وَ سَفَكْتُ وَاللّٰہُ دَمَاعَنَا - دھتکت حریمناہ - وحملنا علی الاقتاب بغیر وطاء نساء علی یزید لہ اے جد ماجدہ امت نے ہم پر ظلم کیے اور ہمارا حق چھین لیا۔ ہماری چادریں اتار لیں۔ میرے بابا کو قتل کر ڈالا۔ میرے بھائیوں کو شہید کر دیا۔ بناب فاطمہ زہرہ نے جب سنا تو فرمایا اے سکینہ بس بس میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ میں میرا ہن سین لے کر خدا سے فریاد کروں گی اور خون بہا طلب کروں گی۔ اے بیٹی سکینہ تم صبر کرو۔ بعد میں نے دیکھا کہ ملائکہ میرے بابا کے سر کی زیارت کو نازل ہو رہے ہیں۔

بروایت دیگر جناب سکینہ فرماتی ہیں کہ وہ حور یہ مجھے ایک قصر میں لے گئی۔
 ناگاہ میں نے دیکھا کہ پانچ عورتیں اس قصر میں موجود ہیں۔ اور ان کے درمیان
 ایک عورت بیٹھی ہیں جو نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ
 کون بنی ہیں اس حور یہ نے کہا کہ اے سکینہ یہ تمہاری دادی فاطمہ زہراء ہیں اور
 ان کے ساتھ خوا، مریم، جابرہ اور خدیجہ الکبریٰ ہیں۔ اور بروایت جابرہ کے ہاتھ
 میں ایک خون آلودہ پیرا بن ہے اور سب اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ میں اپنی دادی
 کے پاس گئی اور کہا: یَا حَبِیْبَةُ قَوْلِ ابْنِ دَاوِیْمَتِ عَلٰی صَفْرَسَتِیْ لَے جَدِہ
 عصمت پناہ لے جَدِہ وارث روا کر یانی بابا کو قتل کر دیا اور میں صفر سنی میں
 تیم ہو گئی۔ اسی اثناء میں میری آنکھ کھل گئی۔

یہ بھی روایت میں بتایا جاتا ہے کہ یزید ملعون کہتا تھا کہ میں نے کیوں حسین
 ابن علی کو قتل کیا۔ میرا حسین نے کیا بگاڑا تھا۔ یہ کہتا تھا اور وہ ملعون اپنا سر
 دھناتا تھا۔

ہندہ زہراء یزید لعین سے روایت ہے کہ میں نے ایک شب خواب میں
 دیکھا کہ آسمان کے درپے کھل گئے ہیں اور گردہ در گردہ ملائکہ سعادت نازل ہو
 رہے ہیں جو کہ سید الشہداء علیہ السلام کی زیارت کے لیے نازل ہوئے ہیں سب
 سر سید الشہداء کے پاس آئے اور سلام کیا۔ السلام علیک یا ابا عبد اللہ، السلام علیک
 یا بن رسول اللہ کہ اے حسین اے فرزند رسول خدا تم پر ہمارا سلام ہو۔ اسی اثناء میں
 دیکھا کہ ابر (بادل) کا ایک ٹکڑا زمین پر اترا۔ اس پر سے بہت سے لوگ
 زمین پر اترے اور درمیان میں ایک بزرگ تھے۔ ان کا چہرہ بہت زیادہ نورانی
 تھا۔ جب سرفبارک کے نزدیک پہنچے تو فرمایا: یَا دَاوِدُی قَتَلُوْکَ اَتْرَاھِمُ

مَا عَرَفُوكَ وَمِنْ شَرِّبِ الْمَاءِ مَنَعُوكَ اے میرے نور دیدہ اے میرے فرزند
 تجھ کو قتل کر دیا۔ حالانکہ کیا وہ لوگ نہ جانتے تھے تجھ پر پانی بند کر دیا اور پیاسا
 ہی شہید کر دیا۔ فرمایا اے نور دیدہ حسینؑ میں تمہارا نانا ہوں اور یہ تمہارے
 پدر علی المرتضیٰؑ ہیں اور یہ حسن مجتبیٰؑ ہیں اور یہ جعفر و عقیلؑ ہیں۔ یہ حمزہ و عباسؑ کہ
 تیری زیارت کے لیے آئے ہیں۔ اور پھر آپؑ نے اپنے اہلبیتؑ میں سے ہر ایک
 کا نام لیا۔ ہندہ کہتی ہے کہ میں خواب سے اٹھی تو بہت پریشانی کی حالت
 تھی۔ میں اس سرِ مطہر کے نزدیک گئی کہ جہاں آسمان کی طرف سرِ مطہر نور کی
 طرح تھا۔ پھر میں خواب سے یزید کو بگنہ کے لیے اس کے پاس گئی دیکھا
 کہ یزید لعین پلید اپنے بستر پر نہیں ہے۔ جب میں نے ادھر ادھر دیکھا تو معلوم
 ہوا کہ وہ مخوس و شقی ایک تائب مجرم میں کہ جہاں شمع بھی نہیں تھی بیٹھا ہوا
 ہے اور اس کا منہ دیوار کی طرف ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے حسینؑ میرا آپ
 سے کیا سروکار ہے کہ میں نے ناحق تم کو قتل کیا۔ پھر میں نے یزید کو وہاں
 سے اٹھایا اور خواب بیان کیا جس سے اس کی پریشانی اور اپنے فعل پر بہت
 زیادہ احساس ہوا کہ وائسرائے نے کیوں حسینؑ مظلوم کو قتل کیا۔ صبح ہوئی اس
 نے اہلبیت کو رہا کیا اور ان کو اختیار دیا کہ مدینہ جائیں یا شام میں بعثت و احترام
 رہیں۔ اس میں اہلبیت کو اختیار ہے۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ
 اول ہم کو حسین مظلوم کا ماتم برپا کرنے کی اجازت دے۔ اس نے کہا کہ تو نہیں مظلوم
 ہو دیا عمل کرو۔ آپ کی فرمائش پر یزید نے ایک مکان آقا کاہنہ امیر امام حسینؑ
 کے لیے دیا اور ملک شام میں جس قدر قریش اور بنی ہاشم تھے وہ سب کے سب
 عزاء امام حسینؑ میں شریک ہوئے اور سات روز تک ان سب نے ماتم کیا اور

نوسر وزارت کی اور عزاداری امام حسینؑ میں مصروف ہے۔ اور یہ بھی روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب تک اہلبیتؑ اطہارؑ شام میں ہے عزاداری امام حسینؑ برپا ہوتی رہی۔

ابو مخنف نقل کرتا ہے کہ یزید لعینؑ پلید نے ایک روز حکم دیا کہ محمدرات اہلبیتؑ اطہارؑ قصر بزرگ میں جائیں۔ اس وقت ابوسفیانؑ کی دخترول اور یزید کے محل کی عورتوں نے فخرہ لباس پہنے اور زیورات سے آراستہ ہوئیں کہ حضرت زینبؑ طاہرہ اور جناب ام کلثومؑ اور امام مظلومؑ کی بیٹیاں داخل قصر بزرگ ہوئیں لیکن جب بندر کی بیٹیوں نے دیکھا کہ غم و اندوہ میں مبتلا سو گواران حسینؑ لائے ہیں فوراً ازینت ختم کر دی سو گوارا لباس پہن لیا اور گریہ و زاری کرتے ہوئے استقبال کیا۔ اور تین دن تک یزید لعینؑ کے گھر میں ماتم حسینؑ مظلوم اور صف عزاء شہداء کر بلا آراستہ رہی۔ راز متجم۔ عزاداری برپا کرنے پر مخالفین کی طرف سے یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ عزاداری یزید ملعونؑ کے گھر سے جاری ہوتی ہے۔ اس اعتراض کا مقصد عزاداری کی اہمیت اور حیثیت کو سبک کرنا ہے۔ میں یہ واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت امام حسینؑ کے قتل کے بعد دو چیزیں ابھریں جو کہ یہ ہیں۔ شہادت امام حسینؑ پر اہلبیتؑ اطہارؑ ماتم و نوسر و زاری اور قاتلان امام حسینؑ کے یہاں خوشی و سرور۔ اور چھی عورت شام میں تھی کہ جب اہلبیتؑ اطہارؑ اسیر ہو کر دربار میں پہنچے تو دربار بزرگ میں خوشی ہو رہی تھی اور جب اہلبیتؑ قصر بزرگ میں پہنچے تو وہاں ماتم و نوسر ہو رہا تھا چنانچہ ماتم و عزاداری ہم نے اپنا لی کہ یہ مظلوم سے ہمدردی کی نشانی ہے۔ سوال ہو سکتا ہے کہ دربار بزرگ ملعون کی خوشی کس کے نام الاٹ ہوئی۔ شیعہ حضرات تو عزاداری برپا کرتے ہیں۔

جو مظلوم سے ہمدردی کی نشانی ہے اور یوم عاشورا محرم۔ مخالفین عزائم کی نشانی
ہیں آرائش کرتے ہیں۔ عزاداری کے خلاف زبان کھولتے ہیں پس دربارِ یزیدین
کی خوشی مخالفین نے اپنا لی ہے جو ظالم سے تعاون کی نشانی ہے۔ ہماری کتاب
لمحظات عزاء ملاحظہ ہو۔

اے شیعوں جب زینبؑ وام کلثومؑ قہرِ یزید میں گئی ہیں تو کیا حالت ہوئی ہو
گی کہ انقلاب زمانہ کوئین کی شہزادیوں کے لیے زندانِ شام اور یزید کی بیٹیوں کے
لیے قہرِ شام

اللعنة الله على القوم الظالمين

مجلس
عبدالمطیف بادین

پہلو دہریا مجلس

اسیرانِ اہلیت کی شام سے رہائی

اور
مدینہ منورہ پہنچنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله على المصائب الفادحات والقوادح المحاريات والصلوة
والسلام على سيدنا محمد اشرف الكائنات وان هو النجوم الطالع
وعلى اهل بيته الشموس الصاخيات والبدر الصاميات
سبما على فرجه وسيله صاحب المحن الهائلات والفتن الحاديات
التي لم يسمع بمثلهما في القروى الخاليات ولم ترتحوها عين
الايام السالقات صاحب الذموع الهائلات والعيون الشاهرات
والبطون الصاربات والقلوب الصاريات والشفات الذابلات
والافواه اليابسات والاكباد الطاميات والدماء حاريات و
الجروح القاصيات والخو الاميات والابدان الباليات
والاجسام العاريات التي احاطت الكلاب العاديات والسباع
القاريات بالسيوف الباترات والسهام النافذات وعوده السيوف
القاطعات طبائيه الزماح الطاعنات ودواؤه الدماء المحاريات

اَلْكَافَّةُ عَشِيرَةُ السَّافِيَّاتِ نَدَايَةُ الْبَنَاتِ الْخَاسِرَاتِ هِ شِيَاَعُهُ
 الْاِرَامِلُ الْبَارِزَاتِ هِ تَرْمَهُ الْخَيُولُ الْعَارِيَاتِ هِ وَتَسْفُو
 عَلَيْهِ الرِّيحُ السَّافِيَّاتِ هِ وَهُوَ سَبِيلُ خَيْرِ الْبَرِيَّاتِ هِ
 وَخَلِيقَةُ يَا رَحْمٰنِ الْمَوْجُوْدَاتِ هِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ اَسَسَ
 هٰذَا الْاَسَاسَ وَصَنَّ بَنٰى عَلَيْهِ بُنْيَانَهُ هِ وَخَتَمَ ظُلْمَهُ
 وَعُدَاوَتَهُ هِ لَعْنَةُ مُصَلَّلَةٍ هِ دَاسَّةٌ بَاقِيَةٌ هِ
 مَا بَقِيَتْ اَلْاَرْضُ وَنَوْنُ السَّمٰوٰتِ وَاشْرَقَتِ الْبَارِقَاتُ
 وَبَعْدُ قَالَ اللّٰهُ سُبْحٰنَهُ فِى كِتٰبِهِ الْعَزِيزِ هِ

آیت :-

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوِ اٰلِهِمْ سُلْطٰنًا يُسْرِفُ
 فِى الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنصُوْرًا هِ

(سورة بنی اسرائیل)

(آیت نمبر ۳۳)

ترجمہ :- اور جو شخص ناحق مارا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو (قاتل پر قصاص کا)
 نفاذ دیا ہے تو اسے چاہیے کہ قتل (خون کا بدلہ لینے) میں زیادتی نہ کرے بے شک
 وہ مدد دیا جائے گا (کہ قتل ہی کرے معاف نہ کرے)

اس آیت مجیدہ سے ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ارذوئے ظلم
 قتل کر دیا جائے تو مقتول کے وارثوں کو غالب بنایا جائے گا کہ وہ قاتل پر غلبہ
 پائیں گے مگر اس کے قتل میں زیادتی نہ کریں۔ خدا کے مقتول کے در ثام کے لیے
 غلبہ رکھتا ہے اور اس امر کا وعدہ کیا گیا ہے کہ اس کے وارثوں کو خدا کی نصرت

ملے گی۔ اس کے لیے قصاص بھی ہے۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا لَتَرْجَعَنَّ نَفُوسٌ وَلَيَقْتَتَنَّ يَوْمَ تَقُودُمْ۔

یعنی کہ یقیناً اگر کوئی شخص مقتول ہو گا تو اس کا قصاص لیا جائے گا اور قصاص میں مقتول کی نوعیت قتل کو بھی دخل ہے۔ کہ اگر کسی نے مقتول پر عذاب کیا ہے قاتل پر بھی وہی عذاب کی صورت بخوان قصاص ہوگی۔ اگر قتل کیا ہے تو قتل قصاص ہوگا۔

یہ آیت مجیدہ اگرچہ عمومیت پر مبنی ہے لیکن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت خصوصی طور پر حضرت امام حسین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ پنا پنچہ جیاشی حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کے اس قول میں ”مَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا“ حسین ابن علی میں کیونکہ آپ حالت مظلومی میں شہید ہوئے ہیں اور ہم ان کے اولیاء یعنی حارث ہیں اور جب ہمارا قائم ظہور فرمائے گا طلب خون کرے گا پس وہ اس قدر لوگوں کو قتل کرے گا کہ بظاہر لوگ یہ سمجھیں گے کہ قتل کرنے میں زیادتی کی ہے۔ اسراف کیا ہے اور آپ نے پھر فرمایا کہ اس آیت مجیدہ میں مقتول حضرت امام حسین ہیں اور ان کے ولی یعنی وارث حضرت قائم آل محمد امام مہدی علیہ السلام عجل اللہ فرجہ ہیں اور یہاں اسراف سے یہ مراد ہے کہ آپ ان لوگوں کو بھی قتل کریں گے کہ جنہوں نے اگرچہ بظاہر قتل نہیں کیا ہے اور حضرت قائم علیہ السلام من اللہ منصور ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا اس وقت فنا نہ ہوگی۔ جب تک کہ اولاد رسول خداؐ میں سے آپ کا ایک فرزند ظہور نہ کرے اور وہی ظاہر ہو کہ دنیا سے ظلم مٹائے گا۔ اور دنیا کو عدل و داد سے پُر کر دے گا۔ اور اس طرح

عدل و داد سے پُر کر گیا جیسے پہلے ظلم و جور سے پُر تھی۔ کافی میں روایت ہے کہ کسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ راوی کہتا ہے کہ آپ سے اس آیت مذکورہ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آیا اس کا مصداق حسین علیہ السلام کی ذات اقدس ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اُو قُتِلَ اَہْلُ الْاَرْضِ مَا کَانَ مَسْرُفًا کہ اگر تمام روئے زمین کے لوگ بھی اگر قتل کر دیئے جائیں تب بھی اسراف فی القتل نہیں ہے تقاسیر سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ حضرت صادق آل محمد نے کلمہ لایسرف کو بصیغہ نفی ارشاد فرمایا ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ مقتول کے دلا کو غلبہ دیا جائے گا۔ پس قتل میں اسراف نہیں ہے خواہ کس قدر گروہ انسانی قتل ہو۔ کیونکہ خون امام حسین علیہ السلام دوسرے لوگوں کے خون کی طرح نہیں ہے بلکہ شہیدان کو بلا کا خون ایک ایسا خون ناسحق ہے کہ اگر تمام عالم تلف ہو جائے تو بھی خون امام حسین سید الشہداء کا بدل نہیں ہو سکتا یہ خون حضرت صاحب پیغمبر کے ناسق سے کم تر نہیں ہے جبکہ خون ناسق کے سبب سے کئی ہزار نفر ہلاک ہوئے ہیں۔ یہ خون حضرت یحییٰ کے خون ناسق سے کمتر نہیں ہے بلکہ حضرت یحییٰ کے خون کے ناسق بدلے میں ستر ہزار آدمی قتل کیے گئے اور یہ گناہ یحییٰ کہ امام برحق کو ناسق کرنا یہ ایک ایسا گناہ عظیم ہے کہ (بلا تشبیہ) جب کہ قوم لوط کی زمین کا تختہ الٹ دیا گیا تو کیا قاتلان امام حسین اور اس قتل میں شریک ہونے والے اور خاموش رہنے والوں اور خون ناسق کو پھیلانے والوں سے جس قدر بھی قتال کیا جائے وہ کم ہے اور اصحاب "سبت" نے جو گناہ کیا تھا وہ تو بہت ہی تھا (سبت سے ہفتہ (شنبہ) کا دن مراد ہے اور اسرائیلیوں کو اس دن پھلی کا شکار کھیلنے کی مانعت تھی۔ ان لوگوں نے ایسا طریقہ نکالا کہ دریائے کنائے سے

بڑے گڑھے کھود دیئے ان میں دریا کا پانی بھرتا اور پھلیاں جمع ہو جاتیں تھیں یہ لوگ جمعہ کے دن کسی آنسو وقت جا کر گڑھے کی نایاں جو دریا سے پانی لانے کے لیے جاتی تھیں ان کا منہ بند کر دیتے تھے اور پھر اتوار کے دن جا کر پھلیاں نکال لاتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام نے ہر چند کہ اس مکاری کی مخالفت کی اور ان کو منع کیا مگر وہ اپنے کمرے سے باز نہ آئے آخر کار ان پر عذاب نازل ہوا اور وہ سب مردوزن بند رہ گئے تین دن تک یہ معذب مخلوق زندہ رہی اور بعد ہوا کا ایک بھونکا اور یہ سب کے سب دریا میں جا پڑے بنی اسرائیل میں شنبہ ہفتہ کا دن متبرک تھا اور اہل اسلام میں روز جمعہ متبرک تھا محض دن کی تقدیس برباد کرنے پر عذاب نازل ہو گیا تو ذات حسینؑ تو امام الجمعہ والجماعت ہے کیونکہ یہ صرف امام منصوص من اللہ کا حق ہے مگر اب یہ لفظ عام ہو گیا ہے۔ خدا رحم کرے)

ہاں واللہ قصاص خون امام حسینؑ میں اسراف نہیں ہے عظمت امام حسینؑ کے پیش نظر جس قدر بھی لوگ اس واقعہ سے متاثر ہوں گے اور قتل امام حسینؑ پر راضی ہوں گے وہ جس قدر بھی قتل کیے جائیں گے خواہ ان کی اکثریت۔

اقلیت میں بدل جلائے پھر بھی اسراف فی القتل نہیں ہے۔ علاوہ ازیں کثرت یہ قتل منافی عدل نہیں ہے کیونکہ اس خون ناحق کے ولی، وارث حضرت امام

العصر مہدیؑ ووران عجل اللہ فرجہ میں جو اولاد فاطمہؑ اور اولاد حسینؑ سے ہیں اور آپ کے فیصلہ جات علم باطنی کی بنا پر عل میں آئیں گے۔ جیسا کہ حضرت خضر اور حضرت موسیٰؑ کے واقعات میں نشاندہی کی گئی ہے کہ حضرت خضرؑ کو علم غیب حاصل تھا اور حضرت موسیٰؑ اس علم کو حاصل کرنے کے لیے خضرؑ کی

تلاش میں نکلے تھے مگر حضرت خضرؑ نے مقام امتحان میں علم غیب کا تحمل نہ پایا اور علم غیب تعلیم نہیں کیا۔ بن لوگوں کو خونِ امام کی وجہ سے قتل کیا جائے گا ان کے بارے میں حدیث میں وارد ہوا ہے اَلَا وَاِنَّ التَّوَّاصِيْنَ بِقَتْلِ الْحَسَنِ سُدَّكَ كَاذُ قَتْلِهِ یعنی کہ جو لوگ قتلِ حسینؑ پر راضی ہوئے اور آپ کے قتل میں شریک ہوئے ان سب کی اولاد در اولاد، در اولاد جو ایامِ محرم میں خوشیاں کر کے شریک قتلِ امام حسینؑ ہونے والوں کی عملی تائید کرتے ہیں۔ وہ سب کے سب وقتِ ظہورِ امام آخر الزمان قتل کیے جائیں گے اور جب حضرت امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو منادیِ فدا دے گا یا رکعاتِ اربعینؑ کہ حسینؑ کا خون طلب کیا جائے اور خون کا بدلہ لینے کے لیے لشکرِ اہل ایمان و ملائکہ ترتیب دیا جائے گا۔ اور امام عالی مقام خونِ امام حسینؑ کا انتقام لیں گے۔ علامہ کلینیؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کسی نے آپ سے اس آیت مبارکہ کا مطلب دریافت کیا جو کہ یہ آیت ہے۔ وَقَتْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَآئِيلَ فِي الْكِتَابِ نَقُصُّهُمْ ذُنُوبَهُمْ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَتَلْعَلْنَ عَلَاً كَبِيرًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۴)۔ یعنی کہ اور ہم نے بنی اسرائیل سے اسی کتاب (توریت) میں صاف صاف بیان کر دیا تھا کہ تم لوگ روئے زمین پر دو مرتبہ ضرور فساد پھیلاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے اس قوم نے پہلی مرتبہ اشعیا پیغمبر کو قتل کیا اور دوسری مرتبہ حضرت زکریا اور یحییٰ کو شہید کیا۔ اور حضرت عیسیٰ کے قتل کا ارادہ کرنا پس نبی و امام کو قتل کرنا سرکشی اور طغیان ہے اور ایسا ہی امتِ مسلمہ میں ہوا کہ پہلی مرتبہ امت نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو قتل کیا اور دوسری مرتبہ

امام حسنؑ کو زہر دے کر شہید کیا اور دَن تَخْلَعْنَ عَلَیْکُمْ سِرَکْشِ عَظِیْمٌ کا ردِ نما ہو گیا ہے کہ امام حسینؑ علیہ السلام کو قتل کیا اور امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ قتلِ امام حسینؑ تمام فسادوں میں عظیم تر فساد اور انتہائی بڑی سرکش ہے اور واقعہ کربلا میں ہر قسم کے ظلم بھی جمع ہو گئے ہیں۔ فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ اُولٰٓئِکُمْ یعنی کہ پھر جب ان دُشمنوں میں پہلے کا وقت آن پہنچا تو بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا اَلْمَآءُورِیْنَ بِاٰیِ شَدِیْدًا اَفْجَا سُوًّا حِلَلِ الدِّیَارِ۔ کہ ہم نے تم پر کچھ اپنے بدمذہبوں (بجائے نصرا) اور اس کی فوج کو مسلط کر دیا۔ جو بڑے سخت لڑنے والے تھے تو وہ لوگ تمہارے گھروں میں گھسے اور خوب قتل و غارت کیا۔ وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُوْدًا لَّا۔ اور خدا کے عذاب کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔

ان آیات میں خداوند عالم نے اس چیز کو واضح کیا ہے کہ نبی و امام کے قتل ہونے کی صورت میں قاتلوں سے ضرور بدلہ لیا جائے گا جس کی نظیر بنی اسرائیل میں ہے کہ حضرت یحییٰؑ کے قتل ہونے کے بعد بخت نصر کو ان پر مسلط کیا اور اس نے ستر ہزار افراد قتل کیے۔ ان آیات کا نزول قوم بنی اسرائیل سے متعلق ہے اور تاویل اس گروہ اہل اسلام سے ہے کہ جس نے امام حسینؑ اور ان کے پدر بزرگوار، اور ان کے بھائی حسنؑ کو شہید کیا۔ اور انتقامِ خونِ حسینؑ لینے کا تعلق حضرت امام العصرؑ مہدی القائم علیہ السلام کے ظہورِ وقتِ عمل میں آئے گا کیوں کہ آپ منصور من اللہ ہیں اور وارثِ خونِ امام حسینؑ ہیں۔

اس لیے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امام العصرؑ کے اصحاب کی پہلی ہمارا آواز یہ ہو گی۔ یا کَثٰلَاتِ الْحٰیۃِ کَہَاں ہیں خونِ حسینؑ کا بدلہ لینے والے چنانچہ حضرت صادقؑ آلِ محمدؑ فرماتے ہیں کہ جب مظلوم ترین اور بے کس سین گھوٹے

سے زخمی حالت میں زمین پر تشریف لائے۔ آپ استغاثہ فرما رہے تھے اور کوئی مدد کرنے والا نہ تھا۔ ملائکہ میں ایک پلچل مچ گئی بارگاہ خداوندی میں عرض کیا پروردگار! تیرے نبی کی دختر کا فرزند استغاثہ کر رہا ہے اور کوئی اس کی فریاد کو نہیں سنتا۔ اور اے خداوند عالم تیری نگاہ علمی میں یہ چیز موجود ہے۔ اس وقت خطاب قدرت ہوا کہ اے میرے ملائکہ تم عرش کی دائیں جانب نظر کرو۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص عبادت الہیہ میں مشغول ہے۔ پھر خدانے فرمایا اے ملائکہ میں اس کے ذریعہ انتقام خون حسینؑ لوں گا۔ اور اے ملائکہ میں نے بجلی کے قتل ہونے کے بعد انتقام لیا اور ستر ہزار افراد تہ تیغ ہوئے۔ پس میں خون حسینؑ کا بدلہ اسی قائم الصلوٰۃ کے ذریعہ لوں گا اور ستر ہزار، ستر ہزار ازگردہ بنی امیہ قتل کروں گا۔ اور ان کے لیے عذاب آخرت بھی ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے کہ جہاں ہمیشہ رہیں گے۔

مفضل ابن عمرؓ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اور یہ حدیث طولانی ہے جو کہ بحار میں موجود ہے کہ سوال کرنے پر حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا کہ حضرت قائم آل محمدؑ کے ظہور کے بعد آپ کے انصار مکہ میں آپ کے گرد اکٹھے ہوں گے۔ ملائکہ اور اشراف بنات آپ کے درستی پر ست پر بیعت کریں گے۔ اور پھر اہل مکہ کو دعوت بیعت دیں گے اور آپ اپنے اہل بیتؑ میں سے ایک کو اپنا سفیر بنا کر ان کی طرف مقرر کریں گے اور پھر امام عالی مقام حضرت مہدی العصر والقائم علیہ السلام دار الحجرت کی طرف واپس ہوں گے کہ جو کوفہ اور نجف کے درمیان ہو گا اور اس جگہ سے بسوے مدینہ روانہ ہو گئے تو عجیب و غریب امور ظاہر ہوں گے اور ان امور کو دیکھ کر ان خوش نصیب

مومنین کے دل خوش ہوں گے اور کافر و منافقین کا وزن و ملال زیادہ ہو جائیگا۔ پس اس وقت سید حسینیؑ ظہور فرمائیں گے اور آپ کی بیعت کریں گے۔ اور پھر آپ دمشق جائیں گے اور شاہ سفیانی کی حکومت پر طرقت کریں گے رجال مارا جائے گا۔ پس پھر حضرت امام حسینؑ ظاہر ہوں گے اس طرح کہ آپ کے ہمراہ بارہ ہزار صدیق و صادقین ہوں گے اور بہتر شہدائے کربلا بھی ہمراہ ہوں گے **قَالَ لَكَ مِنْ عِنْدِهَا مِنْ كَرِيخٍ ذَهْرَاءُ وَرَجَعَتِ بَيْضَاءُ** پس صدیق اکبر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام قبر مبارک سے باہر تشریف لائیں گے اور اس وقت ایک ایسا قبیہ نورانی آپ کے لیے آئے گا کہ جس کی ضیاء باری دیکھ کر آفتاب بھی رشک کرے گا۔ اس وقت ظاہر و باطن سب روشن ہو جائیں گے یعنی ظاہر ہو جائیں گے۔ **يَوْمَ نَزَّوَتْهَا تَنَاهَلُ كُلُّ مُرْصِعَةٍ عَيْنًا اَرَضَعَتْ وَتَضِعُ كُلُّ ذَاتِ حَبْلٍ حَبْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ** (سورۃ الحج آیت نمبر ۲۵) یعنی کہ جس دن تم اسے دیکھ لو گے تو ہر دودھ پلانے والی (دھکے مارے) اپنے شیرخوار کو بھول جائے گی اور ساری حاملہ عورتیں اپنے اپنے حمل (دہشت سے) گرادیں گی اور گھبراہٹ میں) لوگ تجھے متوالے معلوم ہوں گے۔ حالانکہ وہ متوالے نہیں ہیں بلکہ خدا کا عذاب بہت سخت ہے (کہ لوگ بدحواس ہو رہے ہیں)

پس حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا کہ **تُرَى يَوْمَئِذٍ السَّيِّدُ الْاَجَلُ رُسُولِ اللَّهِ فِي انْصَارِهِ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ وَمَنْ آمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ وَاسْتَشْفَعَهُ مَعَهُ** پس سید الانبیاء حضرت رسول خدا انصار و مہاجرین کے ساتھ ظاہر ہوں گے اور وہ صاحبان ایمان بھی ظاہر ہوں گے کہ جو دنیا میں آپ کی تصدیق کرتے تھے اور

ایمان کامل کہتے ہیں یا دنیا میں دین اسلام کی خاطر شہید ہوئے ہیں۔ اور پھر یہ بھی یقینی چیز ہے کہ جن لوگوں نے آنحضرتؐ کی نبوت میں شک کیا اور آپ کی تکذیب کی۔ وہ لوگ کہ جو آنحضرتؐ کو کاہن وغیرہ کہتے تھے مجنوں و شاعر سمجھتے تھے اور آپ سے محارہ کرتے تھے موجود ہوں گے اور ان سے قصاص لیا جائے گا اور ان کو سزا دی جائے گی۔ وَذُرِّيدُ اِنَّ نَفسَ عَلٰی الدِّينِ اسْتَضْفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلْهُمْ اَنْفُسَهُمْ الْوَارِثِيْنَ ۝ وَنَبْلِيَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَرَٰزِدَٰتُ زَٰوِيْنٍ وَهَٰذَا مَآكِنٌ وَجُوْدُهُمْ اَيْنَهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْضُرُوْنَ ۝

(سورۃ القصص اور ہم تو یہ چاہتے تھے کہ جو لوگ روئے زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان نبیؐ لوگوں کا) پیشوا بنائیں اور انہی کو اس سر زمین کا مالک بنائیں اور انہی کو روئے زمین پر پوری قدرت عطا کریں اور فرعون و یامان اور کودونوں کے لشکروں کو انہی کمزور ہاتھ سے وہ پیڑیاں دکھائیں جس سے یہ لوگ ڈرتے تھے) یعنی مقصد یہ ہے کہ جو لوگ کمزور کر دیئے گئے ہیں خدا ان پر احسان کرے اور انہیں قوت بخشے اس طرح کہ وارث زمین بنائے یعنی کہ ان کی بادشاہت قائم ہو۔ اور زمین ان کے تصرف میں ہو۔ مفضل نے سوال کیا کہ مولیٰ آنحضرتؐ سے کہ امام آخر الزمان مہدی القائم تک سب ہی وارث زمین ہوں گے۔ یقیناً مادرائی قاف ان سب کی حکومت ہوگی۔ روئے زمین پر ان کا سکھ روال ہوگا۔ ان کا کلمہ پڑھا جائے گا۔ اور روئے زمین پر دین اسلام نافد ہوگا باطل مٹ جائے گا۔ حق کا دور دورہ ہوگا۔

اے شیعو! میں دیکھتا ہوں کہ تمام آئمہ ہدیٰ صلوة اللہ علیہم اجمعین آنحضرتؐ سے اپنے اپنے مصائب بیان کریں گے کہ اے جدنا مدار ہم پر آپ کے بعد امت نے

کیا کیا غلم کیے ہیں۔ سیدہ عالم فاطمہ زہرا اپنے بابا سے شکایت کریں گی کہ فلاں فلاں آگ و لکڑیاں لے کر میرے دروازہ پر جمع ہو گئے۔ فاطمہ شکایت کریں گی کہ فلاں فلاں نے دروازہ مجھ پر گرا دیا اور میرے شکم میں محسن شہید ہو گیا بیعت کے سلسلہ میں حضرت امیر المومنینؑ کے گلے میں رسی ڈال دی۔ راز مترجم۔ بعض لوگوں کو یہ مغالطہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے دو خلیفہ اول میں ان کی بیعت کر لی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے خلفاء ثلاثہ میں سے کسی کی بیعت نہیں کی۔ اگر آپ بیعت کر لیتے تو آپ کے بعد واقعہ کہ بلا جوا نکار بیعت پر منج ہوتا ہے رونما نہ ہوتا۔ پس شہادت حضرت امام حسینؑ شاہد ہے کہ ان کے پدر عالی قدر نے ہرگز بیعت نہیں کی تھی۔ مفصل حالات کے لیے ہماری کتاب علیؑ اور بیعت ملاحظہ ہو۔

فاطمہ زہرا اپنے بابا کی خدمت میں عرض کریں گی کہ مجھے آپ کی میراث سے محروم رکھا گیا۔ حالانکہ گروہ انبیاء اپنی اولاد کو اپنی میراث دیتے رہے ہیں۔ اس وقت حضرت علیؑ نے آپ سے فرمایا اے سیدہ تم رحمت اللعالمین کی دختر ہو صبر کرو صبر تمہاری میراث ہے۔ حضرت امیر المومنینؑ متحق خلافت کے سلسلہ میں مہابو انصار کے پاس بھی تشریف لے گئے ہیں اور انہوں نے جو عہد آنحضرتؐ سے کیا تھا یاد دلایا ہے لیکن موقع پر ان لوگوں نے اظہار حق نہیں کیا۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ زمانہ رجعت میں جبکہ آنحضرتؐ کی بادشاہت ہوگی آپ اپنے مصائب بیان فرمائیں گے اور آنحضرتؐ سے انصاف چاہیں گے۔ پھر عرض کریں گے کہ ابن ابی لمجم نے میرے سر پر حالت نماز میں ضرب لگائی اور مجھے شہید کیا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ یتوم الحسین مخضیا بدمہ ہو وجیبع من قتل جعفر یعنی کہ

اس وقت حضرت امام حسینؑ اپنے خون میں آلودہ اور تمام شہداء کربلا اپنے اپنے خون میں آلودہ آئیں گے۔ اور آنحضرتؐ سے داد پائیں گے۔ امام حسن مجتبیٰؑ تشریف لائیں گے اور زہر کا واقعہ بیان کریں گے اور پھر سیدہ عالم فریاد کریں گے تضرع و زاری فاطمہؑ دیکھی نہ جائے گی۔ آنحضرتؐ فاطمہؑ زہر کو پیار کریں گے اور فرمائیں گے اے بیٹی صبر کرو اب خون حسینؑ کے انتقام کا وقت آگیا ہے۔ یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد حضرت صادقؑ آل محمدؑ پر گریہ طاری ہوا اور آپؑ خوب روئے اور فرمایا۔ لَا عَيْنَ لَا تَبْكِي حِينَ هَذَا الْيَوْمَ بَعْدَ بَيْنِي وَبَيْنِكَ وَأَنْتَ كَأَنَّكَ نَهْنَهْتِ لِمَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ اَطْهَارُ سَنَے اور آنکھ سے آنسو نہ نکلیں۔ مفضل کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت بہت گریہ کیا۔ پھر میں نے مولاؑ کی خدمت میں عرض کیا یا مولاؑ! مَا فِي الدَّمْعِ يَعْنِي كَلِّ لِي مِرَّةً مَوْلَا اِسِي گریہ کا کس قدر ثواب ہے تو ارشاد فرمایا کہ اگر ایک قطرہ اشک ہماری مصیبت میں انسان کی آنکھ سے نکل آئے تو اس کا بے حد ثواب و اجر ہے۔

مفضل کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اس وقت فاطمہؑ بنت رسول اللہؐ خداوند عالم سے عرض کریں گی۔ اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ وَعْدَكَ وَمَوْعِدَتَكَ اِلَيَّ فِي مَنْ ظَلَمْتَنِي وَغَضَبْتَنِي وَصَرَفْتَنِي وَجَزَعْنِي فَقُلْ اَوْلَادِي يَعْنِي كَلِّ لِي بَارَاہَا تو اپنا وعدہ وفا کر۔ اور مجھے داد دے اور بن لوگوں نے مجھ پر اور میری اولاد پر ظلم کیا ہے۔ میرا اور میری اولاد کا حق پھینکا ہے میری اولاد کو قتل کیا ہے۔ مجھے میری اولاد کے غم میں مصیبت زدہ کیا ہے۔ میں تیری بارگاہ میں فریاد لائی ہوں تو فیصلہ کر تو حکم جاری کر۔ پس اس وقت گریہ و بکا کا شور

برپا ہو گا۔ اور تمام کائنات میں شور و غوغا بلند ہو گا۔ خداوند! تو قاتلوں سے انتقام لے۔ الا قتل فی ذالک الیوم الف قتل۔ یعنی کہ اس روز درجہ بدرجہ ہزاروں آدمی قتل کیے جائیں۔ یہ حدیث بہت طولانی ہے مگر بقدر ضرورت اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان کی یہ سزا اگرچہ عذاب ہے مگر آخرت کا عذاب اس سے بھی شدید تر ہے۔ کیونکہ خون امام حسین کا ولی خود ذات خداوند عالم ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ اَللّٰہُمَّ یُطْلَبُہُ اللّٰہُ کہ یہ خون وہ خون ہے کہ خدا طلب کرے گا۔ پچانوچہ روز محشر میدانِ حشر میں ایک عجیب ہنگامہ کریں گا کہ جب سربریدہ امام حسینؑ لایا جائے گا۔ سیدہ مالینہ فاطمہؑ نوحہ کناں فریاد کریں گی اور اس وقت سریش الہی تنزل میں آئے گا۔ ملائکہ مقربینؑ کریں گی کہ یہ کناں ہیں۔ واقعہ کہ بلا نے حاملانِ عرش کو عزادار بنا دیا کہ امت نے نواسہ رسولؐ خدا کو شہید کر دیا۔ فاطمہؑ کا شیر لہو ہو کر بہہ گیا۔ جسم نازنین ریگ گرم پر پڑا رہا۔ اگر اس گروہ نابکار کا ایمان بختہ ہوتا اور وہ خدا و رسولؐ کا پاس و لحاظ کرتے تو حسینؑ کو شہید کرتے معلوم ہوا کہ ان کا ایمان ہی نہیں تھا اور نہ یہ صحیح طور پر اسلام لائے تھے۔ یہ مہدیؑ طلبا تھا۔ نے بہت خوب فرمایا ہے مَا اَصْنَعُ الْقَوْمَ وَقَدْ مَا اَوْھَمُوْا کُفْرًا وَاھْنُ بَعْدِ اَیْنِکُمْہُمْ لَوْ اَنْتُمْ سَعْدُوْا۔ یہ جماعت روز اول ہی سے ایمان بخدا و رسولؐ نہیں لائی تھی۔ انہوں نے ظاہراً اسلام قبول کر لیا تھا اور آنحضرتؐ کے بعد یہ لوگ اسلام سے پھر گئے تھے۔ پچانوچہ احادیث صحیحہ سے یہی استفادہ ہوتا ہے کہ قَدْ کَاذَبُوا الْمُصْطَفٰی فِیْ حَرْبِہٖ عِندَ رَبِّہٖ وَلَوْ اَخَا شَرِّھُمْ فِیْ حَرْبِہٖ۔ ابتداء یعنی کہ آنحضرتؐ پر ان لوگوں کا کیا ایمان تھا۔ حالانکہ انہوں نے رسولؐ خدا

سے محاربہ کیا پیغمبر خدا پر تلوار کھینچی آنحضرتؐ نے فرمایا ہے حربك حربى
 وَسِنُّكَ سِلْبُجِ یعنی کہ میری عزت سے اور علیؑ سے جنگ کرنا مجھ سے جنگ
 کرنا ہے چنانچہ زمانہ اول اسلام میں جنگ کی ہے۔ اَلَا كَلَانَ يَنْزِلُ عَنْ سُلْطَانِهِ
 مَلَكٌ وَلَا لَمْنِيَةِ السَّاعِى لِبَعَايِنِهِ — یعنی کہ ان لوگوں کو زمانہ رسول خدا میں
 ایسا موقعہ نہیں ملا کہ بے سختی دلی جنگ کرتے اور وہ لوگ ہاتھ روکے رہے۔ خَلَا
 اَنَسِ الْحُسَيْنَ وَقَدْ كَرَّتْ عَلَى قَتْلِهِ الْاَفْوَاجُ وَالزَّمَنُ — یعنی کہ
 اگر تم نے فراموش کر دیا ہے تو میں نے تو فراموش نہیں کیا کہ حضرت امام حسینؑ
 کو لشکر کفر و ضلالت نے اپنے گھرے میں لے کر چاروں طرف سے آپ پر حملہ کیا۔
 كَمْ قَامَ فِيهِمْ خَطِيْبًا مِّنْ دَاوُدَ لَمَّا اَغْتَدَّتْ الْاَيَّامُ وَالسَّنُّ —
 یعنی کہ کثیر تعداد میں خطبہ دیا اور مواظظ بیان کیے اور ان لوگوں کو عزت
 رسول خدا کی عظمت اور جلت سمجھائی مگر ان کے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوا
 قَالَ اَسْبَدُوْنِى فَنَجَدْتِى اَحْمَدَ وَسَلُّوْا مَا قَالِىْ فِىْ فُلْكِىْ لِيَكُوْنُ الْخَبْرُ حَبِيبِ یہ
 دیکھا کہ ان لوگوں پر مواظظ کچھ اثر نہیں کرتے فرمایا کیا مجھے پہچانتے ہو کہ میں
 کون ہوں اگر نہیں پہچانتے ہو تو آگاہ رہو کہ میں فرزند محمد مصطفیٰؐ جگر گوشہ
 علی المرتضیٰؑ نور دیدہ فاطمہ زہرہؑ ہوں۔ دِيْنَا دِى اِنِى الْاَصْحَابُ اَبَا بَی الْمُرْتَضَى
 ورسول اللہ جدامنہا القوم ارجو فی پھر آپ نے با آواز بلند فرمایا کہ میری ماں
 فاطمہ زہرہؑ ہیں۔ میرے بابا علی المرتضیٰؑ ہیں اور میرے نانا رسول خداؐ ہیں۔ اے قوم
 ان کی خاطر مجھ پر رحم کرو۔ پھر سوال کیا۔ رسول خداؐ نے میرے متعلق امت سے
 کیا فرمایا ہے۔ یہاں نہیں جانتے میرے نانا نے فرمایا ہے حُسَيْنٌ مِّنِّىْ وَ اَنَا مِنْ
 الْحُسَيْنِ۔ نانا نے فرمایا ہے الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنة یعنی کہ

میں اور میرے بھائی دونوں کو جو انانِ جنت کا سردار قرار دیا ہے۔ دَعَوُ
تُونِي لِضَرِيٍّ اَيْنَ نَحْضُرُكَ وَ اَيْنَ مَا خَطَبَ الْاَقْلَامُ وَالزَّبَرُ۔ مجھے
تم نے بہت خطوط بھیج کر بلایا ہے تم میری نصرت کرو۔ تم نے تو پانی تک بند
کر دیا ہے حالانکہ تمام جانور تک آبِ فرات سے سیراب ہوتے ہیں۔ هَلْ مِنْ
مَعْنِيٍّ يَغِيثُ الْاَلَّ مِنْ ظُلْمٍ بِشَرِكِيٍّ مِنْ غَيْرِ مَا لَهَا خَطَرُ —
کوئی فریاد رس ہے کہ مجھے ایک گھونٹ آبِ سرد پلا کر میری فریاد کو پہنچے۔
اور ہمیں تشنگی سے نجات دلائے۔ وَ هَلْ رَاحَ يَرْحَمُ الْوَلَدُ الْوَالِدَ
فَقَدْ جَعَلَ الزَّمَاعُ دَمًا لِلْعَفْلِ مُقْطِعًا كَوْنِي رَحِمَ كَرْنِ وَاللَّهِ كَرْنِي رَحِمَ كَرْنِ
شیر غار پر رحم کرے اور اس کو ایک گھونٹ پانی پلائے کہ اس کی ماں کا
دودھ خشک ہو گیا ہے۔ هَلْ مِنْ نَصِيرٍ مُخَاوِدِ اخِي حَسِبَ مِيرِ عَالِيٍّ
فَمَا حَمَزَا وَكَذَلِكَ نَصْرُوَا۔ آیا ہے کوئی مددگار آیا ہے کوئی جو میری کفایت
و مدد گاری کرے۔ اور حرمت رسول خدا کی رعایت کرے مگر کوئی حمایت نہیں
کرتا تھا۔ تِلْكَ التَّرَايَا كَوَانُ الْقَلْبِ مِنْ حَجَرٍ اصْوَحَّ كَانْ لَادَنَا هَتَّ
يَنْفَطِرُ۔ ان مصیبتوں میں چند مصیبتیں ایسی ہیں کہ جن کو سن کر دل شکافتہ ہو
جاتا ہے کہ اس گروہ نابکار نے امام حسین علیہ السلام پر مصائب کے پہاڑ توڑ
دیئے خدا کے حکم سے زمانہ رجعت اور قیامت میں ان کفار سے انتقام خون
حسین مظلوم لیا جائے گا۔ اور یہ لوگ داخل جہنم ہوں گے۔

سید ابن طاووسؒ و ابن شہر آشوب نے عبد اللہ بن رباح سے روایت
کی ہے کہ اس نے کہا میں نے ایک مرد نابینا کو دیکھا میں نے اس سے
دریافت کیا کہ نابینا اراندھا کیونکر ہوا۔ اس شخص نے کہا کہ میں ان لوگوں

میں سے ہوں کہ جو حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے گئے تھے میں
 نو آدمیوں کے ہمراہ تھا مگر میں نے امام عالی مقام سے جنگ نہیں کی نہ کوئی نیزہ
 ان کی طرف پھینکا اور نہ کوئی تیر مارا جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں
 اپنے گھر واپس آ گیا۔ نماز عشاء پڑھنے کے بعد میں سو گیا۔ میں نے خواب میں
 دیکھا کہ مہیب صورت شخص آیا اور کہا تجھے حضرت رسول خداؐ بلاتے ہیں۔ میں
 نے کہا کہ انہیں مجھ سے کیا کام ہے مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ شخص
 مجھے کٹاں کٹاں لے گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک صحرا میں آنحضرتؐ مغموم و محزون
 تشریف فرمائیں اور آستینوں کو کہنیوں تک پڑھائے ہیں اور ایک سربہ دست
 مبارک میں ہے اور آنحضرتؐ کے سامنے ”نطع“ یعنی چڑے کا فرش بچھا ہوا ہے
 اور ایک فرشتہ کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں آتشیں تلوار ہے۔ اور ان نو آدمیوں
 کو جو میرے ساتھی تھے اس تلوار سے قتل کر رہا ہے۔ اپنی تلوار جس شخص پر لگاتا
 ہے وہی شخص آگ میں جھل جاتا ہے۔ پھر وہ زندہ ہوتا ہے اور پھر وہ فرشتہ
 آگ کی تلوار سے ضرب لگاتا ہے جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں نے
 دو زانو بیٹھ کر کہا السلام علیک یا رسول اللہ۔ حضرت نے جواب نہ دیا۔ اور
 ایک ساعت سر مبارک بھکائے رہے اور فرمایا اے دشمن خدا تو نے میری حرمت
 ضائع کی اور میری عزت کو قتل کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے مگر تو
 نے لشکر اپنی زیاد کی کثرت میں امانہ کیا فرمایا۔ میرے نزدیک آ رہے ہیں
 قریب گیا تو ایک لہشت خون سے بھرا رکھا تھا۔ فرمایا یہ میرے فرزند حسینؑ کا
 خون ہے یہ کہہ کر آپ نے سلائی میں خون لگا کر میری دونوں آنکھوں میں پھیر
 دیا۔ جب خواب سے بیدار ہوا تو اندھا تھا۔

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر قاسم ابن اصبح بن نباۃ سے روایت کی ہے کہ ایک ملعون قبیلہ وارزم سے لشکر ابن زیاد میں شریک ہو کر کربلا وارو ہوا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہنگ کرے اس شخص کا چہرہ بالکل سیاہ ہو گیا تھا۔ اور واقعہ کربلا سے پہلے وہ شخص خوب رو اور برنگ سفید تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تمہارا یہ حال ہو گیا کہ چہرہ بالکل سیاہ ہو گیا ہے یہ کیا بات ہے۔ اس ملعون نے کہا کہ میں نے لشکر امام حسین علیہ السلام میں سے ایک خوبصورت ماہ رو انسان کا قتل کیا ہے۔ اس کی پیشانی مبارک سے عبادت کے آثار ہویدا تھے اور میں اس کا سر لایا ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ وہ ملعون ایک گھوڑے پر سوار تھا اور وہ سر مقدس زمین میں لٹکا ہوا تھا اور گھوڑے کی رانوں سے لگتا تھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کاش یہ شخص اس سر مبارک کو ذرا اونچا باندھتا کہ گھوڑے کی رانوں سے نہ لگتا۔

میرے باپ نے مجھ سے کہا کہ اے بیٹا کہ اس سر مقدس کا صاحب ہو بلا اس پر نازل کر تلے ہے وہ اس صدمہ سے کہ جو سر مبارک پر ہے زیادہ ہوتی ہے۔ اس سیاہ رونے بیان کیا کہ جس دل سے میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے ہر شب میرے خواب میں آتا ہے اور کہتا ہے چل، بس مجھے جانب جہنم لے جاتا ہے اور جہنم میں ڈال دیتا ہے اور صبح تک عذاب میں مبتلا رہتا ہوں۔ میں نے اس کے ہمسایہ لوگوں سے سنا وہ کہتے تھے کہ راتوں کو اسکی صدائے فریاد سے میں نیند نہیں آتی ہے۔ میں اس عورت کے پاس گیا اور حقیقت حال دریافت کی اسکی زوجہ نے کہا کہ اس کم بخت نے خود اپنے کو سوا کیا ہے اور واقعہ ایسا ہی اس کا حال ہے جیسا اس تم سے بیان کیا ہے

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس کسی شخص نے حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام سے محاربہ کیا وہ فرد مرضِ جزام میں مبتلا ہوا یا پاگل ہو گیا اور اس کے اثرات اس کی اولاد میں نمایاں رہے۔ ایک اور حدیث میں حضرت صادق اکبرؑ سے مروی ہے کہ ابوسفیان کی اولاد نے حضرت امام حسینؑ کو شہید کیا۔ پس خداوند عالم نے ابوسفیان کی اولاد سے ملک چھین لیا۔ ہشام ابن عبد الملک نے زید ابن علیؑ زین العابدینؑ کو شہید کیا خداوند عالم نے اس سے حکومت چھین لی۔ ولید ملعون نے یحییٰ ابن زیدؑ شہید کر قتل کیا خدا نے اس سے اس کا ملک چھین لیا۔ پس جس کسی شخص نے امام حسینؑ کے ساتھ سلوک کیا وہ کبیر کو دار کو پہنچا دینا آخرت میں ذلیل ہو گیا اور اس نے اپنی آخرت تباہ کر لی۔ اس کے بالمقابل آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرنا اور عزاداری کرنا عزا امام حسینؑ پر ان کی شریعت کو نثار۔ بقا شہادت امام حسینؑ کے لیے تقدیرِ آخرت کا کام باعثِ خیر و برکت اور موجبِ ثوابِ آخرت ہے۔ اور دنیا میں بھی اس کی عزت و وقار ملتا ہے۔ اور اس پر اکثر احادیث شائد ہے۔ اور جو شخص ان چیزوں کو ٹھاننا چاہتا ہے اور بخورنے کے لیے عمل سے رہے آخرت میں اس کے لیے خسارہ اور دیناس اس کے لیے ذلت و سوامی سے منقول ہے کہ معتز باللہ جو خلفائے بنی عباس سے ایک خلیفہ تھا اس نے خزانہ امام حسینؑ کو لوٹ لیا اور سارا مال و زراعتی فوج کے لوگوں کو بانٹ دیا اور کہا کہ قبر کو خانہ کی احتیاج نہیں ہے جب وہ کہلا سے باہر نکلا۔ وہ شقی ازلی اور اس کا بیٹا و دونوں قتل کر دیئے گئے عقابیت سعود بن عبد العزیز ابن عبد الوہاب اس طرح پر ہے کہ یہ شخص بخدی تھا اس نے بدعتیں جاری کیں اور اکثر شہروں اور قبروں کے لوگوں کو قتل کیا۔ اور ان پر غلبہ پاکر عربیہ حکومت کا تاجدار بن گیا۔ اور اپنے عقائد باطلہ لوگوں میں پھیلانا شروع کئے۔ اور روضہ باد مبارک کی تعظیم و تقدیس کرنے کو دام قرار دیا کہ وہ ان چیزوں کو بت پرستی سمجھتا تھا۔ پھر اس نے کہلا معلیٰ کا رخ کیا اور باشندگان کہلا کو قتل کیا اور اپنا رعب اور اپنی

دہشت پھیل کر لوگوں کی زبانوں کو بند کر دیا۔ تقریباً چار ہزار افراد کو بے گناہ ترسے گیا۔ اور قبر مبارک حضرت شہداء علیہ السلام فریج مبارکہ کو غارت کیا اور سیم وزر لوٹا۔ صندوق مبارک کو توڑ ڈالا۔ یہ واقعہ ہائیکہ عذر ۳۱۶ھ صحیح کو پیش آیا ہے۔ اس کی تاریخ لفظ ”بغذیر“ سے نکلتی ہے (ب + ۲ غ + ۱۰۰۰ + ۴ + ۱۰ + ۲۰ = مجموعہ ۱۲۱۶ ہوا۔ یعنی کہ سال تباہی ۳۱۶ھ) اور جب وہ کہ بلا کو برباد کر کے واپس ہوا تو وہ ابھی اپنے وطن نہیں پہنچا تھا کہ ذیل و خوار ہوا۔ اور طرح طرح کی مصیبتوں نے ان گھیرا۔ نوعیت یہاں تک پہنچی کہ وہ اصل جہنم ہو۔ اس کی سلطنت چونکہ قوی گئی تھی مضبوط ہو گئی تھی۔ اپنی قوم پر تسلط ہو چکا تھا کہ ان میں دہشت گردی پیدا کی۔ کچھ لوگوں کو قتل کیا۔ اس کی اولاد اقربا پر کی تعداد قریب قریب دو سو نفر تھی کہ جن کو امیر کے مہر لٹگئے۔ اور اس کے خاندان کے چند بزرگ لوگ اسلامیوں پہنچائے گئے۔ اور جب ان کو سلطان روم کے سامنے پیش کیا تو اس نے ان کو قتل کر دیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ابن قولیہ نے معادیہ ابن دہب سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ عمر رسیدہ۔ کہ تم تھی کہ خدمت امام عالی مقام میں آیا اور سلام کر کے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنا ہاتھ برائے بوسہ دین۔ امام عالی مقام نے جواب سلام دینے کے لیے اپنا دست مبارک اس کی طرف بڑھایا اس مرد میر نے آپ کے ہاتھ کا بوسہ لیا۔ اور اس پر گریہ طاری ہو گیا آپ نے اس سے سبب گریہ دریافت کیا فرمایا تو کس لیے روتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں آپ پر خدا ہو جاؤں اب سے سو برس بیشتر میں آپ کے در دولت پر حاضر ہوا اس سال مفید ہے اور وہی روز ہے کہ میں جب حاضر ہوا تھا لیکن میری حسرت آج پوری نہ ہوئی (اَزْیَمْتُ مَقْتُولِیْنَ مَشَوْدِدِیْنَ وَاَرَعِیْ اَعْدَاۤیْکُمْ یَطْرُوْنَ بِالْاَیْحٰثَةِ)۔ یعنی کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ اُن رسولِ در بدر ہرگز میرا در دشمنانِ دین۔ ہواؤں میں اڑ رہے ہیں یہ سن کر حضرت صادق آل محمد کی آنکھوں میں

انسوا گئے۔ اور فرمایا اے شیخ کہ اگر خدا تجھے ہمارے قائم عجل اللہ فرجہ کے ظہور تک باقی رہے تم اس وقت ہمارے درجات عالیہ دیکھو گے کہ ہمارا درجہ زمین پر اقتدار اختیار باطنی ہوگا۔ اور اگر تم رحلت کر گئے تو بروز قیامت ہمارا اقتدار دیکھو گے کہ خداوند عالم نے میں کیا کیا قوتیں اور طاقتیں عطا کی ہیں اور ہماری کیا شان ہے آپ نے فرمایا کہ اے شیخ ہمارے جد نامدار حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ میں تم میں دو گونا گوارہ جبریں چھوڑے جانا ہوں اگر ان دونوں سے متسلک رہے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک میری عزت ہے اور دوسری پیر کتب خدا (قرآن) ہے اس شخص نے کہا اے مولا اس حدیث کو سننے کے بعد میں خوش ہو گیا کہ یہ دونوں چیزیں حوض کوثر تک ساتھ ساتھ ہیں۔ پھر آپ نے سوال کیا اے شیخ کیا تو کوثر کا درہنہ والا اس نے کہا۔ البتہ کوثر کے گرد نواح کے قبروں میں سے ایک قبر کا درہنہ والا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو قبر حسین مظلوم سے کس قدر فاصلہ پر رہتا ہے اس نے عرض کیا کہ زیادہ فاصلہ نہیں ہے بلکہ قبر مبارک کے نزدیک تر رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اے بھائی کیا تو قبر حسین علیہ السلام کی زیارت کو جاتا ہے اس نے عرض کیا مولیٰ بار باریا ت کہ چکا ہوں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں مَا أَضْيَبَ وَ لَكُنْ فَاظِلَّةً وَلَا يَصَابُونَ بِمِثْلِ الْحَسَنِ یعنی کہ اولاد فاطمہ کی کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جیسی کہ حسین پر مصیبتیں پڑی ہیں کہونکہ امام حسینؑ کے ساتھ اپنا رہ بنی ہاشم ایسے شہید ہوتے ہیں کہ جن کی شہادت و نظر دنیا میں نہ نفعی خداوند عالم بہترین جزا دے گا۔ امام حسینؑ اور آپ کے رفقاء اعزاء نے صبر کیا ہے۔ روز قیامت امام حسینؑ وارد میدان قیامت ہونگے اور سر پریدہ آنحضرتؐ کے ہاتھوں پر ہوگا اس وقت آنحضرتؐ بارگاہ خدا میں فریاد کریں گے۔ خداوند امیری امت نے میرے فرزند حسینؑ کو بے گناہ قتل کر ڈالا پس حضرت امام جعفر علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ جن جن خزانہ مکروہ ہے بغیر جزا و جزا مصیبت امام حسینؑ۔ یعنی کہ اپنے عموں میں عم حسینؑ پر گرو

کرے تو انسب و بہتر ہے ان عباسؑ سے روایت ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرتؐ پر وحی کی کہ اے میرے حبیبؐ یہ کئی پیغمبر کے بے گناہ قتل ہونے پر ستر ہزار لوگ قتل کئے گئے اور حسینؑ فرزند فاطمہؑ کے قتل ہونے پر ستر ہزار اور ستر ہزار لوگ قتل کئے جائیں گے۔ ہاں اے دوستوں۔ قتل امام حسینؑ کو فی ایسا قتل نہیں ہے کہ جس کی تلافی ایک دفعہ قاتل کو قتل کر کے ہو سکے۔ اگر دینا سرنگوں پر جاتے تب بھی کما حقہ تلافی ممکن نہیں ہے روایت ہے کہ حضرت صادق آل محمدؑ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شاعر اہلبیتؑ جعفر بن عرفان آئے۔ اور آپؑ نے ان کو یہ تعظیم اپنے پاس جگہ دی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم معلوم ہوا ہے کہ تم مرثیہ امام حسینؑ میں اشعار کہتے ہیں۔ اور خوب کہتے ہیں۔ جعفر نے عرض کیا ہاں مولیٰ ہیں مرثیہ کہتا ہوں۔ ایک علی الاسلام (من کان باکیاً فقد ضیعت عشت) اذ کا منہ واستحلک (چاہتے کہ رونے والے ذاتی اسلام پر گریہ کریں کہ اسلام کے احکام ضائع کر دیتے گئے اور ارکان اسلام غلام بنا دیتے گئے۔ عداۃ حسینؑ للذمّاج ذریۃ وقد نفقت منہ السیوف وعلت عی وہ زمانہ فائز نہیں ہوتا کہ جب چاروں طرف یزیدؑ کی انسان چل رہی تھیں۔ اور یزیدؑ بلند تھے اور اہ یزیدؑ امام حسینؑ کے جسم نازنین پر پڑ رہے تھے۔ اور دشمنوں کی جسم مبارک پر پڑ رہی تھیں کہ خون حسینؑ بے یارب ہوں۔ وعود فی الصحراء لعمراً مبدلاً علیہ عثاق الطیر یاتمت وظلت یہاں تک کہ آپؑ کا بدن مبارک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور یزیدؑ کو بلا پر بکھر گیا۔ اب تنہا رہ گئے۔ اور پرندے ان پر سایہ کر رہے تھے۔ فَمَا نَصَرْتَهُ اُمَّةُ السَّوَادِ دَعَا لَقَدْ ظَهَرَ شَتِ الْاِحْلَامِ مِنْهُ اَوْصَلَتْ اس بدترین گروہ نابالگار نے ان کی یادری نہ کی۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ کو استغاثہ بلند کرنا پڑا۔ ان ظالموں کے ظالمانہ کردار سے عقل کو میراں کر دیا ہے۔ الدیل محو النوارھم

بَاكَفَعُو فَلَا سَبِيحَتٌ تَمْلِكُ الْأَكْفُفَ وَتَشُدُّ يَدِيكَ يَمِينُكَ إِنَّ خَالِمُونَ لَمْ يَمُوتُوا كَوْنِي مَدْرَسَةٍ
 كِي۔ بلکہ خود اس نور کو بجھانے کی کوشش کی۔ ان کے ہاتھ شل ہو جائیں اور کٹ جائیں یعنی کہ
 جن ہاتھوں نے شیعہ امامت کو گل کرنا چاہا وہ شل ہو جائیں گئے۔ وَاَدَّيْهِمُوهُ جَهْرًا اَنَا بِن
 مُحَمَّدٍ فَإِنَّ أَمَّتَهُ مِنْ نَفْسِهِ حَدِيثُ حَلَّتْ اِمَامِ حَمِيْنِ نِيْ بَاوَزِ بَلَنْدِ فَرَمَا يَا اَخْرِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰہُ
 عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرزند میرے جید بزرگوار کے نام پر۔ میرے نانا کی خاطر میری مدد کرو میری نفرت
 کرو۔ اور اپنے ہاتھوں کو روک یعنی ظلم نہ کرو۔ فَمَا حَفِظُوا قُرْبَ الرَّسُولِ فَمَا رَعَوْا وَ
 رَكَّتْ بَعْدَ اَقْدَامِهِمْ وَاسْتَزَكَّتْ اَذْنُهَا حَسْرَةُ الْقَتْلِ اُمَّةٌ جَدَّ
 فِیْ كَوْمَلَا وَذَلَّتْ۔ یعنی کہ حق رسول خدا کی کوئی رعایت نہ کی۔ بلکہ حق رسول خدا
 کو فراموش کر دیا اپنے پیغمبر کے رشتہ داروں اور ان کے فرزند کو قتل کیا۔ اس امت نے
 سخت ترین گناہ کیا ہے۔ جو ناقابل معافی ہے فَلَا قَدَّسَ الرَّحْمٰنُ اُمَّةً
 جَدَّہٗ وَرَاثَہٗی مَا مَتَّ لِّلَالِہِ وَصَلَّتْ لَکُمَا نَجَعَتْ بِنْتُ الرَّسُولِ
 بِنْسِلَہَا دَکَا نَوَاحِمَاۃُ الْعَرَبِ حَیْنَ اسْتَقَلَّتْ یعنی کہ خدا اس امت کو ان کے گناہ
 معاف کر کے پاک نہ کرے۔ یعنی کہ خدا اس گروہ نابکار کو نہ پہنچے۔ ہر چند کہ یہ لوگ حضرت
 امام حسین کو قتل کر رہے تھے حالانکہ نازیں بھی پڑھ رہے تھے اور روڑے رکھتے تھے۔
 بب جعفر مرثیہ پڑھ رہے تو حضرت صادق آل محمد پر گریہ طاری ہوا۔ اور جس قدر مجلس
 عالمی مقام میں لوگ موجود تھے سب ہی روڑے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بچا یہاں ملا لکھ
 موجود تھے اور وہ بھی مرثیہ سن کر روڑے تھے۔ اور فرمایا کہ وہ ہم سے زیادہ روڑے
 تھے۔ اور اے جعفر خدا نے تمہارے لیے بہشت واجب کیا ہے اور تمہارے گناہ بخش
 دیتے ہیں پھر فرمایا اے جعفر اگر تم چاہتے ہو تو اس سے بھی زیادہ فضیلت بیان کروں
 میں نے عرض کیا اے سولی فرمائے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مرثیہ امام حسین میں ایک

شہر پر حکم خود بھی روئے اور لوگوں کو بھی رلاتے تو خدا کی قسم کے گناہ بخش دیگا اور بہشت میں جگہ دے گا۔

بہر حال جب کہ ذکر کیا جا چکا کہ یہ گروہ نابکار حضرت حسین علیہ السلام کو شہید بھی کر رہا تھا۔ نماز بھی پڑھ رہا تھا اور یہ بد بخت روزے بھی رکھتے تھے۔ اور بنی زادیوں کو اس پر کر رہے تھے۔ دل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور دل فاطمہ زہرا زنی ہو رہا تھا۔ اور یزید ملعون نے کونسا ظلم تھا کہ جو ایران اہلیت پر نہیں کیا۔ دربار یزید کو کجا اور بنی زادیاں کجا۔ یزید کجا یزید ملعون نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہاری تین عادتیں بر لاؤں گا۔ ایک ہفتہ کے بعد یزید نے سید سجاد کو طلب کیا اور اس بد نہاد نے محدث کی اور کہا کہ آپ مع اہلیت شام میں رہتے یا مدینہ تشریف لائیں چنانچہ موقوف ہے کہ جب حضرت زید غوث خاتون کو معلوم ہوا کہ یزید نے ہمیں رہا کر دیا ہے فرمایا اے سجاد اس سے کہہ دو کہ اول ہم کو ماتم حسین مظلوم پر کرنے کا موقع دے کہ ہم اپنے شہیدوں پر دل بھر رو سکیں۔ یزید سے حضرت سید سجادؑ نے جا کر کہا کہ ہماری بھوپتی زینب بنت علیؑ فرماتی ہیں کہ ہمیں ایک مکان خالی کراؤ کہ ہم کو بلا کے شہیدوں کا ماتم کریں اس نے ایک مکان مقرر کیا۔ اہلیت اظہار نے ماتمی ہاں کی یعنی سیاہ لباس پہنا۔ اور ملک شام میں جس قدر قریش اور بنی ہاشم تھے وہ ماتم و گریہ و زاری میں شریک اہلیت اظہار ہوئے اور سات روز تک ماتم ہوتا رہا۔ اس نے پھر آنکھیں روز آپ کو طلب کیا۔ اور بہر غرض خواہی کے بعد شام میں رہنے کا ان کو تکلیف دی۔ اور جب اہلیت نے قبول کیا۔ تو اس نے واپس بھیجنے کا انتظام کیا حضرت سید سجادؑ نے فرمایا ہماری تین حاجتوں میں سے اول حاجت یہ ہے کہ تو ہمارے بابا کا سر بریدہ دے تاکہ ہم سب اپنے بدر کے اسر کی ایک مرتبہ آنکھوں زیارت کریں۔ اور سر سطر کو وصال کر لیں۔ اور دوسری ہماری حاجت یہ ہے کہ جو مال دھ

لیا گیا ہے وہ واپس کر دے۔ اور میری حاجت یہ ہے کہ اگر تجھے قتل کر چاہتا ہے تو مجھے
مہلت دے کہ میں ان ایسروں کو مدینہ رسول خدا پہنچا سکوں۔ یزید ملعون نے کہا کہ اسے
علی ابن الحسین، اب تم اپنے بابا کے سر کی زیارت نہیں کر سکیں۔ بعض روایات میں ہے کہ
جب سے ہی اس ملعون نے یہ کہا اس وقت سر مطہر امام حسین طشت میں رکھا ہوا تھا سر مطہر سے
تعلق اور السلام علیکم علی ابن الحسین نے کہا۔ وعلیکم السلام آیت یتیمی علی صغریٰ
اسے بدر بزرگوار آپ نے مجھے صیغہ سخی میں یتیم کر دیا۔ اور اب مجھ میں اور آپ میں جدا ہی
پڑ گئی۔ اور اب میں بسوے حرم رسول خدا ایسروں کو لے کر جا رہا ہوں۔

ابن طاووس فرماتے ہیں کہ یزید نے کہا کہ میں تمہیں قتل نہیں کروں گا اور اب تم عورت
اور بچوں کو لے کر مدینہ چلے جاؤ۔ اور جو مال و متاع لوٹ لیا گیا ہے وہ اپنے خزانے
پورا کروں گا اور اس سے بھی زائد دو لنگا پیرا پنجہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تو ہماری جگہ
کی چادر اور مقنعہ اور ان کا پیرا بن و قلادہ ہمیں دیدے کہ وہ ہماری میراث ہیں اور ہمارے
یہ تبرک ہیں۔ پس یزید نے حکم دیا کہ یہ تمام چیزیں واپس دیں جائیں۔ اور اس کے علاوہ
یزید نے دودیتا بھی دیئے تھے کہ وہ حضرت سید سجاد نے بطور غریب مساکین میں تقسیم کر دیئے
یزید نے حکم دیا کہ ایسروں کو مدینہ واپس پہنچا دیا جائے۔ شیخ مفید و صاحب مناقب روایت
کرتے ہیں کہ نعمان بن بشیر کو ہمراہ کیا۔ اس کے بعد یزید نے بطور رفع اعتراض کیا کہ اخذ الفت
کے ابن سر جانہ (ابن زیاد) پر کہ اس نے حضرت امام حسین کو قتل کر دیا اگر میں اس کی جگہ
کا تو ہرگز ان کے قتل پر رضی نہ ہوتا پھر حضرت سید سجاد سے کہا کہ آپ مجھے ہمیشہ خط تحریر
کیا کریں۔ اور جو حاجت ہو وہ طلب فرمائیں میں پوری کروں گا۔ بعد ازاں جس شخص کو ان کی
رفاقت اور نگہبانی پر مقرر کیا تھا اسے ہلا کر کہا دوران سفر حضرت کو کوئی گزند نہ پہنچے اور جو
کچھ فرمائیں اس پر عمل کیا جائے۔ یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جب یزید نے مال و زمینیں کیا کہ

کہا کہ یہ اس نلام کا عوض ہے کہ جو تم پر ہوئے جناب ام کلثوم نے فرمایا کہ یزید یا یزید
مَا أَقْتَلَ حَيَاتُكَ وَأَضَلَّ دَجَلَتُكَ تَقْتُلُ ابْنِي وَأَهْلِي بَيْتِي وَتُعْطِيَنِي
عَوْدُ ضَرْحُو مَالًا۔

اسے یزید تو کس قدر حیا و شرم سے دور ہے ہمارے بھائیوں اور عزیزوں
کو قتل کر کے کہتا ہے کہ یہ عوض ہے اس فعل کا کہ جو میں نے انجام دیا ہے۔ حالانکہ
تمام دنیا کا معاوضہ ان کے قتل کے بارے میں بھیج ہے بلکہ ان کے جسم مبارک
ایک روٹے کا عوض پوری کائنات نہیں ہے۔

سید ابن طاووس فرماتے ہیں کہ جب امیران اہل بیت رہائی کے بعد
شام سے بطرف عراق روانہ ہوئے اور شام سے باہر نکلے اور عراق کی
سرحد میں داخل ہوئے تو حضرت سید سجادؑ نے اس پاسبان سے کہ جو
بمراہ تھا فرمایا کہ ہمیں پہلے کر بلا لے چلو۔ اور دیوان سے مدینہ کی جانب
روانہ ہونا۔ اس پاسبان نے منظور کر لیا قافلہ کو بلا پہنچا اسی دن حضرت
جابر بن عبد اللہ انصاری علیہ السلام اور گروہ بن ہاشم اور امام حسینؑ کے
اقرباء زیارت قبر مبارک کے لیے آئے تھے۔ جب حضرت جابر بن عبد اللہ
انصاری اور بنی ہاشم نے اسیروں کا قافلہ دیکھا ایک گہرا مہر پر
گب۔ و احسینا و محمد اہ کی صدائیں بلند ہوئیں
یہ بھی واضح رہے کہ جو شخص جس رسم زیارت قبر امام حسینؑ قائم
کی وہ جابر بن عبد اللہ انصاری ہے۔ سب نے قبر حسینؑ مظلوم
پر جی بھر کے ماتم کیا۔ نوحہ دزاری اور فساد کی۔ اور کر بلا کے اس
پاس کے قبروں سے عورت جمع ہو گئیں۔

اور قتل کی زمین ماتم سر ابرہن گئی۔ فَتَحَ لِسَانُ بَنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ - وَهُنَّ
 مِنَ الْكَابَةِ يَزْتَمِنُنَا فَقَدْ نَا هِيْهَتْ قَمَرًا مُضِيًّا
 بنوہر صمدائہ یسندی التائہینکا . . .
 . . . یعنی کہ نبی زادوں نے زبان حال پر نوحہ پڑھا کہ یہاں بدر ٹلک
 امارت ہو گئی تھا کہ جو اپنی ضیاء باریوں سے وادی ضلالت و پر آشوب میں روشنی پھیلانا
 رہا تھا اور اب غروب کر گیا۔ فَقَدْ نَا هِيْهَتْ رُوحًا وَرِيْحًا
 دِیْتُونَا وَتَبِيْنَا اس جگہ روج مالین راحت جان سرور دو عالم اور سرور
 دل مومنان، اور یہ جان پیغمبر اذان زمان گم ہو گیا ہے۔ وَالتِّينَ وَالزَّيْتُونِ
 کہ جسے خدا قرآن میں فرماتا ہے یہی حسین ہے صُحُنَا مَنَ الْحَرَابِ
 عَلُوْجِ حَرْبٍ مُمْنَا شَدَّتْ خِيُولُ الْحَرْبِ فَيُنَا اس جگہ اولاد حرب نے جنگ و جدل
 کی بنیاد رکھی۔ اور ہمیں غارت و برباد کر دیا۔ صُحُنَا ذَرْبُ الْحُسَيْنِ بِسَفِ
 شَمِيرٍ صُنَا قَدْ تَرَبُّوْا مَسْأُ الْحَيْنَا یہی وہ جگہ ہے کہ جہاں شمر و
 اللہ الحرام نے شمشیر بیداد سے کام لیا اور حسین کو ذبح کیا۔ اور امام حسین کی پیشانی
 مبارک خاک آلودہ کی۔ صُحُنَا الْعَبَّاسُ فِيْ يَوْمِ عُبُوسِ حِيَالِ الْمَاءِ
 قَدْ اُمْنِي رَصْحِيْنَا یہ جگہ ہے کہ جہاں عباس ابن امیر المومنین کے کنار
 فرات دست و بازو قائم ہوئے۔ صُحُنَا ذَبَحُوا الرِّضِيْعَ بِسَهْوِ حَقْدِ
 فَمَا رَجَمُوْا صَغَارَ الْمُرَضِعِيْنَا یہ جگہ ہے کہ جہاں ہمارے
 صغیرین پر نشانہ تیر ظلم بنا صُحُنَا قَدْ طَيَّرَتْ اَسْيَافُ حَزُوْرٍ اَكْفَا
 كَفَرَتِيْنِ الْهِنَا فقہینا یہ جگہ ہے کہ جہاں ظلم و جور کی تلوار
 دست باد مبارک قلعے کے آور خدائے اہیں دو پر عطا کئے ہیں۔ صُحُنَا صَبْغَتْ

نَوَاحِيتَا دِمَاعٍ بَنِي امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
یہ جگہ ہے کہ جہاں ہمارے چہرے اور پیشانیاں شہیدوں کے خون سے رنگین ہو
گئیں تھیں۔ صُحْبَا عَلَوْدُسِ بَنِي عَلِيٍّ دَرُوْسِ بَنِي عَقِيلِ
الْعَاقِلِيْنَ یہ بھی وہ جگہ ہے کہ جہاں سر ہاء اولاد امیر المومنین نیزوں پر بلند کئے
گئے۔ اور سر ہاء اولاد عقیل و جعفر نوکِ سنان پر بلند کئے گئے۔ صُحْبَا حَرْقُوْا
حَيَّامَ دَاخِرَ قَوْصَحَادٍ قَبْلَ مَا فِي الْعَاثِرِيْنَ یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں آلِ رسول
کے خیموں کو آگ لگا دی گئی۔ اور مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ اور ہماری چادریں
اتار لی گئیں۔ بعض روایات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ زینب خاتون جب اپنے بھائی
قبر مبارک کے نزدیک گئیں۔ تو آپ نے سر پیٹ لیا اور گریبان چاک کر لیا اور
باوا زین کہار و احسینا و احبیب رسول اللہ یا بن مکہ و یمین
یا بن الزمحرار یا بن علی بن المرتضیٰ ہائے حسین، ہائے ولید و سولحذائے
مکہ و نبی کے وارث اے خاتمہ زہرا کے نور نظر علی کے لال۔ ہائے حسین کہار گر پڑیں۔
حضرت ام کلثوم تے بال پریشان کئے اور کہا۔ اَلْيَوْمَ مَاتَ ابْنُ الْمَرْتَضَى
اَلْيَوْمَ حَلَّ الشَّكْلُ بِالزَّمْهِرِ اس وقت سکینہ و رقیہ اور
تمام حذراتِ گریہ و ماتم کر رہے تھے رجب قیامت خیر کہرام برپا تھا صحرا کہ ہلاکی
فضا ہائے حسین ہائے حسین سے گونج رہی تھی۔ بروایت تین دن اہلیت کے بلا میں ٹھہرے
اور جب وہاں سے رخصت ہونے لگے اور تصور کیا کہ اس پر تحول بیا بان میں تہیہ کیا
کی قبروں پر کون ہے کہ جو شمعِ جلائے گا اس وقت پھر کہرام گریہ بپا ہوا۔ جابر بن عبد اللہ
انصاری اور دیگر نبی ہاشم جو زیارت کے لئے کہلائے تھے حضرت سید سجاد کے ہمراہ ہوئے
ہائے حسینا، ہائے حسینا کہتا ہوا قافلہ کہلائے ہوئے مدینہ روانہ ہوا۔

محمد ابن ابی القاسم طبری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک عالم نے بیان کیا اور انہوں نے طلبہ معونی سے روایت کی ہے۔ رطبہ معونی کہتے ہیں کہ میں جابر ابن عبد اللہ انصاری کے ہمراہ برائے زیارت قبر حسینؑ کر بلا گیا۔ وہاں پہنچنے کے بعد جابر ابن عبد اللہ انصاری نے کنارہ فرات میں غسل کیا۔ اور لباس تبدیل کر کے خوشبو لگا کر قید امام حسینؑ کی طرف چلے۔ ذکر خدا کرتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ قبر مطہر کے نزدیک پہنچے مجھ سے کہا کہ میرا ہاتھ قبر منور تک پہنچا دے۔ میں نے ان کا ہاتھ تھاما اور قبر مبارک پر ہاتھ رکھا رجب انہوں نے قبر مطہر پر اپنا ہاتھ رکھا میں نے دیکھا کہ وہ قبر پر گر پڑے اور عرش کر گئے۔ میں نے ان پر پانی چھڑکا۔ ان کو قدرے ہوش آیا۔ تین مرتبہ کہا۔ یا حسین یا حسین یا حسین اور پھر کہا حَبِيبُ لَا يَجِيبُ حَبِيبَهُ اے حسین محبت میں کیا ہوئی کہ جواب نہ ملے۔ اپنے حبیب کو جواب نہیں دیتے ہیں پکار رہا ہوں اور کوئی جواب نہیں دیتے۔ پس کہا وَ اِنِّیْ لَلْعَبْدِ بِالْجَوَابِ وَقَدْ شُحِطْتُ اُو راجیک علی ثباحہ اشاحک و کُفُو قَ بَیْنِ بَاقِی وَ رَاسِک اے مولیٰ آپ کو نگر جواب دیں کہ خون میں آلودہ ہیں لگی لگی کٹی ہوئی ہیں سر بریدہ جدا ہو گیا ہے۔ ہائے مولیٰ حسینؑ کہا اور روتے روتے بے حال ہو گئے اور زیارت تمام کی اکثر علماء نے فرمایا ہے کہ اہلبیت اطہار شام سے رہا ہونے کے بعد کربلا ہوتے ہوئے مدینہ نہیں گئے ہیں بلکہ شام سے سیدے مدینہ منورہ پہنچے ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ کربلا پہنچنے کے بعد حضرت سید سجاد علیہ السلام نے حکم دیا کہ اب بسوے مدینہ روانہ ہوں۔ اس وقت اسیران اہلبیت نے عجیب درد و یاس کے عالم میں قبر حسینؑ کو دوا کیا۔ امام حسینؑ کی بیٹیوں نے عجیب حسرت و درد کے ساتھ شہیدوں کی قبروں کو رخصت کیا اور کربلا سے کوچ فرمایا۔

سید ابن طاووس نے روایت کی ہے کہ بشیر ابن جزم جو کہ آپ کے ہمراہیوں میں سے تھا

سیدنا سیدنا



۶۰

پودھوں کی طرح

کہتا ہے کہ نبی ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت سید مجاہد علیہ السلام نے ایک جگہ بیروں مدینہ
تسول اجلال فرمایا اور حکم دیا کہ یہاں بیٹھے نصیب کئے جائیں اور تقاضا کی کھڑی کی جائیں۔ پھر
آپ نے مجھ سے فرمایا۔ یا بشیر رَحِمَہُ اللہ اَمَّا کَ لَقَدْ کَانَ شَاعِرًا
فَقَالَ نَقْدًا رُوعَلٰی شَیْءٌ مِنْہُ اے بشیر خدا تیرے باپ پر رحمت نازل
کے تیرا باپ شاعر تھا۔ اپنے باپ کا حصہ تو نے بھی پایا ہے۔ بشیر نے کہا یا بن رسول اللہ
ہاں میں بھی شعر کہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مدینہ میں جا کر حضرت سید الشہداء کا مشیر پڑھے
اہل مدینہ کو ہمارے آنے کی خبر۔ بشیر کہتا ہے کہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ پہنچا اور
مسجد رسول خدا کے قریب پہنچا صدارت گریہ و زاری بلند کی اور یہ اشعار پڑھے۔

یَا اَہْلَی یَتَرَبَّ لَآمَقَامَ لُکُوْہِہَا

قَتَلَ الصَّلیُّنَ فَاَدْمَعٰی مَدَامًا

اے اہل یثرب جگہ (مدینہ) رہنے کے قابل نہیں رہا کیونکہ صلیئین شہید ہو گئے اور اس
سبب سے میری آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ اَلْحَسْبُ مِنْہُ مِکْرٌ بِلَا مَضْرُوجٍ
وَالرَّاسُ مِنْہُ عَلٰی الْقَنَاہِ یُکَادِرُ۔

ان کا بدن مبارک کہ بلا میں درمیان خاک و خون پڑا ہے۔ اور ان کا سر مبارک نیزہ پر
شہر بر شہر بھرایا جا رہا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ علی ابن الصلیئین اور نقیہ اہل بیت تمہارے
قریب آگئے ہیں۔ اور میں ان کا قاصد ہوں میں ہی قتل صلیئین کی خبر سنائے آیا ہوں۔ جب یہ آواں
مدینہ میں بلند ہوئی تمام محذرات نبی ہاشم اور زنانہ ہاجرین پادبر ہنر اپنے اپنے گھروں سے
نکل آئیں اپنے منہ پر طمانچہ مارتی تھیں۔ بال پریشان کے ہوئے تھے۔ سب لوگ میرے پاس
آئے اور پوچھا اے قاصد تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں بشیر ابن جندلم
ہوں۔ نَاعِ نَاعِ فَاَوْجَعَا وَ اَمْرٌ ضَیْنِی نَاعِ نَاعِ فَا فُجِعَا

اور اپنے مولیٰ و آقا حسینؑ کے قتل ہونے کی خبر لیا ہوں۔ اس خبر سے دل بے چین ہو گیا ہے اور مجھے میرے آقا علی ابن الحسینؑ نے تمہارے سب کے پاس بھیجا ہے کہ خبر قتل حسینؑ دوں۔ اور سید سجادؑ مدینہ سے باہر فلاں مقام پر مقیم ہیں۔ فعینننی جودا بالذمورع واسکنا وجود امید مع تعدد معکما و معا۔ پس اے ان کی نیکیاں کریں یعنی تم حسینؑ شہید میں رو اور پے درپے آسوبرسا۔ علیٰ من دصعی عرق الجلیل فزعزعا ما صبح هذا الدین والمجد اجد صحا۔۔۔۔۔ اے آنکھوں آسویہا و اس پر کہ جسکی مصیبت سے عمرش خدا مترزل ہو گیا۔ اور دین رسول خدا تراب ہو گیا۔ بزرگیاں اور شرافتیں باقی ہیں علی ابن نبی اللہ و ابن دصحه وان کان عنا شاخص السدایر امشعا۔۔۔۔۔ اے آنکھوں فرزند رسول خدا پر گریہ کرو وہی خدا کے نور دیدہ کا نام کرو اس پر گریہ وزاری کرو کہ جہاں سے ہمت دور دفن کیا گیا ہے۔ پس لوگوں نے کہا اے قاصد تو نے ہمارا غم و اندوہ تازہ کر دیا۔

فرمنا کہ سب مردوزن روتے پیٹتے، نالہ و فریاد کرتے اس طرف روانہ ہوئے کہ یہاں حضرت سید سجادؑ غم زلن تھے۔ بشیر کہتا ہے کہ میں ہر چند اپنا گھوڑا دوڑاتا تھا مگر کثرت ہجوم سے مجھے راہ نہ ملتی تھی۔ جب میں حضرت علی ابن الحسینؑ کے نزدیک پہنچا میں نے دیکھا کہ آپؑ کی پریٹھے ہیں۔ اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اور چاروں طرف سے صلے گریہ وزاری آرہی ہے۔ مردوزن گروہ درگروہ آرہے ہیں اور حضرت سجاد علیہ السلام کو پرید دیتے ہیں۔ صلے واحسیناہ انا لہ دامطلوماہ واعیریبہ۔ بلند ہے فضاء عالم غلین نظر آرہی ہے۔ آپؑ نے اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ جب گریہ کا ہوش کم ہوا۔ آپؑ نے خطبہ پڑھا اور حمد خدا کے تعالیٰ ادا کی۔ فرمایا میں اس خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں

جو رب العالمین ہے اور رحیم و جان ہے وہی صاحب روز جزا ہے وہی خلاق کائنات ہے۔ اور اس کی معرفت عقل و ادراک سے بالاتر ہے پھر فرمایا کہ حمد کرتا ہوں میں اس کے لئے کہ جس کی طرف سے بندوں کا امتحان لیا جاتا ہے اور انساؤں میں ڈالا جاتا ہے۔ اور غم و اندھ میں دامن مبرا ہمت سے نہیں جاتا ہے۔ اِنَّهَا النَّاسُ قَتَلُوا عَبْدَ اللّٰهِ وَعَدَّتْهُ وَ سَيِّئُ نَتَاجُتْهُ وَصَبِيَّتْهُ وَ اُرْدُوا اِبْرَاحِيْمَ فِي الْبَلَدِ الْاِيْنِ ۔

یعنی کہ میرے بابا ابو عبد اللہ الحسین قتل ہو گئے۔ ان کی عترت و اولاد اور عورتوں کو اسیر بنایا اور لشکر اعدائے سر بریدہ حسین کو نیزے پر بلند کر کے کوفہ سے شام تک ہنر بہنر تشریف لے گئے۔ پس کون ہے کہ جو اس مصیبت کے بعد خوشی کرے۔ چاہیے کہ آنکھیں اشکِ غمین برسائیں۔ اہل آسمان نے اس غم میں سات روز وشب گریہ کیا۔ اِنَّهَا النَّاسُ اَيَّ قَلْبٍ لَا يَتَصَدَّقُ لِقَتْلِهِمْ اَمْ اَيَّ فَوَاحِشٍ لِّمُحِبِّتِ الْاَيُّوْبِ اَيَّا ۔

یعنی کہ کون سا دل ہے کہ اس غم جانکاہ میں شگافتہ نہیں ہوا۔ کون سا دل ہے کہ بابا کو دیکھنے کے لئے بے چین نہیں ہے ہر ایک بابا کی زیارت کا مشتاق ہے کسی کان نے ایسی مصیبت کی خبر نہ سنی ہوگی جو کہ کہ بلا میں ہم پر گزر گئی۔ اِنَّهَا النَّاسُ اَصْبَحْنَا مَطْرُودِيْنَ شَا سِعِيْنِ عِيْنَ الْاَمْصَارِ كَاَنَّا اَوْلَادُ تَرْجِيْ وَ كَاَبِلِ ۔

اے مدینہ والو ہمیں مطرود قرار دیا یعنی کہ راندہ درگاہ تصور کیا حالانکہ گروہ ہفا کا خود ذلیل و رسوا ہوا ہم اگرچہ ہم منہ کرتے تھے کہ شہر شہر مت پھراؤ مگر ہماری آواز پر کسی نے لبیک نہ کہا۔ ہمیں ترک و کابل کے قیدیوں کی طرح اسیر کیا اگرچہ ہمارا کوئی مقصد نہ تھا۔ اگر بخدا آنحضرت ان لوگوں سے اس طرح کے مظالم اور ذلت اور قطع نسل کی سفارش کرتے تب بھی اس سے زیادہ مظالم نہ ہوتے۔ حالانکہ رسول اللہ نے ہمارے اعزاز و کھرام و احترام کرنے کی بابت فرمایا تھا ہماری محورت کو اجہر رسالت

قرار دیا تھا۔ اور ہمارے حقوق کی رعایت کے بارے میں سفارش کی مگر امت نے کوئی حکم رسول نہ مانا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ بس خدا ہی ہمارے صبر پر ہمیں ثواب عطا کرنے والا ہے اور ان ظالموں سے انتقام لینے والا ہے۔ اس وقت صوحان بن معصہ اٹھا کہ مذکر کیا کہ میں زمین گیر ہو گیا ہوں اس سبب سے آپ کی نفرت سے محروم رہا۔ حضرت سید سجاد علیہ السلام نے ان کے عذر کو قبول کر کے اس کے باپ کو کلمہ رحمت کے ساتھ یاد کیا۔

بعض باتوں میں سے یہ بھی ایک ہے کہ جب حضرت محمد ابن حنفیہ کو خیر آمد حضرت امام زین العابدین معلوم ہوتی اور یہ بھی سنا کہ زینب دام کلثوم اسیر ہو کر آئی ہیں۔ بہت تیزی کے ساتھ مدینہ سے باہر اے دیکھا کہ سیاہ علم کھلے ہوئے ہیں اور خیمے حنین سے خالی ہیں۔ دل چاہتا ہے کہ آپ سے عرض کروں۔ اے محمد ابن حنفیہ، اے سپہ سالار ابن ابوطالب، صرف حنین سے رخصہ خالی نہیں ہے بلکہ عباس عمار سے بھی خیمہ خالی ہے۔ نہ کبوترے، نہ قاتے نہ بھانسیں۔ اب تو بنی ہاشم میں زین العابدین اور محمد باقر محمد ابن حنفیہ نے جب سیاہ علم دیکھے گھوڑے سے زمین پر گرے ہائے حنین کہا اور عشق کر گئے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام خود آپ کے نزدیک آئے مبادا ہم محترم ہلاک نہ ہو جائیں۔

حقیقت یہی ہے کہ غلام محمد ابن حنفیہ نے بہر عظیم حد سے کبھر داشت کے بہر جب حضرت محمد ابن حنفیہ کی نظر سید سجاد پر پڑی تو فرمایا۔ یا ابن اخ، یا ابن اخ، ابن قرق عینی ابن ثمرۃ خوادہ۔

اے نور دیدہ برادر اے جگر گوشہ حبیبین، اے مہجانی حبیبین کے جانشین، اے امت کے امام میرے مہجانی حبیبین کہاں ہیں سید سجاد نے فرمایا۔ ”یا عینی“ اے چچا جان میں یتیم ہو گیا ہمارے سارے مرد مارے گئے۔ میں مہجانیوں اور یحیوں

کے بغیر رہ گیا۔ کسی نے ہم پر رحم نہ کیا گروہ نبی امیہ ہمیں قتل کرتے تھے اور خوشیاں مناتے تھے۔ اپنے چچا جان پاپا کو شہید ہوتے دم بھی پانی نہ پلایا۔ یہاں پہنچا تو شہید کیا بعد ازاں حضرت سید بجا علیہ السلام داخل شہر مدینہ ہوئے اس وقت حضرت ام کلثوم نے مدینہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: مَدِينَةُ حَبَدْنَا لَا تَقْبَلُنَا فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاِحْزَانِ جِئْنَا — اے مدینہ تو ہمیں قبول نہ کر ہمیں داخل ہونے کی اجازت نہ دے کہ ہم حسرت و ماس زدہ ہیں۔ اَلَا فَاحْذِرُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنَّا وَاَنْتَا قَدْ فَجَعْنَا فِيْ اَبْنَانَا اَنْ رَّجَا لَنَا بِالطُّفُوْنِ صَرَخِيْ بِلَا رُدُوْسٍ وَقَدْ ذَبَحُوْا الْبَنِيْنَ۔

یعنی کہ کون ہے جو رسول خدا کو خیر کرے کہ ہمیں سب کو بھائی مصلین اور بیٹوں کے غم میں مبتلا رکھیں۔ اور میں اسیر کیا گیا قیدی بنایا اور بھائی مصلین کے سر کو نیزہ پر بلند کر کے شہر شہر پھرایا وَرَهْطُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْحَوْا عَرَايَا بِالطُّوْفِ مَبْدِيْنَا اے رسول خدا آپ کی اولاد کے سر و دل سے چادریں اتار لی گئیں۔ ہمیں بہ ستر سر کیا۔ بھائی کی لاش بے گور و کفن پڑی سہمی۔ وَقَدْ ذَبَحُوا الْحَسِيْنَ وَكُوْنُوْا عُوْدًا جَنَابُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمِنْكَ اے نانا جان آپ کے حسین کو ذبح کر ڈالا اور آپ کی حرمت کا کوئی خیال نہ کیا۔ اَفَا طَمَحُوْا كُوْنُظُرَتْ اِلَى السَّبَايَا نَبَا تِلْكَ فِي الْبِلَادِ مُشْتَقَاتًا ۔ اے مادر گرامی اے فاطمہ زہرا آپ کی بیٹیوں کو اسیر کیا اور مٹو دیا۔ اَفَا طَمَحُوْا لَوْ رَايْتِنَا سَهْمًا رِيْ وَ مِنْ سَهْرِ اللَّيْلِ قَدْ عَيْنُنَا ۔ اے امان جان آپ راہ سفر شام میں ہوتیں تو ملاحظہ فرماتیں کہ ہماری نیندیں اڑ گئی تھیں قریب تھا کہ ہماری بیٹیاں جاتی رہیں۔ فَلَوْ دَامَتْ حَيَاتُكَ لَخَوَّتُنِيْ اِلَى لَيْوْمِ

الْبَقِيَّةُ تَنْدُ بَيْتًا اُگرا ہوا زندہ ہوتی قیامت تک ہمارے
 حال پر آنسو بہاتیں۔ اور اسے مادرِ گرانی آپ کے حسین کو تشہد لب شہید کیا ہے بھائی حسین
 مجھے حسین ماریے گئے۔ آپ کا قائم پامال ہم اسپان ہو گیا شہیدوں کی لاشیں ریگ گرم پر
 پڑی رہیں۔ بہر حال اہل بیت باحال پریشان۔ نوحہ کنان۔ آہ و نادی کرنے ہوئے مدینہ
 میں داخل ہوئے اور حرم رسول خدایہ زینب خاتون نے در مسجد ہر فرد یاد و الحمد اے
 نانا ذرا قبر سے نکلے آپ کی بیٹی اسیر ہو کر آئی درودِ حرم سے رونے کی صدا آ رہی تھی
 قبر مبارک تشریف لے گئی تھی۔

آج قبر مصطفیٰ پر اک ہجوم عام ہے

اگر کسی نہ نیت مدینہ میں پایا کھرام ہے۔

جب اہل بیت اپنے گھروں میں پہنچے تو اپنے مکانوں کو ویران دیکھا اور صاحب
 خانہ کے پیڑ دیکھا۔ مردان اہل بیت بہت زیادہ اے کہ جو رات دن عبادت الہی کیا کرتے
 تھے اور بیچ و شام ان گھروں سے تسبیح و تہلیل بلند ہوتی تھیں یہاں تک کہ گھر کے اندر
 بلند ہو رہی تھیں۔ آنحضرت کے گھر سے کوئی صداے تکبیر و تہلیل بلند نہیں ہو رہی تھی۔ یہ وہ مکان
 تھے کہ جہاں ہمیشہ دنیا والوں کو چاہا ملتی تھی لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی تھیں کبھی ان گھروں
 سے سائل غالی نہیں جاتا تھا۔ فَأَقْوَتْ مِنَ السَّادَاتِ مِنْ آلِ صَاحِبِ الشَّيْخِ
 وَ كَوْنِ جَمْعٍ بَعْدَ الْحُسَيْنِ شَتَائِدًا يَعْنِي اُمَامِ عِلِّينَ كِي شَهَادَاتِ كِي بَعْدِ رِ مَكَانَاتِ
 مَنَازِلِ وَ حِجْرٍ نَرِيحٍ۔ اور نہ اب نرول ملائکہ رہا اس طرح یہ گھر برباد ہوئے کچھ آباد نہ ہو
 سکے۔ اور جو اہل خانہ پھر گئے اب وہ کہاں آسکے ہیں۔ فَعَيْنِي لِقَاتِلِ السَّبْطِ
 عَبْرِي وَلَوْ عَنِّي عَلَى فَقْدِ صَحْوٍ مَا تَنْقُضِي زَفْرًا تَهَا۔
 شہادت سب طعنے میری ہیں ہمیشہ گریاں ہوں گا۔ اور میرا دل غمِ امام حسین شہیدِ مظلوم میں مغرور

سے گار دینا کبھی گو تَصْبِيرٌ عَلٰی الْاَدْنٰی اَمَّا اَنْ
تَقْبَلُوْا اِذَا حَسَرْتُمْ اَمْرًا مِنْ دَلِیْلِکُمْ وَتَمْنٰنِیْنَ اَوْ اِعْدٰ اَهْلَ بَیْتِکُمْ مِّنْ اَمْرِ
سَیِّئٍ لَّکُمْ وَدَاوَتْ لَکُمْ لَیْلًا کَیْ تَمِیْزُکُمْ مِّنْ رَّکَابِہِ وَهَکَاذِیْکَ مَوْلٰی
عَالِمِیَّانِ حَضَرَتْ عَلِیُّ الْعَصْرِ حُجَّةُ بَنِی الْحَسَنِ عَلِیُّ اللّٰہِ فُجِہُ پُرُوْہُ غِیْبَتِ سَے نکلیں گے
اور ظہور فرمائیں گے تاکہ اعداؤں سے انتقام لیں اور ہمارے دلوں کی حسرت پوری ہو۔ امام زمانہ
کا ظہور پُر نور ہو اور ہمیں زیارت نصیب ہو۔ مَوْلٰی زَاکِ الْقُدْرَةِ قُلِّ
الصَّبْرُ کَانَ تَصْنَعُ الْمُتَصَرِّعِ قُوْ غَیْرِ مَا مَوْرِ
عَلِیُّ اَسْوَ اللّٰہِ وَاعْمِدْہَا بِهَامَةِ کُلِّ رَجْسٍ مِّیْدَاعِ اَرْحِ الْبِلَادِ
مِنَ الْفَسَادِ وَقَوِّ بِاَعْبَادِ الْجِهَادِ وَکُنْ لِّذٰلِکَ وَاَسْرَعِ
یَا رَبِّ رَمٰکُمْ عَوٰتِلَہُ وَمَوْبِدًا وَاَزِلْ بِہِ جَوْرَ الْمَعَانِدِ
وَاقْتَعِ۔ مولف کتاب ہذا۔

جناب بن عمر علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ رسالہ شریف بڑی مجلس
کے سامعہ مولوں و مرتب کیا ہے امید ہے کہ قارئین رسالہ اس میں کوئی نعرہ شایان یا پائیں
تو اس سے درگزر کریں گے اور مجھے و ماہِ مقرر سے نوازیں گے۔ اللّٰہم اَعْفِ
عَنْ خَطِیْئَتِنَا وَاثْمَانِنَا وَاخْتِمْ لَنَا بِالْحَسَنِ وَارْزُقْنَا التَّقْوٰی
وَجْعَلْنَا مِنَ الْمُسٰکِیْنِ بَوْلَا یَہُ مُحَمَّدًا وَآلَہُ الطَّاهِرِیْنَ
وَکَانَ الْخَتَامُ فِی یَوْمِ الْعَمِیْسِ الرَّابِعِ وَالْعِشْرِیْنَ بَعْدَ
الْاَلَفِ مِنَ الْهَجْرَةِ الشَّرِیْفَةِ فِی الْقِصْبَةِ الْمَقْدَسَةِ الْحُسَیْنِیَّةِ
عَلٰی سَاکِنِہَا الْاَلَفِ ثَنَاءً وَصَلَوَاتٍ وَتَحِیَّۃً تَمِیْزُ الْکِتَابَ بِعَوْنِ الْمَلٰئِکَ
الْوَحَّابِ عَلٰی یَدِہٖ قُلِّ الْکِتَابِ وَالْعِبَادِ اِبْنِ مُحَمَّدٍ صَادِقِ

محمد علی الخوانساری۔

تاریخ اختتام

جمعرات ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ ہجری

تاریخ ترجمہ کتاب

چهارشنبه ۹ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ ہجری

نظر ثانی محرم ۱۳۱۱ھ ہجری

مترجم

خطیب آل محمد حمزوی سید ظل حسین زیدی سرمدی

